آ

بنام صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر

اسم تاریخی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

کامل

مترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولنا مولوی ... صاحب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ

باہتمام ...

سنہ ۱۹۲۶ء

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے - اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب اخلاق اُردو وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اُردو		بہ تفصیل ذیل	زیر طبع
		(جلد اول) ترجمہ دفتر ۱ و ۲ و ۳ -	″
جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی	۷/	(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶	″
باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش	۲ روپیائی	**شجرۂ معرفت محشی انتخاب مثنوی**	
ذخیرۂ سعادت - ترجمہ بھامنی بلاس کی پستک دو فصل اول و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق مین مولفہ لالہ لالجی صاحب -	۲/	مولانا روم مترجمہ سید غلام حیدر صاحب	زیر طبع
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان	۴/	**ترجمہ غنیۃ الطالبین** - یہ مستند اور مشہور تصنیف ہے جس مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے رموز تصوف موجود ہین اور اسکی ترتیب اس طرح پر کی گئی ہے کہ اصل عبارت عربی ایک کالم مین ہے اور دوسرے مین اُردو ترجمہ دیا گیا ہے -	زیر طبع
بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین	۲/		
آب بجمات - اخلاق و موعظت	۳ روپیہ جب		
		حدیقۃ الاخلاق - اخلاقی نصائح بطرز دلپسند ترجمہ میاباید پسندید نہایت عمدہ کتاب	۱/
	زیر طبع		

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

بنام صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
کتاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ
اسم با مسمیٰ
اردو ترجمہ عوارف المعارف
کامل
یہ ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولینا مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا
اعلان حق

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف مین تصنیف عارف باللہ تعالے
شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالے
اُنکی روح کو پاک اور اُسکی قبر کو منور کرے اور ہم کو اُس سے نفع بخشے آمین۔

ترجمہ مؤلف

حضرت ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اُسکا نام عبد اللہ
ہی لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن نصر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ
صالح پارسا عبادت اور ریاضت مین بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم مجاہدہ اور خلوت مین اُسکے
ہجوم کر آیا اور آخر عمر مین اُسکا مثل اور نظیر نہ تھا اور اُسنے اپنے چچا ابو النجیب سے
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب
پڑھا اور برسون مجلس وعظ آراستہ کی اور بغداد مین شیخ الشیوخ تھا اور اُسکی
تصنیفات اچھی اچھی ہین منجملہ اُنکے کتاب **عوارف المعارف** ہے جو اُن
تصنیفات مین سب سے زیادہ مشہور ہی اور اُسکے کلام صوفیہ مین بہت
اشعار ہین سہروردی مین رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل مین ۵۳۹ہجری مین
پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ ہجری کے آغاز مین بغداد کے اندر وفات پائی اور صبح کو
سہروردیہ مین دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان مین ہی اور اُسی مین عمویہ بھی ہی
عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واد کے سکون اور یاے مثناۃ تحتانی
کے زیر سے اور سہرورد سین کے پیش اور ہاے ہوز کے سکون اور راے
قرشت اور واو ہوز کے زبر اور دوسری راے قرشت کے سکون سے اور اُسکے
آخر مین دال مہملہ ہی اور وہ ایک شہر زنجان کے
پاس عراق عجم سے ہی۔

اللہ

تمام حمد وثنا اللہ تعالی کے لیے ہی بڑی اُسکی شان ہی قوی اُسکی قدرت ہی اُسکا احسان ظاہر اور اُسکی حجت اور برہان روشن ہی جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے یکتا ازل اور ابد مین عظمت کی ردا سے ملبوس ہی نہ وہم وخیال اُسکا مصور ہوتا ہی اور نہ حد ومثال اُسکا حصر کرتا ہی ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی قدرت کا رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہی اور ایسی سطوت کا رکھنے والا جسکی پوری صفت کا رستہ چلنا دشوار ہی تمام کائنات قائل ہی کہ وہ صانع نو ایجاد ہی اور ذرات وجود کے چہرون سے ظاہر ہی کہ وہ انوکھا پیدا کرنے والا ہی عقل انسانی عجز اور نقصان سے نشان دار ہی اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وصف عدماندگی کو اپنے لیے لازم کیے ہوے ہین اُسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پروبال کو جلا دیا اور عزت وجلال سے وہم کے رستون کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے عظمت اور بزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور فضاے جبروت مین فرط ہیبت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر اُلٹی پھر آئی اور عقل نے جو اُسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہوکر واپس آئی پس منزہ اور پاک ہی وہ ذات کہ اگر اُسکی تعریف نہوتی تو معرفت اُسکی مشکل تھی اور اُسکی تحدید اور تکییف عقلون پر متعذر اور متعسر ہوتی بعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور خصائص احسان سے اپنے بندون سے اُنھین مخصوص کیا سو اُنکے قلوب عطیات انس سے مملو ہو گئے اور اُنکے دلون کے آئینے نور قدس سے روشن ہو گئے اسواسطے امداد قدسیہ کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے ورود کے لیے مستعد ہو گئے اور انفاس معطر باذکار سے ہم نشینی اختیار کی اور ظاہر وباطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور ظلمت البشری مین چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریون پر بیٹھے

اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنوں کو
بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہیں ڈالیں اور ملاء اعلیٰ سے اپنی فسانہ خوانی
اور ہم کلامی اختیار کی اور نور عزیز درجۂ اقصیٰ سے زیارتگاہ اور مقام قرب کو اخذ کیا
ارضی اجسام ہیں مگر آسمانی قلوب اُنمیں ہیں صورتیں فرشی مگر ارواح عرشی ہیں اُنکے نفوس
خدمت کی منزلوں سیر کر رہے ہیں اور اُنکی ارواح فضاے قرب میں اُڑ رہی ہیں بندگی میں
اُنکے راستے مشہور اور سنہرے کے بچھیرے اُنکے اطراف زمین میں پھیلے ہوے ہیں ناواقف
اُنکے احوال سے کہتے ہیں کہ وہ گم ہوگئے حال آنکہ وہ گم نہیں ہوے مگر اُنکے احوال بلند
ہوگئے سو اُنھوں نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سو اُنکے تئیں نہ پہونچ سکے
ابدان کے ساتھ دنیا میں ہیں اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہیں
ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہے اور اُنکے دلوں کو نیکی کے خزانوں سے حاجت روائی
ہے خدمت سے شب ہاے تاریک میں چین کرتے ہیں اور طلب کی آتش سے
دوپہر کی پیاس سے مزہ اُٹھاتے ہیں نمازوں کے ساتھ منجانب شہوات تبلی
ہیں اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہے اُنکے چہروں کے
بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشی ٹپکتی ہے اور اُنکے باطن کے اسرار پر
نضارت عرفان غلبہ ہے ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں علماء حقانی اُنمیں سے خلق کی دعوت
کرتے ہیں حسن متابعت سے اُنکو رتبہ دعوت ملا ہے اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
بنائے گئے ہیں اس لیے ہمیشہ خلق میں اُن کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور انوار
اُنکے مشرق اور مغرب میں چمک رہے ہیں جس نے اُنکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پر آگیا
اور جسنے اُنکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے متجاوز ہوا تو اللہ ہی کے لیے حمد و سپاس ہے
کہ اُسنے کیا کیا بندوں کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خصوصیت کے برکات سے جو اہل دوار ہیں
اور درود و رحمت اُسکے نبی اور رسول محمد صلعم پر اور اُسکے آل و اصحاب پر جو بڑے بزرگ ہیں

بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرنا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے شرف احوال جان کر تھی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہی اور اُن دونون کے سبب جو اللہ کریم سے فضل وکرم اُنپر تھے ان سب باتون نے مجھے بر انگیختہ کیا کہ اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ بُرائی دور کرون اور چند باب حقائق اور آداب مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون اُن مقاصد مین جنپر اُنھون نے اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے اُنکے لیے مشعر اُن مطالب مین ہون جنکا اُنھون نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہوگئے ہین احوال اُن کے طرح طرح کے ہین اور اُنکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوے ہین اور اعمال اُنکے فاسد ہوگئے ہین اور جو لوگ اُنکے بزرگون کے اصول نہین جانتے اُنکے دلون مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم نہ کرین اُنکی وقعت کو اور مطعون کرین اس ظن سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور اُنکا تخصص محض اسم کی جانب عائد ہی اور اسمین جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ اُنکے طریقے کی نسبت سے اور اُنکی طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ اُنمین سے ہی اور مجھے اُسمین اللہ کریم سے صحت نیت کی امید ہی اور یہ کہ نیت نفس کے شائبون سے خالص ہو اور جو کچھ اُسمین مجھے اللہ تعالیٰ نے فتح یاب کی ہی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہی اور معرفتیے اور عطیات سے بزرگتر عوارف المعارف ہی اور یہ کتاب کچھ اوپر ساٹھ باب پر مشتمل ہی اور اللہ تعالیٰ مددگار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی منشا مین دوسرا باب حسن اجتماع کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہی تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اُسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہی چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور اُنکے طریق مین جو اختلاف ہی پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہی چھٹا باب وجہ تسمیہ کے

بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے ذکر مین ہی
آٹھوان باب خرقۂ ملامتی کے ذکر اور اُسکے حال کی شرح مین ہی نوان باب
اُن لوگون کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان باب
رتبۂ مشیخت کی شرح مین ہی گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اُسکے متشبہ
کے بیان مین بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین تیرھوان
باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان مین
کہ اہل خانقاہ کو اہل صُفّہ کے ساتھ مشابہت ہی پندرھوان باب اہل خانقاہ
کی خصوصیات مین ہی جو اُنکے باہمی معاہدون مین واقع ہی سولھوان باب
سفر اور مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشایخ مین ہی سترھوان باب
اُن چیزون کے بیان مین ہی کہ فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر
کو حاجت ہی اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ
مین داخل ہو اور اُسکے ادب کیا ہین انیسوان باب صوفی متسبب کے احوال مین ہی بیسوان باب
اُس شخص کے بیان مین جو فتوح سے کھائے اکیسوان باب صوفی مجرد اور متاہل کے
بیان مین بائیسوان باب سماع کی بابت جو قول کہ قبول اور ایثار کے لیے ہی تئیسوان
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و تردید کے لیے ہی چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترفع اور استغنا کی رو سے ہی پچیسوان باب سماع کی بابت جو برو سے ادب و اعتبار
کے ہی چھبیسوان باب اُن چلون کی خاصیت جسکا تعاہد صوفیہ نے کیا ہی ستائیسوان
باب چلون کے فتوح کے بیان مین ہی اٹھائیسوان باب اسکے بیان مین کہ چلون کے اندر
کسطرح داخل ہو انتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق مین ہی تیسوان باب
تفصیل اخلاق کے ذکر مین اکتیسوان باب ادب اور اُسکے مرتبہ مین جو تصوف سے ہی بتیسوان
باب آداب حضرت مین جو اہل قرب کے واسطے ہی تینتیسوان باب طہارت کے آداب

اور اُسکے مقدمات کے بیان مین چونتیسوان باب وضو کے آداب اور اُسکے اسرار کے بیان مین ہی پینتیسوان باب آداب اہل خصوص ورصوفیہ کے بیان مین چھتیسوان باب نماز کی فضیلت اور اُسکی بزرگی شان مین سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین ہی اڑتیسوان باب آداب صلوٰۃ اور اُسکے اسرار کے بیان مین اُنتالیسوان باب روزہ کی فضیلت اور اُسکے حسن اثر کے بیان مین ہی چالیسوان باب احوال صوفیہ کے جو روزہ اور فطار کے اندر ہی اکتالیسوان باب روزہ کے آداب ضروریات روزہ کے ذکر مین ہی بیالیسوان باب طعام کے ذکر اور اُسکی صلاح و فساد مین تینتالیسوان باب کھانے کے آداب مین چوالیسوان باب لباس اور صوفیہ کی نیات اور اُنکے مقاصد کے بیان مین جو لباس کے اندر ہین پینتالیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر مین ہی چھیالیسوان باب اُن اسباب کے بیان مین جو قیام شب کے مددگار ہین سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کے عمل کے آداب مین ہی اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہی اُنچاسوان باب دن کے استقبال اور اُسکے ادب کے بیان مین ہی پچاسوان باب اُن اعمال کے بیان مین جو تمام دن کیے جائین اور تقسیم اوقات کی شرح مین باب اکاونوان آداب کے بیان مین جو مرید کے شیخ کے ساتھ ہین باب باون اُن مراتب مین جنکا برتاو شیخ اپنے اصحاب اور تلامذہ سے کرے باب ترپن صحبت کی حقیقت اور اُسکے خیر و شر کے بیان مین ہی باب چون صحبت اور اخوۃ فی اللہ کے حقوق کے آداب مین باب پچپن آداب صحبت اور اخوت مین ہی باب چھپن اسکے بیان مین کہ انسان معرفت اپنے نفس کی کرے اور اُس سے جو مکاشفات کہ صوفیہ کو ہوے باب ستاون خطرات کی معرفت اور اُسکی تفصیل اور تمیز کے بیان مین ہی باب اٹھاون شرح حال و مقام اور اُنکے درمیانی فرق مین ہی باب اُنسٹھ مقامات کی طرف اشارے مین جو بطور اختصار ہی باب ساٹھ اشارات

مشایخ کے ذکر کے اندر جو مقامات مین علی الترتیب ہی باب اٹھ۲ احوال اور اُنکی شرح
کے ذکر مین باب باسٹھ کلمات اصطلاحی صوفیہ کے اندر جو احوال کی طرف مشیر
ہین باب ترسٹھ کسی قدر ہدایات ونہاتات اور اُنکی صحبت کے بیان مین ہی
سو یہ ابواب مین نے بعون الٰہی لکھے جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور
آداب اخلاق اور عجائب وجدان اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات
دقیق اور لطیف اصطلاحات صوفیہ پر مشتمل ہین پس اُنکے اعلام نسبت وجدان کے
اور نسبت بعرفان کے اور ذوق تحقیق صدق حال کے ساتھ ہین اور وہ تمام وکمال
گفتگو اور بیان مین نہین آتے اسواسطے کہ وہ عطیات ربانی اور مواہب حقانی
ہین جنکو صفائی باطن اور خلوص ضمیر مین اُتارا ہی اور اُسیر کنہ سے اشارہ کرنے کو بہت
گناہ جانا اور عبارت پر جھک پڑا اور اُنکا ہدیہ ارواح نے وانست اور اتیلاف سے
کیا اور اُنکے حقایق دریاے الطاف سے پانی نوش کیا ہی اور حال یہ ہی کہ بہت سے
علوم دقیق اُنکے بوسیدہ ہوگئے جسطرح کہ حقائق اُنکی رسوم کے مٹ گئے اور جنید
رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسون سے تہ ہوکر لپٹ گئی اور
ہم اُسکے حواشی مین کلام کر رہے ہین یہ اُسکا قول اُسکے وقت مین پیدا ہوا حالانکہ علما
سلف اور صلحا رتابعین کے قریب تھا پھر ہمارا کیا حال ہوگا اس قدر زمانہ گذر گیا
اور علما رزاہدین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے
امید ہی حسن قبول سے جہد اور سعی قلیل البضاعۃ کو پسند کرے اور تمام حمد وثنا
خداے پروردگار عالم کے لیے ہی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان مین ہی

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے باسناد روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ تعالےٰ نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہی جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم واقعی مین نے اپنی آنکھون سے لشکر دیکھا ہی اور تحقیق مین برہنہ ڈرانے والا ہون ہان چلو بھاگو اور بچو بہان ذرا نہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہان سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور بچ گئی - اور ایک گروہ نے انمین سے تکذیب کی اور جہان تھے وہین انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے اُنھین اُکھیڑ ڈالا - بس یہ مثل اُن لوگون کی ہی جنھون نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز مین لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہی جنھون نے میرا کہنا نمانا اور جو چیز مین لایا حق سے اُسکو جھٹلایا - اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شے کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینہ کی سی مثل ہی جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

۱ ایام جاہلیت عرب کی رسم تھی کہ کوئی دشمن کا لشکر وغیرہ اگر چڑھ کر آتا تھا تو ایک وہ آدمی جو اسکو دیکھتا اپنے کپڑے اُتار کر اور ہاتھ مین لیکر قوم کی طرف بھاگا چلا آتا تھا جس سے تمام قوم ہوشیار ہو کر اپنا بندوبست کر لیتی تھی اور وہ اسکو گویا ایک نشان مقرر کر رکھا تھا ۱۲

جس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمین خوب گھانس پیدا ہوئی
اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمین کا جھیل اور تالاب تھا اُسمین پانی رُکا اور جمع ہوا تو
اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگون نے خود بھی پانی پیا اور اورون
کو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمین کا اوسر تختہ تھا نہ پانی اُسمین ٹھہرا اور
نہ سبزہ اُسمین جما پس یہ مثل اُسکی ہی جو دین الٰہی مین فقیہہ ہوا اور اُسکو نفع اُس
شے نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسرون
کو بھی علم سکھلایا اور مثل اُس شخص کے جو اس سے متنبہ اور بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالے
کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ مین بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب
صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو بنائے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے
تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع مین ظاہر ہوا پس بعضے
قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثال ہین جسمین سے گھانس اور سبزہ پیدا ہوتا ہی
اور یہ اُسکے مثل ہی کہ فی نفسہ علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے
دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی
اور بعضے قلوب وہ ہین جو اخاذات یعنی تالابون کے مثال ہین اخاذات جمع اخاذہ
کی ہی اور وہ تال اور جھیل ہی جسمین پانی جمع ہوتا ہو پھر صوفیہ اور مشایخ سے علمائے
کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہو گئے اور وہ مزید امتناع کے ساتھ مختص ہوئے
اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مین اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا تو اُنکو مین نے جھیل تالابون کے مثال
پایا اسواسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بن گئے اُس صفائی
کی بدولت جو اُنکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ یعنی سُنین اُسکو یاد رکھنے والے

کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ مین نے
اللہ سے چاہا ہی اے علی کہ ایسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ مین اُسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہین تھی ابو بکر واسطی رحمہ اللہ
نے کہا کہ ایسے کان جنھون نے اللہ سے اُسکے اسرار سُنے اور اُسی نے کہا داعیہ اپنے
اپنے معدن مین ہی کوئی شے اُسمین سوا اسکے نہین ہی جسکو مشاہدہ اُسنے کیا پس وہ خالی
اسکے ماسوا سے ہی درین صورت طبیعتون کا اضطراب ایک قسم کے جہل کے سوا اور کچھ
نہین ہی پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہین اس لیے کہ دنیا کی طرف اُنھون نے رغبت
کم کی بعد ازانکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پرہیز اور تقوی سے
اُنکے نفوس پاک اور زہد سے اُنکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد
کی تحقیق سے نیست اور نابود کر دیا تو اُنکے باطنون کے مسامات کھل گئے اور گوش
دل سے اُنھون نے سُنا اور راسپبر مدد اُنکی دنیا کے زہد نے کی پس علمار تفسیر اور آئمہ حدیث
اور فقہار اسلام نے علم سے کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونون سے احکام کا استنباط
کیا اور نئے نئے معاملون کو اصول نصوص کی جانب راجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے
اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علمار تفسیر نے شناخت کرا دیے وجہ
تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت مین اور صرف نحو کے عجائب غرائب اور
اصول قصص اور اختلاف وجوہ قراءۃ کے اور اسمین بہت کتابین بنا ڈالین تب
اُنکے طریقے سے امت مرحومہ پر علوم قرآنی وسیع اور فصیح ہو گئے اور ائمۂ حدیث
نے احادیث صحیح اور حسن مین تمیز کی اور راویون کے اسمار رجال کی معرفت سے
سبب یکتائے زمانہ ہو گئے اور جرح اور تعدیل کے ساتھ حکم لگائے تاکہ صحیح سقیم سے
جان پڑے اور کج راست سے متمیز ہو کہ اُسکے طریقے سے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مصئون رہے اور فقہا نے اسمین کوشش کی اور جد و جہد کر کے احکام

کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریع اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف
پھیر لائیں علتہائے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ
و احکام سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول
دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہے اور اُنکے علم سے علم فرائض ہے اور
اُس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذلک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور
مضبوط و استوار ہو گئی اور سیدھا سچا دین مستقیم اور قائم ہو گیا اور ہدایت نبوی
مصطفوی بخیدار اور شاخ در شاخ ہو گئی تب قلوب علما کی زمین نے اس وجہ سے کہ
ہدایت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کیے قال
اللہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
آسمان سے پانی پھر بہ نکلے رودخانے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا پانی علم ہے اور رودخانہ قلوب ہیں ابو بکر واسطی نے کہا اللہ اُس سے
راضی ہو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اُسے چشم جلال
سے نظارہ کیا تب وہ حیا کے مارے پانی پانی ہو گیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلوں کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور پُرجلا
ہو گئے اور ابن عطا رح نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے
بندہ کے لیے فرمائی اور یہ اسلیے کہ جب سیلاب رودخانوں میں بہتی ہے تو اُنمیں
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہتی اور سب اپنے ساتھ بہالیجاتی ہے اسیطرح
جب نور کا سیلان ہوتا ہے جیسے بندوں کے لیے فی نفسہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا ہے تو اسمیں
نہ کوئی غفلت باقی رہتی ہے اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہے انزل من السماء ماء یعنی اُتارا
آسمان سے حصہ نور کا فسالت بقدرہا یعنی قلوب میں انوار بہ نکلے جسقدر کہ اُنکے لیے
روز ازل میں اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاء وا اگر کف ہے تو جاتا

رہے گا باطل پھر قلوب روشن اور منور رہو جاتے ہین کہ آئینہ کسی طرح کا میل اور
کوڑا باقی نہین رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ناحق اور ناچیز جاتے رہتے ہین
اور حقیقتین باقی رہتی ہین اور بعضون نے کہا انزل من السماء ماء یعنی اُتارین آسمان
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا پھر
بہ نکلے رود خانہ قلوب علماء تفسیر وحدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
یا کہ بہ نکلے رود خانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہین اور حقایق تقویٰ کو
مضبوط پکڑے ہوے ہین اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن مین لوث دنیا نے محبت کی ہو
زیادہ مال وجاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُسکے دل کا رود خانہ اپنے
موافق بہتا ہو اور علم ایک جزء صالح حاصل کیا اور حقائق علوم سے اُس نے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہین کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہو گیا اور تالاب جھیل بن گیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہو فقہا نے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیہ تو نے کبھی دیکھا ہو
فقیہ وہی ہو جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو پس صوفیہ نے علم درست سے حصہ حاصل
کیا پس اُنکو علم درست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پھر جب اُنھون نے عمل کیا ان
چیزون پر جنکا اُنھین علم ہوا تو عمل نے اُنکو علم وراثت کا فائدہ دیا پس وہ سب
علما کے شریک اُنکے علوم مین ہین اور زاید علوم کے سبب اُنسے ممتاز ہو گئے
اور وہ علوم وراثۃ ہین اور علم وراثت تفقہ علم مین ہو قال اللہ تعالیٰ فلولا نفر من کل
فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم یعنی اللہ تعالےٰ
نے فرمایا سو کیون نہین نکلے اُسکے ہر ایک فرقہ مین سے ایک جماعت تاکہ تفقہ حاصل
کرین دین مین اور آگاہ کرین اور خوف دلائین اپنی قوم کو جبکہ پھرین اُنکے پاس وہ
آوین پس انذار فقہ سے مستفاد ہو اور انذار زندہ کرنا ان لوگون کا ہو جو ڈراسئے

گئے ہین علم کے آب حیات سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا رتبہ اُس شخص کا ہی جو دین
مین فقیہ ہو تو تفقہ دین مین اعلیٰ اور اکمل مراتب سے ہوا اور وہ علم ایسے عالم
کا ہی جو دنیا کی طرف راغب نہوا اور ایسے متقی پرہیزگار کا جو اپنے علم کے باعث تریہ
انداز کو پہونچتا ہی اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کی اول دردگاہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ علم اور ہدایت اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوئی پھر اسکے ساتھ
وہ توانا اور موٹا تازہ ظاہر اور باطن مین ہوگیا اور اُسکی توانائی اور تندرستی سے
دین قوی پشت ہوگیا اور دین انقیاد و خضوع یعنی فروتنی اور تواضع ہی کہ دونون
سے مشتق ہوا پس جو چیز کہ پست ہوئی وہ ادون ہی تو دین یہ ہی کہ انسان اپنے
نفس کو پست اپنے رب کے واسطے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ راستہ بنا دیا
تمھارے لیے دین مین وہی جو نوح علیہ السلام کو اُسکے ساتھ نصیحت کی اور جو کچھ
کہ تیری طرف ہم نے وحی بھیجی اور جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ
علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اُسمین تفرقہ نہ ڈالو کہ دین مین تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہوجاتی ہی اور علم کی تروتازگی اُنسے دور ہوتی ہی
اور نضارہ جو ظاہر مین ہوتی ہی اعضا کی زیب و زینت سے اسطرح پر کہ نفس و مال
مین انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہی
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے مین ایک دریا کی مثال ہی پس قلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وحی کے ساتھ بحر مواج ہوگیا پھر اُسکے بحر قلب سے نفس
تلک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم وحی کی تروتازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پھوٹ کر جا ملی
اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہوگئے پس ہرگاہ کہ ہرطرح کی ترو
تازگی سے لبریز اور ہرے بھرے ہوگئے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو خلق کی طرف

بھیجا تب تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے کہ ساتھ علوم کے زور کے پانی سے لہریں مارنے والا تھا فہوم کی نہریں اُسکے سامنے آئیں اور ہر ایک نہریں اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا وہی فقہ دین ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا نہیں عبادت کی گئی اللہ عز و جل کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلیٰ اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا بہت بھاری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہی اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی اور امیر معاویہؓ نے خطبہ پڑھتے ہوے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہی اسکو دین میں فقیہ کر دیتا ہی اور ہر آئینہ میں فقط قاسم ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و باطل کو دیکھا اور اُسکو ہدایت کی امتیاز غوایت سے ہوئی اور جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا حسبی حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہو گیا اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ و تعالےٰ نے فقہ قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لایفقہون بہا یعنی اُنکے دل ایسے ہیں کہ آیات قرآنی کو اُنکے ساتھ نہیں سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوے تو اُنھیں علم ہوا اور جب اُنھیں علم ہوا تو اُنھوں نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی اور جب وہ عارف ہوے تو ہدایت ہو گئے اسواسطے جو کوئی پڑھکر فقیہ ہوا تو اُسکو

بڑا اسریع الاجابت۔ اور بہت ہی مطیع دین کے معالم اور نشانات اور نور یقین کا بڑا حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کے لیے ہی اور معرفت اس جملہ کی تمیز اور امتیاز ہی اور ہدیٰ یعنی راہ راست پانا قلوب کا وجدان اور پالینا اسکا ہی تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدے والعلم یعنی مثل اُس شے کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور وہ ہدیٰ اور علم ہی تو آپ نے خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تھا ہادی اور رھادی اور علم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُن دونوں ہدیٰ اور علم سے ایک وراثت مرکبہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام سے ہے اس طرح پر کہ سکھلائے اُنکو سب اسما اور نام اور نشان سب اشیاء کے پس تکرم کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے اور فرمایا او تعالیٰ نے علم الانسان مالم یعلم یعنی انسان کو سکھلادیا جو کچھ وہ نہین جانتا تھا پھر آدم مین جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو حاصل اُن سے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت ورافت ولطف اور حب و بغض فرح اور غم اور رضا و غضب اور کیاست بعد اُسکے ان سب کے استعمال کا اُس سے اقتضا کیا اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسنے پائی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے جو اسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اُمت کی طرف اُس نور کے ساتھ جو ورثہ مین ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائتیا طوعًا او کرہًا یعنی آؤ تم دونون خواہ نخواہ کہا اُن دونون نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبرداری حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان سے اُس مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور ہر آئینہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ مین تھی پس بعض علما نے کہا یہ قول اشعار کرتا ہی کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفےٰ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدایش مین اصل ٹھہرے اور سب کائنات اُنکی تبع و پیرو ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور بعضے روایت مین ہی روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے آپ کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہی اور ذرہ اُسکا ام الخیفہ ہی اور تربت شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی وہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی بھر آیا تو کف اطراف وجوانب مین پھینک دیا پس جوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل اُسکی تربت کے مدینہ مین ہی اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدایش آپ کی مکہ مین اور تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی یعنی اور جس وقت تیرے پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات اُنکی اور اقرار اُنسے لیا اُنکی ذاتون پر کیا مین تمھارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کے مسامات سے پس وہ نکلین جیسے پسینہ نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ ملا تھا تو فعل کی نسبت سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی ہین شمار کیا جسطرح زمین پیمایش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی معرفہ کے برابر مکہ اور طائف کے بیچ مین ہی یہ جب خطاب ذریات سے کیا اور بلی کے ساتھ انھون نے جواب دیا تو اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی

لکھی اور سنگ اسود مین اُسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہے جواب
دینے والا تھا زمین سے اور علوم وہدیٰ آمین دو جز ملے جلے معجون ہین تو بھیجا علم اور
ہدی کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خدا داد تھے اور کہا گیا ہے کہ جب
اللہ تعالی نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونون زمین سے مٹھی بھر لاوین
تو زمین نے انکار کیا حتی کہ اللہ تعالی نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی
بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اُسکے
دونون قدم کے درمیان ہوگئی اور بعضی زمین اُسکے قدمون کی جگہون کے درمیان
آگئی تو نفس اُس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہوگیا اور
بعضی زمین کہ اُس تک ابلیس کا قدم نہین پہونچا تو اس مٹی سے انبیا اور اولیا
کی اصل ہے اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالی تھا عزرائیل
کی مٹھی مین سے کہ نہین چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جہل کا حصہ
نہین پہونچا بلکہ وہ مسلوب الجہل اور علم سے کثیر الحظ ہو گیا پس اللہ تعالی نے
اُسکو علم وہدی کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے
نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت مین مناسبت واقع
ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی درین حالت جو کوئی طہارت
طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم وہدی
سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت مین تھے تو اُنھین نے بڑا حصہ علم سے
حاصل کیا اور باطن انکے جھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُسپر عمل کیا
جیسے وہ تالاب کہ اُنسے پانی بھی پیتے ہین اور کھیتیان بھی سینچی جاتی ہین اور اساس
تقوی کے احکام سے اُنھون نے علم دراست اور علم وراثت کے فائدون کو باہم جمع
کردیا اور جب نفوس پاک اور مزکے ہوگئے تو اُنکے قلوب کے آئینہ تقوی کے صیقل سے

مجلےٰ ہوگئے تب اُنمین صور اشیا اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہوگئین تو دنیا اپنی قبح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن سے جلوہ گر ہوئی اُسے طلب کیا پھر جبکہ دنیا مین اُنھون نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنون مین انواع واقسام کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم دراست کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور سمجھ لیجے کہ جو احوال بلند اس کتاب مین ہم صوفیہ کی طرف نسوب کرین وہ احوال مقربین ہین اور اصل صوفی مقرب ہی اور قرآن مین اسم صوفی نہین ہی اور صوفی کا اسم ترک ہی اور رکھا گیا ہی مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اُسکے باب مین کرینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق وغرب مین نہین جانا اور پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہی اور بہت سے حضرات مقربین بلاد عرب اور ترکستان اور ماوراء النہر مین موجود ہین اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہین ہین ہیں واسطے کہ لباس صوفیہ نہین پہنتے اور الفاظ مین کچھ منع اور حذر نہین ہی تو معلوم رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہین پس مشایخ صوفیہ وہ ہین جنکے اسمار طبقات اور غیر ذالک کل کتابون مین ہین کہ مقربین کے طریق پر تھے اور اُنکے علوم احوال مقربین کے علوم مین اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام ملک سے مطلع ہوا تو وہ متصوف ہین جبتک کہ اُنکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال نہین ہوا پھر جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہوگیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان دونون کے سوا جو اس قسم کے ہین کہ انکے لباس اور نسبت سے ممتاز ہین وہ متشبہ ہین اور ہر ایک فی علم کے اوپر ایک علیم ہی

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ تخصیص کے بیان مین

زید بن ثابت سے روایت ہی کہ سُنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اُس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھ سے سنی پھر اُس نے یاد رکھی حتےٰ کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی پس بہت سے حامل ہین کہ

اُنھون نے جانا اور پوچھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہی اور بہت سے جاہل ہین کہ اُنھون نے جانا اور وہ فقیہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی قال اللہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سنے اور حق کے ساتھ اُسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہوگئی تو وہ حسن استماع پر قدرت نہین رکھتا تو صوفیہ اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالیٰ کا اور رسائل اُسکے اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے اُنھین کے واسطے ہین تو اُنھون نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالیٰ شانہ علم کے دریاؤن مین سے ایک دریا ہی اُن باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اُسکی طرف عمل سے بلاتی ہی اور دیکھا اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اُس صفت کا کہ آپ اُسکے ساتھ ہوا سے نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہی استماع اُسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور مہتم بالشان استعداد استماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوۃ کے دروازہ کھٹکھٹانا اور رغبت اور غوث کی برکت کا تنزل کرتا ہی اور دیکھا کہ وسوسے وخانات ہین جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھنے والے ہین اور عفونت ہی جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہوجاتی ہی اور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جو ہوا وہوس کی لپیٹ اور

تباہی کی الیسیٹ ہین ایندہن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب اُسکے سبب زیادہ تنگی کو پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑ دیا اور اپنی رغبت کو اُسکی طرف سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہوگیئن اور شعلہ اُسکے بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہوگیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم کے موقعون مین ہوے اور صفائی فہم کی اُسکے گھاٹون پر آموجود ہوئی پھر جب کہ وہ حاضر ہوئے تو سماعت کی حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر اور متوجہ تھا حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب اللہ تعالی کے ساتھ حاضر ہو کہ ایک آن اور ایک لحظہ اُس سے غافل نہین ہوتا حضرت یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب ہین ایک قلب ہو جو دنیا کے اشغال سے بھر گیا ہو حتی کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آئی تو وہ صاحب دل نہین جانتا کہ وہ کیا کرے اس باعث کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہو اور ایک قلب وہ ہو کہ آخرت کے احوال سے پُر ہوگیا حتی کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اِس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف جاتا رہا ہو تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہو ان جمے ہوے فہمون کی برکت مین اور اُن اشغال فانی کی شامت مین جنکے باعث تو طاعۃ الٰہی سے ٹھٹک رہا بعض صوفیہ نے کہا ہو لمن کان لہ قلب سلیم من الاعراض والامراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور نے کہا کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی خطرہ نہو اور پڑھا الغی الیک قلوبا طالما مطلت + سحائب الوحی فیہا ابحر الحکم + یعنے مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سنادنی جنپے وحی کے ایسے بادل برسا دیے

کہ اُنمین حکمت کے دریا بھرے ہوے ہین اور ابن عطار نے کہا ایک وہ قلب ہی جسنے
ملاحظہ حق چشم تعظیم سے کیا اور اُسکے لیے گداز ہو گیا اور ما سوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالےٰ
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لذکری یعنی البتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہی
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے لیے جنکو قلب حاصل ہی یعنی روز ازل
مین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اومن کان میتًا فاحیینا ہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُسی کو واسطی نے کہا ہی کہ مشاہدہ غافل کر دیتا ہی
اور پردہ داری فہم و ادراک دیتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک شے کی تجلی کی تو
وہ شے اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہی اور یہ جو واسطی نے کہا
بہت قومون کے حق مین صحیح ہی اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہی اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہو جاتے
ہین تو موضع فہم کا بات جیت کا محل ہی اور وہ سمع قلب ہی اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہی اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی اور بصر کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہی سمع اُسکی اُسکے بصر مین غائب ہو جاتی ہی اور
جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہو اُسکی سمع غائب اُسکے بصر مین نہین ہوتی
اسواسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہین اور ظروف وجود ہی سے جو بات سمجھنے کے
قابل ہی سمجھتا ہی سبب یہ ہی کہ فہم الہام و سماع کا درودگاہ ہی اور الہام و سماع دونون
ظروف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود وہی دوسری آفرینش کی پیدایش ہی اُس
شخص کے لیے جو مقام صحو مین متمکن اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو نور مشاہدہ
کے لمعان سے لاشئے اور منعدم ہو جاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنا کی گذرگاہ سے
بڑھکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن شمعون نے کہا کہ ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ آداب خدمت اور آداب قلب کو جانتا ہو

اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رُکا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا اور جو کوئی اُس چیز کا خواہش مند ہوا جو اُسے ادب سے نہین آیا بعد ازانکہ وہ مشغول اُسمین ہوا جو پایا تو اُسنے دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیری اُس چیز سے جو دفا کے وقت اُسنے بڑھکر پہلے ہی بخشش کی اُسوقت پورا ادب پالیا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہے تو جتنا شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندون کے لیے ہی مُردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہر آئینہ تو مردون کو نہین سنا سکتا سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہی قلب نرم اور تنگ ہی اسمین خطرات ذمیمہ اثر کرتے ہین اور تھوڑے کا اثر اُسپر بہت ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہولہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہین جو اُسی کے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا ہی نہین پھر اگر بندہ ہو مستمع اللہ تعالیٰ کی باتون کا تو بہتر ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین نے کہا ہی کہ مبصرون کی بصارت اور عارفین کی معرفت اور علماء ربانی کا نور اور گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ اُن دونون کے مابین ہی کائنات حادث سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہو یا کہ وہ کان سُننے کے واسطے لگاتا ہو اور ابن عطا نے کہا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی

اور مشاہدہ اور اُس سے خطرہ اور فترت کے سبب غائب نہین ہوتا تو اُسکے ساتھ سُنتا ہی بلکہ اُس سے سُنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی شہادت کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب اُسے دیدۂ خیال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا تعبیر کہ اللہ تعالے کے ساتھ تجرید اور تفرید پر قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے ساتھ مشغول نہو اور نہ ماسوے اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساری دنیا سے مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوے اور بصر اُسکی حاضر ہو پھر اُسنے سُنی مسموعات اور دیکھی مبصرات اور سامنے ہوا مشہودات کی اپنے اللہ کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کل اشیا اللہ تعالی کے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سُنا اور دیکھا تب اُن سب کو دیکھا اور سُنا اور اُنکی تفصیلون کو نہ سُنا اور نہ مشاہدہ کیا اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت سے مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوئین اور اللہ تعالی عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور ہر آئینہ بعضے حکمانے سماعت مین تفاوت انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لے کر نکلا تو اپنا کف دست اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرندے آن گرے اور اُسے اُچک گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشت ہی جسپر تھوڑی مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہان تلک کہ جب اُسکے ریشہ پتھر تک پہونچے تو کوئی راستہ اور منفذ نہ پایا جسمین آسانی اُترے تو سوکھ گیا اور اُسمین کچھ بنجر زمین مین گرا جسمین کانٹے اوگے ہوے تھے پھر وہ جاہی گاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبا یا پھر اُسکو تباہ اور خراب کر دیا اور اُس سے مل جل گیا اور کچھ اُسمین سے بنجر زمین مین گرا

کہ نہ وہ رستہ پر تھے اور نہ پتھر پر اور نہ اُسمین خار تھے اور وہ اچھا اور بڑھا اور اچھا خاصہ
ہوا تو کسان کی مثل ایک حکیم کی ہی اور بیج کی مثل صواب کلام کی سی مثل ہی اور جو راستہ
کے اوپر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سُنتا ہی اور اُسکا ارادہ اُسکے
سُننے کا نہین ہی پھر تھوڑی دیر نہین گذرتی کہ شیطان اُسکو اُڑا لیجاتا ہی اُسکے قلب سے اور
اُسکو بھلا دیتا ہی اور جو صاف ہموار پتھر پر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو اُسکو اچھا
اور مستحسن سمجھتا ہی اُسکے بعد کلمہ قلب تک پہونچتا ہی جسمین کچھ عزم اور ارادہ عمل کرنے پر نہین ہی
تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہی اور جو بنجر زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے
شخص کی ہی جو کلام کو سُنتا ہی اور اُسپر عمل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہی تو جسوقت اُسکے
شہوات پیش آئین تو عمل کرنے کے ارادہ سے اُسکو روک دیا پھر اُسکے عمل کی جو نیت کی
غلبہ شہوات سے متروک ہو گئی جیسے وہ درخت کہ اُسکا گلا کانٹون نے دبایا اور بنجر زمین
جو گرا اُسکی مثال ایسے مستمع کی ہی جو نیت اُسکے عمل کی کرتا ہی تو اُسکو سمجھتا ہی اور اُسپر عمل
کرتا ہی اور اپنی ہوائے نفسانی سے کنارہ اور یہ جسنے ہوا سے علیحدگی اختیار کی اور راہ
رست کے ڈھرے پر چلا وہ صوفی ہی اسواسطے کہ ہوا و ہوس کے اندر حلاوت اور مزہ
ہی اور نفس کو جب ہوا کے چسکے لگ گئے تو اُسکی طرف مائل ہوتا ہی اور لذت پاتا ہی
اور ہوا سے مستلذ ازدہی ہی جو کھیتی کا گلا کانٹے کی طرح دبا جاتا ہی اور صوفی کا قلب تو
اُسکے حب صافی کی حلاوت سے بھانی ہوتی ہی اور حب صافی تعلق روح حضرت الوہیت
سے ہی اور حضرت الوہیت کی طرف جو روح متجذب داعیہ حب سے ہوتی ہی اُسکی قوت
سے قلب اور نفس پیچھے اُسکے لگے جاتے ہین اور حضرت الوہیت کی محبت کی حلاوت
ہوا کے مزہ پر غالب آتی ہی اسواسطے کہ حلاوت ہوا کی ایک ناپاک درخت کی مثال ہی
جو زمین کے اوپر جڑ پیڑ سے اُکھڑ گیا کسی طرح کا اُسے قرار اور ٹھہراؤ نہین ہی اس
سبب سے کہ حد نفس سے آگے نہین بڑھ سکتا اور محبت کی حلاوت ایک ستھرے پاک

درخت کی مثال ہی جسکی پتال مین جڑ ہی اور ڈالیان اُسکی آسمان سے جالگین وجہ یہ
کہ وہ روح مین جڑ پکڑے ہوے ہی ڈالی اُسکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی اور رگ و ریشہ
اُسکے نفس کے زمین مین گھسے ہوے ہین تو جب اُسنے قرآن شریف کا ایک کلمہ
سُنا یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو شراب کیطرح اُسکو روح قلب
اور نفس پی جاتا ہی اور اُسپر ہمہ تن فدا اور تصدق ہوجاتا ہی اور کہتا ہی ~~ع~~

	اظلمت لمیا رجرت فیک ار دانا		اشم منک نسیما لست اعرفہ	

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان
مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اسنے آستین تجھسے ملی ہین پھر اسمین کلمہ ہی کلمہ
بس جاتا ہی اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہوجاتا ہی تب وہ حالت
ہوجاتی ہی کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی شعر

	او تذکرتم فکلی قلوب +		ان تاملتکم فکلی عیون +	

یعنی اگر مین نظر تمھاری طرف کرون تو سراپا چشم ہون یا کھین یاد کرون تو ہمہ تن
دل ہون اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو
سنتے ہین پھر اسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت
کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی ادب اور عقل کے سو جزر
ہین اُنمین سے ننانوے جزر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہین اور ایک جزر تمام
مومنون مین ہی اور وہ جز جو کل مومنین مین ہی ایکسو حصون مین تقسیم ہی تو ایک حصہ
جسمین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اسکی ہی کہ لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ
یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور ہر آئینہ محمد رسول اللہ کے ہین اور بیس حصہ جو
باقی رہے وہ کتنے بڑھے ہوے ہین اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر
بعضون نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار

ہی یعنی احسن اور خوبتر دہی ہی جسکو آپ لائے اسواسطے کہ ہرگاہ اُسکو صحبت تمکین اور
قرب استقرار قبل از آفرینش دنیا حاصل ہوا تو سب احوال اُسپر انوار ظاہر ہوے
اور آپ کے ہمراہ احسن الخطاب تھا اور تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی کیا
تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون
یعنی وجود اور پیدایش مین ہم آخر ہین اور محل قدس کے فضل مین خطاب اول کے
لائق ہین اور فرمایا ہی اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمھین بلائین
اُس چیز کے لیے جو تمھاری زندگی کی باعث ہی جنید علیہ الرحمۃ نے کہا ہی اُن لوگون
نے اپنی طرف دم کھینچا اور خوشبو لی اُس شے کی جسکی طرف اُنھین بلایا پھر شتابی کی
اُن تعلقات کے دور کرنے مین جو اُنھین شغل مین لگائے رکھتے تھے اور بار رسائی
کے ملنے پر نفوس سے ٹوٹ پڑے اور شدتون کی تلخی چکھی اور معاملہ مین اللہ سے سچے
رہے اور حسن ادب سے اُن کامون مین رہے جسکی طرف اُنھون نے توجہ کی اور مصیبتین
اُنپر آسان ہوگئین اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے
کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتون کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پاگئے اُس زندہ
کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہے گا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اُسکی
حیات صفائی اُسکے ہر ایک معنون سے لفظاً اور فعلاً ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی
استجابت کرو تم اللہ تعالی کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے
لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہی اور قلوب کی حیات مشاہدۂ غیوب سے ہی اور اللہ تعالی سے شرم کرنا تقصیر کے دیکھنے
سے ہی اور ابن عطا نے فرمایا اس آیت مین استجابت چار وجہ پر ہی اُسمین کے اول
توحید کی اجابت ہی اور دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چوتھے اجابت تقریب

ہی اور استجابت بقدر سماع اور سماع بحیثیت فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام ہی اور
معرفت کلام علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہی اور وجوہ فہم کے غیر محصور ہین ہس لیے کہ
وجوہ کلام غیر محصور ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرے
کے لیے بنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائین پس اللہ تعالیٰ کے
واسطے ہر ایک کلمہ مین قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہین کہ اُسکے پہلے دریا کے دریا چک
جائین اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہین اگر
نظر وسعت علم پر کرین حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ وہ اس حدیث کو حضرت
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہین
ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہی اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہی اور
ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہی اور وہی کہتا ہی مین نے کہا اے ابا سعید مطلع کیا چیز ہی
کہا طلوع کرتی ہی وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کہ حسن کا
یہ قول اسکے سوا نہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہی ابو عبید نے کہا
میرا گمان ہی کہ حجاج نے شعبہ سے اُسنے عمرو بن مرۃ سے اُسنے عبد اللہ بن مسعود سے
فرمایا کوئی حرف یا آیت نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے
ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور گھاٹی ہی کہ اُسپر اپنے
علم کی معرفت سے چڑھتا ہی پس مطلع فہم ہی کہ اللہ تعالیٰ کھولتا ہی ہر قلب پر جسے
رزق نور سے دیتا ہی اور ظہر و بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا ایک قوم
نے کہا کہ ظہر لفظ قرآن اور بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا کہ ظہر قصہ
کی صورت ہی اُس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی اپنے عتاب سے کسی قوم
پر اور عقاب سے جو اُنپر ہوگا تو اسکا ظاہر خبر کا اُس سے دینا ہی اور اُسکا باطن
نصیحت اور تنبیہ ہی اُس شخص کے لیے جو قرارت کرتا اور امت سے سماعت

کرتا ہی اور بعض نے کہا ظاہر اُسکا اُتارنا اُسکا ہی جسپر ایمان لانا واجب ہی اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہونا ہی اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہی جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
حق سبحانہ تعالی نے ورتل القران ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیب
سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اسمین فکر کرنا ہی اسد تعالی نے فرمایا ہی کہ ایک
کتاب ہی جسے تیری طرف ہم نے اُتارا ہی برکت والی ہی تا کہ اُسکی آیتون مین
مآل اندیشی کرین اور نصیحت لین وہ لوگ جو دانش مند ہین اور بعض نے کہا کہ لکل
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہی تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہی تجاوز نہ کرے
اور تفسیر مین سُنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہی پس
تفسیر علم ہی آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے آیت
اُتری اور یہ جو تفسیر ہی اُسمین کچھ کافہ خلق کو کہنا حرام ہی اور ممنوع مگر سماع اور آثار
سلف سے جائز ہی اور تاویل آیت کا پھیرنا ہی ایک معنی کی طرف جسکا احتمال اسمین
ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہی کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی معہ دل کے طرح طرح کے حال کے ساتھ ہی اُس بیان کے برابر جو ہم نے صفا
فہم اور رتبہ معرفت اور منصب قرب آلہی سے ذکر کیا ہی ابوالدرداء نے کہا کوئی شخص
پورا فقیہ نہین ہوتا حتی کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی اچنبھے کا قول ہی
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہین مگر یہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہی ہر طالب صاحب ہمت
کو اُسپر کہ اپنے دل سے موارد کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے اسرار پوشیدہ کو سمجھے درین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بےغم اور
ماسوا اللہ سے فارغ دل کمال ہی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہی اور ہر مرتبہ تلاوت
مین نیا مطلع اور فہم تازہ مرتب وہ ہی اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نرالا ہی تو اُنکا عمل

فہم عمل کی طرف بُلاتا ہی اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب مین کھینچتا ہے
تو فہم سے علم ہی اور علم سے عمل اور علم و عمل تو اسمین باری باری سے آتے ہین اور یہ عمل
اب وہی قلوب کا عمل ہی اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہی اور اعمال قلوب اپنی
لطافت اور صداقت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہین اسواسطے کہ وہ نیات اور
ضمیر اور تعلقات روحیہ اور تاویلات دلی اور افسانہ گوئی مخفی ہین اور جب کبھی ان
اعمال سے کوئی عمل کرتے ہین علم سے ایک علم اُنکا بلند ہوتا ہی اور ایک مطلع جدید پر
فہم آیت سے طلوع کرتے ہین اور میرے سر باطن مین یہ بات کھٹکتی ہی کہ مطلع سے نہ یہ مراد
ہی کہ وہ صفائے فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور راز سربستہ پر آگاہ ہونے سے ہی
ولیکن مطلع یہ ہی کہ ہر ہر آیت پر اُسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے اسمین
اوصاف اُسکے سے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت امانت رکھی ہوئی ہی
تو اُسکے لیے تجلیات آیتون کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے ہین اور آئینہ
اُسکے لئے بنجاتے ہین جو عظمت و جلال سے خبر دیتے ہین اور یہ آئینہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی اپنے بندون
کے لیے اپنے کلام مین متجلی ہوا ہی مگر وہ نہین دیکھتے پس ہر ایک آیت کے
لیے اس وجہ سے مطلع ہی تو حد حد کلام ہی اور مطلع حد کلام سے شہود متکلم کی
طرف ترقی کرتا ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ آپ غش کھاکر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز مین ستے تو اُس حالت سے
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو دوہراتا رہا یہانتک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سُنا پس صوفی جب کہ اُسکے سینے ناصیۂ توحید کا نور چمکا اور اُس نے
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوی اللہ سے چھوٹ کر
اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت

موسی علیہ السلام کے دیکھتا ہی جان کر اسکو اللہ تعالی نے سُنایا اُس درخت سے
خطاب اپنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انی انا اللہ ہر آئینہ مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالی سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے اور اجر اُس کے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھیرا آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کو ہر آئینہ اللہ تعالی نے خطاب ذریات کو اپنے
قول سے کیا کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو اُنھون نے یہ ندا نہایت صاف سُنی
اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہوا کین فرمایا اللہ تعالے
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہی جب تو قیام کرتا ہی اور تعقب تیرا ساجدین مین سے یعنے
تعقب تیرے ذرہ اہل سجود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا سے ہین پس ہمیشہ
ذرات منتقل ہوتے رہے حتی کہ اپنے اجساد کی طرف بُرد ز کیا پس وہ حکمت کے
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہو گئے اور
اطوار کثیرہ مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالی
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہی اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو
ہمیشہ اُسکے تزکیہ اور تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہی حتے کہ وہ عالم حکمت کی
ضیق مقام سے خلاص پاکر فضاء قدرت مین نکل آتا ہی اور اُسکی چشم باطن سے
جو وار بار ہو جانے والی ہی پردہاے حکمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم کا
سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا تبیان اور برہان اور اسکی
خاطر تاریکی فاصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے انہین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُنہی سے اشارہ اس حال کی طرف ہی پھر
جسوقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہو گیا تو اُسکا وقت سرمد
اور شہود اُسکا موبد ہو گیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سنتا ہی اللہ تعالی

اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سُننے کا ہی سفیان
ابن عیینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلاو اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم پاتے ہو
اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع سے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
بات پوری کرے اور ادھر اُدھر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
رکھنے والے کی طرف منھ اور نظر رکھے اللہ تعالے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے
فرماتا ہی اور مت جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا اور
پورا کیا جائے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اُسے جلدی
سے پڑھے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکھا اُسے صحابہ کو جبتک کہ تو اُسکے
معانی کو سوچ سمجھ نہ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اُسکے عجائب اور غرائب مین خطا
کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنپر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی اُنکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین بھول کے
خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی نہ کر
اُسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تلک القا کرنے سے فارغ
نہو جائے اور کبھو مطالعۂ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے
معنی مین آتا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور اُسکے
حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جن مین عذاب
آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہو جائے اسواسطے
کہ یہ ایک نوع اُسی کی ہی اور جس طرح کہ قلب حسن استماع کے لیے مستعد زہد و تقوی
سے ہوتا ہی یہان تک کہ جو کچھ سُنا اُسمین سے جو بہت اچھا ہی اُسے لے لیا پھر وہ

ہر ایک شے ہے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہی اور مطالعہ کے
آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے
تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اُسکا مطالعہ ہوائے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر
کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی
صحبت اور اُنکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو
اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعۂ کتب سے اپنے وقت کی اُس حد تک کہ اُسکو
حاصل کرتا ہی مزے نہ اُڑائے اور حد سے زیادہ کی اُسمین رعایت نہ کرے
پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسکی طرف
مبادرت نہ کرے مگر بعد ثبات و قرار اور انابہ اور رجوع کے اللہ تعالی کی طرف
اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو
مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ مراتب روزی اور نصیب کرتا ہی جو اُسکے حال
کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارہ پہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے
اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ
مستزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور
ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالی نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ
کردیا ہی ففہمنا ہا سلیمان وکلا آتینا حکما و علما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو
اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے
ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کردیا حکم اور علم کو اللہ تعالی نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالے
جسکو چاہتا ہی سُناتا ہی پس ہر گاہ سُنانے والا خود اللہ تعالیٰ ہی تو کبھو زبان کے
واسطے سے سُناتا ہی اور کبھو اُس شے سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے
روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالی کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس

سعی میں ڈھل گیا جو مسموع سے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہی تاکہ
بندہ اسمین تجسس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے اسواسطیکہ
وہ ایک بڑا باب رحمت کے ابواب سے ہی اور سلوک آخرۃ کے مین سب سے زیادہ نفع دیتا ہی

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور انمین سے ایک نمونہ کی طرف اشارہ ہی

حکیم رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا
کہ شر کیا چیز ہی تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نہ کرو اور
خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اُسکو فرمایا پھر کہا کہ شریرون کے شریر علماء
شریر ہین اور نیکون کے نیک علماء نیک ہین کہ علماء امت کے رہنما اور دین کے
ستون اور جہالت جبلی کی ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو اور
کتاب وسنت کی حکمتون کے معادن اور اللہ تعالی کے امنا اُسکے خلق ہین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اور ملت مستقیم کے نقاد اور بڑے امامت کے بار
اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق مین حقائق تقوی اور پرہیز کے ہین اور
تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجت مند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما اُن
باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد وصلاح متعدی ہی
سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہی جسنے جانی ہوئی بات کا
عمل ترک کردیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہی جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہی جو سب سے زیادہ اللہ تعالی کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہی محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین چاہے کہ اُسکی فصاحت اور تبحر اور
مذاقت اور مناظرہ ومجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہی اور

عالم نہین ہو الا اگر اللہ تعالیٰ برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر آئینہ اسلام مین علم اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہی اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی پس فرض وہ ہی کہ انسان کو اُسکے جاننے سے چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق و واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو مقدار حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلتاً حاصل کرتا ہی اور کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان دونون سے مستفاد ہوا ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا اُنکی طرف مسند ہین خواہ کوئی ہو موافق نہووے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہی اور دنیا و آخرت کی فروایگی ہی پس جو علم کہ فرض ہی اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہین یعنی اُسکے جانے بغیر رہ نہین سکتا بنا بر اُسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو اسواسطے کہ ہر آئینہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی اور علما نے اُس علم مین اختلاف کیا ہی جو فرض ہی بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص اور معرفت آفات نفس اور مفسدات اعمال کا ہی اس لیے کہ اخلاص کے لیے امر ہی اور اخلاص مامور بہ کے گھر دن کو نفس کا مکر اور غرور دسکائد و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اُسکا جاننا فرض ہو گیا اور بعض نے کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہی اسواسطے کہ خطرہ ہی اصل اور جڑ بنیاد نفس کی اور اُسکے مبدا اور منشا رہین اور اسی سے پہچان پڑتا ہی فرق وارد ملکی اور وارد شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی صحت نہو اور بعضون نے کہا ہی وہ علم وقت کی طلب ہی اور سہیل بن عبداللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہی یعنی حکم حال کا ہی اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالیٰ اور اُسکے درمیان ہو اور بعضون نے کہا کہ وہ علم

حلال کی طلب ہو اس لیے کہ اکل حلال فرض ہو اور ہر آئینہ بلعد فریضہ کے فرضیت
طلب حلال کی وارد ہوئی ہو تو اُسکا علم بھی فرض ہوگیا اس شکل سے کہ وہ فرض ہو
اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہو اور وہ اُسے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے
زیادہ ہوتا ہو اور یہ وہ علم ہو کہ جو حاصل ہوتا ہو صحبت سے اور صالحین کی مجالست سے
جو علماء صاحب یقین اور زہاد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالی نے اپنے لشکرمین داخل کیا
ہو کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہو اور اُنکے طریقہ سے اُنکو قوی کر دیتا ہو اور
اُنھین کے سبب اُنکو ہدایت کرتا ہو پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہین
اور اُنسے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہو اور بعضے کہتے ہین کہ وہ علم خرید فروخت
اور بیاہ اور طلاق کا ہو کہ جب ارادہ داخل ہونے کا کسی چیز مین ان سے کرے
تو اُسپر واجب ہو کہ علم اُسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ ہو کہ بندہ
ایک عمل کا ارادہ کرتا ہو اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر کیا حق ہو
تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل ناواقف
اُن چیزون سے ہو جو اُسمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہو تب وہ کسی عالم کی طرف
رجوع کرتا ہو مگر اُس سے پوچھے عمل سے تاکہ وہ اُسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہو جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہو جہان
کوئی جاہل ہو اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہو کوئی کہتا ہو کہ طریقہ نظر و
استدلال ہو اور کوئی کہتا ہو کہ وہ طریقہ نقل ہو اور بعضے صوفیہ نے کہا ہو جبکہ بندہ
علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام مین ہو اور اُسکے سینہ مین کوئی
شے راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہو اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی بات جم گئی یا کوئی شے
عقیدہ رد و قدح مین وسوسہ ڈالتی ہو یا کسی شبہہ مین گرفتار ہو جسکے غائلہ سے وہ امن
نہین پاتا ہو کہ اُسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف کھینچ لیجائے تو اُسپر واجب ہو کہ اشتباہ اور

استکشاف کرے اور اہل علم اور اُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب سمجھائے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہی جنپر اسلام کی بنا رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب اُنکا عمل فرض ہی تو اُسکے عمل کا علم بھی فرض ہوگیا ہی اور ذکر کیا گیا ہی کہ علم توحید اُسیمین داخل ہی اس لیے کہ اسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام کی ضرورت سے ہے اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ مسلمان اُسکے بغیر علم کے نہ رہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہوچکے اکثر اُنمین ایسے ہین کہ مسلمان کو اُسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم کا اور علم حلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین اُنپر مفروض ہوتین تو البتہ اکثر خلق اُس سے عاجز رہتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان اقوال مین شیخ ابوطالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور اُسکے قول کی طرف جسنے کہا ہی کہ اُسپر علم بیع وشرا اور نکاح وطلاق کا واجب ہی جبکہ اُسمین در آنا چاہے اور قسم ہی مجھے اپنی عمر کی علم اُسکا مسلم پر فرض ہی اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابوطالب نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تعریف جامع علم مفروض کی طلب کے لیے ہی اور اللہ بہتر جاننے والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہی وہ علم امر ونہی ہی اور مامور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اُسکے ترک پر عذاب ہی اور منہی وممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اُسکے ترک پر ثواب ہی اور مامورات و منہیات سے بعضی دوامی ہین جو بندہ کو حکم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے ہین جنمین امر ونہی کو دخل اُسوقت ہوتا ہی جب کوئی امر حادث ہو پھر جو لازم مستمر ہی

کہ اسکا لزوم اسلام کے حکم سے پیش آوے اسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہے
اور جو حوادث سے متجدد ہو اور امر و نہی اسمین دخیل ہو تو اسکا علم اسکے تجدد کے
وقت فرض ہے کہ مسلمان مطلق اسکے جانے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف اُن سب
وجوہ سے زیادہ عام تر ہے جو اوپر گذرین اور اللہ بڑا جاننے والا ہے بعد اسکے مشایخ
صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم مفروض کی طلب مین
کوشش مین پانچے چڑھائے تھے کہ اسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اس
کام سے بتوفیق الٰہی عہدہ برآ ہوے پھر جب وہ اسمین مستقیم اور مستقر ہوے پیروی
کرتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اُسکو اللہ تعالیٰ نے استقامت
کا حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جسنے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھولدیے جنکا پہلے
ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہے جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو مشاہدات قوی اور انوار ظاہر اور آثار صادق سے مدد دیے گئے ہین جنکو ہر عزم کی
ثابت قدمی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ہم تجھے ثابت نرکھتے پھر حفاظت
کیا گیا مشاہدہ اور مشافہہ خطاب کے وقت مین اور وہ بنایا سنوارا ہوا قرب کے
مقام مین اور مخاطب ہے بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہے اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوئے اور ابو حفص سے
پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے کہا کہ استقامت اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے قائم اور مستقیم ہو حالانکہ اُسکے محافظ نہو سکوگے اور امام جعفر صادق
نے اس حکم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہے کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم
سے ساتھ نیازمندی کرو اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود واخواتہا یعنی سورۂ ہود و اُسکے اخوات نے
مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کہا پھر مین نے کہا کس چیز نے اُنمین سے آپ کو
بوڑھا کر دیا آیا انبیاء کے قصص اور اُمتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن
اُسکے قول نے فاستقم کما امرت مین جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از مقدمات
مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقایق استقامت کے ساتھ مخاطب
کیے گئے اسی طرح علماء آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین
اللہ تعالی نے اُنکو حصہ اور نصیب اسمین سے عطا کیا ہی پھر اُنپر الہام مطالبہ اسکا کیا
کہ وہ بھی حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی
مطلوب جانا ابو علی جرجانی نے کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے
کہ ہر آئینہ تیرا نفس طلب کرامت مین متحرک ہی اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی
اور یہ جو اُسنے بیان کیا بڑی اصل اور بڑا اگر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے
اکثر اہل سلوک وطلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے
سُن لیا ہی صالحین سلف کے سینہ کا حال اور جو اُنکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
تو ہمیشہ اُنکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف اُنمین جھانکتے اور تاکتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت اسمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی اُنمین سے
شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہو کہ صحت عمل مین نہین اس لیے کوئی بات
اُنمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر اُنکو معلوم ہوتا تو اُنکے معاملہ مین آسانی ہو جاتی
تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ وتعالی کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر مفتوح
کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات اور آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور حدثات دنیوی سے

نکل جانے کا قوی ہوجاتا ہی اور کبھی اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکو مکاشفہ
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی اسلیے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین کلی حاصل ہوگیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو اسمین سے کسی شے کا کشف ہو تو ارادہ ویقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی سو واسطے
کہ موقع اُسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اکمل اور اتم اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اُسکا یعنی یقین خالص اُسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا عجب ہی پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہوگیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شے اُسمین کی
آجادے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو نہ پیش آدے تو اُسکی کچھ پروا اُسے نہین ہی اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہین ہی اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت واجبی مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کے لیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہی تو علما زاہد اور مشایخ صوفیہ اور مقربین اس صورت سے
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علوم نصیب
اُنکے ہوے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہی جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہین اور اُنھون نے زعم
کیا ہی کہ وہ فرض ہی تو اُسمین کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہی عنقریب علم الجوائز
اور اُسکی تفصیلون کو ایک باب خاص مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور علم یقین اور
علم اخلاص اور علم نفس اور معرفت اُسکی اور اُسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت

علوم قومی مین سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہو اور مقربین صوفیہ کے طریق سے راست
اور درست تر سب آدمیون مین وہی ہو جو اُن سب سے زیادہ راست اور درست تر
معرفت نفس مین ہو اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقائق ہوے اور مخفی شہوات نفس
اور حرص اُسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس وقوت بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
پہننے اور اُتارنے مین کھانے مین اور سونے مین اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہو
گناہون کا علم اور اُن سیّات کا علم جو ابرار کے حسنات ہین اور نفس کا مطالبہ
غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول
خطرون کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم اُن اشیا کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے اور علم
محاسبہ ورعایت اور علم حقایق التوکل اور متوکل کے اُسکے توکل مین اور مراقبہ مین جو
چیزین هارج اور مخل ہین اور جو چیزین کہ هارج اور مخل نہین ہین اور فرق اُس توکل
مین کہ بحکم ایمان واجب ہین اور اُس توکل خاص مین جو اہل عرفان کے ساتھ مختص ہو
اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اُسکی حدبندی لوازم ضرورت سے
اور اُن باتون سے جو اُسکی حقیقت کی قادح نہین ہو اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد
فی الزاہد کے بعد معرفت زہد ثالث کی اور علم انابت والتجا اور معرفت اوقات دعا
اور سکوت عن الدعا اور علم محبت اور تفاوت محبت عامہ مین جسکی تفصیل امتثال مرتب
کی گئی اور محبت خاصہ اور ہر آئینہ ایک گروہ نے علمار الدنیا سے انکار کیا دعوی علما ے
آخرت کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنھون نے انکار کیا ہو اور کہا وہ بجز صبر کے نہین ہے
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات مین اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس مین اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام مین پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض اور بسط اور قبض اور
ہیم اور بسط ونشاط مین فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی و جمع

وفرق ولوامع وطوالع اور بوادی اور صحو وسکر وغیر ذلک اگر وقت مین گنجایش ہوئی
تو اُنکو ہم بیان کرینگے اور اُنکو متعدد جلدون مین شرح وبسط سے لکھینگے ولیکن
عمر کوتاہ ہی اور وقت عزیز ہی اور اگر غفلت اسمین شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہی خدائے کریم سے
ہمین امید ہی کہ اُس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہین کہ اُنکے اور اور علوم ہین کہ اُنکے مقتضا پر عمل
کیا اور انھین کے ساتھ علماء آخرت زہاد فتحیاب ہوے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہوگئے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین کہ اُنکی طرف نہین قریب ہی کہ نظر پہونچے مگر ذوق سے
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہین ہوتا
تو جسنے اُسے چکھا اُسی نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد علما کا تجھے آگاہ کرتا ہی
کہ اور سب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے خلل اندازی کے ساتھ متعذر اور
دشوار نہین ہی اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی ممد ومعاون ہوتی ہی اسواسطے
کہ نفوس پر اشتغال اُن علوم مین شاق ہی تو جاہ ورفعت کی محبت اُنکی سرشت مین
داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور اشکال لذت اور شہوات کا اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہین حاصل ہوے اور
بلا علٰحدگی ہوا کے انکشاف اُنکا نہین ہوتا اور اُسکا درس بھی بجز مدرسۂ تقوی کے
نہین ہوتا قال اللہ تعالی واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ
سے اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہی علم کو میراث تقوی بنایا اور اس قوم کے علوم آسان
ہین بلا شک اسکے غیر سے پس علماء الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولو الالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہین کھولتا اور اولو الالباب ودانشمند

درحقیقت وہی لوگ ہین جنھون نے دنیا کی طرف رغبت نہین کی بعض فقہا نے کہا ہی
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زہاد
کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے کہ وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہین کہا ہی سہیل
بن عبداللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہین اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہین اور
ہر اسم کا اول ترک دنیا ہی ابو عبداللہ خواص سے روایت ہی اور یہ اصحاب حاتم
سے ہین کہا ایک دفعہ مین ابو عبدالرحمن حاتم اصم کے ساتھ شہر رے مین پہونچا
اور تین سو بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اور جبہ پہنے
ہوے تھے نہ اُسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر رے مین ایک شخص
سوداگر کے یہان اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم سب کی رات کو اُسنے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبدالرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہی کہ مین عیادت
کو اپنے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہون کہ بیمار ہی اُسپر حاتم نے کہا اگر تمھارا فقیہ
بیمار ہی تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہی اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے
بس مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رے علیل تھے پھر
کہا کہ ہم ابو عبدالرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہونچے تو ایکا ایکی ایک اونچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر ٹھٹھک رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اسطرح کا بعد ازان اُن سبکے لیے
اجازت ہوئی تو سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا اور نوکر
چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہی پھر حاتم فکر مین گئے بعد ازان اُس مجلس
کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھین تو نفیس فرش اُسمین بچھے تھے اور
اُسپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرہانے ایک لڑکا سبزہ آغاز ہاتھ مین اُسکے
چونری تھی پھر رانوہی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل نے
اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے

کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہی کہا ہان کہا وہ کیا ہی کہا ایک مسئلہ ہی جو تجھ سے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھیے کہا تو اُٹھ بیٹھ تا کہ مین تجھ سے وہ مسئلہ پوچھون تب اپنے
نوکرون سے کہا تو اُنھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا یہ اپنا علم کہان
سے تو نے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھ سے کی ہی کہا کس سے کہا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ اُسے کہان سے لائے کہا جبرئیل
سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہونچایا
اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم تک
پہونچائی آیا تو نے سُنا کسی کو جو اپنے گھر مین امیر ہو اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون
تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالی کے نزدیک بہت ہو کہا نہین کہا پھر کس طرح تو نے سُنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت مین رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ ہی
حاتم نے کہا پھر تو نے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور
صالحین کی یا کہ فرعون و نمرود کی جنھون نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت
بنوائی لے علماء بد تم ایسون کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھے تو کہے عالم
اور یہ حالت مین اُس سے بدتر نہین ہون اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ
متحیر ہو گیا پھر اہل رے کو اِس ماجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اُسپر
سب لوگون نے اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن قزوین مین اس سے بڑی شان کا عالم ہی
اور طنافسی کی طرف اِس سے ایما کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس
پہونچے تب کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے مین ایک عجمی شخص ہون چاہتا ہون کہ تو مجھے
سکھا دے جو دین کی سب سے پہلی چیز ہی اور میری نماز کی کُنجی ہی مین کسطرح نماز کے لیے

وضو کرون کہا ہان بہت اچھا صاحب زادے لے آؤ برتن جسمین پانی تھا پھر وہ برتن
لے آیا جسمین پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار ہر عضو کو بعد اُسکے کہا
اسطرح وضو کرو تو حاتم بیٹھا اور تین تین بار دھویا یہان تک کہ وہ ہاتھون کے دھونے تک
پہونچا تو چار دفعہ اُنکو دہویا اسپر طنافسی نے اُس سے کہا ارے اسراف تو نے کیا اسپر حاتم
نے اُس سے کہا کہ کس چیز مین کہا تو نے اپنے دونون ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا
اے سبحان اللہ مین نے ایک چلو پانی مین اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع مین
اسراف نہین کیا تو طنافسی سمجھ گیا کہ اُس نے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اُس سے
سیکھنے کا ارادہ نہ کیا اور گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی
پھر جب بغداد مین پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوے اور اس سے کہا یا
ابا عبد الرحمن تو ایک عجمی شخص کند زبان ہے کوئی تجھ سے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ اُسکو
قطع کر دیتا ہے کیا مجھ مین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب آتا ہون
لوگون نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون اور
جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنے نفس کی حفاظت اس سے
کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کرون یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور اُسکے
پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہے پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
دنیا سے سلامت کیا ہے حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت نرہیگا جبتک
کہ تجھ مین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو در گذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیزون سے تو مایوس ہو جسوقت یہ برتاؤ تیرا ہوگا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
اللہ تعالی نے فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندہ ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا انتفا اُن لوگون سے

ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جبوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین آنا منتفی ہوتا ہی پس علمار آخرت کے لیے یہ بات واضح ہوگئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوی ہو ابویزید رح نے کہا مین نے
ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ
مگر مین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپن مین ایک
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھپر آپہونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے
اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شے کے ساتھ اُسکی صفات
سے متصف ہی پس صفار تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی
واسطی رح نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سر السر کے
اندر راسخ ہوگئے ہین پس پہچانا اُنھین جسنے اُنھین پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے
ساتھ ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر اُنکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے
ہر ایک حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر حکم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہوا اور کہا بزاز نے کہ
یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام خلائق
کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابوسعید رح کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ
فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہو اور اُسمین کمال
رکھتا ہو اسواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور
اس قول اللہ تعالی کے معنی مین توقف کیا وفاکہۃ وابا اور کہا ابا کیا چیز ہی پھر کہا یہ
بجز تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ وقوف اب کے معنی مین حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابوسعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اُسکے قبل کلام نے

آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہی اطلعوا علی ہمم الخلائق کلھم یعنی وہ آگاہ ہین ساری
خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا وزاہد حق سنے زہد کا
دنیا مین کردیا اُسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہوگیا اور لوح محفوظ سے
اُسکو کسی قدر سامنا اور محاذات ہوگئی تو اُسنے صفائی باطن سے اصول وامہات
علوم کا ادراک کرلیا پس وہ منتہا اقدام علما کا اُنکے علوم مین جانتا ہی اور ہر ایک کے
قائل کو سمجھتا ہی اور علوم جزئیہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے
علم کلی اُنکا اس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے
ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہوے اور
جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علٰحدہ ہوگئے اور علما زاہدین کے نفوس نے
بعد اسکے کہ ضروری چیزین اُسمین کی جو اصل دین مین ہین اور بنیاد اُسکی شرع سے ہی
اللہ تعالی کی طرف رُخ کیا اور شیا سے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح اُنکی قرب
الٰہی کے مقام سے واصل ہوگئی تب اُنکی ارواح نے اُنکے قلوب پر انوار پہونچائے جسکے
سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس اُنکی ارواح نے عالم ازلی
کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد ہوگئین
جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور اُنکے قلوب اُس وجہ کی نسبت سے
جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہوگئے جو وجود علم کے مناسب نسبت
وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اُس مناسبت
سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہوگیا اور انفصال سے
مراد صرف یہ ہی کہ انتعاش اُنکا لوح محفوظ مین ہی دوسرے مین نہین اور انفصال تعلق
کا ارواح کے مقام سے اسواسطے ہی کہ قلوب متجذب نفوس کی طرف ہوتے ہین تو ان
دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراک ہی جو باعث تالف اور

امتزاج کے ہی تو علوم اسواسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہو گیا
اللہ تعالی نے بعض کتابون مین جو نازل کی گیئن وحی کی کہ اے بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہی کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون پر ہی
کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہے کون دریا اُتر کر جائے کہ اُسکو لے آئے
علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہی فرشتون کے آداب سے میرے سامنے ادب
کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اُبھاؤنگا حتی کہ تمکو چھپالے گا اور دبالے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہی اور صحیح علم سے اُنکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُسی کے لیے صحیح اور درست ہے
جسنے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضوری کا رستہ حق سبحانہ تعالی کے سامنے پایا تب
وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہی حسان بن عطیہ سے روایت ہی کہا مجھے
خبر پہونچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا دسترخوان
ہمارے سامنے لاؤ تا کہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُس سے مکروہ سمجھی گئی تو کہا
جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا مگر یہ
کہ مہار اسکی مین نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے اوپر
آغشتہ نہو پس اسی کی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرتا ہی انجیل مین
لکھا ہوا ہی جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تلک کہ تم اسپر عمل نکرلو جو تم آگے
جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ تم پر سبقت لے گیا ہی ہم نے کہا
یا رسول اللہ کسطرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کہتا ہی علم طلب کر
اور عمل نکر جب تک کہ علم تو نہ پڑھ لے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل

کوٹالتا ہی یہان تک کہ مرجائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی علم کثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ذی علم و روایت کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی تو علوم وراثۃ علم وارستہ سے نکلے ہوے ہین اور علوم وارستہ خالص دودھ کی مثال ہین جو پینے والون کے حلق سے بآسانی اُترتا ہی اور علوم وراثۃ کی مثال مسکہ ہی جو اس سے نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دُہنیت اور چکنائی ہی جو دودھ سے مقصود ہی اور مائیت اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دُہنیت قائم ہی اور مائیت کے ساتھ قوام ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شے زندہ کی اور فرمایا بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کیلیے بہت علم ہین اور مبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان کے صرف تصدیق کی نظر سے ہی ولیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فروع ہین اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ کبھو توحید اور معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع مین اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھی تو بحث اور استدلال سے وصول اور ملاپ ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف خاص اسمین ہی جس سے علماء آخرت مختص ہین اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی جو مومنین کے قلوب مین نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانون پر اور بھی ایمان زیادہ کرین بنابرین تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے

مشتمل نہین ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اُسکے مراتب علم ایمان سے ہین اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین مین ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور عین الیقین مین وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین اسوقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن اور مستقر آخرت
مین ہی اور دنیا مین اُس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزون سے اعلیٰ اور افضل ہی جو اقسام علم مالیہ سے ہین اسواسطے کہ وہ وجدان
تو علم صوفیہ اور زہاد ذی علم کی نسبت اُن علمار دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقہ سے درجہ یقین کو پہونچے ہین اُس چیز کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہم نے
علم وراثۃ اور وارستہ سے کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ جڑ بنیاد ہی اور علم صوفیہ باللہ تعالیٰ کا مقامات مشاہدہ سے ہی اور عین الیقین
اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکلا ہوا ہو پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زرانت اور وقار اُسی قدر ہی کہ جتنا حصہ علم کا
حاصل ہوا ہو اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے مجھے میری امت پر ہی اور اس علم مین اشارت علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق کی طرف نہین ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم باللہ تعالیٰ اور قوت یقین کی طرف
ہی اور کبھو بندہ عالم باللہ ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُس کے پاس
فرض کفایات کا علم نہین ہی اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمار تابعین
سے بہت بڑھکر عالم حقایق تعین اور دقائق معرفت کے تھے اور تحقیق علمار تابعین بعض
ایسے تھے جو علم فتویٰ اور احکام کے اندر اُنہین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم
تھی روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید
ابن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے

پوچھو اگر اہل بصرے اُسکے فتوی پر اُتریں تو اُسکے لیے وسعت اور گنجایش ہی اور حضرت
انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ ہم آئینہ اُسے یاد ہی
اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی طرف
لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھلاتے تھے اور
یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی
منزل کی طرق اُنکو پہونچی تھی اور کثرت ودوفور علم مجمل ومفصل نے اُنکو مستغرق کر دیا تھا
تو اُن سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدون
مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اُسکا مفصل طہارت قلوب اور
قوت اصلی سے الگ بہ کمال استعداد اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن یعنی بُلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور
اچھی نصیحت کے ساتھ اور اُنکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذہ سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ رستہ میرا ہی مین اللہ تعالی کی طرف بصیرت سے
بلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے قلوب قابل ہین تو بعضے
انہین سے نفوس سرکش اور اجنب ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہین
تو اُنکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک صاف
ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہین تو جو شخص
کہ اُسکا نفس مددگار شیطان اُسکی قلب کا ہی اُسکو وعظ سے بلاتا ہی اور جو شخص
کہ اُسکا قلب مددگار اُسکے نفس کا ہو اُسے حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہی تو جو دعوت
وعظ وپند سے تھی ابرار نے اسے جنون قبول کیا اور وہ دعوت بہشت و دوزخ سے
ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اُسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطا قرب

اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصریح اور اظہار سے ہی پھر جبکہ اُنھون نے تلویحات
حقانی اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ اجابت
کی تو متابعت اقوال کی ہوگئی اُنکی اجابت نفس کی اور متابعت اعمال اُن کی اجابت
قلب سے اور صاحب احوال ہونا اُنکی اجابت روح سے ہوگئی تو اجابت صوفیہ کی
بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی (کہا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ صہیب پر
رحم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اُسکی معصیت نکرتا یعنے اگر اُسکے پاس کتاب
امان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت امر آلہی کی عظمت ہی اُسکو برانگیختہ
کرتی کہ واجبی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت اُسنے پہچانا
تو اجابت صوفیہ دعوت کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت اور بے تکلفی کی
راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے زحمت اور مجاہدہ سے اور یہ اجابت ایسی ہی کہ اُسکا
اثر جیساکہ استقامت اور عبودیت کے حقایق سے قیام ہو گھڑیون اور ساعتون
مین ظاہر ہوتا ہی قال اللہ تعالی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری
یعنی اللہ تعالی نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو قریب ہی
کہ ہم اُسکو آسانی مین پہونچا ئینگے بعضے صوفیہ کہتے ہین کہ دارین کو دے دیا اور
کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہون سے پرہیز کیا اور صدق بالحسنی کے معنی
ہین طلب قرب پر اڑا اور کھڑا ہوا اور یہ آیت کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق مین نازل ہوئی اور اس آیت مین دوسری وجہ ظاہر ہوتی ہی اعطی اعمال پر
مواظبت کے ساتھ اعطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہوائے نفسانی سے پرہیز کیا اور
بجا وصدق بالحسنی یعنی باطن کی ملازمت موارد شہوات کے تصفیہ کے ساتھ مزاحمت
نوشِ وجود سے کی فسنیسرہ للیسری ہم اُسپر سہولت کے دروازے عمل اور عیش اور
انس مین کھولتے ہین اور جسنے اعمال سے بخل کیا واستغنی پھر گیا احوال سے وکذب

بالحسنی اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت مین اپنی بصیرت کے نفوذ سے گرد پھرنیوالا
نہ تھا فسنیسرہ للعسری اسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال مین بند کر دیتے ہین اور سستی کا
باب اُسپر کھول دیتے ہین پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہراً اور
باطناً دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم مین سب سے زیادہ اور معرفت مین اکمل ہوا
تو انکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوے معاذؓ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو شخصون
سے خبر دے کہ ایک اُنمین سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہی مگر یہ کہ وہ
ضعیف الیقین ہی متواتر اُسکو شک لاحق ہوتے ہین معاذؓ نے کہا ہر آئینہ اُسکے عمل
کو باطل اُسکا شک کرتا ہی کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الا وہ قوی الیقین ہی اور
وہ اس حالت مین بس گنہگار رہی تو معاذؓ ساکت ہوا تو اُس شخص نے کہا واللہ اگر
پہلے آدمی کا شک اُسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہی تو ضرور اسکا یقین اُسکے کل گناہون
کو ضائع کرے گا تو معاذ نے اُسکا ہاتھ پکڑلیا اور کہا مین نے ایسا کوئی شخص نہین دیکھا جو
اس سے بڑھکر فقیہ ہو اور لقمان کی وصیت مین ہی جو اُسنے اپنے بیٹے کو کی تھین اے فرزند
عمل کی استطاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہی اور آدمی نہین عمل کرتا ہی مگر اسی قدر
کہ اُسکا یقین ہی اور عامل اُسکا قصر نہین کرتا جب تلک کہ قصر اُسکے یقین مین ہو پس یقین
علم سے افضل ہی اسواسطے کہ اُسنے ارادہ عمل کا کیا اور وہ نہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا کہ اُسنے
ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہین کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیام کا حق
ربوبیت کے ساتھ اور کمال احتیاط کا یقین اور علم سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ سب صوفیہ
اور علما زواہد کے لیے ہی تو اس سے فضل اُنکا اور اُنکے علم کا ظاہر ہو گیا اب اُسکے بعد
مین ایک مسئلہ کی صورت بیان کرتا ہون جس سے وہ فضل عالم زاہد عارف کا جو معتبر ہی
اپنی صفات نفس سے غیر پر ظاہر ہو جائے ایک عالم کسی مجلس مین آیا اور بیٹھا اور
ایک نشست کی جگہ جسمین وہ بیٹھا اپنے لیے بقدر اپنے محل و علم کے جو

اپنے اعتقاد مین سمجھتا تھا تجویز کی پھر ایک دوسرا شخص اُسکے ہمچشمون سے آیا اور
اُس سے اونچی جگہ بیٹھا تب وہ عالم بہونچا اور تنگ ہوا دیکھا کہ دنیا اُنکی آنکھون مین
تیرہ و تار ہوگئی اور اگر اُس سے ممکن ہوتا تو اُس شخص پر حملہ کرتا پس یہ عارضہ ہے
جو اُسے لاحق ہوا اور ایک مرض ہی جو اُسے عارض ہوا اور وہ یہ نہین جانتا کہ یہ
ایک مرض پوشیدہ ہی اور دوا کا محتاج ہی اور اس مرض کی منشا اور اصل مین فکر
نہین کرتا اور اگر وہ جانتا کہ یہ نفس ہی جو اُبھرا اور اپنی جہالت کے ساتھ ظاہر ہوا اور
جہل اُسکا اُسکے کبر کی وجہ سے اور کبر اُسکا اپنے نفس کو اپنے غیر سے بہتر سمجھنے کے
باعث ہی تو انسان نے جان لیا کہ وہ بہت بڑا اُسکے غیر سے ہی اور اُسکا قوت سے
فعل مین لانا تکبر ہی تو جب وہ تنگ ہوا اِ اُسکے فعل سے تکبر ہوگیا پس صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ مسلمانون سے تمیز نہین کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا ہی
مقام تمیز مین کہ کوئی ممیز اُسکو مجلس مخصوص کے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اُسکے لیے
لیا جائے کہ اس قسم کے واقعہ سے آزمایش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم و
ترفع سے افسردہ ہوتا ہی نفس اور اُسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہی اور
ہر آئینہ اگر اس معاملہ مین ڈھیل دین نفس کی طرف شناخت کی اور اُسکی افسردگی تو
یہ اُسکے حال کا گناہ ہوجاتا تو فوراً اپنے مرض کو اللہ تعالی کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توبہ عمل مین لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالی کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس سے
کرے تب اُسکا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا اُسے چھوڑا دیتا
اُس فکر سے کہ وہ شخص اوپر اُس سے اونچا بیٹھ گیا اور بسا اوقات اُس شخص کے ساتھ
جو اُس سے اوپر بیٹھ گیا تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آیا تا وہ کفارہ گناہ موجودہ
کا اور دوا اپنے مرض ،ا احو یکمارکے سے ا سا ۱۳ ، سے فرق ظاہر دو شخصو ا۰ مین ہوگیا

اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے اسی مقام پر تو اپنے نفس کو اور عوام خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا پھر کون فرق اسمین اور اُسکے غیر مین ہی اُن لوگون سے جسکو علم نہین ہی واگر ہم زیادہ مسائل کی صورتین بیان کرتے کہ جس سے زاہدین کی فضیلت اور راغبین کا نقص کھل جاتا بیشک وہ مورث ملال ہوتا اور یہ ابتداہی علوم صوفیہ سے ہی پس اُنکے علوم نفیسہ اور احوال شریفہ کی طرف کیا گمان کرے اللہ توفیق دے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکے کہ تیرے قلب مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا اے میرے فرزند اور یہ میری سنت ہی اور جسنے میری سنت کو جلایا اُسنے مجھے جلایا اور جسنے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا شرف اور کمال فضل ہی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین دی ہی جسنے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ ہم وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے صفائی اُنکے کام کی بنائے بلند ہی اور اس سے جوہر اُنکا ظاہر ہو گیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اُسکے حق واجب کے ساتھ مستعد ہوگئے صرف یہی ہی کہ انھون نے دنیا مین زہد کیا اور دنیا کو دنیاداروں اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا اُٹھان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت ہی اور صوفیہ نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہی جیسا کہ بعض صوفیہ نے

کہا ہو کہ ہمارا یہ طریق اُنھین قومون کے لائق ہو جنھون نے اپنی ارواح کے
گھورون کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رفعت کی
چاہت جاتی رہی تو انھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی
طرف سے میل اور کینہ نہ تھا پس جو قول کہنے والے کا ہو کہ اپنی ارواح کو گھورون
سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہو اور اسکی طرف
کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہیں دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک آپ کو حقیر
جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین بغض اور کینہ
کا سدباب ہوجاتا ہو اور یہ حکایت شہرت پاگئی تو بعض فقرا نے ہمارے
اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ارواح سے اُنھون نے گھورون کو
پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھورون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہو اسواسطے کہ
وہ گھورے کی مثال ہر ایک عفونت اور نجاست کی جگہ ہو اور نور روح سے جو
اُسکے ساتھ ملنے والا ہو پاک اور صاف کردیا اسواسطے کہ ارواح صوفیہ مقامات
قرب مین ہین اور نفوس مین اُسکا نور سرایت کرتا ہو اور نور روح کے ملنے سے نفس
پاک اور طاہر ہوتا ہو اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور خبث اور حسد اُسمین
ہین سب اُس سے زائل ہوجاتے ہین تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہو
اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالیٰ
نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہو ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علے
سرر متقابلین یعنے نکال لیا ہم نے جو اُن کے سینون مین کینہ تھا بھائی بناکر جو
تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالے
کے مالوف اور اُسکی محبت پر متفق اور اُسکی مودت پر مجتمع اور اُسکے ذکر سے مانوس
ہوگئے اُنمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہو ہر آئینہ یہ قلوب ہوائے نفسانی

[illegible]

اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہین بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلود ہوگئے تو وہ
سب بھائی بن گئے پس غلق اُنکے حجاب صفات نفوس سے قول اور فعل
اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہتے سے ہین
پھر جب اُنکی نفوس کی صفات بدل گئین اور حجاب اُٹھ گیا اور پردے صحیح ہوگئے
اور ہر ایک چیز مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس
صورت مین محبت اللہ تعالے کی واجب ہوگئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اگر تم
اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالی تمھین دوست رکھیگا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب
کے واسطے بتائے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرے یہ
رکھے کہ اللہ تعالی اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص زیادہ
حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالی کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہی اور اسلام کے
گروہون مین سے صوفیہ حسن متابعت مین کامیاب ہوے اسواسطے کہ ان حضرات
نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس جس کام کا
حکم آپ نے اُنکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوے اور جس جس چیز سے آپ نے
اُنکو روکا اُس سے ٹھٹک رہے اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور جو کچھ رسول مقبول
تمھارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزون سے تمھین روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال مین اُنھون نے آپ کی پیروی اور متابعت کی جدوجہد
عبادت اور تہجد اور نوافل مین روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہی اور اُنکو برکت
اتباع کی روزی نصیب ہوئی اقوال اور افعال مین اور اُسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوتے ہین حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مدارات و نصیحت اور تواضع سے اور اُسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ اور

ہیبت اور تعظیم و رضا و صبر و زہد اور توکل سے اُنھین ملا تو متابعت کے تمام اقسام کو پورا حاصل کیا اور اُسکی نسبت سنت سینہ کو انتہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبدالواحد بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہین فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے فہم سنت پر قائم ہین اور اپنے دلون سے اُسکی طرف متوجہ ہین اور اپنے سردار میں کے ساتھ معتصم اپنے شر نفوس سے ہین وہ لوگ صوفیہ ہین اور یہ پورا پورا وصف ہی جسکے ساتھ اُنکی تعریف کی ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی طرف دائم الافتقار تھے یہان تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک پلک مارنے کے برابر مت حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہین اور جن چیزون مین صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے اشرف اور اعلی انھین کا یہ وصف ہی اور وہ ہمیشہ کا افتقار رہی اور التجا ہی اور اس وصف سے صدق افتقار کے ہر ایک متحقق اور متصف نہین ہوتا مگر وہ بندۂ خدا جسکا باطن صفا معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اُسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل اُسکا بساط قرب تک جا پہونچا اور سر اُسکا ہمکلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا پھر ان تمام چیزون مین اُسکا نفس حکمی اسیر سلطانی ہو گیا اور باینہمہ اسکو ہر ایک شر و آفت کا گھر دیکھتا ہی اور وہ مثل آتش ہی کہ اگر ایک تنکا اُسکا باقی رہ جائے ایک عالم کو جلا دے اور وہ بہت ہی جلد پلٹنے والا اور بدلنے اور پیچ و تاب کھانے مین شتاب زدہ کمال ہی تو حق سبحانہٗ تعالی نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہونچا دیا اور کسی قدر انکشاف اُسکا کر دیا اُس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولی کی طرف اُسکے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہی اور گویا کہ وہ بندہ کے حق مین ایک تازیانہ بنایا گیا ہی کہ اپنے شر سے اُسکی معرفت کے لیے بلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے استغاثے اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہی

توبس صوفی اُسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہین رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب سے
دم بھر کو غافل نہین ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ مربوط اور
مضبوط کردیا اس حدیث مین جو وارد ہوئی ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا تو
ہر آئینہ اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے ایک کی پہچان کو دوسری کی
پہچان سے وابستہ کردیا ایسا وہ کون شخص ہی جو سنت ہائے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہی
تقوی کو مستحکم دست سے پکڑے ہوے ہی اور کون ہی جو اس حال کے فائدہ کا راستہ
صوفی کے سوا پائے تو ہمیشہ کی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الٰہی
جل شانہ کے ساتھ تمسک اور دست آویز ہی اور اُسکے ساتھ پناہ جوئی ہی اور اس پناہ
جوئی مین روح کا استغراق اور دل کا پیرو کار ہونا محل دعا کی طرف ہی اور دل کے معاملہ
بزمان حال اور اُسمین سکون کی جانب کشش ہوتی ہین کشش کا بعد اپنے مستقر سے جو
اقسام فانی مین اور نزد دل اُسکا قلب کی طرف مدارج علم مین ہی جو رعایت حفظ الٰہی
سے محفوظ اور مستور ہی اور رکم بخت نفس اس تدبیر کے ساتھ جو منجانب اللہ تعالیٰ
ہی کینہ اور نفاق اور حقد وحسد اور تمام خراب عادات کی گزند سے محفوظ اور
مامون ہی تو یہ صوفی کا حال ہی - اور تمام احوال صوفیہ کو دو چیز حاوی ہین
کہ دونون صوفیہ کا وصف ہین اور حق تعالیٰ کے قول سے اُن دونون کی طرف
اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہی کرتا ہی اور جو اُسکی طرف
رجوع لائے اُسکو راہ راست دکھاتا ہی تو صوفیہ کی ایک قوم صرف
اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم اُنمین کی ہدایت کے ساتھ مخصوص ہوئی
مگر اُسمین پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہی پس اجتبا صرف مین کسی بندہ
کی علت نہین ہی اور یہ محبوب مراد کا حال ہی جسکی ہدایت منجانب حق اس سے کے

عطا اور بخشش سے ہی بردن اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسنے جیسے کہین کیا ہو اجتہاد
اُسکا اُسکے کشف پر مقدم ہوا اور اس صورت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال ہوا
کہ پردے اُنکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال وارد نے
انہین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ اور عیش
کے ساتھ جسمین اُنکی آنکھون کی خشکی تھی جھک گئی تو اجتہاد کو انپر کشف نے ہلکا اور
آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفاء عرفان سے
اُنپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون کے وعدۂ عذاب کی برداشت
کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اُس شے پر اختیار اور امتیاز نکر سکے جو ہم کو دلائل
بینہ سے پہنچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ اُنکو عنایت
ازلی کی ہوائین لگین تو سجدۂ شکر مین گر پڑے اور یک زبان ہو کر سب نے کہا
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے روایت ہی کہا
مین نے سُنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ سے مراد وہ شخص ہین جنکو
اُنکے مولا نے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت اُنکے لیے پوری کی اور کرامت اُن کے
واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت مین
اُنکے حرکات الفت و ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے اور اُسکے قرب مین
منفرد ہونے پر مبنی ہو گئین اور فاطمہ مشہور حریرنہ شاگرد ابی سعید کہتی ہین
کہ مین نے خرانہ سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مراد اپنے حال مین بھرا ہوا اپنے حرکات کیۓ
مدد دیا ہوا ہی اور خدمت مین اُسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی شائبہ اور خاطر سے
محفوظ ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہی جسکی حقیقت طائفہ صوفیہ پر
مشتبہ ہی اور کثرت نوافل کے قائل نہین ہوے اور مشائخ کی ایک جماعت
کو دیکھا کہ نوافل مین قلت کرتے تھے تو اُنکو ظنہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقاً ہی

اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور اقتصار فرائض پر کیا اُنکی ابتدائی بات مریدین کی تھی سو جب وہ روح و راحت حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف اُنکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور مالامال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور زواید کو چھوڑ دیا مراد لوگوں کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہے اور ان چیزوں مین اُنکی آنکھوں کی خنکی ہی اور یہ مرتبۂ اول سے اتم و اکمل ہی یہ جو ہم نے اُسکی توضیح کی صوفیہ کے دو طریق مین سے ایک طریقہ ہی اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہی اور یہ وہ لوگ ہین جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہی چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ویہدی الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اُس شخص کو دکھلاتا ہی جو انابت اور رجوع کرے تو اول اجتہاد کا مطالبہ اُنسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور جن لوگون نے ہماری راہ مین کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہی ہر آئینہ ہم اُنکو اپنا رستہ دکھلائینگے اُنھین اللہ تعالی مدارج کشف مین مندرج کرتا ہی جسمین ہر طرح کی ریاضت اور محنت ہو اور شبہاے تاریک کی بیداری اور گرم دوپہرون کی تشنگی طلب اور شوق کے شعلے اُنمین بھڑکتے ہین اور کامیابی کے انوار اُنکے برابر حجاب مین ہوتے ہین اور ارادت کی گرم ریگ مین کروٹین بدلتے ہین اور ہر ایک عادت اور مانوس سے علیحدہ ہو جاتے ہین اور یہ انابت ہی جو اللہ تعالی نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہی اور ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہی اسواسطے کہ یہ اُسکی ہدایت اُس ہدایت عام کے سوا ہی جو اُسکے امر و نہی کی طرف معرفت اول کی اقتضا سے راہ راست پاتا ہی اور یہ سالک محب مرید کا حال ہی تو انابت ہدایت عام کی غیر ہی پس وہ ہدایات خاص کی مثمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان پائی کہ اُسکے لیے محنتون سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی ضیق سے یسر کی فضا کو پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت مین امن و امان پایا تو اُن کی

ریاضتین پہلے اُنکے کشف وکرامات سے تھین اور مراد لوگون کے کشف وکرامات
اُنکے جد واجتہاد سے پیشتر تھین ابو محمد جریری سے روایت ہو کہ مین نے سُنا ہو جنید
علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہم نے قیل وقال سے تصوف نہین حاصل کیا ولیکن بھوکھ
اور دنیا کی ترک اور مالوفات ومستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے کہا کہ
ارادت مراد کی طلب مین عروج کرتا ہو اور ارادت کی حقیقت جد وجہد کی مداومت
اور ترک راحت ہو اور ابو عثمان کا یہ قول ہو کہ مرید وہ ہو کہ دل اُسکا اللہ تعالیٰ
کے سوا ہر چیز کی طرف سے مرگیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہو اور اُسی کا قرب اور
اُسی کا مشتاق رہتا ہو یہان تک کہ دنیا کی شہوات شوق الٰہی کی شدت
کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہین اور اُسی نے کہا ہو کہ مریدون کے دل کا
عذاب یہ ہو کہ وہ حیثیت معاملات ومقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب
ہوجائین سو یہ دونون طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہوجاتے ہین اور ان دو
کے سوا دو اور طریقے ہین کہ ثبوت وتحقق تصوف کے طریقون سے نہین ہین اُن
دونون مین سے ایک وہ مجذوب ہو جو اپنے جذب پر قائم رہا اور کشف کے بعد
اجتہاد کی طرف نہین رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کے پیچھے
کشف کو نہین پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونون طریق مین حسن متابعت
سے صحت اُنکے طریق کی اور وجہ اُنکے فضل کی ہو اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور
دھوکے مین آگیا ابو سعید خراز کا قول ہو کہ جو باطن کہ ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ ناچیز
اور ناحق ہو اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گتھا ہوا ہو اور بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمان روا کر دیا قول مین اور فعل مین تو حکمت کے ساتھ

اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل مین کیا تو اسنے بدعت کی گفتگو کی نقل ہو کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھین جسنے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہو اور یہ شخص اپنے گرد نواح مین زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف تھوکا بایزید نے کہا اُلٹے پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک نہ کی اور کہا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین معتمد نہین ہو پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعوون کا کسطرح امین ہو سکتا ہو اور شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اسکے مرنے کے وقت کیا حال اُسکا دیکھا تو کہا جب اُسکی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پسینا آیا مجھے اشارہ کیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرا دو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی ڈاڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی ڈاڑھی مین میری اُنگلیان ڈال کر خلال کرتا تھا اور سہل بن عبد اللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہو یہ ہو صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت کے علاوہ جو شخص دعویٰ کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہو

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہو

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ہر ایک شے کی کنجی ہو اور بہشت کی کنجی مساکین اور فقرا صابر کی محبت ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر موجود ہو اور بنیاد اُسکی اُسکا قوام ہو حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہو کہ تصوف

تین خصلت پر مبنی ہی تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و اثیار ہونا سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ تو ہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معروف کرخی علیہ الرحمہ نے کہا کہ تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال ومتاع سے یاس ہے جو شخص صاحب فقر نہیں صاحب تصوف نہیں ہی اور شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حقیقت فقر کیا ہی تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا نکرے اور ابو الحسین نوری نے کہا فقیر کی صفت ہی کہ سکون نہ ہونے کے وقت بذل و اثیار ہو اور بعض نے کہا ہی فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے کہ غنا اُسکے پاس آئے اور اُسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقیر سے پرہیز کرتا ہی کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اُسکے غنا کو فاسد کر دے اور ان اسناد سے جو ابو عبد الرحمن سے پہلے گذر چکیں کہا مین نے سُنا ابو عبد اللہ رازی سے کہا کہ مین نے مظفر قرمینی سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا فقیر وہ ہی کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو اور مین نے اس سے سنا کہ وہ کہتا تھا مین نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقیر کیا ہی تو کہا وہ ہی کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اُسکا کوئی مالک ہو (قولہ) جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہ ہو اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفون مین مشغول ہے اپنے رب کے اوپر اُسے پورا اعتماد ہی اُسکے حسن حراست کا اپنے لیے عالم ہی اُسے ضرورت اپنی عرض حاجت کی اسواسطے نہین ہی کہ وہ جانتا ہی اللہ میرے حال کا علیم ہی تو سوال کو درمیان مین فضول سمجھتا ہی اور مشائخ کے اقوال جو ہین انکے طرح طرح کے معنی اور مرادین ہین اسواسطے کہ انھون نے اشارہ اُنہین احوال کی طرف کیا ہے لیک اوقات مین جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہین اور ہمین قواعد کی حاجت ہی کہ اُسکے بعض کو بعض سے جدا کرین اس لیے کہ ہر آئینہ بہت اشیا کا ذکر انھون نے

تصوف کے معنی مین کیا ہی جسکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین فقر کے
معنی مین ذکر کین کہ اُنکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان شبہ
واقع ہو تو فاصل کا بیان لابد ہی اسواسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہد کے معنی سے
مشتبہ ہوگئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہوگئے اور طالب رشد کو ایک
دوسرے سے متمیز نہین ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور
تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر اور زہد کے معانی حاصل
ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ
زاہد اور فقیر ہی کیون نہو ابو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا
ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی اور
جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا اور جسنے
آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہے اس
راہ سے کہ امید قبول اُسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب
کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُسکا دل
خاشع اور متواضع ہی تو اُسکے اعضاء جوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف کا
سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق مین در آنا اور ہر ایک ادنی خلق سے نکلنا ہی
پس جس وقت تصوف مین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہوے اور
اُسکی حقیقت معتبر ہوگئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھ کر ہی اور
بعض کا قول ہی کہ فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتداء تصوف ہی اور اہل شام
تصوف اور فقر مین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہدایت قرآنی للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ کی راہ مین محصور ہوے وصف صوفیہ
ہی اور حق تعالی نے اُنکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب ہی اُس بات کو واضح

کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین کہ فقیر اپنے فقر مین
اُسکی گرفت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنا اور توانگری پر
اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالی کے نزدیک متحقق ہی جیسے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر جنت مین دولت مندون سے
آدھے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہی تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھ لیا
حاصلات فانی سے ٹھٹک رہے اور فقر فاقہ سے گلے مین ہاتھ ڈالکر ملے اور فضیلت
اور معاوضہ کے جاتے رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے اور یہ طریق صوفیہ مین عین
اعتلال اور سبب کالانا ہی اسواسطے کہ اُسنے معاوضون کی طرف ہمیشہ آنکھ لگائی ہی
اور اُسکے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہی اور صوفی نہ موعودہ اجرون کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزون کو ترک کیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہی اور نیز فقر کا
ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا اُسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار اُسکا
ہی اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال مین ایک علت ہی اس لیے کہ صوفی جو قائم
فی الاشیا رہو گیا ہی تو ارادۂ آلہی سے ہوا ہی نہ اپنے ارادہ سے پس وہ نہ صورت
جو فقر مین فضیلت ہے اُس شے مین دیکھتا ہی اور نہ توانگری کی صورت مین بلکہ فضیلت
اُس شے مین دیکھتا ہی جسمین اُسے حق تعالی نے توفیق بخشی ہی اور اُسی سے اپنے تئین
داخل کرتا ہی اور ایک شی مین داخل ہونے کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے اذن
پاتا ہی اور وہ کبھی آسودگی کی صورت مین بحکم آلہی در آتا ہی جو فقیر کے برخلاف ہی اور
اُسوقت آسودگی مین فضیلت دیکھتا ہی اسواسطے کہ حکم آلہی اسی مین رہنے کا ہی
اور اُس وسعت مین فسحت نہین کرتا اور داخل اسمین ہونا صادقین کا نصیب ہی الا
جبکہ حکم آلہی کا علم قوی اور محکم کرلین اور اس معاملہ میت پانؤن کی پھسلن ہی اور مدعیون
کے دعوی کا باب ہی اور کوئی حال ایسا نہین ہی جسکے ساتھ صاحب حال متحقق ہی

مگر یہ کہ اُسکی حکایت کو متحجب بامر دشوار کرتا ہی لیہلک من ہلک عن بینۃ و یحیے
من حی عن بینۃ البستہ جو ہلاک ہوتا ہی وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہی پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان فرق واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس
اور بنیاد ہی اور قوام اُسکا اُسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مراتب تک پہونچنا
جو ہی فقر اُسکا طریق ہی نہ اس معنی سے کہ وجود تصوف سے وجود فقر لازم آتا ہی جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ تصوف اُسکا نام ہی کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اُس سے آپ
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہی جسکا ہم نے ذکر کیا ہی کہ صوفی قائم فی الاشیاء اللہ کے
ساتھ ہی نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونون اپنے نفس سے اشیاء مین موجود
ہین اپنے ارادات سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور صوفی اپنے
نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد سے قائم ہین
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہی کہ صوفی وہ شخص ہی
کہ نہ طلب اُسکو تھکائے اور نہ سلب اُسکو جگہ سے ہلائے اور یہ بھی اُسکا قول ہی
کہ صوفیہ نے سب چیزون پر اُنکو برگزیدہ فرمایا تو اُنکے ایثار سے یہ ہی کہ اپنے
نفوس کے علم پر اُنھون نے علم الٰہی کو اور ارادۂ نفوس پر ارادۂ اللہ کو
پسند کیا ہی بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ طوائف مین سے کس گروہ کے ساتھ مین
صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اسواسطے کہ برے کے لیے اُنکے نزدیک ایک وجہ
عذر کی ہی اور جو سب سے برا اعمال کرتا ہی اُسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کہ تجھے اُس سے بڑھا دین کہ میرا نفس تجھے عجب اور غرور مین ڈالے اور یہ علم
ہی کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہی اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو بہت
بڑا جانتا ہی اور لینے کو برا سمجھتا ہی اور یہی فقیر کا حال ہی اور یہ حالت اسواسطے
ہی کہ اُسکا ظرف چھوٹا ہی اور وہ اپنے حد علم پر آئے ہوے ہین اور بعض صوفیہ نے

کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ اُسکے سامنے جب اچھے دو حال پیش آوین یا وہ اسپر اچھے دو خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہو اور فقیر اور زاہد دونون یونہی تمیز دو اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی اُسی کو اختیار کرتے ہین جو مائل ترک کی طرف ہو اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہو اپنے علم سے وہ دونون اس معاملہ مین حکم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور حسن انابت اور خدا قرب اور لطف دخول وخروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اُسکا علم اپنے رب کے ساتھ ہی اور اُسکو خدا اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہی اور احسن اشرف کا منجانب اللہ خواستگار ظہور اور انکشاف ہی حضرت رویم نے فرمایا ہی کہ تصوف نفس کا اللہ کے ساتھ اُسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہی اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ بندہ ہر وقت اُس شئے مین مشغول ہو جو اُسوقت اول اور افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف کا اول علم ہی اور اوسط اُسکا عمل ہی اور آخر اُسکا عطا من اللہ تعالی ہی اور بعض نے کہا تصوف ہی ذکر با جماعت اور وجد با سماعت اور عمل با تبعیت اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہی اور بذل روح اور سہل بن عبد اللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور مستی و شوق سے جو ہو اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو سونا اور مٹی اُسکے نزدیک برابر ہو اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی موافقت اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے فسردگی اور نفسانی خواہشون سے یکسوی اور صفات روحانی کا نزول اور علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام ہی ذوالنون مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی تو اُس سے کہا کہ تو کہان سے آئی وہ بولی اُن قومون کے پاس سے جو خواب گاہون سے

اپنے پہلوؤن کو علیحدہ رکھتے ہین مین نے کہا اور کہان کا تیرا ارادہ ہی بولی اُن مردون کی طرف جنکو اللہ تعالی کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہی اور نہ خرید فروخت کھیل مین ڈالتی ہی تو مین نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھین ابیات

قوم ہمومہم باللہ قد علقت	فما لہم ہمم تسموا لے احد
فمطلب القوم مولاہم وسیدہم	یا حسن مطلبہم للواحد الصمد
ما ان تنازعہم دنیا ولا شرف	من المطاعم واللذات والولد
ولا للبس ثیاب فائق انق	ولا لروح سرور حل فے بلد
الا مسارعۃ فے اثر منزلۃ	قد قارب الخطو فیہا باعد الابد
فہم رہائن عذران واودیۃ	وفی الشوامخ تلقاہم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہی جنکے ارادہ اللہ تعالی کے ساتھ معلق اور آویزان ہین اور اُنکی ہمتین ایسی نہین ہین جو کسی اور کی طرف بڑھین اور بلند ہون پھر ساری قوم کا مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہی تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا اُنکا مطلب ہی۔ نہ دنیا اُنکو نزاع اور تکرار مین ڈالتی ہی اور نہ کوئی شرف جو کھانے کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو۔ نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر مین آیا ہو۔ مگر یہ کہ مرتبہ کے پیچھے جلدی اور شتابی ہی جسمین قدم اُنکے قربت ابد کے بعد سے گر گئے وہ چشمون اور میل گاہون کے اندر بسے ہوے ہین اور پہاڑون کی چوٹیون پر اُنسے تو گروہ کے گروہ سے ملاقات کرے گا جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہی ہر ایک بری چیز اُسپر ڈالتے ہین اور اُسمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُنکا قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہی کہ نیک بد سب روندتے ہین اور ابر کے مانند ہی کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینھ ایسا ہی کہ ہر ایک شے کو سیراب کرتا ہی اور تصوف

کی ماہیت مین اقوال مشائخ ہزار قول سے زیادہ ہین اور اُنکی نقل کرنے مین طول ہی بڑ
ہم ایک ضابطہ کیے دیتے ہین جسمین اُسکے معانی آجائین۔ صوفی ہمیشہ اپنی اوقات
کدورت سے پاک کرتا ہی اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف
کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے ہولے کا
محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتون سے صاف رہتا ہی اور جب
کبھی اُسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ
سے جمعیت اُسکی ہی اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی تو
اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہی قال اللہ
تعالیٰ کونوا قوامین لله شہداء بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو تم اللہ کے لیے قائم
اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیۃ اللہ کے لیے نفس پر تصوف کے
ساتھ متحقق اور ثابت ہوتی ہی بعضون نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی پھر جب سکون
تصوف بھی نہین اور بھید اسمین یہ ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف کھینچی گئی ہی مراد یہ
کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات کی طرف ہی اور نفس
کے لیے اپنی وضع کے سبب تہ نشین اپنے عالم کی طرف ہی اور اپنے پیچھے اُسکا اُلٹنا
پلٹنا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہی اسطرح کہ ہمیشہ ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ
کی گریز اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعون کی چھان مین ہو اور جو کوئی اس
بات سے واقف ہوگا صوفی کے معنی مین وہ تمام متفرقات پائیگا جو اشارات مین ہین

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور صوف کا لباس پہنتے تھے تو اسوجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت سے انکا نام صوفیہ رکھا ہے اسواسطے کہ صوف کا لباس انھون نے اختیار کیا کہ وہ لطیف و ملایم ہوتا ہے اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کہ آپ نے فرمایا شہر روحا کے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ پا صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہاں کہین انکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو مین نے دیکھا ہے کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابوہریرہ اور فضالہ بن عبید نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب انکو دیوانے خیال کرتے تھے اور پہناوا انکا صوف کا تھا حتی کہ بعضے انمین کے عرق آلودہ اپنے کپڑون مین ہو جاتے تو اس سے بھیڑی کی بو آنے لگتی جب کہ وہ مینہ مین بھیگ جاتا اور انمین سے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ مجھے انکی بو ایذا دیتی ہے کہا آپ کو بھی انکی بو گزندیہ پہنچاتی ہے اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس انھون نے اسواسطے اختیار کیا کہ وہ زینت دنیا کے تارک اور سد رمق اور ستر عورت پر قانع اور امر آخرت مین مستغرق تھے اسواسطے کہ اپنے مولی کی خدمت مین مشغول اور امر آخرت کی طرف صرف ہمت سے انھین لذت اور راحت نفس کی فرصت اور مہلت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے بھی مناسب اور موزون ہے اسواسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہے تو عرب اس کو کہتے ہین تصوف یعنی صوف پہنا جسطرح کہ کوئی قمیص پہنے تو اسکو کہتے تقمص یعنی

قمیص پہنا اور چونکہ سیر وطیر مین اُنکا حال تھا اس لیے کہ احوال مین بدلتے پلٹتے
رہتے تھے اور اُنکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عروج تھا کوئی وصف اُنکو مقید
اور کوئی چیز اُنکو محبوس نہین کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب انپر کشادہ
تھے باطن اُنکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہرگاہ کسی حال کے
ساتھ مقید اُنکا ہونا تقیید کی راہ سے متعذر اور دشوار ہوا کہ وجدان اُنکی نوع بنوع
کی اور ترقی اُنکی ہر جنس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف اُنکو منسوب کر دیا اور یہ
اشارہ کرنے مین اُنکی طرف روشن تر اور اُنکے وصف کے حصر مین داعی بیشتر
تھا سوا اسکے کہ صوف کا پہننا اُنکے سلف کے متقدمین پر غالب اور مستولی
تھا اور اسلیے بھی کہ اُنکا حال مقربین کا سا ہے چنانچہ پہلے ذکر اُسکا ہو چکا اور
ہرگاہ نسبت قرب اور عظمت اشارہ قرب الٰہی کی طرف ایک امر صعب ہے کہ کشف
اُسکا اور اشارہ اُسکی طرف عظیم اور بھاری بھر کم ہے تو اشارہ اُنکے پہناوے
کی طرف ہوا جسمین اُنکا حال چھپا رہے اور اسمین غیرت اُنکے بڑے مقام کی تھی
کہ اشارہ بہت اُسکی طرف ہونگے اور بار بار اُسکا تذکرہ زبانون پر آئیگا پس یہ
طریق زیادہ مقرون بادب تھا اور ادب ظاہر اور باطن قول اور فعل مین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہے اور اُسمین ایک بات اور ہے کہ اُنکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہے
کہ دنیا کی اُنھین قلت ہے اور شہوات نفسانی کی جانب اُنکو کم رغبت ہے جسکا مقتضا
اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا نوسکھیا مرید جو اُنکے طریق کو پسند کرتا ہے اور
چاہتا ہے کہ اُنکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گذران پر
رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ کم کھانا پینا بھی اوڑھنے پہننے کے قبیل سے ہے پھر اُنکے طریق مین
دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہے اور یہ امر مبتدی کا سمجھا بوجھا ہے اور اُنکے حال کا تبلانا
اور اُسکے ساتھ اُنکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہے پس صوفی

نعت

نکا نام رکھنا نافع تر اور زیادہ اولیٰ تر ہی اور یہ بھی ہو کہ اس معنی کے سوا جو کہا جائے کہ
انھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعویٰ ہی اور جب یہ کہا جائے
کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعویٰ سے دور ہوگا اور جو
چیز دعویٰ سے زیادہ دور ہو وہی اُنکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی کہ صوف کا
پہننا اُنکے کام سے ظاہر یہ حکم ظاہر ہی اور اُنکے کسی حال یا مقام کی طرف منسوب
اُنکو کرنا حکم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ
اُنھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا تواضع اور فروتنی سے زیادہ تر
قریب اور لائق ہی۔ اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہی کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان
لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار اور اوجھل اور آڑ کو
اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہوگئے جیسے پھٹے پُرانے لتے جن کو پھینکتے رہتے
ہین اور کوئی اُنکو نہین پوچھتا اور نہ اُنکی طرف کوئی آنکھ اُٹھاکر دیکھتا ہے
تو صوفہ کی نسبت سے صوفی کہین جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہین
اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے قریب اور مناسب
معنی مقصود ہین اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو
صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی۔ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس دن اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے اور
صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف ہی کی تھی اور آستین بھی اُسکی صوف کی تھی
اور آپ کی جوتیان غیر مذبوحہ گدھے کی کھال کی تھین۔ اور بعضون نے کہا صوفیہ
اس لیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول مین اپنی علو ہمت
اور اللہ تعالیٰ کی حضور مین بدل وجان حاضر آنے سے اور اُسکے سامنے اپنے

اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوے ہین - اور بعضون نے کہا یہ اسم دراصل صفوی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا اور صوفی اُسکو بنالیا - اور کہتے ہین صوفیہ نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین فقرا اور مہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور اُنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی للفقرا الذین احصروا فی سبیل اللہ لایستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ - یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین روکے گئے زمین مین چلنے کی طاقت نہین رکھتے اور یہ توجیہ ہر چند اشتقاق لغوی کی صورت سے ٹھیک نہین ہی مگر معنی کے لحاظ سے صحیح ہی اسواسطے کہ صوفیہ کا حال اُنکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ وہ باہم جمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہین اللہ تعالیٰ کے واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت مین جیسے اصحاب صفہ کہ چارسو آدمی کے قریب تھے نہ اُنکے مدینہ مین گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد مین ہو بیٹھے تھے جیسے اگلے پچھلے صوفیہ گوشون اور خانقاہون مین رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے نہ دودھ کے دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ سیکھنے اور تلاوت مین مشغول ہوتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگون کو اُنکی غمخواری پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور اُنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یعنی اور مت نکال اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی ذات چاہتے ہین اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یعنی روک اپنے نفس کو ان لوگون کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہین اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق مین نازل ہوئی عبس و تولیٰ ان جاءہ الاعمی

یعنی تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب ہوے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو اُن کے ہاتھون سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور ذیمقعدورون پر اُنکو بانٹ دیتے ایک کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجدیا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے گھر مین اُنمین سے اسّی آدمیون کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے ہر آئنہ ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہین کہ وہ ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے اُنمین کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہین ہوتا تھا تو جب ایک اُنمین سے رکوع مین جاتا تھا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا اُسکا ستر کھل جائے۔ بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ چھواروں نے ہمارے پیٹ جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور منبر پر چڑھے بعد ازان فرمایا اُن لوگون کا کیا حال ہے جو کہتے ہین کہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا تم نہین جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والون کا کھانا ہے اور ہر آئنہ اُسکے ساتھ ہم سے اہل مدینہ نے غمخواری کی اور ہم نے تمھاری غمخواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھون نے ہماری غمخواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہے جسکے قبضہ مین محمدؐ کی جان ہے ہر آئنہ دو مہینے ہوے کہ رسول اللہ کے گھر مین سے دھوان نہین اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوے اور اُنکی محتاجی اور کوشش اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے اصحاب صفہ تمھین بشارت ہو جو تم سے قائم اُس صفت پر رہا جسپر تم آج کے دن ہو راضی اُس چیز کے ساتھ جو اسمین ہے

وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہی - اور کہتے ہین کہ اُنمین سے
ایک گروہ خراسان مین تھا جو غارون مین رہا کرتے دیہات اور شہرون مین اُنکی
سکونت نہ تھی خراسان مین اُنکو شکفتیہ کے نام سے پکارتے اسواسطیکہ شکفت
غار کا نام ہی بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُسکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو
جوعیہ کہا کرتے اور حق تعالی نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف مین فرمایا ہی
تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین اور اُنمین سے بعض کو صابرین اور صادقین
اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب کو
صوفی کا نام مشتمل ہی اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضون کا قول ہی کہ تابعین کے زمانہ مین تھا - اور حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ
سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہین مجھے کافی ہین جو میرے
پاس ہین اور اُسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہی جو سفیان سے ہی کہ اُسنے کہا ہی اگر
ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اُسپر ہی کہ یہ نام معروف
قدیم ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اسواسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے کہ اُنکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ
سب اشارون سے اولی اور افضل تھا اور جب عہد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جنھون نے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانۂ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفوی چھپ گیا اور
رائین مختلف ہو گئین اور طریقے انواع و اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی رائے
اپنی رائے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہوا ہاے نفسانی کے میل سے گندلے ہو گئے

اور متقین کی بنیادین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہوگئے اور جہالتین غالب آئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوے اور عادات بڑھ گئین اور اہل عادت مالک و مختار ہوئے اور دنیانے بناو سنگار کیا اور خطاب اُسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ اُن سب سے ایک ہوگئے جنکے اعمال صالح اور احوال روشن اور صدق اُنکی عزیمت مین اور قوت اُنکی دین مین تھی اور دنیا اور اُسکی محبت مین اُنھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن مین وہ کبھی مل بیٹھتے تھے اور کبھی جدا ہوجاتے اہل صفہ کے پیرو اسباب کے تارک رب الارباب کے بتلا پس اُنکے لیے ثمرہ نیک اعمال اور پر نور احوال ملے اور علوم کے قبول کے لیے اُنکے فہم مین صفا آگئی اور زبان کے بعد اُنکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے پیچھے ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ملا جیسا کہ حارثہ نے کہا صبح اُٹھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک مرتبہ مکشوف اُسکے علاوہ ہوا جسکا اُنھون نے قول و قرار کیا تھا تو اُسکی اقتضا سے اُنھین بہت سے علم حاصل ہوے جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا اُنھون نے تعاہد کیا ہی پس اپنی خاص ذاتون کے لیے اصطلاحین تحریر کرلی ہین جو اُن معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین کہ اُنکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور بفصاحت اُن احوال کو بیان کرتے ہین جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اُسے قدماے سلف سے اخذ کیا یہان تک کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانے مین ایک اسم مستمر اور رچیز مستقر ہوگئی تو یہ نام اُن لوگون مین پھیل گیا اور اُسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوے اور دوسرون کا بھی نام رکھا پس اسم اُنکی نشانی ہی اور علم الٰہی اُنکی صفت ہی اور عبادت اُنکا حلیہ ہی اور تقوی انکا کرتہ ہی اور حقیقت کے حقائق اُنکے اسرار ہین کنبے اور قبیلون سے نکلے ہوے فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے

ملکون مین بسنے والے ہین گھڑ یون اُنکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہی اور آگ اُنکے
شوق کی شعلہ زن ہی اور وہ ہل من مزید کہ رہے ہین اللہ میرے اُنکے گروہ مین
ہمکو اُٹھا اور اُنکے حالات ہمارے نصیب کیجیو واللہ علم

ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب
آئے گی تو آپ نماز کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا وہ
شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولا مین ہون یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تونے کیا سامان کیا ہی کہا اُسکے لیے مین نے نماز روزہ
زیادہ نہین جمع کیے کہا مین نے اُسکے لیے کوئی بڑے عمل نہین اکھٹے کیے مگر یہ کہ
مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اُسپر آپ نے فرمایا آدمی اُسکے ساتھ
ہی جسکو وہ چاہتا ہی تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ
تب مین نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہین دیکھا جیسا کہ
وہ اس سے خوش ہوے۔ پس جو شخص صوفیہ کے متشبہ ہی کہ اُسنے صوفیہ کا تشبہ
اُنکے سوا دوسرے گروہ سے نہین اختیار کیا الا اُنکی محبت سے حال آنکہ وہ قاصر ہی
ان باتون پر قائم ہونے سے جو اُنمین ہین صوفیہ کے ساتھ ہوگا اِس لیے
کہ متشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہی اور ہر آئنہ اس حدیث سے
جو ہم نے اس مسئلہ مین روایت کی ہی واضح تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی
عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ مین نے عرض
کی یا رسول اللہ ہر آئنہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون

تو فرمایا کہ ہر آئنہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابو ذر رحنے اُسکو
دو بارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دو بارہ فرمایا پس متشبہ کی
اُنسے محبت نہین ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شے سے آگاہ اور ہوشیار
ہوگئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہین اسواسطے کہ محبت امر اللہ کی
اور اُس شے کی جو اُسکی طرف قربت دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہو روح کو
بدون اسکے کہ متشبہ نقش کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا ہو چکا ہی
اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ متشبہ کے صفات نفسانی
کے بقیہ مین شریک ہی۔ اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق ہے
اور متشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیہ سے ایمان اصل بزرگ ہی۔ جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ اکثر غلا لوگ کے
نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہوگئے ہین
اسواسطے کہ یہ حضرات قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہین اور اُنکے
اشارے اللہ کے بڑے امر اور اُسی کے قرب کی طرف ہین اور ایمان اسیر ایمان
بالقدرت ہی اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیا سے انکار کیا ہی اور حال آنکہ
ایمان اسیر ایمان بالقدرت ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہین تو انکے طریق پر
ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مختص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد زیادہ
علم اُنکے طریقہ سے حاصل کیا ہی اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئین جس سے
استدلال اُسکے تمام و کمال یہ ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی نہ صوفی کے حال سے
سچے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین متشبہ کا حصہ ہی اور سنت الٰہی اسیطرح
پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اسمین ہی مقرر اُسے ایک حال معلوم اور

مکشوف ہوجاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اول صاحب ذوق ہی اور
جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اسمین وہ صاحب علم ہی اور جو اُس سے بڑھکر حال ہی اسمین
صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے حال مین
وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے بڑھا
چڑھا حال ہی اسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ان الابرار لفی نعیم
علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین
ابرار کی اور اُنکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالی نے فرمایا و مزاجہ من
تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب سے
میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور
متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل ہی
پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت متصوف
ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلیف کے
ساتھ اُسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہو جو
صوفی کے وصف سے اسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین اسپنے
رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا سبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت
کر گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان
ذکر الٰہی ہین جنکے بار اُنسے ذکر نے اُتار دیے ہین اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبک
کار آئینگے پس صوفی مفردین کے مقام مین ہین اور متصوف سائرین کے مقام مین
اپنے سیر مین قرارگاہ قلب مین ذکر الٰہی پر ہو پہنچنے والے ہین اور قلب سے اُسکا مراقبہ
ہی اور اپنی نظر سے التذاذ اُسکا ہی اللہ کی نظر کی جانب جو اُسکی طرف ہی پس صوفی

صاحب مشاہدہ در روح کے مقام و مستقر مین ہی اور متصوف صاحب مراقبہ قلب
کے مقام مین اور متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہمسری مین ہی
تو صوفی کی تلوین اُسکے قلب کے وجود مین ہی اور متصوف کی اُسکے نفس کے وجود
مین اور متشبہ کو تلوین نہین ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ
ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہین پہونچا اور ان سب کو جامع دائرہ اصطفا
ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگون کو کر دیا جنھین ہم نے
اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے اُنمین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور
بعضے اُنمین سے متوسط اور میانہ رو ہین اور بعضے اُنمین کے ہین جو آگے بڑھ گئے ہین
بعضے کہتے ہین کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعض کا قول ہی کہ ظالم
وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور
سابق اُسے کہتے ہین کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہے جو
غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور
سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی
ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور
یہ سب قول صوفی اور متصوف اور متشبہ کے حال سے مقرون بہ تناسب ہین
اور یہ سب اہل صلاح و فلاح سے ہین کہ اُنکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت
کی نسبت اپنی عطا و بخشش سے اُنمین ملا دیتا ہی - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا
اس قول مین اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہی فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق
بالخیرات کلہم بالجنۃ یعنی بعضے اُنمین سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات
مین بڑھے ہوے یہ سب جنت مین ہین - ابن عطا کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی جو اللہ کو

دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقصد وہ ہی جو اللہ کو عقبیٰ کے لیے دوست
رکھتا ہی اور سابق وہ ہی کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ اُسمین ساقط کرے اور
یہی صوفی کا حال ہی تو متشبہ اس قوم کے امر سے کسی شے کے بیش آیا اور یہ اُنکے قرب
کا موجب اُسکے لیے ہوتا ہی اور قرب اُنکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیباچہ ہی -
اپنے شیخ سے مین نے سُنا ہی کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے
پاس آیا اور ہم اصفہان مین تھے یہ شخص اُنسے خرقہ چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا
فلان کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی مین تجھ سے
کلام کرے پھر آؤ کہ مین تجھے خرقہ پہناؤن کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو مین نے اُس سے
خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتین جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہین اور
جو خرقہ پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اُس شخص نے
حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے ہچکچایا تب شیخ کو اس
معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اُسکو نیا معلوم ہوا تو
مجھے بلایا اور مین نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا مین نے تیرے پاس
اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتین ایسی کرے کہ جن سے اُسکی رغبت خرقہ کی
طرف زیادہ ہو اُسپر تو نے وہ باتین کین جن سے ارادہ سُست ہو گیا پھر جس
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہین اور وہ ایسی ہین کہ حقوق خرقہ سے واجب ہین
مگر جب ہم نے بندی پر لازم گردانین تو وہ بھاگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز آیا
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہین تاکہ قوم کے متشبہ ہو جاسے اور اُنکے لباس سے ملتبس ہو
تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ اختلاط سے اور
اُنکے احوال اور سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے گا کہ راہ اُنکی چلے اور
اس ذریعہ سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچے گا۔ اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ قول

موافق ہی جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے بواسطات روایت کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے آغاز کر اس لیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہی اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہی اور صوفیہ متشبھین سے بنرمی پیش آتے ہین کہ بندی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور جو کوئی انمین سے حال مین اکمل اور علم مین علامہ ہے وہ زیادہ تر بندی طالب کے ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہی۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہی کہ اُسکی صحبت مین ایک طالب آیا تو اُسنے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات مین پکڑا اور اُس سے ارادہ اُسکا بجز اُسکے نہ تھا کہ بندی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سیکھے اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہی کہ کسی چیز مین در نہ آئی مگر یہ کہ اُسکو زینت اور رونق دے دی پس تشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طریق سے ایمان ہی اور اُسکے موافق عمل ہی اور سلوک و اجتہاد ہی اس کے موافق جو ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہی پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ ہو جاتا ہی بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہی ولیکن جو شخص متصوف اور صوفی کے حال کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہین کرتا اور نہ وہ اُنکے اوائل مقاصد کا قصد کرتا ہی بلکہ فقط ظاہری کے تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت حلیہ اور صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہی تو وہ متشبہ بصوفی نہین ہی اسواسطے کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل و حکایت نہین کرتا تو وہ اسوقت متشبہ کا متشبہ ہی جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ وہ ایسی قوم ہی کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بےنصیب رہتا ہے اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اُسی قوم سے ہی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کے لیے بہت سے ملائک
ہین فاضل اُن ملائک سے جو لوگون کے اعمال نامہ لکھتے ہین راستون مین پھرا
کرتے ہین اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ
اللہ تعالی کے ذکر مین مشغول ہین تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہین چلے آؤ
اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوون سے ظاہر آسمان تک ڈھک لیتے ہین
تب اللہ تعالی فرماتا ہے حالانکہ وہ خود دانا تر ہے کیا میرے بندے کہتے ہین
فرشتے کہتے ہین کہ تیری حمد کہتے ہین اور تیری تسبیح اور تیری تمجید کرتے ہین
پھر فرماتا ہے کیا مجھے ان لوگون نے دیکھا ہے تو فرشتے کہتے ہین کہ نہین پس فرماتا ہے
جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہین اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ تسبیح اور
تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہے کہ کیا مجھ سے مانگتے ہین یہ کہتے ہین کہ تجھ سے
بہشت مانگتے ہین پھر فرماتا ہے کہ کیا بہشت دیکھی ہے وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہے
کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور
حرص زیادہ ہوتی فرشتون نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تو فرماتا ہے
آیا اُسے دیکھا ہے وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہے کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتون نے
کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالی فرماتا ہے مین تمھین
گواہ کرتا ہون کہ ہر آئینہ مین نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن مین سے کہتا ہے کہ
فلانا شخص اُن لوگون مین سے نہین ہے وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب
اللہ تعالی فرماتا ہے وہ باہم ہمنشین اور ہم صحبت ہین اُنکا ہم نشین بے نصیب
اور بے بہرہ نہین رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا متشبہ اور محب محروم نہین رہتا

آٹھوان باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح مین ہے

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے

اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق خلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی اُسنے کہا مین نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر میرے سر سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے بندون مین سے امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلا تشبہ کے سیے زیادہ اختصاص اس بات کے ساتھ ہی کہ وہ اخلاص کے ساتھ متمسک اور معتصم ہین احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اُسکے چھپانے مین لذت پاتے ہین حتے کہ اگر اُنکے اعمال وافعال کسی پر ظاہر ہوجائین تو اُس سے متوحش ہوتے ہین جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہی پس ملامتی نے وقوع اخلاص اور اُسکے مقام کی قدر ومنزلت کی اور اُسکا اعتبار اور شمار کرکے اُسمین ہاتھ مارا اور صوفی اُسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے غائب اور گم ہوگیا ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین اُنھون نے اخلاص کو شاہد کیا تو اُنکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور ذوالنون نے کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے مدح وذم کی مساوات۔ اور اعمال مین دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو آخرت مین چھوڑ دینا۔ ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہ کہا اخلاص وہ چیز ہے جسمین نفس کو حظ کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہی اور خواص کا اخلاص وہ ہی کہ اُنپر نہ اُنکے ساتھ گذرے اور اُنھین کے منجملہ طاعات مین جیسے وہ یکسو ہین اور نہ اُنپر اُنکی نظر ہی اور نہ اُنکی کچھ شمار قطار رہے تو یہ اخلاص

خواص ہی اور یہ وہی ہی جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہی اس طرح
کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملامتی نے اپنے عمل اور حال
سے خلق کو دور کیا ہی مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ مخلص ہی اور صوفی نے اپنے نفس
کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا جس طرح کہ اُسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہی
اور مخلص خالص اور مخلص مین بہت بڑا فرق ہی۔ ابو بکر زقاق نے لکھا بڑا
مخلصی کا نقص اُسکے اخلاص مین دیکھنا اپنے اخلاص کا ہی تو جب اللہ چاہتا ہی
کہ اُسکے اخلاص کو خالص کرے تو اُسکے اخلاص سے دید اُسکی جو اُسکے خلاص
پر ہی ساقط کر دیتا ہی تو وہ مخلَص ہوگا نہ مخلِص۔ ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ
عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی اور معنی اُسکے قول کے
یہ ہین کہ مریدون کے اخلاص مین رویت اخلاص کی علت ہی اور عارف اُس
ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کر دے مگر شاید کہ وہ کچھ اپنے حال اور اعمال
سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو اُسمین اُسکے نزدیک ہی مرید کی کشش یا اخلاق
نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لیے ظاہر کرتا ہی اور خاص عارفون کے لیے
اُس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ دوسرا اُسکو نہین جانتا تو
کم علم ریا کی صورت اُسکو دیکھتا ہی حال آنکہ وہ ریا نہین ہی اُسکے سوا نہین ہی
کہ وہ صریح علم اللہ کیواسطے اللہ کے ساتھ ہی بدون اسکے کہ نفس اُسمین حاضر ہو
یا کوئی آفت اُسمین موجود ہو۔ رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ صاحب اخلاص
اُسپر دارین مین کسی عوض اور دونون ملک مین سے کسی حصہ پر راضی نہو اور
بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص مدام نظر ایا اللہ سے خلق کے دیکھنے کو
بہونچاتا ہی اور ملامتی خلق کو دیکھتا ہی پھر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہے
اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا اخلاص صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے

زقاق نے کہا ہی کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے چارہ نہین ہی اور یہ کمال خلاص کا نقص ہی اور اخلاص وہی ہی کہ اللہ اُسکے صاحب کا محافظ ہو تا آنکہ تکمیل اُسکی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابو القاسم جنید بغدادی سے مین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق مین کچھ فرق ہی کہا ہان صدق اصل ہی اور وہ اول ہی اور اخلاص فرع ہی اور وہ تابع ہی اور کہا اُن دونون مین فرق ہی اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل مین نہ آئے نہین ہوتا پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہی اور مخالص الاخلاص ہی اور خالصہ ہی جو مخالصہ مین ہی تو اس بنا پر اخلاص ملامتی کا حال ہی اور مخالص الاخلاص صوفی کا حال ہی اور خالصہ جو مخالصہ مین ہی ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہی اور وہ بندہ اپنے رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہی بلکہ اپنے قیام کی رویت سے اُسکا غائب ہونا ہی اور وہ استغراق فی الذات آثار اور لوث اخفا کی آزادی سے ہی اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہی اور ملامتی اپنے مقام اخلاص مین مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف نابینا ہی اور یہ ملامتی اور صوفی مین فرق واضح ہی اور خراسان مین ہمیشہ ملامتیون کا ایک گروہ رہتا ہی اور اُنکے لیے مشائخ ہین جو اُنکی بنیاد کو درست کرتے اور شرطین اُنکے حال کی اُنھین بتلاتے تھے وہ ہم نے ہر آئینہ عراق مین دیکھا اُن لوگون کو جو اس راہ کے سالک ہین مگر وہ اس نام سے مشہور نہین ہین اور اہل عراق اس نام کو بول چال مین کمتر استعمال کرتے ہین۔ نقل ہی کہ ایک ملامتی کو سماع مین مدعو کیا تو وہ نہ آیا تب اُس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے کہ اگر مین آتا تو مجھے وجد ہوتا اور مین نہین پسند کرتا تاکہ کوئی میرا حال معلوم ہو۔ اور منقول ہی کہ احمد بن ابی الحواری نے ابو سلیمان دارانی سے کہا کہ مین جب خلق مین ہوتا ہون

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہا کہ تو
اب کم طاقت ہی پس ملامتی ہر چند اخلاص کے دستہ کا قابض اور بساط صدق
کا فراش ہی مگر اُسمین بقیہ رویت خلق کا اور اُس شے کا جو اُسمین کی بہت عمدہ ہی
یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی اس بقیہ سے پاک
اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہی عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہی اور بالکل
اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیۂ توحید
کھل گئی اور اس قول حق سبحانہٗ تعالی کا بھید پا لیا کل شے ہالک الا وجہہ ہر ایک
شے فانی ہی مگر ذات اُسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض وقات
مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی دو وجہ
سے اخفار حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق و تحقیق کے
واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیر سے حال بنوع غیرت پوشیدہ
رہے اسواسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع غیر کو اُسے
بُری معلوم ہوتی ہی بلکہ صدق محبت مین اُسے یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو
اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگر بڑھکر ہی تو بھی طریق
صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنا بر ان ملامتی متصوف پر مقدم اور صوفی سے
موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول بلا متشبہ سے یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے
اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب
اور زبان ذکر سے بند ہو جاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہو گیا تو
دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر صحیح
ہو تو زبان ذکر سے سُست ہو جاتی ہی اور یہ ذکر نعمات الٰہی ہی اور ذکر سے
جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہی اور اُنکے نزدیک

ہر ایک کے لیے ان ذکرون مین سے ایک آفت ہی تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع اُسپر ہی اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہی اور قلب کے ذکر کے لیے آفت نفس کی اُسپر اطلاع ہی اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہی یا اُسکی عظمت کرنی یا ثواب واجر مانگنا ہی یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شے تک پہونچ گا اور کمترین خلایق قدر و قیمت مین انکے نزدیک وہ شخص ہی جو ارادہ اُسکے اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اُس کے سبب اُسکی خدمت مین حاضر ہو اور اس اصل کا بھید جسپر ان لوگون مین جو حکم رکھے یہ ہی کہ ذکر روح ذکر ذات ہی اور ذکر سر ذکر صفات اُنکے زعم مین ہی اور ذکر قلب آلاء و نعماء سے اثر صفات کا ذکر ہی اور ذکر نفس علتون کا متعرض ہی تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہی کہ وہ اشارہ کرتے ہین اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہی اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہی جو جزو ہیبت سے خبر دینے والا ہی اور وہ وجود ہیبت اور خوف کا ہی اور وجود ہیبت مستدعی وجود یا لقبیہ کا ہی اور یہ خلاف حال فنا ہی اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہی اور وہ ذکر صفات نصیب قرب کا مشعر ہی اور ذکر قلب کا جو ذکر آلاء و نعماء ہی فی الجملہ بعد کا مشعر ہی اسواسطے کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہی اور نعمت دینے والے کی طرف سے ذہول اور غفلت ہی اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد منزلت ہی اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرتی ہی اور یہ درحقیقت عین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور انمین سے بعض بعض سے اعلیٰ ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور انمین سے نہین ہے

ایک گروہ انمین سے کبھو اپنے تیئن قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا

حال ہم بیان کر چکے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور اُنھون نے سنت اور
اخبار سے تمسک کیا اور اخلاص و صدق سے متحقق ہین اور وہ اُس قسم سے نہین ہین
جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن
اقوام کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہان تک
کہ عادات کو اُنھون نے ویران و تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور اختلاط کے آداب کی
بیڑیان ڈال دین اور چھوڑ دین اور اپنے خوشدلی کے میدانون مین سیر کی اور
نماز روزہ کی قسم سے اُنکے اعمال تھوڑے مگر فرائض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے
کھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے اُنکی اجازت دی اور بسا اوقات
رخصت کی رعایت پر اُنھون نے اقتصار اور اختصار کیا ہی اور عزلت کے حقائق
کی طلب نہین کی اور ساتھ اسکے جمع اور ذخیرہ نہ کرتے اور زیادہ طلبی کے ترک کو
ہاتھ سے نہین دیتے اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے کم رغبت والون
اور عباد کے رسمون کا برتاؤ نہین کرتے اور اپنی خوشدلی کے اوپر قانع
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہین اور اُسی پر اُنھون نے قصد کو تاہ کیا اور اُنکو بجز اُسکے
کہ جسپر اپنی خوشدلی سے ہین طلب مزید کی طرف جھانک تاک نہین اور ملامتی
اور قلندری مین فرق یہ ہی کہ ملامتی اخفار عبادات مین عمل کرتا ہے اور
قلندری عادات کی تخریب مین عمل کرتا ہی اور ملامتی کل باب خیر و بر کے ساتھ
متمسک ہی اور اُسمین فضل اور بزرگی دیکھتا ہی مگر اعمال و افعال کو چھپاتا ہی
اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور جاد مین اپنی صورت اور لباس اور
حرکات مین اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ واقف کوئی اُس سے نہو جاسے
رو کے اور ٹھہرائے رکھتا ہی اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی طلب مین تاک رکھتا ہی
اور ہر ایک بات مین جس سے بندہ کو تقرب ہو جہد بلیغ کرتا ہی اور قلندری

کسی صورت کے ساتھ مقید نہین ہوتا اور نہ اُسکو پروا ہو کہ کوئی اُسکے حال سے
واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نہین مائل ہوتا مگر اپنی خوش دلی کی طرف
اور وہی راس المال اور سرمایہ اُسکا ہو اور صوفی اشیار کو اُنکے موقعون پر
رکھتا ہو اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہو خلق کو اُنکے
مقام پر اور امر حق کو اُسکی جگہ پر قائم کرتا ہو اور جس چیز کو چھپانا چاہیئے اُسے
چھپاتا ہو اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہو اُسکو ظاہر کرتا ہو اور تمام کام کو اُنکے
مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و
اخلاص کے ساتھ لاتا ہو پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنے کو ملامتیہ
کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوے تاکہ اُس سے صوفیہ کی طرف منسوب
ہون اور صوفیہ سے وہ کسی بات مین نہین ہین بلکہ وہ دھوکے دھڑی اور غلطی مین
پڑے ہین اور وہ کبھو صوفیون کا لباس بچاؤ کے لیے اور کبھو دعوے کے ساتھ
پہنتے ہین اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہین اور اُنکا یہ زعم ہوتا ہو کہ ضمائر اُنکے
اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہین کہ یہی مقصود مین کامیابی ہو
اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور اُن لوگون کا ہو جنکے فہم قاصر ہین اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے مین پھنسے ہوے ہین اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہو
تو جو حقیقتین کہ شریعت نے اُنکو رد کیا ہو وہ زندقہ ہو اور یہ گروہ مغرور دھوکے
مین پڑے ہوے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہین کہ شریعت حق عبودیت ہو
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہو اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اُس سے
ہوا کہ جو اس درجہ تک نہین پہونچا اُس سے مطالبہ اُنکا نہین ہوتا نہ یہ کہ تکلیف
شرعی کے دوڑے سے اُسکی گردن نکل جاے اور اُسکا باطن کجی اور تحریف

کو ملا جاوے۔ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ
ٹوٹ گیا اور اب تم سے مواخذہ ہم تمھارے اعمال کا کرتے ہین تو جو ہمارے
لیے اظہار خیر کرے اُسکو قبول کرینگے اور اُس سے قربت کر لینگے اور ہمارے ذمہ
اُسکے بطون سے کچھ نہین ہی اللہ اُس سے محاسبہ اُسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اُسکو ہم نہین قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ
میرا بطون اچھا ہی اور اُسی سے منقول ہی کہا جسنے اپنے نفس کو تہمتون کے لیے سامنے کیا
تو جو کوئی اُسکی طرف بدگمانی کرے تو چاہیے کہ اُسکو بُرا بھلا نہ کہے پھر جس وقت ہم
دیکھین کسی شخص کو جو حدود شرع کا استحقار کرتا ہی صلوۃ مفروضہ کو چھوڑے دیتا ہی
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار مین نہین لاتا اور
حرام مکروہ مقامات مین در آتا ہی ہم اُسکو رد کرینگے اور اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوی کو کہ اُسکا بطون صالح ہی نہ مانینگے۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ سے منقول ہی
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
بر و تقوی کے ترک تلک پہونچتے ہین تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہی جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہین اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہی اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہی اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارف
باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہین اور اسی کی طرف اُن اعمال مین یہ لوگ
رجوع کرتے ہین اور اگر مین ہزار برس زندہ رہون ایک ذرہ اعمال بر سے کم نکرون
الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو وا اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
لیے موجب قوت ہین۔ اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہی جو حلول کے قائل ہین اور
یہ گمان باطل کرتے ہین کہ اللہ تعالی اُنمین حلول کرتا ہی اور اُن اجسام مین

جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت مین ہی اُسکے معنی
اُنکے فہمون کے لیے سبقت کرتا ہی۔ اور انمین سے بعضے وہ ہین جو خوبصورت
چیزون کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہین جس سے اشارہ اس وہم کی طرف ہی اور
اُنکے یہ خیال مین ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض غلبات مین کلمات کہے ہمارے
مظنونات اور مزعومات مین سے اُسی شے مین مضمر اور مخفی تھا مثلاً حلاج نے
کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابویزید سے قول اُسکا سبحانی نقل کیا جاتا ہے حاشا
کہ ابویزید کی شان مین ہم اعتقاد کرین کہ اُس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
طور پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہی کہ حلاج کے قول مین
اعتقاد کیا جاے اور اگر اسکا ہمین علم ہوتا کہ اُسنے یہ قول حلول سے مضمر الشئی بیان
کیا ہی تو اُسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہم نے تردید کی ہی اور ہر آئینہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت غرا پاک اور
صاف لائے ہین جس سے تمام کجی اور اینچ پیچ سیدھے اور مستقیم ہوگئے اور ہمارے
عقول نے اُن چیزون پر رہنمائی کی ہی جس سے اللہ تعالی کا وصف جائز ہی اور ناجائز ہی
اور اللہ تعالی پاک ہی اس سے کہ اُسمین کوئی شے حلول کرے یا وہ کسی شے مین حلول
کرے حتی کہ شاید بعض گمراہ بتلا جو بڑی ذکاوفطنت رکھتا ہو اور اُسنے ایسے کلمے سُنے ہون
جو اُسکے باطن سے متعلق ہون پھر وہ اپنی فکر مین ایسے کلمات دل سے بنا وے
جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور وہ بات جیسے اللہ تعالی کی اُسی سے ہو
جیسے وہ کہے کہ مجھسے کہا اُس نے اور مین نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہے
یا تو اپنے نفس اور حدیث نفس سے لاعلم ہی اپنے پروردگار اور کیفیت مکالمہ اور
محادثہ سے لاعلم ہی اور یا اپنے معقولات کے بطلان کا عالم ہی کہ ہواے نفسانی
اُسکو برانگیختہ اُسکے دعوے پر کرتی ہی کہ اسکا وہم ہو کہ ایک شے پر ظفر یاب

ہو گیا اور یہ سب ضلالت ہے اور اُسکی جرارت کرنے کا امن بات پر سبب وہ ہے جو بعض محققین کے کلام سے اُسنے خطاب سُنے ہین کہ اُنپر بعد اسکے وارد ہوئے ہین کہ معاملات اُنکے ظاہر و باطن مین طول پکڑ گئے اور اُنھون نے اصول قوم کے ساتھ صدق تقوی اور کمال زہد دین سے تمسک اور اعتصام کیا ہے پس اُس کے اسرار صاف ہو گئے اُنکے بطون مین خطابون نے تشکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہین تو اُنکے ساتھ یہ خطاب استغراق بطون کے وقت نازل ہوئے اور یہ کلام نہین ہین جسکو وہ سُنتے ہین بلکہ ایک حدیث کی مثال ہے جو نفس مین ہو فکر سے اُسکو پاتے ہین جو کتاب اور سنت کے موافق اپنے اہل کے پاس سمجھے ہوئے علم کے موافق ہے اور یہ اُنکے ساتھ اُنکے اسرار و بطون کی سرگوشی اور راز گوئی ہے تو اپنے نفوس کے لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہین تو جو وہ پاتے ہین اپنے نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہین اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام نہین ہے اور اسکے سوا نہین کہ وہ ایک علم حادث ہے جسے اللہ تعالے نے اُنکے باطنون مین پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور ٹکسالی لوگون کا اسمین طریقہ گریز کرتا ہے اللہ تعالی کی طرف اُن تمام باتون سے جنکے ساتھ اُنکے نفوس حدیث کرتے ہین یہانتک کہ اُنکا میدان ہواے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے اور اُنکے باطنون مین ایک چیز الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہین جیسے ایک حادث کی نسبت پیدا کرنے والے کی طرف ہو نہ وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی طرف ہو تا کہ کجی اور تحریف سے محفوظ رہین اور اُنہین سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ دریاے توحید مین غرق ہوتے ہین اور قرار و ثبات اُنکو نہین ہے اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و فعل کرتے ہین اور اُنکا زعم ہے کہ وہ اشیا پر مجبور ہین اور کوئی فعل اُن کے لیے اللہ کے فعل کے ساتھ نہین ہے اور معاصی اور مشتہیات نفسانی مین گر پڑتے

ہین اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اللہ کے ساتھ دین کی ملت سے باہر آنا حدود احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا اُن کے مرغوب ہی اور سہیل علیہ الرحمہ سے اُس شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مین ایک دروازہ کے مثال ہون جنبش مین نہین کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق ہر بات اس اشارہ سے کہتا ہی کہ اشیا کا قوام اللہ کے ساتھ ہی اور اصول کے احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اُسکے ساتھ ہوتی ہی اور زندیق جو اس قول کو کہتا ہی وہ احالہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہی اور نکوہش اپنے نفس سے ساقط اور دین رسم دین سے اپنے کو الگ کرتا ہی تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور جب اُس سے معصیت صادر ہو تو اُسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ توبہ اُس سے واجب ہی تو وہ سلیم صحیح ہی اگرچہ قصوروار اُس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل بطالت سے ہو اور ہوائے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے رحصت پاوے تاکہ خوب مزے اُڑائے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے اس حالت سے کہ ایسے شیخ کا پابند ہو جو اُسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو اُسمین عیب ہو اُسے دکھلا دے اور اللہ ہی توفیق دینے والا

دسوان باب مشیخت کے رتبہ کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی اُسکی قسم جسکے قبضہ مین محمدؐ کی جان ہی اگر تم چاہو تو مین تمھاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے بندون سے اللہ کے بڑے پیارے وہ لوگ ہین جو اللہ کی محبت اُسکے بندون سے اور بندون کی محبت اللہ سے کرائین اور نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور

یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رتبہ مشیخت اور اللہ تعالی کی طرف دعوت کرنے اور بلانے کا ہے اسواسطے کہ شیخ اللہ تعالی کی محبت حقیقت اُسکے بندون کی طرف کراتا ہے اور اللہ کے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ مین اعلی مراتب سے مرتبہ مشیخت کا ہے اور دعوت الی اللہ مین وہ نیابت نبوت کی ہے پس دلیل اُسکی کہ شیخ اللہ تعالی کی دوستی اُسکے بندون سے کراتا ہے یہ ہے کہ شیخ طریق اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرید کو چلاتا ہے اور جو کہ اقتدا اور اتباع اُسکا صحیح ہو گیا تو اللہ تعالی اسکو دوست رکھتا ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے کہو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمھین دوست رکھے گا اور اُسکی وجہ کہ شیخ مین یہ صفت ہے کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالی سے کرا دیتا ہے یہ ہے کہ وہ مرید کو تزکیہ کا راستہ چلاتا ہے اور جب نفس پاک صاف ہو جاتا ہے تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہے اور اُسمین انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہین اور جمال توحید اُسمین تابان ہوتا ہے اور چشم بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف منجذب ہوتی ہے تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھے گا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ کیا اور فلاح اُسکی ظفر کے ساتھ اللہ تعالی کی معرفت سے ہے اور یہ بھی ہے کہ دل کا آئینہ جب روشن ہوگا تو اُسمین دنیا اپنی بُرائی اور حقیقت اور ہیبت کے ساتھ اور آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور لائح ہو جائے گی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور حاصلات منکشف ہو جائیگی اُسوقت بندہ باقی کو چاہے گا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ اور مشیخت اور تربیت کی ہانک کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالی کے لشکر ناصر و معین سے ہے کہ مریدین کو اُس سے راہ پر لاتا ہے اور طالبون کو اُس سے رہنمائی کرتا ہے۔ عبداللہ بن بشر صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا کہ اُس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا جب بیس
یا زیادہ آدمی جمع ہون تو اگر اُنمین ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عزوجل سے ڈراتا
ہو تو ہر آئینہ کام مین خطر ہوتا تھا تو مشائخ پر اللہ تعالی کا وقار ہی اور مرید اُنسے
ظاہر و باطن مین ادب حاصل کرتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ
نے ہدایت کی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کریں ہرگاہ مشائخ بتدی اور راہ یافتہ
ہوے تو وہ اہل اسکے ہوے کہ لوگ اُنکی پیروی کرین اور وہ متقین کے امام اور پیشوا
بنائے گئے ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت
کے طور پر کہا جب میرے بندہ پر مشغولی میرے ساتھ غالب ہو تو اُسکی ہمت مصروف
اور لذت حاصل اپنے ذکر مین کرتا ہون اور جب اپنے ذکر مین اُسکی ہمت اور لذت
دلاتا ہون وہ مجھ سے عشق و محبت کرتا ہی اور مین اُس سے محبت و عشق کرتا ہون اور
میرے اور اُسکے درمیان جو پردہ ہی اُسکو مین اُٹھاتا ہون جب اور آدمی بھول
جاتے ہین وہ نہین بھولتا وہ لوگ ایسے ہین کہ اُنکا کلام انبیا کا کلام ہی وہ لوگ
حقیقت مین ابدال ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جب مین اہل زمین پر عقوبت اور عذاب
کرنا چاہون تو انکین مجھے وہ یاد آتے ہین تب اُنکے سبب اُن لوگون سے عذاب
پھیر لیتا ہون اور سالک کے رتبے مشیخت کو پہونچتے ہین بھید یہ ہی کہ سالک نفس کی
سیاست پر مامور ہی اُسکی صفات مین بتلا اور آزمایش مین پڑا ہوا سے وہ
ہمیشہ صدق معاملہ سے سلوک کرتا ہی یہان تک کہ اُسکا نفس مطمئن ہو اور اُسکی
طمانیت کے سبب اُس سے سردی اور خشکی جو اُسکے ساتھ اصل پیدایشی ہی اور
اُسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہی دور ہو جاتی ہی
اور نفس کو جو گرمی روح کی پہونچتی ہی اُس سے ملائم ہو جاتا ہی اور یہ وہی نیت اور
ملایمت ہی جسکا اللہ تعالی نے اپنے قول مین بیان کیا ہی ثم تلین جلودہم وقلوبہم

الے ذکر اللہ یعنی اُنکی جلدین اور اُنکے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ملائم ہو جاتے
ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہی اور طاعت کے لیے پسیجتا ہی اور
بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہی جسکے دو رخ ہین اُسکے دونون
رخ سے ایک رُخ نفس کی طرف ہی اور دوسرا رخ روح کی جانب ہی روح سے مدد
اُس رخ سے لیتا ہی جو اُسکے قریب ہی اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہی جو اُسکے
قریب ہی یہان تک کہ نفس مطمئن اور متسلی ہو جاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن ہوا
اور سالک اُسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست
نفس پر متمکن اور نفس اُسکا مطیع و منقاد ہوا اور امر الٓہی کی طرف رجوع کی پھر قلب
کی طرف متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہی جو اُسمین نفس کی طرف میلان اور
توجہ سے ہی تو مریدین و طالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے
نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اس لیے کہ جنسیت عین نفسیت مین موجود ہی اور
من وجہ اس لیے کہ تالف الٓہی سے شیخ اور مریدین تالیف موجود ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہی تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالیٰ
نے اُنکی باہم تالیف کر دی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہی جیسا کہ
پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ سے
قول الٓہی سے موجود ہوتے ہین الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائھم لاشد
شوقا یعنی آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہی اور ہر آئینہ
مین اُن کی لقا کے لیے شائق تر ہون اور اللہ تعالےٰ نے صاحب اور مصحوب
مین حسن تالیف مہیا کی ہی اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو بن جاتا ہی جسطرح
کہ ولادت طبعی مین بیٹا باپ کا جزو ہی اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہی جیسا کہ
حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وارد ہی کہ جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہین ہوئی

وہ آسمان کے مقام ملکوت مین ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے اُسکو عالم ملک
کے ساتھ ارتباط ہوتا ہی اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانون اور زمینون کی
سلطنتین اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجاے اور یقین خالص کمال کے ساتھ
اس ولادت مین حاصل ہوتا ہی اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق ہوتا ہی
اور جسکو انبیا کا ورثہ نہین پہونچا تو وہ پیدا ہی نہین ہوا اگرچہ اُسمین کمال ہی فطنت
اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہی اور جب عقل نور شرع سے
خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت مین داخل نہین ہوتے اور ہمیشہ ملک مین
ڈاوانڈول رہتا ہی اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر متوقف ہوا اسلیے
کہ وہ ملک مین متصرف ہوا اور ملکوت تک نہین چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر
اور ملکوت اُسکا باطن ہی اور عقل روح کی زبان ہی اور بصیرت جس سے ہدایت
کی شعاعین پیدا ہوتی ہین قلب روح ہی اور زبان ترجمان قلب ہی اور جو مضمون
کہ ترجمان اُسکے ساتھ بولتا ہی اُس شخص کو معلوم ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی اور
جو کچھ اُسکے پاس ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی وہ ترجمان پر ظاہر نہین ہوتا یہی
سبب ہی کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسی عقل والے ہین کہ نور ہدایت سے
عاری اور انبیا اور اُنکے تابعین کے پاس موہبت الٰہی اور خدا کی دین ہی اور اُنکے
آگے پردہ پڑگئے ہین اس وجہ سے کہ اُنکی واقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی غایت
بتیان سے ہی اور جسطرح ولادت طبعی مین ذرات اولاد باپ کی پشت مین ودیعت رکھے گئے
ہین کہ وہ اصلاب اولاد کی طرف بتعداد ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہین اور یہ وہ
ذرات ہین کہ روز میثاق مین اُنسے اللہ تعالیٰ نے خطاب الست بربکم کیا اور اُنھون نے

بلےٰ کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعمان سے بلکہ اور طائف کے ملے ہوے تھے تو ذرات اُسکے چشم سے روان ایسا ہوے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب پائیں آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آبار سے وہ ہین جنکے صلب مین نفوذ ذرات ہوا یعنی وہ پشت مین اُنکے گھس گئے اور بعضے اُنمین سے وہ ہین جنکے صلب مین نہین ودیعت ہوئی تو اُسکی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہے تو اُنمین سے کوئی شیخ ایسا ہی جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہین اور اُسے دوسرے کی امانت مین دیتے ہین جسطرح پر کہ اُنکو بواسطۂ صحبت نبی علیہ السلام پہونچے ہین اور اُنمین سے کوئی ایسا ہی جسکے تھوڑی اولاد ہے اور اُنمین سے کوئی ایسا ہی جسکی نسل قطع ہو گئی ہے اور یہ وہی نسل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر رد کیا ہے جبکہ اُنھون نے کہا محمد ابتر ہے کوئی اُسکی نسل مین نہین ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہر آئینہ دشمن دارندہ تیرا ابتر ہے دگر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہے اور نسبت معنوی کے اعتبار سے مسلمان کی میراث اہل علم کو پہونچتی ہے حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے کہ مین ابی درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے ابا درداء مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ایک حدیث کے لیے آیا ہون جو مجھے تجھ سے پہونچی ہے کہ آپ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین کہا اور نہ کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا اور مسافت طے کی کہ اُس سے علم کی خواہش اور چاہت ہے اللہ تعالیٰ اُسے جنت

کے رستون سے ایک راستہ پر لیجائے گا۔ اور ملائک اپنے بازوؤن کو طالب علم کی
رضامندی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین
اور آسمان مین ہین حتی کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور بہر آئینہ عالم کی فضیلت
عابد پر اسقدر ہی کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہی اور بہر آئینہ علما وارث
انبیا ہین جو نہ دنیار ورثہ مین دیتے ہین اور نہ درم دیتے ہین ورثہ اُنکا یہی علم ہی تو
جسنے اُسے حاصل کیا تو اُس سے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص جسے
حکمت اور علم سپرد ہوا وہ آدم ابوالبشر علیہ السلام ہین پھر اُن سے منتقل ہوا جسطرح
اُس سے بھول اور گناہ منتقل ہوا اور نیز وہ باتین جنکی طرف نفس اور شیطان بلاتے
ہین جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے
ایک مٹھی بھر لائے اور اللہ تعالی نے نظر اُن اجزا ر زمین کی طرف کی جنکو پیدا
اُس جوہر سے کیا جسے پہلے پہل مخلوق کیا تو اللہ تعالی کی نظر اُسپر پڑنے سے
اسمین خاصیت منجانب اللہ سماع کی ہوگئی اور جب زمین اور آسمان کو اس قول سے
خطاب کیا آؤ تم دونون خواہ مخواہ اُسکا یہ جواب دیا کہ آئے ہم فرمان بردار تو زمین کے
اجزا نے اس خطاب سے ایک خاصیت اُٹھائی پھر یہ خاصیت اُس سے باین طور
لی گئی کہ اُسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم
اُن اجزا ر زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزا ارضی
کی نسبت سے اسمین آرزو اور ہوے مل گئی تا آنکہ اُس لے درخت فنا
کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ کھیتون کا درخت اکثر اقوال مین ہی تو اُسکے قالب مین
فنا نے راہ پائی اور بعنایت وکرم الٰہی اسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت
مین ہی فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی علم اور حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے
صاحب نفس منفوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روحانی ہوا

اور شرح اُسکی طولانی ہی تو قلب اُسکا کان حکمت اور قالب اُسکا معدن ہوی و آرزو ہوا پھر اُس سے علم اور ہوی منتقل ہوئی اور اُسکی اولاد مین میراث اُسکی ہوگئی تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطۂ طبائع جو ہوی کا مقام دیا ہوا ہے باپ ہوگیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطۂ علم باپ بنا تو ولادت ظاہری مین اُسکے فنا نے رستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہے اسواسطے کہ وہ شجرۂ خلد سے پائی اور وہ شجرہ علم ہی نہ درخت گندم کا جسے ابلیس نے شجرہ خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شے کو اُسکی ضد سے دیکھتا اور جانتا ہی اُس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی المعنی باپ ہی۔ اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہی جو میری راہ چلے اور میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جو کسب احوال اُسکے طریق سے کرتا ہی کبھی وہ ابتدا محبین کے طریق مین روان کیا جاتا ہی اور کبھی محبوبین کے طریق مین اور یہ اسوجہ سے ہی کہ سالکین اور صالحین کا امر چار قسمون مین منقسم ہی سالک مجرد اور مجذوب مجرد اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل نہین اور نہ اُسکو پہونچتا ہی اسلیے کہ صفات نفس اسمین باقی ہین تو وہ رحمت آلہی کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہی اور اُس حال تک ترقی نہین کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض بدون سلوک کے خدا تعالی اُسے آیات تعین نہین ظاہر کرتا ہی اور اُسکے قلب سے کچھ حجاب اُٹھا دیتا ہی اور معاملہ کے طریق پر نہین چلتا اور حال آنکہ معاملہ کا اثر کامل ہی کہ عنقریب جسکی شرح ہم اُسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالی اور یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہین ہی اور اسد تعالی سے خلد لینے کے وقت اپنے حال مین خوش ہی بدون اُسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور

سالک مابعد مجذوب وہ ہی جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ یا اخلاص اور وفاء شرائط سے ہو پھر وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو اور حنظل کے بعد شہد شیرین پایا اور فضل کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی ضیق سے سہولت کے میدان مین آیا اور قرب کے نفحات سے مانوس ہوا ہو اور مشاہدہ کا دروازہ اُسکے لیے کھلا تو دوا بنی پائی اور کاسہ اُسکا چھلکنے لگا حکمت کے کلمات اُس سے صادر ہوے اور قلوب اُسکی طرف مائل ہوے فتوح غیب اُسے متواتر پہونچین ظاہر اُسکا سیدھا اور باطن اُسکا مشاہدہ ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اُسکے جلوہ مین خلوت اُس کے لیے ہوگئی پس وہ غالب ہی کہ مغلوب نہو اور تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہین کرتا۔ ایسا شخص مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ محبون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین سے اُسکو حال ملا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیرو ہونگے کہ اُنھین علوم اُس سے منتقل ہون اور اُسکے طریق مین یہ کہ ظاہر ہوتا ہی مگر وہ کبھو اپنے حال مین مقید ہو کہ اُسمین حال اُسکا مستحکم حال کے قید سے رہا نہین ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اپنے حصہ اور درجہ پر ٹھیک رہتا ہی اور وہ خط کثیر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بہت سے درجات ہین لیکن مشیخت مین مقام اکمل قسم چارم ہی اور وہ مجذوب مابعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور انوار یقین حق تعالے دیتا ہی اور اسکے قلب سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیاے غرور کے گھر سے دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریاے حال سے سیراب اور کینہ اور علتون سے رہا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی مین عبادت نہین کرتا جسے مین نے نہین دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور

مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا وقت اور زحمت جاری ہوجاتی ہے بلکہ لذیذ اور خوشگوار اُسے معلوم ہوتی ہے اور قالب اُسکا اُسکے قلب کی صفت پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے کہ اُسکا قلب حب الٰہی سے بھرجاتا ہے اور اُسکی جلد مین قلب کی سی نرمی آجاتی ہے اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہے کہ اُسکا قالب عمل کی قبولیت اسیطرح کرتا ہے جسطرح اُسکا دل قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخصوصیت چاہتا ہے اور محبوبانہ مراد کی نجبت سے اُسکو محبت خالص نصیب کرتا ہے اُسے انقطاع کرتا ہے پھر نفس اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہے پھر پیام سلام بھیجتا ہے نفس کی افسردگی اُس سے دور کرتا ہے اور روح کی گرمی سے اُسے گرماتا ہے اور نفس کی رنگین اُسکے دل سے الگ ہوجاتی ہین قال اللہ تعالیٰ اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہوئی ہے اُس سے رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین پھر اُنکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین۔ روایت کی گئی ہے کہ جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا دوسرے کا حال نہین ہوتا۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ ابلیس نے قلب کی طرف راستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہے لا تیری راہ اُن عروق کے راستون مین ہین جو نفس کے ساتھ دل کی حد تلک ملے جاتے ہین پھر جب تو رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے تنگ راستون مین پسینے پسینے ہونے لگا اور تیرا پسینا اس راہ مین آب رحمت سے مل جائے گا جو قلب کی جانب سے منتشح ہوتا ہے اور اس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک پہونچیگا اور جسکو مین نے یاد کی کرتا ہون اُسکے قلب کے باطن سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہوجاتا ہے

جب تو رگون مین داخل ہوگا قلب کی جھنجریون تک تو نہ پہونچے گا اس لیے قلب
تک تیر اتسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ سرشت کا اہل ہی اُسکا قلب سلیم و سادہ
ہی اور سینہ اُسکا کھلا کشادہ اور جلد اُسکی ملائم ہوگی تو قلب اُسکا طبیعت روح
اور نفس اُسکا طبیعت قلب کے ساتھ ہو گیا اور نفس اُسکا بعد ازانکہ وہ نافرمان
بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی اور ریاضت
حال سکے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر آگیا اور ہمیشہ اُسکی روح حضرت
الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہی اور قلب کے تابع نفس
اور نفس کا تابع قالب ہو جاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہین اور
ظاہر باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہی اور قدرت حکمت کی طرف
اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اُسکے
لئے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جاے تو مین زیادہ یقین نہ کرون پس اس
حالت مین حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب آتا ہی اور سپر
حال مستولی ہوتا اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہی اور شیخ اول جو محبین کی راہ
چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہوتا مگر وہ قلب کی قید مین باقی رہتا ہی اور یہ شیخ
محبوبین کے طریق مین بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی اور یہ سو اسطے
ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اُس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب
نورانی آسمانی ہی اُس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اسپنے
قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو سچ کہا اور ایمان اُسپر سچا لایا اور
اللہ کو سجدہ اسکا سویداء دل اور خیال کرتا ہی اور اُسپر دل اُسکا ایمان لاتا ہی
اور زبان اسکی اُسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجود مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اُسکا ایک روان بھی منھہ نہین پھیرتا

اور عبادت اُسکی فرشتون کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور وہ اللہ ہی کے واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین مین ہین کرتے ہین اور اُنکے ساتھ صبح وشام جھکتے ہین تو اجسام وہی سایہ سجدہ کرنے والے ہین ارواح مقربے کے سایے دنیا عالم شہادت مین اصل کثیف ہین اور سایہ لطیف اور عالم غیب مین اصل لطیف ہی اور سایہ کثیف اور یہ بات اُسکے لیے حاصل نہین ہی جو محبین کی راہ چلا اس سے کہ صور اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اُس چیز سے یہ ہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل ہوا اور یہ علم کا قصور ہی اور نصیب کی کمی کوتاہی ہی اور جو علم اُسے بہت ہوتا تو اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے ملی ہوئی ہی اور وہ یہ سمجھا کہ عمال سے بے پروائی نہین ہی جس طرح دنیا مین ابدان سے بے پروائی نہین تو جب تک بدن باقی ہین عمل باقی ہی اور جو شخص اُس مقام مین صحیح ہو گیا جسکا ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اُسکی دوا ہی اور بات اُسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکونت کرتا ہی جیسے کہ وارد ہی ہمیشہ میری طرف بندہ نوافل سے تقریب کرتا ہی تا آنکہ مین اُسے چاہتا ہون اور جب مین اُسے چاہتا ہون تو مین اُسکا کان آنکھ اور ہاتھ بن جاتا ہون میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی الحدیث پس شیخ اللہ کے ساتھ بخشتا ہی اور اللہ کے ساتھ روکتا ہی نہ بعینہٖ اُسکی رغبت نہ دینے مین ہی نہ روکنے مین بلکہ وہ اللہ کی مراد اور مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اُسے اپنی مراد معلوم کرا دیتا ہی تو سب چیزین اللہ کی مراد سے ہوتی ہین نہ اُسکی نفس کی مراد سے پھر اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہی کہ اچھی ستھری صورت مین در آوے تو وہ اسمین متقفل اللہ کی مراد سے ہوتا ہی اس لیے کہ وہ صورت اچھی ستھری ہی برخلاف اُس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی

گیارھوان باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان مین ہی

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اُسکا
خادم بنجا رخادم ثواب کی رغبت سے خدمت مین در آتا ہی اور اُسکی خاطر سے جو اللہ تعالیٰ
نے بندون کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہنچانے کے لیے پیش آتا ہی اور
اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والون کی فراغ خاطر اُنکے معاشی کے کامون سے
کرتا ہی اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ کرتا ہی تو شیخ
اللہ تعالیٰ کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی پس خادم اللہ
کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی تو شیخ مقربین
کے مقام مین اور خادم ابرار کے مقام مین ہی پس خادم بذل واثیار اور نرمی
اغیار سے اغیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اُسکی اوقات کا وظیفہ یہ ہی کہ بندگان
خدا کی خدمت کے لیے پیش آتا اور اُسمین فضیلت جانتا ہی اور اپنے نوافل
اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہین جانتا شیخ کی جگہ قائم
کرتا ہی اور لباد و قات خادم اپنے نفس سے ناواقف بھی ہوتا ہی تو وہ اپنی ذات
کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ فی زماننا علم کی قلت ہی اور قوم صوفیہ کے علوم
پارینہ اور بیقدر ہو گئے ہین اور بہت سے فقرا نے مشائخ سے بدون علم اور حال
کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہوا نکے نزدیک وہی شیخت
کا مستحق ہی اور یہ نہین جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہین ہی اور خادم حسن اور
خط صلح اللہ کی طرف سے ہی اور ہر آئینہ فضل خادم پر جو دلیل ہی وہ اس روایت
ابوہریرہ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے
ابوبکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو ان دونون نے کہا ہم روزہ دار ہین تو آپ نے فرمایا

اے لوگو ٹھہرو اپنے دو ساتھیون کے لیے اور اپنے دو ساتھیون کا کام کرو تم نزدیک
آو پھر کھاؤ یعنی تم دونون روزہ داری کے سبب ضعیف ہو گئے ہو خدمت کی جب
تھین حاجت اُسکی ہی جو تمھاری خدمت کرے تو تم دونون کھاؤ اور اپنی ذات
کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہی تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہی
اور کبھو استعانت اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف مال وقف کی کشش سے یہ جان کر
کہ وہ اُسکا قائم رکھنے والا اور اُسکی صلاحیت رکھتا ہی کہ اُسے بہو نچائے اُن لوگون
تک جنپر یہ مال وقف کیا گیا ہی اور اُسکی وہ پروا نہین کرتا کہ ہر ایک اپنے مقام
مین جا پہونچے جسکو شرع نے مذموم نہین کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطہ فضل
کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہی کہ خرچ اور انفاق
کو ضرورت ہی علم کامل کی اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرتے
کی ہی اور اگر نیت اُسکی خالص ہوتی تو اسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ اُسکی مراد اسمین موجود
ہی اور رسال اُسکا ترک مراد اور مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہی جنید بغدادی
علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمۃ کو کہتے سنا ہی کہ جنت کے سبد سے
جانے کا ایک مختصر رستہ مین جانتا ہون تو مین نے کہا وہ کیا ہی کہا کسی سے
کچھ نہ مانگ اور نہ کسی سے کچھ لے اور نہ تیرے ساتھ کوئی شے رہے کہ اُس سے کسی کو
تو کچھ دے اور خادم سمجھتا ہی کہ جنت کے طریق سے خدمت ہی اور بذل ایثار ہی
اس واسطے کہ نوافل پر خدمت مقدم ہی اور اُسکا فضل دیکھتا ہی اور خدمت کو اُن
نوافل پر ترجیح ہی جسکو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہی الا وہ نوافل
جنکے ساتھ تحری اپنی صحت حال کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہی کہ یہ نقد قبل از وعدہ
ہی اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہی انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعضے ہم مین سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم

افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل مین با ہم اُترے بہت ہی گرمی اُسدن تھی تو ہم مین سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم مین کسی سایہ سے جنکے پاس کمل تھے اُس سے سایہ کیے ہوے تھے یہ پھر روزہ دار سوگئے اور روزہ کھولنے ہوے کھڑے ہو گئے پھر خیمہ لگائے اور اونٹون کو پانی پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولے ہوے اجر اُٹھا لے گئے اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے مقام نادر ہی جسکی اسے رغبت ہوتی ہی مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آمیزش سے نہین جانتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہی اور خدمت فقرا کے لیے پیش آتا ہی اور خدام کے مداخل مین داخل ہوتا ہی حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی تقلید چاہتا ہی تو اُسکی خدمت آمیز اور ملی ہوئی ہوتی ہی بعضے اُنمین سے تو ایسے ہین کہ خادم اُسمین اپنے مقصد کو پہونچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اُسکے ایمان کی جگہ ہی اور اُسکی ارادت قوم کی خدمت مین نیک ہی اور بعضے وہ ہین کہ اُسمین اپنے مطلب کو نہین پہونچتے اس سبب سے کہ اُسمین ہواے نفسانی کی آمیزش ہوتی ہی تو وہ ایک شے اُسکے غیر موضع مین رکھتا ہی اور وہ کبھو اپنی ہواے نفس سے خدمت اپنے مصارف مین کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی جسکا ہر ایک مستحق نہین ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اُسکے جو ثواب اور رضاے الٰہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور بعض اوقات خدمت سے باز رہتا ہی اس سبب سے کہ ہواے نفسانی اُس سے ملتی ہی ایسے شخص کے حق مین جو اُس سے بری طرح ملاقات کرتا ہی اور واجب خدمت کی مراعات رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے کہ اُسکے قلب کا مزاج ہوی کے ہونے سے منحرف ہو جاتا ہی اور خادم رضا اور رغبت مین ہوی کی

کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس سے سوا خدہ
کسی لائم کی ملامت نہین کرتی اور وہ ایک شے کو اُسکی جگہ پر رکھتا ہی تو اب
یہ شخص جسکی ہم نے ابھی تعریف کی ہی متخادم یعنی تبکلیف خادم بنا ہوا ہی اور خادم نہین ہی
اور خادم اور متخادم مین اُس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات کا
اور ثبات کے خالص کرنے کا شوائب ہواے اعلم سے ہو اور اصل متخادم اپنے
اکثر مصارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین فائز
ہوتا اسواسطے کہ اپنے ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے بھرا
ہوا ہی ولیکن جو شخص کہ خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اُسکے سپرد ہی
یا اُسکے منافع کو بڑھاتا ہی اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہی جو اُسے ملتی ہی
یا حق اور حصہ کے لیے جو سر دست اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے نفس کے
لیے خدمت کرتا ہی نہ کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اسکا فائدہ موقوف ہوا
تو وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون سے اپنی خدمت
لیتا ہی تو وہ اپنے حظ نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو اُسکی خدمت کرتا ہی
اور مخلوقین اُسکی طرف حاجت سے ہوتی ہی کہ اُسکی کثرت ہی اور اس سے
اسپے لیے جاہ و تحشم جماتا ہی کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی ہین پس یہ شخص اپنے
ہواے نفس کا خادم ہی اور اپنی دنیا کا طالب ہی رات دن اُن چیزون کے
حصول مین حریص بنا ہوا ہی جن سے وہ اپنی قدر و منزلت قائم کرتا ہی اور اپنے
نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہی پھر دنیا مین ذی مقدور ہوتا ہی اور
وہ اباس پہنتا ہی جو خدام اور فقرا کا نہین ہی اور حظوظ کے طلب پر اُسکا نفس
اُٹھتا ہی اور جب ریاست اُسپر غالب ہوتی ہی اور جس قدر اسکا منافع
زیادہ ہوتا ہی مادہ اُسکے ہویٰ کا زیادہ ہوتا ہی اور فقرا پر دست درازی

اور تطاول کرتا ہی اور فقرا کو اُسکی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہی تاکہ اُسکی رضا حاصل کرین اور اُسکے ظلم و حیف سے بچین کہ وظیفہ جو وقت سے اُنکو ملتا ہی جاتا نہ رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہی کہ مستخدم یعنی خدمت لینے والا اُسکا نام رکھین اور وہ نہ خادم ہی اور نہ متخادم ہی اور ان تمام باتون کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہی باین وجہ کہ فقرا کی خدمت کو غیرون کی خدمت پر اختیار اور راجح کرتا ہی اور اُسے نسبت انھین فقرا کے ساتھ ہوتی ہی اور ہر آئینہ وہ سندی روایت جسے ہم لا چکے ہین جسمین یہ قول ہی یہ وہ لوگ ہین جنکے ساتھی سنگاتی اُنکی بدولت بد نصیب اور محروم نہین ہوتے اور اللہ موافق و مددگار ہی

بارھوان باب مشایخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین

خرقہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک ربط اور پیوند ہی اور ایک استواری فی نفسہ مرید سے شیخ کے لیے ہی اور استواری دہندہ کے مصالح کے لیے شرع مین جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنی طلب مین صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو اپنے نفس مین مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اُسی سے رہستہ پیشوائی اور ہدایت کا حاصل کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرائے اور دکھلا دے کہ نفوس مین یہ آفات ہین اور اعمال مین یہ فساد ہین اور ان دروازون سے دشمن آتا ہی تاکہ اپنے نفس کو اُسکے سپرد کرے اور اُسکی رائے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی تمام گردشون مین اُس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اُسے خرقہ پہناتا ہی کہ اظہار اُسکے تصرف کا اُسمین ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اُسکی ہی کہ اُسنے

اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم مین در آنا اللہ اور اللہ کے رسول
کے حکم مین داخل ہونا ہی اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ جو ایک سنت ہی اُسکا تازہ
کرنا ہی حضرت عبادہ نے اپنے والد صامت سے روایت کی ہو کہا ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم کے سُننے اور ماننے پر تنگی اور فراخی خوشی اور
غم مین اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم مین نزاع نہ کرین اور جہان ہم ہون
حق بات کہین اور اللہ تعالی کے تعمیل احکام مین کسی لائم کی ملامت سے نہ ڈرین
تو خرقہ عین بیعت کے معنی ہین اور خرقہ صحبت مین در آنے کے لیے دہلیز ہی اور
پورا مقصود وہی صحبت ہی اور صحبت سے مرید کو ہر ایک چیز کی امید ہے -
بایزید سے روایت ہی کہ جسکا کوئی اُستاد نہ ہو تو اُسکا امام شیطان ہی اور
اُستاد ابو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت کی ہے کہ
ہر آئینہ اُسنے کہا ہی درخت جب آپ سے آپ کسی باغبان بغیر اُگتا ہے تو
اُسمین پھول آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ کہا ہی اور ممکن ہی
کہ وہ پھل لائے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوون مین باغ کے
میوون کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہی تو اُسکی
حالت اچھی ہوتی ہی اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ اُس مین
تصرف ہوتا ہی اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے مین کیا ہی اور
اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا برخلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دی گئی ہو بہت
مشائخ کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو نہین دیکھا
تو وہ رستگاری نپائے گا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین وہ خصائل حسنہ ہین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین

جیساکہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک
چیز کو مکروہات تک جانا تو مرید صادق جب شیخ کے تحت حکم در آیا اور اُسکی صحبت
مین بیٹھا اور اُسکے آداب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا تو شیخ کے باطن
سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی جس طرح کہ ایک
چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہی وشیخ کا کلام مرید کے باطن کو حاملہ
کر دیتا ہی اور شیخ کی بات مین حال کے نفائس بھرے ہوتے ہین اور صحبت دائمی
اور باتون کے سُننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف ہوتا ہی
اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کے لیے جسنے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ
روکا ہی اور اپنے نفس کے ارادہ سے علحدہ ہوگیا اور اپنے نفس کے ترک
اختیار سے شیخ مین فنا اور گم ہوگیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف
الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا ہی
بعد ازان ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ باادب رہتا ہی یہان تک
کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اُسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک ختیار کی حاصل
ہو جاتی ہی اور وہ اللہ سے سمجھتا ہی جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا
مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہی اور خرقہ اُسکا مقدمہ اور آغاز ہی اور خرقہ پوشی
جو سنت ہی اُسکی وجہ یہ ہی جو کہ بنت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کپڑے لائے
کہ اُمین ایک سیاہ چھوٹی کملی تھی پھر فرمایا تم کسے دیکھتے ہو کہ یہ مین پہناؤن تو قوم
خاموش ہوئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہا کہ
مین سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پھاڑ
دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اُس کمبل کے بوٹے زرد اور سُرخ کی طرف
نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا اُم خالد یہ سناہ ہی اور سنا ہ حبش کی زبان

ہین اچھی چیز کو کہتے ہین اور یہ چھپی بات نہین ہو کہ اُس شکل پر خرقہ کا پہنانا جسکو
شیوخ فی زماننا معتمد رکھتے ہین زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھا اور
یہ صورت اور حالات اُسکے لیے اور اسکو شمار مین لانا شیوخ کے اچھا جاننے کے سبب
سے ہو اور حدیث سے اُسکی اصل اُسی قدر ہو جسکی ہم نے روایت کی اور اسکے
لیے شاہد بھی وہ تحکیم ہو جو ہم نے ذکر کی اور کونسی اقتدار اور پیروی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اکمل اور موکد زیادہ اور بڑھکر اس سے ہو کہ اُسکی اقتدار آمین
ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے - اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے اپنے کلام
قدیم مین امت کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان
فرمایا ہو اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اُس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہو قال اللہ تعالی
فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت
ویسلموا تسلیما یعنی اللہ تعالی نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہو وہ ایمان والے
نہین ہین جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بدین اُس معاملہ مین کہ وہ باہم جھگڑا کرتے
ہین بعد ازان وہ اپنے دلون مین تنگی نہ پائین اُس فیصلہ سے جو تو کر دے اور
قبول اور تسلیم اچھی طرح کرلین - اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہو کہ زبیر بن
عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جھگڑا حرہ کے ایک شراج کی بابت لے گئے اور شراج پانی کا بڑھانا نالی سے
ہو وہ دونون اُس سے کھجورون کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے
زبیر سے فرمایا اے زبیر آبپاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا
شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا
تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی جسمین ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ جان پڑتا ہو اور اُسپر تسلیم کی شرط آیت مین لگادی اور وہ انقیاد ظاہری

ہی اور تنگی کی نفی کی اور وہ انقیاد باطنی ہی اور یہ مرید کی شرط بعد تحکیم کے ہے
پس خرقہ کی پوشش اُسکے باطن سے التیام شیخ کو اُسکی تمام گردان مین
دور کرتی ہی اور شیخون پر اعتراض کرنے سے ڈراتی ہی اسواسطے کہ وہ مریدون کے
حق مین سم قاتل ہی اور یہ بات شاذ نادر ہی کہ باطن مین مرید شیخ پر اعتراض کرے
پھر فلاح اور نجات پائے اور مرید اپنی مشکلات مین تصدیقات شیخ کی نسبت
قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ یاد کرے کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات
صادر ہوئین جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کھولے گئے
تو موسیٰ کے لیے اسمین وجہ ثواب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سزاوار ہی کہ جانے
شیخ سے ہر تصدیق جسکی وجہ مشکل ہو معلوم کرے تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی
صحت کی برہان موجود ہی اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے مین رسول اللہ کے ہاتھ کا
نائب ہی اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے بعینہ اللہ اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہی
قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت
کرتے ہین اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر ہی پھر جو کوئی عہد شکنی
کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لیے کرتا ہی اور شیخ شرائط خرقہ کا مرید سے عہد وفا لیتا ہی اور
اُسے خرقہ کے حقوق بتلاتا ہی پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہی کہ مرید مطالبات الٰہی
اور مرضیات نبوی اس صورت کے پیچھے دیکھتا ہی جسطرح جامۂ تنگ مین سے اُس شخص
کی چیز کوئی دیکھتا ہی اور مرید کا یہ عقیدہ ہی کہ شیخ ایک دروازہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ
نے اپنے آستانۂ کرم کی طرف کشادہ کر دیا ہی اُسی مین سے داخل ہوتا ہے اور
اُسی کی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے ساتھ اُسکی وارداتین اور مہمات دینی و دنیوی
نازل ہوتی ہین اور اعتقاد رکھتا ہی کہ شیخ خدائے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہی

وہ چیزین جنکے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہی اور اس باب مین اللہ کی طرف مرید کے لیے رجوع کرنا ہی جس طرح کہ مرید اُسکی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے لیے بات چیت کا دروازہ سوتے اور جاگتے کشادہ ہی تو شیخ اپنے ہوی کے مرید مین تصرف نہین کرتا تو وہ اللہ کی امانت اُسکے پاس ہی اور اللہ کی طرف مرید کی حاجتون کے لیے استغاثہ کرتا ہی جیسے اپنی ذات کے حوائج اور مہمات دین و دنیا کے لیے کرتا ہی قال اللہ تعالی وما کان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا۔ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور کسی آدمی کی حد نہین ہی کہ اُس سے اللہ باتین کرے مگر یہ کہ دل مین القا کرے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی رسول کو بھیجے تو رسول کا بھیجنا انبیا کے ساتھ مخصوص ہی اور اسی طرح وحی اور پردہ کے پیچھے سے کلام الہام اور ہاتف اور منام وغیرہ سے مشائخ اور راسخین فی العلم کے واسطے ہی۔ اور جان لے کہ مریدون کے لیے شیخون کے ساتھ ایک وقت شیر خواری کا ہی اور ایک وقت ترک شیر خواری کا ہی اور ولادت معنوی کی شیخ سے پہلے ہو چکی اور شیر خواری کا وقت لزوم صحبت کا وقت ہے اور شیخ اُسکا وقت جانتا ہی تو مرید کے لائق نہین ہی کہ وہ شیخ سے بلا اُسکی اجازت کے مفارقت کرے اللہ تعالی نے امت کے ادب دینے کے لیے فرمایا ہی کہ مومن وہی لوگ ہین جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب اُسکے ساتھ کسی امر جامع پر ہون تو وہ نہین چلے جاتے ہین جبتک اُس سے اجازت نہ لے لین ہر آئینہ جو لوگ تجھ سے اذن مانگتے ہین یہ وہ ہین کہ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاتے ہین اور جب تجھسے اپنے کسی کام کے لیے اجازت چاہین تو جس شخص کو تو چاہے اُنمین سے اجازت دے اور کون امر جامع امر دین سے بڑھکر ہی پس شیخ مفارقت کا حکم مرید کو نہین دیتا مگر جبکہ وہ جانے کہ اُسکا دودھ چھوڑانے کا وقت آن پہونچا ہی اور مرید کو قدرت اُسکی ہی کہ

استقلال بنفسہ اُسے ہو اور استقلال بنفسہ اُسکا یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے لیے فہم کا دروازہ کشادہ ہو پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جائے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالیٰ کے آگے اُتارے اور اس درجہ کو فائز ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالےٰ اُسکے بندۂ سائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑانے کا وقت آپہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہو جاے تو راستہ مین علتین اُسکے لاحق ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہوی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین غیر وقت کے دودھ چھوڑائے ہوے کو پہونچتے ہین اور مشایخ کی صحبت اکا یہ تلازم مرید حقیقی کے واسطے ہی اور مرید حقیقی خرقۂ ارادت پہنتا ہی اور جاننا چاہیے کہ خرقہ دو خرقہ ہین خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشایخ نے مریدون کے لیے کیا ہی وہ خرقۂ ارادت ہی اور خرقۂ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبہ ہی تو مرید حقیقی کیلیے خرقۂ ارادت ہی اور خرقہ تبرک متشبہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا متشبہ ہوا تو وہ اُسی قوم سے ہی اور خرقہ کو سر اور بھید یہ ہی کہ جب طالب صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض کر دیا اور چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہو گیا کہ اپنے علم سے شیخ اُسکی تربیت کرے جسمین اللہ تعالیٰ سے صدق افتقار اور حسن استغاثہ کے ساتھ مدد لی گئی ہی اور شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطنون پر ہوتی ہی تو کبھو ایسا ہوتا ہی کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہی جیسے درویش قانع زاہد اور اس شکل مین لباس سے اُسکے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ے نفس ہی کہ زہد کی نظر سے دیکھا جاے تو اُسپر باریک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور دوبھر ہی اور اسکے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہی کہ بھوسے کے ٹکڑ گدائون کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق موٹا اور نرم جسکی آستین اور دامن

کم اور زیادہ ہو پہنے تو ایسی صورت کے چاہنے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے پہنا ے
جس سے اُسکی ہوئی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر باریک نرم
کپڑے ہوتے ہین یا پوشاک مین ایسی صورت ہوتی ہی جسکی طرف عادۃ طبیعت ہو سکتی ہے
تو شیخ اُسکو وہ پہناتا ہی جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کردے
پس کپڑے مین شیخ تصرف کرتا ہی جیسا کہ کھانے مین کرتا ہی اور جس طرح
مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے مین کرتا ہی اور جس طرح کہ اُسکے امر دین مین
تصرف کرتا ہی جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز مین نفلون کا پڑھنا اور
کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہی کہ مرید سے کسب
معاش کرائے یا فتوح پر یا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہی اور
اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہی تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے
لیے حکم کرتا ہی جسمین اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادون کے ہونے
کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہین ۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا دعوت کر اور بُلا اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت سے اور پند سودمند
سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزون کے ساتھ جو احسن ہون پس حکمت دعوت
مین ایک رُتبہ ہی موعظت کا بھی یہی حال ہی اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت
حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے مدعو نہ کیا جاے اور جو نصیحت کے
قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جاے پس اسی طرح شیخ کو علم ہی
کہ کون ابرار کی وضع پر ہی اور کون مقربین کے ڈھنگ پر ہی اور کسے دوام
ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہی اور کون شخص ہی
جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اُسکی عادت سے چھوڑاتا ہی
اور ہوا سے نفس کی تنگی سے نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہی اور اپنی غفلت

سے کپڑا پہناتا ہی جو اُسکے لائق ہوا اور اُس ہیئت سے جو اُسکے لائق ہوا اور خاص
خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوی کے مرض کی دوا کرے اور اس برتاؤ سے مرید کے
راضی برضاء مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے
مشتعل ہوا ابتدار کار اور شدت ارادت مین ایک سانپ ڈسے ہوے کی مثال ہی
جو دوا دارو اور جنتر منتر والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہی اور جب وہ کسی شیخ کو پاگیا
تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیئے برانگیختہ ہوتی ہی کہ وہ اسپر مطلع ہی اور
مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما معلوم کرتا ہی اور یہ تالیف قلوب اور تقارب ارواح
اور اُنمین جو سر ازلی ہی اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے للّٰہ اور فی اللّٰہ اور باللّٰہ
یکجائی سے ہوتا ہی پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہی ایک خرقہ ہی کہ مرید کو بشارت
اُسکی دیتا ہی کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہی اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہی
جو یوسف علیہ السلام کی قمیص نے یعقوب علیہ السلام کے لیئے کیا تھا اور منقول
ہی کہ جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو آپ کے بدن سے کپڑے
اُتار لیے گئے اور برہنہ آتش مین جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام
اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور انھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم
علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام
کو ورثہ مین ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ مین آیا اور
یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ مین رکھا اور یوسف علیہ السلام
کے گلے مین ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے پھر جب وہ کنوئین
مین برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل ع اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ
تھا تو کرتے کو اُسمین سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ
یوسف علیہ السلام دانا تر اس امر کے ساتھ تھے اس سے کہ وہ نہ جانین کہ کرتا اُن کا

یعقوب علیہ السلام کی بشارت کو پھیر لائیگا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہا جبرئیل نے آپ سے کہا کہ اپنا کرتہ بھیج دو اسواسطے کہ بہشت کی اسمین خوشبو ہی کسی گرفتار بلا یا مریض کو نہین بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کر دے تو پیچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے جنت کی خوشبو سے بسا ہوا ہی باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار مین آیا ہی اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہی کہ اللہ کی عنایت اُسپر ہی اور اُسکی طرف کا فضل ہی۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہی تو اُسکا مقصود ہی کہ اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ مطالبہ نہین کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کیلیے نصیحت کیا جاتا ہی تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچین اور اُنکے آداب سے متجلی ہو اور عنقریب اُسکو یہان تلک دے گا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاے اسی واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہی اور خرقہ ارادت ممنوع ہی الا صادق راغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہی اور خرقہ مین نیلے رنگ کا پہننا مشائخ کے مستحبات سے ہی پس اگر شیخ کی یہ راے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنائے تو کسی کو حق نہین کہ اُسپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال مین بحکم و تقاضاے وقت ہوتی ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو چھوٹی آستینون کا خرقہ پہنا کرتا کہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مددملے اور شیخ کے لیے جائز ہی کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنا ئے جسمین مرید کے لیے مصلحت جسقدر دیکھے اور یہ مبنی اُس مسئلہ پر ہی جسکا ذکر ہم نے معالجۂ ہوی سے لباس اور رنگ مین کیا ہی پس نیلے رنگ کا پسند کرنا ہی اسواسطےکہ وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم باین وجہ ہی کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہی اور زیادہ شست وشو کا

اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہی اور اسکے سوا جو وجوہ اس معاملہ مین بعض
صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام اقناعی ہی کلام اہل تکلف اور اصنع سے کہ دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین شیخ سدید الدین ابوالفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے مین نے سنا ہی کہ کہا مین ابی بکر شراطی کے پاس بغداد مین تھا کہ ہماری
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوے تھا تو
بعض فقرا نے اُس سے کہا کہ کپڑے کسواسطے نہین دھوتے ہو کہا اے بھائی مجھے فرصت
نہین ہی پھر شیخ ابوالفخر ہمیشہ مزہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہی
یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین ایک
لذت پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس اس
وجہ سے اُنھون نے رنگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک رعایت وقت کی
شاغل کے شغل مین ہی ورنہ جو لباس چاہے مرید کو پہنادے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اُسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور اُمور
عمل سے حاصل ہی اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہناتے
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے ہون اور
اُس سے علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین سے
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی تو
اُسکے لیے مقصد صحیح اور اصل ازسنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہی اور جو اُسے
نہین پہناتا تو اُسکے لیے رائے اُسکی ہی اور اسمین اُسکے لیے مقصد صحیح ہے
اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور اُس مین نیک نیتی
ضرور ہوتی ہی اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے ساتھ نفع بخشے گا
انشاء اللہ تعالے

تیرھوان[۱۳] باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی فضیلت مین ہے

قال اللہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو
والآصال رجال لاتلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء
الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا
ہر اُن گھرون مین کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہے کہ بلند کیے جائین اور انمین اللہ
کے نام کا ذکر کیا جائے صبح اور شام انمین اللہ کے واسطے تسبیح اور تہلیل
وہ مرد کرتے ہین جنکو نہ تجارت کھیل مین ڈالتی ہے نہ بیع غافل کرتی ہے اللہ کے
ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے خوف اُس دن سے
کھاتے ہین جسمین قلوب اور آنکھین اُلٹ پلٹ جائینگی بعضے کہتے ہین کہ
یہ بیوت مسجد مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مدینہ کے گھر ہین اور بعض کا قول ہے
کہ رسول اللہ علیہ السلام کے گھر ہین اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ ان بیوت مین سے
علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا ہان افضل انمین کا ہے اور جسنے کہا وہ زمین کے
سب بقعہ ہین جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی تو اس بنا پر
اعتبار مردان ذاکر کے ساتھ ہے نہ جگہون کی چاردیواری کا اور جو بقعہ کہ مردون کو
اس صفت کے ساتھ احتوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے ہین کہ اللہ نے
اُنکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہین ہے مگر یہ کہ زمین
کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہین آیا کوئی تیرے اوپر کوئی شخص گذرا جسنے
تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہین کہ ہان اور

بعضے کہتے ہین کہ نہین تو جسوقت کہاکہ ہان تو یہ بقعہ جان لیتا ہو کہ اُس بقعہ کو میرے اوپر اسوجہ سے فضل ہو اور کوئی بندہ نہین جس نے زمین کے کسی ایک بقعہ پر اسد کا ذکر کیا یا اسد کے واسطے اُسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اُسکی شہادت اُسکے لیے اُسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُسپر مرنے کے روز روئے۔ اور بعض کا قول ہو کہ اس آیت مین فما بکت علیہم السماء والارض یعنے پس نہ روئے اُنپر آسمان اور زمین اہل اسد تعالےٰ کی فضیلت مین اہل طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہو اسواسطے کہ زمین اُن پر روتی ہو اور اُن لوگون جو دنیا کی طرف راغب اور ہوی کے تابع مین نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی رجال اور مرد ہین اسواسطے کہ اُن لوگون نے اپنے نفوس کو اسد تعالیٰ کی طاعت پر بند کر دیا ہو اور اسد کی طرف ٹوٹ پڑے تو اسد نے اُنکے لیے دنیا کو خادمہ بنا دیا۔ عمران بن حسین نے روایت کی کہاکہ رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا ہو جو شخص اسد کا ہو رہا اسد اُسکو ما یحتاج معیشت مین کفایت کرتا ہے اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہو جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا اُسے اسد اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہو۔ اور اصل رباط وہ ہو جسمین گھوڑے باندے جائین پھر ہر ایک قلعہ اور دربند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو مدافعت کرتا ہو اور رباط کا رہنے والا اسد کی طاعت پر ہو اُسکی ذات اور دعا سے بلا بندگان خدا اور ملکون سے دور ہوتی ہو۔ حضرت عبد اسد بن عمر رضی اسد عنہ سے روایت ہو کہ کہا فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُس کے گھر کی اور ہمسایہ کے سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہو۔ اور نبی صلی اسد علیہ وسلم سے روایت ہو کہ فرمایا۔ اگر اسد کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی

چرتے ہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹتا اور پیستا۔ اور ابن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی ایک مرد کی صلاح اور نیکوکاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور گھر والوں اور پاس پڑوسیوں کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہی اور ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پناہ مین رہینگے جبتک یہ شخص اُنمین رہے گا۔ اور داؤد بن صالح نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو جانتا ہی کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا اے ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہی مین نے کہا کہ نہین کہا اے میرے بھتیجے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے جنمین گھوڑے باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس باطن نفس کے جہاد کے لیے تھا اور باشندہ رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہی قال اللہ تعالی وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ مین جو اُسکے جہاد کا حق ہی عبداللہ بن مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہی اور وہ حق جہاد ہی اور وہی جہاد اکبر ہی اُس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین وارد ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہی کہ ہر آئینہ بعض صالحین نے اپنے ایک بھائی کو لکھا جسے وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اُسکو لکھا بھائی میرے کل سرحد اور دربند میرے لیے ایک گھر مین جمع ہین اور دروازہ مجھپر بند ہی جواب مین اُسکے بھائی نے لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہی وہ بھی لازم پکڑتے تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے سوا سلطے غزوہ اور جہاد سے چارہ نہین ہی پھر اُسنے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر مین ہون اُسکو

اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشون مصلون کے اوپر اللہ اکبر کہتے تو
قسطنطنیہ لیلۃ بعضے حکمانے کہا ہو عبادت خانون مین نیک نیتی اور صفائی باطن کے
ساتھ آوازون کا بلند کرنا اُن عقدون کو حل کر دیتا ہو جنکو افلاک دوار گھٹی مین ڈالتے
ہین تو ارباب بلاکا جماؤ بلاد اور عباد کو موجب برکات ہوتا ہو جبکہ ٹھیک اُس طریقہ
ہو جسکے لیے رباط موضوع اور مقرر ہو اور ارباب رباط حسن معاملہ اور رعایت
اوقات کے ساتھ ثابت ہون اور اعمال کے تباہ کرنے والون سے حفظ اور احوال کے
اصلاح کرنے والون پر اعتماد ہو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی
مین اصبروا وصابروا ورابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور لڑائی جہاد کے
وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی اور نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی
بندش کرو اور ندامت جو تمھارے پیچھے آتی ہو اُس سے خوف کرو اور بچو شاید کہ بساط
کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہین کہ میری
بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتون پر باز داشت نفس اور میرے دشمنون کے
گھر مین گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے
تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی شرطین یہ ہین خلق کے
ساتھ معاملہ لطف اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول معاش کو مسبب الاسباب
کے بھروسے پر چھوڑ دینا اور صحبتون سے نفس کو باز رکھنا اور بُرے انجام
سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدیم کے عوض عبادت نو سے
وصل کرنا۔ اوقات کا بجا لانا اور اوراد و وظایف سے لگے رہنا اور نمازون کا منتظر رہنا
اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مرابط مجاہد ہو جاوے۔
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا مکروہات مین پورا کرنا اور قدمون کا مساجد

کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطیاؤن کو خوب ہی
دھوڈالتا ہی۔ اور ایک روایت مین ہی سنو مین اس بات کی تمھین خبر دیتا ہون
جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھائے صحابہ نے
کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار
الصلاۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط + یعنی تکلیفات مین
اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری
نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہی یعنی جہاد کا
اسمین ثواب ہی

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالی لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین۔ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد
تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اسکے مستحق تھی کہ اُسمین تو قیام کرے اُسمین
ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت
کو دوست رکھتا ہی۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی
اُنسے پوچھا گیا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس ثنا کے
ساتھ کی اُن صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون کے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے اور
یہ اور اُسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی رباط کی ملازمت اور اسکا
عہد کرتے ہین اور رباط اُنکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط
اُنکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفہ سے اس برتاؤ مین مشابہ ہو گئے ہین اُس حدیث کے
موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

مین آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی جان پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین اُترتے تو قوم رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور یکسان احوال پر متفق تھے اور اس معنی سکے خاطر رابط موضوع ہوا کہ باشندے اُسکے موصوف اُس صفت مین ہون جو اِس آیت مین ہی قال اللہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علے سرر متقابلین یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور نکال دیا ہم نے اُنکے سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بناکر انکے سامنے تختون پر بیٹھے ہوے اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہی اور جس نے اپنے بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہی اگرچہ منھ اُسکا اُسکی طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش وجود دنیا ہی اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہی تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کر دیا اور وہ نہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے باطنون سے کینہ اور بغض دور ہو گیا اور اسی طرح اہل ربط اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل ور الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہین اور اجتماع کی برکت کو جانتے ہین۔ وحشی بن حرب نے اپنے باپ سے اور اُسنے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہر آئینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علحدہ علحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو تم جمع ہو اور اللہ تعالے کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اسمین برکت دے گا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خوان پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹے پیالے مین اور نہ اُنکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی تو پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس عباد اور زہاد نے تنہائی چاہی

اسوجہ سے کہ اجتماع سے اُنپر آفت آئےگی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس ہوا و ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین تو سلامتی اُنھون نے تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت عمل اور صحت حال کی وجہ سے اسکو دور اپنے سے کردیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا پس ہر ایک کا سجادہ اُسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقصود کے لیے قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی اُنمین سے نہو کہ قصدا اسکا اپنے سجادہ سے قدم نہ بڑھائے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت سے ہی ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتی جسپر آپ رات کی نماز پڑھا کرتے اور میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے کھجور کا چھوٹا مصلا بچھاتے تاکہ اُسپر نماز پڑھین اور رباط مین جوان اور بوڑھے اور اہل خدمت اور اصحاب خلق سب ہی قسم کے ہوتے ہین تو مشائخ ضعیف گوشہ نشینی کے لیے زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب اور آرام کا ہوتا ہی اور حرکات اور سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہی تو نفس تفرد اور غیر تفرد کا مشتاق نہ رہے اور آسانی مین ہوتا ہی اور جوان کا جی جماعت خانہ مین بیٹھنے سے گھٹتا ہی اس سبب سے کہ اغیار کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہی تاکہ اُسپر بہت سی نگاہین پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل نہین ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس اور نگہداشت حواس کا اہتمام کرنیوالے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے لکل امرء منھم یومئذ شان یغنیہ یعنی آج کے دن اُنمین سے ہر ایک شخص

کے لیے ایک شان ہی جو اُسکو بس ہی۔ اُنکو آخرت کے ارادہ سے وہ کام سے
جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق اور صوفیہ کے لیے
ایسا ہی سزاوار ہے کہ اُنکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث مضرت نہوا اور
جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور راے ہوے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہی کہ
جوان طالب تنہائی ہو اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ اور
مکان خلوت جوان کو دے گا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہوا ے نفسانی اور نکمی باتون
مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کہ حال اُسکا
قوی ہی اور مدارات خلق پر صبر کر سکتا ہی اور صحبت و اختلاط کے بد انجام
سے ایمن ہی اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہی تو غیر اُس سے انضباط حاصل
کرتا ہی اور وہ مکدر نہین ہوتا اور خدمت کی شرح یہ ہی کہ جو شخص خانقاہ مین داخل
ہو اور معاملہ کا مزہ اُسنے نہ چکھا ہو اور احوال نعتیہ سے وہ خبردار نہوا ہو تو اُسکی
شان یہ ہی کہ خدمت پر مامور کیا جاے تاکہ اُسکی عبادت اُسکی خدمت ہو اور حسن
خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اُسکی برکت اُسکے
شامل حال ہوگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین اُنکو مدد دے گا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومنون اخوۃ یطلب بعضہم الی بعض الحوائج
فیقضی بعضہم الی بعض الحوائج یقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمۃ یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہین اُنمین کا ایک دوسرے سے
حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت برلاتے ہین اللہ اُنکی
حاجات کو قیامت کے دن روا کرے گا درین صورت بوسیلۂ خدمت بیکاری
سے جو دل کو مردہ کرتی ہی محفوظ رہتا ہی اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح ہی
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہی کہ اوصاف جمیلہ اور احوال حسنہ انکو

حاصل کراتی ہو اور جو کوئی اُنکی جنس سے نہین ہو اور نہ خواہش مند راہ پر آنے کا اُنکی
ہدایت سے ہو تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا ۔ وثیق ابن الرامی سے
روایت ہو کہ مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے
کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ اگر تو اسلام لے آئے تو مسلمانون کی امانت مین تجھ سے
مدد لون کیونکہ لائق نہین ہو کہ اُنکی امانتون کے کام مین اُس شخص سے امداد طلب کرون
جو اُنمین سے یعنی مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین زبردستی
نہین ہو جب اُسکی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے آزاد کر دیا اور کہا جاجہان تیرا
جی چاہے تو قوم خدمت اغیار کو مکروہ جانتے ہین اور اُنکی ابتر کاری سے بھی انکار
کرتے ہین سبب اسکا یہ ہو کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر اوقات
اُنکو دیکھ کے مضرت کا خواہان ہو جاتا ہو بڑھکر اُن منافع سے جو اُسکے سبب
ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور اُن سے بہت امور اقتضائے بشری
سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو اُنکے مقاصد کا علم نہین ہو اُن سے انکار کرتا ہو
اور اعتراض جڑ دیتا ہو اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر اُنکو شفقت ہو انکار ہو
نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا اعزاز اور علو ے مرتبہ جتلائین اور طالب
جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُسکی طاعت مین لگے ہوے ہین تو ثواب
مین اُنکے شریک ہوتا ہو اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے احوال بلند
اور روشن کی باعث نہو تو جو اُنکی خدمت کا اہل ہو اُسکی یہ خدمت کرے اسواسطے
کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہو ۔ حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہا جسوقت تبوک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قریب ہوے کہ ہر آئینہ مدینہ
مین بہت تو مین ہین کہ تم نے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فرسخ راستے پہاڑون

سکے طے کیے مگر یہ کہ وہ تو مین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ مین موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگزار قصور کے عذر اور نااہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہونچنے سے رُک گیا اُسکے بعد وہ سبزہ زار کے آس پاس چہار طرفہ گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کوشش کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت سے عذر خواہی اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسے جزا دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ تقوی پر ایک دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور مال وتن سے بھائیون کی غمخواری پر اتفاق کرتے تھے

پندرھوان باب ارباب ربط اور صوفیہ کے خصوصیات کے بیان مین ہی اور یہ اختصاص اُن چیزون مین ہی جسکا وہ باہم معاہدہ اور اُن کے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی زینت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہو گئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے رستہ پر ہین۔ قال اللہ تعالی اولئک الذی ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سلف کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اُس سے کوئی حرج اور اعتراض اُنکے اصل امر اور رُخصت طریق مین نہین ہوتا اور بقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کا خانقاہ مین جماؤ

اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہو وہ مشائخ سلف
کے باطنون کی جمعیت کی برکت اور عطار حق کے آثار سے ہی جو اُنکے حق مین تھی اور
اب جو خانقاہون مین اجتماع طاعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہے
وہ درحقیقت عکس اُس نور جمعیت کا ہی جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے
طریق پر خلف کے سلوک سے رہ گیا ہی تو وہ خانقاہ مین ایسے ہین کہ گویا جسد واحد
اور اُسمین قلوب متفق اور عزم متحد ہین اور یہ بات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی
اللہ تعالیٰ نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہی کانہم بنیان مرصوص یعنی گویا کہ
ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہی اور اُسکے برخلاف دشمنون کی تعریف
کی ہی فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہین اور حال آنکہ دل اُنکے پراگندہ ہین نعمان
بن بشیر نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی
کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین جب ایک عضو
مین اُسکے اعضا سے درد ہو تو کُل بدن دردناک ہوجاتا ہی اور جب ایک مومن
دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہون پس صوفیہ کے وظائف لازمی سے یہ ہی
کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو پراگندگی باطن کے ازالہ سے دور کرین
اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی کے رابطہ
سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس کی آراستگی
اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور ملے ہوے ہین تو
اُنکے لیے الفت اور تودد اور خیرخواہی سے چارہ نہین اور وہ ضروری اور
لابد ہی حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی
فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہی اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہی اور خیر
اُس شخص مین نہین ہی جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے

اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہین تو جو آپسمین سے جانتا پہچانتا ہی وہ الفت کرتا ہی اور جو انجان اجنبی ہی وہ الگ رہتا ہی پس اُنکا یہ حال ہی کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہین اور نفوس اُنکے پابند ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضے اُن مین سے دیدبانی اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہین اس حدیث کے موافق کہ مومن آئینہ مومن کا ہی توجب کبھی آئینہ سے کسی ایک کی طرف سے تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہی یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین کیونکہ تفرقہ ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہی اور نفس کا ظہور وقت ناحق ضائع کرنے سے ہی پھر جسوقت نفس فقیر کا ظہور کرتا ہی تو اُس سے وہ جان لیتے ہین کہ جمعیت کے دائرہ سے ہر شخص باہر ہوگیا اور اُسپر حکم لگا دیتے ہین کہ اُسنے وقت کا حکم تلف کیا اور سیاست اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف تنافر کے ساتھ کھچا جاتا ہی محمد عبداللہ نے کہا کہ مین نے رویم کو کہتے سنا ہی کہ صوفیون مین خیر جب تلک ہی کہ وہ باہم تنافر رکھین اور جبکہ صلح کرین اور باہم مل جائین ہلاک اور تباہ ہو جاتے ہین اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور چوپانی رکھین اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہین کہ جب باہم صلح کرلین اور اپنے درمیان سے منافرت کو دور کرین تو خوف ہی کہ مبادا باطنون مین سالمت اور نمائش مل جائے اور آداب غامض بکے ترک مین ایک دوسرے سے چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور ہر آئینہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے عیبون کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ اگر
بعض امور کے اندا مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین کہا جب
اسے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض امور مین رخصت دون
تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر مین یہ کام کرون کہا تو تجھے ہم ہدف سہام
طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
اعلےٰ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہوا اور جب نفس صوفی غضب اور خصومت کے
ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اُسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اُسکے
نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہی اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ
مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بہت اچھی بات
کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیرے عداوت ہی
گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر اُنھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین
پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجاے تو اُسے
سہو سمجھتا ہی کہ اُن دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
کہے کہ کسواسطے تو نے اُسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اُس سے کہے کیا تو نے
گناہ کیا تو نے یہان تک کہ میرے اوپر اُسپر تعدی کی اور میرے اوپر تسلط کیا اور
آیا تو نے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا باین لحاظ کہ اپنے بھائی سے
نرمی تو کرے اور فتوت اور صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونون مین سے
قصوروار اور دائرۂ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا ۔ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ

میرے اُن لوگون مین سے مجھے کرکہ وہ جب بھلائی کرین توخوش ہون اور
جب بُرائی کرین تو استغفار کرین تو استغفار ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین
اللہ تعالے کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالے کو وہ اپنے آپ کے استغفار مین
دیکھتے ہین تو اسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر کھڑے ہوتے ہین
بسبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو مین نے ایک فقیر سے کہتے ہوے
سُنا جبکہ اُسکے اور اُسکے بعضے بھائی کے درمیان وحشت پیدا ہوئی اُٹھ اور
استغفار کر تو فقیر کہتا تھا مین اپنا باطن صاف نہین پاتا اور نہ بغیر صفائی
باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اختیار کرتا ہون پھر شیخ کہتا تھا کہ تو
اُٹھ تو تیری سعی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی تو وہ یہ پاتا تھا
اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت دور ہوتی
تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہی کہ وہ رات کو نہین سوتے اس حالت کے
ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت کے بھرے ہون اور کھانے کے لیے جمع ہوتے ہین
جب اُنکے دلون مین وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی چیز سے اپنے امور
مین نہین پاتے جب تک کہ اُنکے باطن مجتمع نہون اور تفرقہ اور پراگندگی دور نہو
پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اُسکے استغفار کا رد کرنا کسی حال مین
روا نہین ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے جاؤ گے اور بخشو
تمھاری بخشش ہوگی - اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے ہاتھ چومنے
مین ایک اصل سنت سے ہی - عبد اللہ بن عمر نے کہا مین ایک سریہ یعنے
جمعیت فوج قلیل مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگ
یکسو ہوے اور پھر گئے اور مین اُنھین لوگون مین سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے

کہا ہم کیا کرین درحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب مین پڑے
پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ مین داخل ہون تو اُسمین توبہ کرین گے پھر ہم نے
کہا کہ ہم اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین پس اگر ہماری
توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جائینگے پھر ہم نماز صبح سے پیشتر آپ کی
خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم ہو ہم نے کہا
کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکّار ہو مین تمھارا گروہ ہون
ہم گروہ مسلمانان مین عرب مین محاورہ ہی عکر الرجل پھر امر وجبکہ وہ شخص پھرے
بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع بمعنی پھرنے والے
اور لوٹنے والے کے ہی کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے ۔ اور روایت
ہی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ہاتھ چومے اور ابی مرثد غنوی سے روایت ہی کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اُترا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا
اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین رخصت جواز ہی ولیکن صوفی کا ادب یہ ہی کہ
جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف کو ظاہر کرے
تو اُس سے باز رہے اور اگر اُس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہین کہ ہاتھ کو بوسہ دے
اور بھائیون سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے باین وجہ کہ اُسنے
وحشت سے الفت کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے سفر ہجرت سے جمعیت کے
وطن مین آئے تو نفس کے ظہور سے وہ غریب الوطن اور بعید ہوے اور
نفس کی غیبت اور استغفار سے لوٹ آئے اور جس نے اپنے بھائی سے
معافی چاہی اور اُسنے قبول نہ کیا تو خطا کی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اُسکی بابت وعید آئی ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت ہی کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے معذرت
کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
لینے اور زیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابرؓ نے بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازگشت
از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد نہو گا اور سُنت سے یہ بات
ہی کہ بعد استغفار بھائیون کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہی کہ کعب بن مالکؓ
نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری توبہ سے
یہ امر ہی کہ اپنے کُل مال سے الگ ہو جاؤن اور اپنی قوم کے گھرون کو ہجرت
کردن جسمین مین نے گناہ کیا ہی تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اسمین سے تجھے کافی ہی تب سے صوفیہ کی یہ سنّت ہو گئی کہ بعد از استغفار
و منافرت کے تادان کا مطالبہ کرین اور اُنکے یہ سب قصد تالف کی غرض سے
ہین تاکہ اُنکے باطن جمعیت پر ہون جیسے کہ اُنکے ظاہر جمعیت سے ہین اور یہ وہ
امر ہی جسکے ساتھ حضرات صوفیہ متفرد اور یکتا طوائف اسلام سے ہو گئے ہین
پھر سچے فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ مین سکونت کرے اور چاہے کہ اُسکے مال وقف
سے کھائے یا اُسمین سے جو باشندگان خانقاہ کے لیے دریوزہ گری سے طلب
کی جاے یہ ہی کہ اُسکے سامنے شغل باللہ سے ایسا ہو جسمین کسب کی گنجائش
نہو دگر نہ جو بیکاری اور امور غیر محض مین غور کرنے کے لیے اُسکو فرصت ہو
اور جد وجہد سے اہل ارادہ کے شرائط پر قائم نہو تو اُسکو سزاوار نہین ہی
کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاشش کرے اور اپنی کمائی سے
کھائے اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہی جنکا اللہ کے ساتھ شغل
کامل ہو گیا ہی تو اُسکی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت

مین مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے نفع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ راست پاتا ہو اور شیخ کی راے ہو کہ مال خانقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور بصحت بصیرت سے ہوگا اور منجملہ اُن نشانون کے جو اِس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہو کہ نیت اُسکی ہو کہ اُسکو فقرا کی خدمت مین مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہو اُسکی خدمت کے عوض مین ہوگا۔

ابو عمر والزجاجی سے روایت ہو کہ کہا مدت تلک مین جنید کے پاس رہا تو سبھی کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین مشغول تھا اور مجھ سے نہ بولے حتے کہ ایک روز کا ذکر ہو کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو مین اُٹھا اور کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اُسپر چھڑکا اور طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گرد غبار پڑا دیکھا تو میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا احسنت علیک بہا تین بار اور ہمیشہ مشائخ صوفیہ جوانان نوخیز کو خدمت کی طرف بلاتے ہین تاکہ بیکاری سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہو اور ایک حصہ خدمت کا۔ ابو محذورہ سے روایت ہو کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اذان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے لیے پانی زمزم سے کھینچنا اور پلانا اور بنی عبد الدار کے واسطے دربانی اور اسی کی اقتدا ام خادمون نے کی تفریق مین فقرا پر کرتے ہین اور کسی قسم کی خدمت کے ترک مین نہین معذور ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت مین پورا مشغول ہوا در کامل الشغل سے بیماری مراد اعضاد جوارح یعنی ہاتھ پانون سے نہین ہو الا مقصود یہ ہو کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ ایک وقت اور دل کے ساتھ بدون جسم کے دوسرے وقت مشغول ہوا و نقصان

سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل ہی اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہی اور بیکاری مین نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہی حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ سے سُنا گیا کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہین جانتا اُسے نعمت کا سلب اس طرح ہو جاتا ہی کہ وہ خبر نہین ہوتا۔ اور کبھی شیخ یعنی پیر اُس شخص کے کھانا خانقاہ سے کھانے مین معذور رہتا ہی جو کمانے سے عاجز ہی اور جوان معذور نہین یہ بات علی الاطلاق قوم کے دونون طریق کے شرط مین ہی باین تفصیل کہ شرع کے فتوی کی حیثیت سے تو اگر وقف کی شرط ہو کہ متصوفہ کے لیے ہی اور جو متصوفہ کے لباس مین ہو اور اُنکا خرقہ پہنے ہو تو اُسکا کھانا اور فتوی اُنکے لیے جائز مطلق ہی اور اس مسئلہ مین رخصت پر قناعت ہی بغیر عزیمت کے جو اہل ارادت کا شغل ہی اور اگر وقت کی شرط یہ ہی کہ جو طریق صوفیہ عملاً اور حالاً رکھتا ہو تو اُسکا کھانا اُنکے لیے روا نہین ہی کہ بیکار رہی اور تضییع اوقات کے مائل ہین اور اہل ارادت کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور رہین حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گھوڑے کی سی ہی میخ کی نسبت جولان کرتا ہی اور میخ کی طرف رجوع کرتا ہی اور ہر آئینہ مومن سہو کرتا ہی اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہی تو تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

سولھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشائخ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور

نہایت مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور انتہا مین مسافرت کرتے ہین
اور بعضے مقیم ہین کبھی سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر مین رہتے ہین اور ایک
جگہ قیام نہین کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد بیان
کرینگے جسکی طرف اُسکو رغبت ہی۔ تو جس نے ابتدا مین سفر اور انتہا مین اقامت
کی ہی تو قصد اُسکے سفر کا بہت باتون کے لیے ہی اُنمین سے یہ ہی کہ علم سے کچھ سیکھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو اور
بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصاے یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اُسے
ہدایت پر لیجاسے سفر کرے تو اُسکا سفر ضائع نہین ہی۔ اور نقل ہی کہ جابر بن عبداللہ رضی
نے مدینہ سے مصر کی طرف مہینے بھر مین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اُسے یہ خبر
پہونچی تھی کہ اُنس اُس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
کرتے ہین اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی
طلب مین نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ مین ہی۔ اور اس قول
اللہ تعالی کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہی السایحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہین اور
ابی ہارون نے روایت کی ہی کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے
مرحبا ہی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لوگ تمھارے تابع ہین اور زمین اطراف سے مرد تمھارے پاس آئینگے
کہ دین کو سیکھین تو جب وہ تمھارے پاس آئین تو اُنھین خیر کے ساتھ یاد کرو اور
نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہی اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے میرے پاس وحی بھیجی ہی
کہ جس شخص نے علم کے طلب مین سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہو گیا

اور ابتدا مین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشایخ اور سچے بھائیون
سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات
سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُسکو مردون
کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع نہ
دے تو اُسکا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا اور اس قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہی
کہ صدیق مراد ہی فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اُس سے زیادہ
کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُنکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا آدمی اُس صدیق کی
چلت پھرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اُسکی خلوت اور
جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ اُسپر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ
اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہون تو اُسکا کلام بھی
نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہوی کے ساتھ کلام کرتا ہی اور قول کی
نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت اسقدر
ہوگی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اُسکی حقیقت
پر ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ علماء راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہی کہ اُنمین سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز
نگاہ سے پالیتا ہی کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہی اور اللہ تعالی کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہی تو اُسکے قلب مین محبت صادق کے
مریدون سے پڑتی ہی اور اُسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہی اور یہ حضرات
شکر الٰہی سے تو اپنی نظر سے احوال سینہ اور آثار مرضیہ جمع کرتے اور
دیتے ہین اور منکر قدرت الٰہی سے کیا انکار کرسکتا ہی ہر آئینہ اللہ تعالے نے
جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہی کہ جب اُسنے کسی ایک

انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کردیا وہ ایک خاصیت اسنے
بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے تو اُسکو
ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ حال تھا
کہ وہ منٰی کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا منھ دیکھتے تھے اسبارہ
مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالے کے ایسے بندے ہین کہ جب اُنھون نے
کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو مین یہ طلب متواتر کرتا ہون
اور ابتدا کے مقاصد سفر سے یہ ہی کہ مالوفات سے انقطاع ہوتا ہی اور معلوم
و معہود کی طرف جو میل نفس ہی اُس سے علٰحدگی ہوتی ہی اور نفس کو دوستون
اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تلخی پانے کی برداشت ہوتی ہی پس جس کے لیے
ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر ملے گا تو اُسنے بڑی
فضیلت حاصل کی۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہا مدینہ
مین ایک مرد نے وفات پائی اُن مین سے جو ہین مدینہ مین پیدا ہوے
جو اُنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا کاش
اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہین مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا مرد جب پردیس مین مرتا ہی تو اُسکے لیے اُسکے مولد سے
اُسکے انتہاے قدم تک جنت سے اندازہ کیا جاتا ہی۔ اور مقاصد سفر سے
یہ ہے کہ نفوس کے دقیقے کھل جاتے ہین اور اُنکی رعونتین اور دعوے
نکلتے ہین اسواسطے کہ اُسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب انکشاف نہین ہین
اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر کردیتا ہی اور جب
وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہی اور کبھو سفر کا اثر بندگی
کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ اور تہجد وغیرہ سے

ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نفل خوان سیر وسفر کرنے والا اللہ کی طرف غفلت کے
قربات کے مقام تک ہی اور مسافر مسافتین قطع کرتا ہی اور دشت و بیابان مین
اللہ کے لیے اس نیت سے سیر الی اللہ خلاف ہوے اور لذات دنیا کرتا ہی
اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے سُنا کہتے تھے کہ تصوف
تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب بتدی حظ نفس کو چھوڑکر سفر کرتا ہی تو نفس قرار
پکڑتا ہی اور نرم ہوتا ہی جس طرح دوام نوافل سے ملائم ہوتا ہی اور سفر سے
اُسکے لیے ایک دباغت ہوتی ہی جس سے سختی اور خشکی پیدائیشی اور عفونت
طبعی جاتی رہتی ہی جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے کی صورت
ہوجاتی ہی نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی ۔ اور سفر کے
مقاصد سے بھی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکرون کی چراگاہون مین نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑون کے ٹکڑون کا اور مردون کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذرون سے سبحان اللہ کا سُننا اور قطاع ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا ۔ ہر آئینہ آیات عبرت ہاے مستودع کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہین
اللہ تعالی نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم اُنھین دنیا مین اور اُنکے نفوس مین اپنی
نشانیان دکھلائینگے یہانتک کہ اُنکو کھل جاے کہ وہ حق ہی ۔ اور ہر آئینہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے جو وقت جاڑے گئے اور بہار آئی اور درخت سرسبز ہوے
تو سیر وسفر خوش ہی ۔ اور مقاصد سفر سے گمنامی کا قبول کرنا اور لطف قبول کا چھوڑنا ہی
تو سچے کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن اقبال نصیب اور
کمتر ہی کہ ایک سچا آدمی جو اخلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوے اور دل اُسکا
آباد ہو مگر یہ کہ اُسکو اقبال خلق روزی ہوتا ہی یہانتک کہ بعضے مشائخ سے

مین نے سُنا ہر کہ وہ بعضے مشائخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُسنے کہا مین اپنے
پاس خلائق کا آنا جاہتا ہون نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو ہوی سے بہرہ یاب کردن
کیونکہ مجھے پروا نہین کہ وہ لوگ آوین یا جائین ولیکن خلائق کا آنا ایک علامت ہی
جو صحت حال کی دلیل ہر تو جب اسمین مرید کو استیلا ہو تو وہ اپنے نفس سے امین اس
طرف سے نہین ہوتا کہ اُسپر توجہ اسطرح کرے جسطرح کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات اُسپر در مدارات کشادہ ہوتا ہر اور نکوئی کی راہ سے نفس اُس کے
سامنے آتا ہر یعنی مین ابرار سے ہون تب خلق میری طرف رجوع لاتی ہر اور سباب
محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور اُسمین وجہ مصلحت اور فضیلت
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ماحضر مین اُسے دکھلاتا ہر اور حالانکہ نفس اور
شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہر۔ یہانتک کہ وہ دونون سکون الی الاسباب کی طرف
اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اُسپر غالب
ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تصنع کی طرف کشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے
پر فرق بڑھ جاتا ہر اور وہ اُسی سے نہین ہو سکتا۔ اور بعضے صالحین کو مین نے سُنا کہ
کہ اُسنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہر کہ وہان شیطان
شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تک
پہونچے گا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہر پس اللہ تعالیٰ ہی سچے
کی خبر لیتا ہر جب وہ اس قسم کی کسی بات مین مبتلا ہوتا ہر اور اپنی عنایت سابقہ
اور رعایت لاحقہ سے سفر کی طرف اُسکو اکھیڑ لیجاتا ہر تو وہ آشناؤن سے اور اُس
محال سے جہان یہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہر تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالیٰ
کے واسطے مجرد اور منفرد ہو جاتا ہر اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہر جو صادقین
کو سفر مین حاصل ہوتا ہر پس یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ

اور زیارت بیت المقدس کی ابتدا مین مطلوب ہوتے ہین ۔ اور منقول ہی کہ
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور اُسمین پانچون وقت
کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوے پھر جبکہ اللہ ابتداے امور
کے استحکام سے صادق پر احسان کرے تو سفرون کی طرف اُسکا منھ پھیرتا ہی
اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ اپنی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
نصیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اُٹھاتا ہی اور متقیون کے حال مشاہدہ
کرنے کے فائدے اُسکے دل مین نقش ہو جاتے ہین اور مقربان درگاہ الٰہی کی معرفت
کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل اسرار اور خاصان بارگاہ کی
نظر کی حمایت اور احوال نفس کے امتحان سے قلعہ مین ہو بیٹھتا اور سفر اُسکی عادات
و اخلاق کے دفینہ اور مخفی خواہشین ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
ساقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس مین تمھارے پاس سے بھاگ
گیا جب تم سے مین ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے حکم بخشا اور مجھے نبی مرسل
بنایا پس اب اُسے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے اُسکی
امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجاے اور مومنین کا
پیشوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجاے ۔ اور جو کہ ابتدا مین مقیم اور تنہا کو سیاح
مسافر ہوا وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتداے حال مین صحبت صحیح
میسر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ
چلتا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے بڑھاتا ہی تب وہ اپنی ارادت کے مقام
کا التزام کرتا ہی اور جو اُسے عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت مین رہتا ہی اور ہم آئینہ
شبلی علیہ الرحمۃ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُسکا امر ابتدائی تھا کہ تیرے دل مین اگر ایک

جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے حرام ہی تیرے اوپر کہ تو میرے
پاس آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو اُسپر سفر حرام ہی اسواسطے کہ ہر ایک سفر
اور فضیلت سے جو اُسے متصور ہی اُسکے لیے یہ صحبت بہتر ہی اور ابو بکر زقاق سے مروی ہی
کہ فرماتے تھے کہ مرید مرید نہین ہوتا جب تک کہ فرشتہ بائین طرف کا بیس برس تک کچھ
اُسکا نہ لکھے پھر جسکو اُس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلےٰ احوال اور مقاصد
بلند کی جانب بلائے اُسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہی بعد اُسکے جبکہ ابتدا مین
لزوم صحبت اور حسن اقتدا سے مطلب اُسکا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب
اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور آبحیات کے چشمے اُسکے دل سے جاری
ہوے اور نفس اُسکا سعادتون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو اطراف شہر
اور اکناف زمین مین سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہی ملاقاتون کی
طرف گردن اُٹھاتا ہی اور دنیا کی سیر کے لیے اُٹھتا ہی اللہ تعالیٰ شہرون مین سیر کراتا ہی
تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اُسکے حال کے
مقناطیس سے نکلتے ہین اور حق نمایون کے مشتاقون کی خواہشین کھلتی ہین اور
دلون کی زمین مین فلاح کا تخم بوتا ہی اور اہل صلاح اُسکے کلام اور صحبت سے
بکثرت ہو جاتے ہین اور یہ مثال ہی اُس امت رہنما کی جو انجیل مین ہی —

کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ۔ یعنی جیسے کھیتی جسنے
برگ وبار اپنے نکالے پھر اُسکی پشت قوی کی پھر فربہ ہوا پھر اپنی ساقون پر
کھڑا ہوا بعضے کی برکت بعضے کو پہونچتی ہی اور ایک کے احوال دوسرے مین سرایت
کرتے ہین اور ورثہ کا طریق آبادی اور فائدہ رسانی کا پھریرا لہراتا ہی۔ حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اُسی قدر ملتا ہی جتنے ثواب کہ تابعین کو ملین اور

اُنکے ثوابون سے پھر ثواب کچھ نہین گھٹاتا اور جسنے گمراہی کی طرف بلایا اُسپر گناہ اُسکے
توابعین کے گناہون کے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی پرورش کرتا ہی
اور دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اُسپر کھولتا ہی اور اپنی عنایت سے
اُسکو کھینچتا ہی اور رہبر آئینہ خبر مین وارد ہی کہ جذبات الٰہی سے ایک جذبہ دو جہان
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی ازان بعد جب کہ اُس سے صدق معلوم ہوا اور حاجت
اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اُٹھائے کسی ایک صدیق کو اُسکی
طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور اُسکا فور
اور تدارک اپنے دیکھنے اور باور کرنے اور قوت سے حل کرتا ہی اور اُسے کمال اہلیت
کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الٰہی کا اجرا رسم
حکمت قایم رکھنے کے لیے اسباب کے عطاے حق مین حاجت تھوڑی صحبت کی ہی
اور ہوشیار بیدار ہمت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کر دے اور سفرہاے دراز سے وہ خطرہ فراستغمسا
پر اکتفا کرے اور آثار اور عبرات دیکھنے کو شعاع انوار سے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا مثل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صالحین کو یہ کہتے مین نے سنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا طور سینا
اُنکے گھٹنے ہین زانوؤن پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے مقامات مین ہین تو جسکی
ظلمت تنہائی اور خلوت مین آب حیات اُسکے خاطر جوش کر رہا ہو وہ ظلمات مین
جا کر کیا کرے اور جسکی شہود کی بیٹھ مین آسمانونکے نو طبق سمائے ہوے ہون
تو آسمانون مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرقاتکو
جمع کر لیا بیابانون کے چھاننے سے اُسکو فائدہ کیا ملے اور جو اپنی نظرت کی خوبی سے اروح

کے جھگھٹون مین جا پہونچا اسے صورتون کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہی کہ ذوالنون
مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور راحت کب تلک
اور حال آنکہ قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی سے کہدو کہ مرد وہ ہی
جو تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل پر گرے ذوالنون نے کہا اُسے مبارک
ہو یہ وہ کلام ہی جسکو ہمارے احوال نہین پہونچتے۔ اور بشر کہتے تھے اے قراء کے گروہ سیر
سفر کرو خوش رہو کہ پانی جب کہین زیادہ ٹھہر جائے تو اُسمین تغیر آجاتا ہی اور روایت ہی
کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہی دریا سمندر بنجاؤ تاکہ تغیر نہ آوے اور ہر گاہ کہ مرید پر باطن
کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے کرے حتی کہ اُسکے منازل آفات کو طے کرے
اور اُسکے اخلاق مذمومہ کو محمودہ سے بدلے اور بصدق واخلاق اللہ تعالی کے پیش آمد
سے ملے تو اُسکے لیے سب متفرقات جمع ہونگے اور سفر سے زیادہ حضر مین اُسے فائدہ ہوگا
اسواسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہین ہوتا
کہ ناتوانون کو اُنکی سیاستین معلوم کر کے ضعف از سرنو تازہ ہوتا ہی اور بجز تازہ و توانا
لوگون کے دوسرا شخص اس بات پر قادر نہین ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط
کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا تجھے
صحبت پڑی ہی ایسے سفر مین جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کریمہ پر استدلال کیجاے کہا نہین
فرمایا تو مین تجھے نہین سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہی پس اللہ جب اپنے بندہ کو اُسکے ابتدائی
حال مین تشویش سفر سے بچائے اور ہمت باندھنے اور حسن اقبال سے حضر مین متمتع
اور مستفید کرے اور مردان راہ سے ایسے شخص کو اُسکی طرف بھیجے جس سے صلاح حال سیکھے
تو بس بڑا احسان کیا ہی قول اللہ تعالی کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہی ومن یتق اللہ یجعل لہ
مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب کہ یہ وہی مرد اللہ کی طرف ٹوٹا ہوا ہی کہ اُسے کوئی
مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اُسکے پاس ایسے شخص کو بھیج دیتا ہی جو اُسکی

مشکل حل کردے پس جبکہ شرع کی شرطون پر اُسکا قدم جم گیا تو بغیر سفر کیے قیام گاہ
مین انتہا کے ثمرات روزی ہونگے اس صورت مین حضر کے اندر مستقر اول اور آخر
رہتا ہی اور اس مقام مین صاحین کی ایک جماعت ٹھہرائی گئی ہی اور جو شخص ہمیشہ
سفر کرتا رہے تو اُسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال اسی مین دیکھی ہی انمین سے
بعض کا قول ہی کہ ہمین توحید کر کہ ہر ایک رات کو تو ایک مسجد کا مہمان ہو اور تو
وفات پائے مگر دو منزلون کے درمیان مین - ابراہیم خواص اسی طبقہ سے تھے کہ ایک
شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہین کرتے اور اُنکا اعتقاد تھا کہ اگر چالیس
دن سے زیادہ قیام کرے تو اُسکے توکل مین خرابی آئے سو لوگون کا علم اور اُنکی
معرفت جو اُس سے تھی اُسکو سب دیکھتا اور جانتا تھا - اور اُس سے حکایت ہی کہا
مین ایک جنگل مین گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ
جنگل کی گھانس کھایئے تو مین نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہی مین
اُس سے بھاگا پھر مڑکر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی اُنسے پوچھا گیا کہ آپ کیون اُس
سے بھاگے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہونچے گا تو یہ
لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہین - حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا سب سے زیادہ
محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہین اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہین فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگنے والے ہین جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور
یہ سب احوال مختلف ہین اور ان احوال کے آدمی وہ ہین کہ صحت اور حسن نیت مع اللہ
کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی مقتضی ہی اور صدق بعینہ محمود ہی چاہے کسی
طرح احوال بدلے پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی
نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہین مگر جو شخص

کہ علم کثیر اور تقوی کامل اور دنیا مین زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ ہوائی کو بغل مین دبائے ہوئے ہو اور زہد مین انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت کے صحیح کرنے پر قادر نہین اور سفر پر آمادہ خوشی اور حیلے نفسانی کرتی ہی اور وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ داعیہ حق ہی اور داعیہ حق اور داعیہ نفس مین تمیز نہین کرتا اور یہ شخص صحت نیت کے علم مین محتاج اُس علم کا ہی جس سے خطرون کو معلوم کرے اور خطرون کی شرح اور اُسکا علم ایک باب جداگانہ کا فی نفسہ محتاج ہی اور ہم آپ اسکی طرف ایک رمز سے اشارہ کرتے ہین جسے وہ شخص ادراک کرلے گا جسے اسمین سے کچھ پیش آیا ہوگا اسواسطے کہ اکثر اُسکے علم اور معرفت سے دور ہین۔ جاننا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط نفس کا ذکر کیا ہی وہ فقیر کے لیے اکثر امور مین پیش آتی ہین اسواسطے کہ کبھی کبھی فقیر باغ اور بیابانون مین نکل جانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہی جو دوسرے وقت اُسے نظر ہوتی ہی اور ہرچند اُسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت مین ہو اور سبب اس خوشدلی کا اُسوقت یہ ہوتا ہی کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہی اور جسوقت وہ پھیلا اور پھولا تو وہ قلب سے دور ہو جاتا ہی اور اُس سے قطع اپنی خواہشونکی شرق مین کرتا ہی قلب کو تفریح ہوتی ہی نہ بیابان سے بلکہ اسوجہ سے کہ نفس اُس سے دور ہوا ایسے شخص کی طرح جسکے پاس سے ہمنشین اُسکا جو بہت گران تھا جدا ہوگیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف پھرا اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے پاس پایا ایک مزید گرانی کے ساتھ جو اُسکے ملال اور اُس سے عاجز ہونے کی موجب ہوتی ہی اور جسقدر اُسکی گرانی زیادہ ہوتی ہی اُسی قدر قلب مکدر ہوتا ہی اور جب اُسکی زیادہ گرانی کا یہ اثر کہ اُسکے خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف جانا عین مرض ہو جاتا ہی اور فقیر یہ سمجھتا ہی کہ وہ تفریح اور درد اہی نسیان گر تنہائی اور خلوت پر

صبر کرتا تو نفس بہت زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہوجاتا اور قلب کے لیے ایک نیک مصاحب
ہوجاتا جسکو یہ گران نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہی تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جستین اور کود پھاند ہین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہی تو وہ
ایسے مستعار تفریحات پر جنکا انجام خراب ہی غرہ نہین ہوتا اور نہ اُسکے گزند سے بیخوف
رہتا ہی اور خطرۂ سفر کے ظہور پر ثابت قدم رہتا ہی اور اُس خطرہ کی پروا نہین کرتا بلکہ اسکو
نفس اور اُسکے نشاط پر بدظن کرکے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہی اور اسی قبیل سے ہی
واللہ اعلم قول رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دو شاخ
کے درمیان سے طلوع کرتا ہی سو نفس کے لیے آفتاب نکلتے وقت جست اور اچھل کود
ہوا کرتی ہین اور یہ برجستگی اور برخاستگی اونکو ہوتی ہی جنکو تکیہ نفس سے مزاج اور طبیعت پر
ہوتا ہی اور اُسکی شرح طولانی اور گہری ہی اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض مین
خفت اور کمی ہوتی ہی بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور ابتہاج قلب کی
امنگ اور انگیز کی شکل پر ہوجاتا ہی اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر
آتے ہین اور اکثر مداخل مین اہتزاز نفس سے دخل پاتے ہین اور گمان ہوتا ہی کہ یہ
قلب کی جست وخیز کا حکم ہی اور اکثر اوقات اُسے دکھلائی پڑتا ہی کہ وہ اللہ کے ساتھ
حملہ کرتا ہی اور اللہ کے ساتھ کہتا ہی اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہی سو وہ حال یہ ہی
کہ نفس کی جست اور خیز مین مبتلا ہوتا ہی اور یہ اشتباہ اُنھین کو واقع ہوتا ہی جو اہل
قلوب اور اصحاب احوال ہین اور جو صاحب دل اور صاحب حال نہین ہین وہ اس سے
معزول ہین اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہی کہ عوام کو نہین بلکہ خواص کے ساتھ
مختص ہی سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہی جسکا علم نادر و نایاب ہی اور جنبش
وسفر کی مبادی مین صحیح وجہ پانے کے لیے ادنی مراتب فقرا سے یہ ہی کہ استخارہ کی
نماز پہلے ادا کرے اور یہ نماز استخارہ کی متروک نہین ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ

کی صحت یا سفر مین مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح رہے
ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان مین بابت صحت خطرہ بہت مراتب ہین اور
اس قسم کے جو بڑھکر اس سے ہین تو ان سب مین نماز استخارہ نہین فروگذاشت
کیجاتی اسواسطے کہ یہ اتباع سنت ہی اور اسمین برکت ہی اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعلیم سے ہی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جسطرح کہ کلام اللہ
کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم مین سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات
کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک
بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللھم ان کنت تعلم ان ہذا الامر یسمیہ بعینہ خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتہ امری
او قال عاجل امری واٰجلہ فاقدرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم شرا لی ذلک فاصرفہ
عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان

سترھوان باب اُن چیزون کے بیان مین ہی جنکی طرف صوفی کو فرائض اور فضائل سے سفر مین احتیاج ہی

سو فقہ کے مسائل سے گو کتب فقہ مین مذکور ہوتے ہین اور اُس کے لیے یہ کتاب
موضوع نہین ہی لیکن ہم اُنکو اسواسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے مین جو کہ جڑ بنیاد
ہی برکت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہین۔ صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور
مسح موزہ اور قصر اور جمع نماز سے چارہ نہین ہی لیکن تیمم مریض اور مسافر کے لیے جنابت
اور حدث مین جبکہ پانی نہو یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر
قول صحیح مذہب کے یا اُسکے یا اُسکی سواری یا رفیق کی پیاس کی وجہ سے ضرورت پانی

کی ہو جائز ہی اور ان تمام احوال مین تیمم سے نماز پڑھے اور دوسری دفعہ اُسپر
نماز واجب نہین ہی اور جاڑے کا ڈر ہو تو تیمم سے نماز پڑھ لے اور صحیح تر یہ ہی
کہ نماز دوبارہ پڑھے اور تیمم جائز نہین مگر اس شرط سے کہ پانی کو مواضع طلب
مین ڈھونڈھے اور مواضع طلب وہ جگہہ ہین جہان مسافر اپنی منزل مین لکڑی
اور گھانس کے ڈھونڈھنے مین چلتا پھرتا ہی اور وقت کے آنے کے بعد طلب
ہوتی ہی اور اسمین چھوٹا سفر بڑے سفر کی مثال ہی اور اگر تیمم سے آخر وقت مین
پانی کے یقین پر پڑھ لے مذہب اصح کے موافق جائز ہی اور جب تیمم سے
نماز ادا کی تو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر وقت باقی ہو اور پانی ملنے کا وہم ہو تو
اُسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر نماز کے
درمیان پانی نظر آیا تو اُسکی نماز باطل نہین ہوتی اور نہ اُسپر اعادہ اُسکا ہی اور
نماز سے اُسکا باہر آنا اور ازسر نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب اصح کے رو سے
مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے پہلے تیمم نہ کرے اور ہر فرض کے لیے
تیمم کرے جب تلک چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے اداے فرض
جائز نہین اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی چیز
ان دونون مین سے پائے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جنب ہو
یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ
تعالی کا کرین اور تیمم نہ کرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور چونہ سے ملی نہو اور غبار سے جو
حیوان اور لباس پر پڑا ہو اُس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے اور
نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور مُنھ پر ہاتھ پھیرنے
کے لیئے انگلیون کو ملائے اور مسح سارے مُنھ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض کے محل
سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک تھپکی کھلی انگلیون کے

ساتھ ہاتھون کے واسطے لگائے اور فرض کی جگہہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر
بغیر دومرتبہ یا زیادہ کے نہو سکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچائے
اور مسح کرے جب فارغ ہوا ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے حتی کہ دونون پر مسح ہوجائے
اور داڑھی کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک مٹی
کو پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین ہی
اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت سے
ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہین ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
تک ہی تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح
درست نہین ہی اور موزہ مین شرط ہی کہ پے درپے اُسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جائے
اور ہلکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولی یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے مسح
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم جاتا رہے
اگرچہ اُسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ باطہارت ہو تو دونون پانون دھوئے بنا بر مذہب
اصح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
ہوجاے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر مین کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
تو مسافر کی طرح مسح کرے اور شمدا اگر جراب سے ملا ہو اور اُسپر جوتا پہن لیا تو مسح اُسپر
جائز ہی اور زیختہ نکروہ کٹے ہوئے پر مسح درست ہی اگر اس سے محل فرض چھپ جائے
اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پانون ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو جائز نہین ہی
لیکن قصر اور جمع تو ظہر اور عصر مین جمع دونون سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک
کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے اُنمین فصل نہ کرے اور اسی طرح مغرب و عشا
مین جمع ہی اور مغرب مین کچھ قصر نہین بلکہ اُن دونون کو ایسے ہی ادا کرے جسطرح
بلا قصر و جمع پڑھتے ہین اور سنت موکدہ کو دو سنت مین جمع کرے ظہر اور عصر کے فرض بعض

سے پہلے پڑھے اور جب دونون فرائض سے فارغ ہو تو جو ظہر کے فرض کے
بعد پڑھتا ہی دو رکعت یا چار پڑھے اور جب فرض مغرب اور عشا پڑھ چکے
تو اُسکی سنتین موکدہ پڑھے اور اُن دونون کے بعد وتر ادا کرین اور سواری
پر فرض کا ادا کسی حال مین جائز نہین ہی الا نمازی کے لیے جب کہ لڑائی برابر
جاری رہی اور یہ سنن موکدہ اور نوافل مین بھی جائز ہی اور سواری کی پشت پر نماز
اُسے باقی ہی اور رکوع اور سجود مین اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہو
الا جب کہ وہ تمکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ مین ہو یا اور کسی چیز مین ہو اور منھ اُسکا
طریق کی طرف رو بقبلہ ہونے کے قائم مقام ہو اور رستہ کے سوا اُسکا مُنھ نکرے
مگر قبلہ کی طرف حتی کہ اگر سواری کو اُس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑے کہ قبلہ کی
جانب نہو تو اُسکی نماز باطل ہو جائے گی اور پیدل سفر مین نفل پڑھے اور احرام کے
وقت اُسکو قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام مین نہین کافی ہی مگر قبلہ رخ ہونا اور
رکوع وسجدہ کے لیے ایما اُسے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی رو بقبلہ ہونے
کی حاجت نہین ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد ازان سفر کرے تو اُسپر اُس دن کے روزہ کا
پورا کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر اور بعد ازان مقیم ہو اور سفر مین روزہ رکھنا
نہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز مین قصر پوری نماز سے افضل ہی سو اسقدر صوفی کے
لیے سفر کے امور بابت حکم شرع سے جان لینا کافی ہی۔ باقی رہے مندوب اور
مستحب تو یہ بات سزاوار ہی کہ اپنی ذات کے لیے راستہ کا رفیق تلاش کرے
جو امر دین پر معین ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اُسکے طریق اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے نہی فرمائی ہی الا جبکہ
وہ صوفی ایسا ہو جو آفت نفس کا واقف ہو تو تنہائی کو بصیرت کی اُسے اپنے کام مین مشغول کرتا ہو
تو تنہائی کا سفر مین مضائقہ نہین اور جب ایک جماعت ہون تو سزاوار ہی کہ انمین

ایک امیر سرغنہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب ہاتم سفر مین کئی شخص ہو تو ایک کو امیر بنالو اور جسکو صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہین وہی امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت مین سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب سے زیادہ صاحب تقویٰ اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت مین اور سب مین زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا ساتھیون اہل صحبت مین سے اللہ کے نزدیک وہ ہو جو اُنمین سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبداللہ مروزی سے منقول ہو کہ ابا علی رباطی اُسکے ساتھ سفر مین ہوا تو کہا کہ میرے ذمہ واجب ہو کہ مین امیر ہون یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لادا کرتا اور ایک رات مینھ برسا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہ کر اُسے اپنی چادر کے ساتھ مینھ سے بچاتا تھا اور جب کبھی ابا علی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ کہتے کیا مین امیر نہین ہون اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہو لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اسکی اطاعت کرین اور غرض سرداری اور تعزز ہو تاکہ اُن لوگون پر جو خادم خانقاہ مین تسلط کرے اور اُسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہویٰ کا طریق ہو جو جاہل ہین اور صوفیہ اس طریق کے خلاف ہین اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہو جو دنیا کا جمع کرنا چاہتا ہو تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہو جو دنیا کی طرف مائل ہین جمع اس لیے ہوتے ہین کہ نفسی کے اغراض حاصل کرین اور اہل دنیا اور ظالمون پر دخول بیش نظر رکھتے ہین کہ مطالب نفس کی تحصیل کا توسل ہو اور یہ اُنکا جمع ہونا خالی اس سے نہین ہوتا کہ غیبت مین غور کرین اور مقامات مکروہ مین داخل ہون اور خانقاہ کی آمدنی بڑھے

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین غول زیادہ ہو تو مقام کو چوڑا
چکلا بنا دین ہر چند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جاے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور یہ صوفیہ کا طریق
نہین ہی۔ اور مستحبات سے ہی کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ
سفر کا ارادہ کرین اور اُنکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی
بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب اُس سے
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند ہر آئینہ جب اللہ تعالی کے سپرد کسی چیز کو امانتا کیا تو اُسنے حفاظت
اُسکی فرمائی اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کا خاتمہ سپرد کرتا ہون
اور زید بن ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہی جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کردے
اسواسطے کہ اللہ تعالی اُسکے لیے برکت اُنکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام سے
روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زاد راہ تقوی
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور سزاوار
ہی کہ اُسکے بھائی اعتقاد اسکا کرین کہ جب اُنکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالی کے
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اُسکی دعا قبول کرتا ہی سو روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اُس سے عمر نے کہا
جیسا یہ تیرے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے مشابہ کسی کے نہین دیکھا تو مرد نے
کہا اُسکی حکایت مین امیر المومنین تجھ سے کہتا ہون سفر کا مین نے ارادہ کیا اور یہ
اپنی مان کے پیٹ مین تھا اُسکی مان نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہی اور مجھے اس حالت

مین چھوڑے جاتا ہو سو مین نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہون جو تیرے پیٹ مین ہو پھر مین
چلا گیا پھر مین واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتین کر رہے تھے
کہ یکایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو مین نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہو قوم کے
لوگون نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر سے ہو جسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہین سو
مین نے کہا قسم ہو اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو مین نے قبیلہ والون
کو ساتھ لیا یہان تک کہ قبر تک پہونچے اور ہم نے اُسے کھودا تو کیا دیکھتے ہین کہ یکایک
ایک چراغ نظر آیا اور یکایک یہ لڑکا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہو اور اگر
اُسکی مان کو ہماری سپرد کرتے تو اُسکو بھی زندہ پاتے سو عمر نے کہا ہو آئینہ وہ تیرے
ساتھ مشابہ تر اس سے ہو کہ کوا کوّے سے مشابہ ہو اور چاہیئے کہ جس منزل سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اُسے رخصت کرے اور کہے اللھم زدنی التقوی و
اغفرلی ذنوبی و وجھنی للخیر اینما توجھت۔ اور انس بن مالک نے روایت کی ہو کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل مین نہین اُترتے مگر یہ کہ دو رکعت کے
ساتھ اُسکو وداع کرتے سو چاہیئے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے کوچ
کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور سوار مرکب پر ہو تو یہ کہے سبحان الذی
سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظھر وانت المستعان علی الامور۔ اور سنت یہ ہو
کہ صبح کے وقت منزلون سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سے شروع کرے
کعب بن مالک نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے
سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ لشکر بھیجین تو دن کے اول
وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہو کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے اللھم
رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن و

رب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسالک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ واعوذ بک

من شر ہذا المنزل و اہلہ ۔ اور جب اُترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے ساتھ چیزین چاہئین انمین سے ایک طہارت کا برتن ہے کہتے ہین کہ ابراہیم خواص کے ساتھ چار چیزین ہمیشہ سفر اور حضر مین رہتی تھین لوٹا ۔ رسی ۔ سوئی مع تاگہ ۔ قینچی ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیزین اپنے ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دانی اور استرہ مسواک ۔ کنگھی اور ایک روایت مین ہے مقراض اور صوفیہ کے پاس سے عصا بھی جدا نہین ہوتا اور وہ بھی سنت سے ہے ۔ معاذ بن جبل رضی سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر مین نے منبر اختیار کیا تو ابراہیم نے اُسے اختیار کیا ہے اور جو عصا اختیار کرون تو ابراہیم اور موسیٰ نے اُسے اختیار کیا ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پر سہارا کرنا انبیا کے اخلاق سے ہے ایک رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جسپر آپ تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ لگانے کا حکم دیتے اور لوٹا بھی سُنت سے ہے ۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا اس درمیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے کہ دفعتہً آپ کی طرف لوگون نے جنبش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اُسکی گریہ وزاری ہے جیسے لڑکا مان کے ساتھ ہو اور روتے وقت اُسکی طرف دوڑتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارا حال ہے تو عرض کی یا رسول اللہ پانی ہمین نہین ملتا جسے ہم پئین یا وضو کرین مگر آپ کے سامنے تو آپ نے لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر مین نے دیکھا تو آپ کی اُنگلیون سے چشمہ کی طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا مین نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے

کہا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمین کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی مین پندرہ سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہے اور وہ سنت سے ہے۔ ابوسعید نے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کہ کمربند سے اپنی کمرین باندھو تو ہم نے باندھین اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ جب خانقاہ سے جاہر جائین تو دو رکعت نماز صبح سفر کے دن پڑھین جیساکہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت کا ذکر کیا ہے اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازان اول داہنی آستین پھر بائین آستین پہنے پھر میان بند یعنی ٹپکا لے کر کمر اُس سے باندھے اور تھیلی نعلین کی لے اور اُسے جھاڑے اور وہان پر آئے جہان موزہ پہنا جاے اور دُہرا کر کے مصلے بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے سے رگڑے اور بائین ہاتھ مین جوتا اور داہنے مین تھیلی پکڑے اور تھیلی مین جوتے اس طرح رکھے کہ ایڑیان اُسکی نیچے کی طرف رہین اور تھیلی کا سر باندھے اور اپنے بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ کے پیچھے اُسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائین ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑے اور داہنے سے شروع کرے اور پہنے اور گیٹی اور ٹیکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر دونون ہاتھ دھوئے اور پھر اپنا منھ اُس موضع کی طرف کرے جہان سے وہ جاتا ہے اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ لیچلے تو اُسے منع نکرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت چلین اُنکو وداع کرے پھر مشکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اُٹھائے اور بائین کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے اور بائین طرف مشکیزہ کو باندھے اور دہنا شانہ اُسکا خالی

رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جگہ راہ مین مقام بزرگ پر پہونچے یا
بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئے یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھ دے اور اُنکا استقبال کرے اور سلام علیک اُنسے
کرے پھر جب اُنسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولڈالے اور بائین طرف کی بغل مین دبالے اور
اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھ مین لیلے اور ان رسوم کو خراسان کے اور
پہاڑ کے فقرا نے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقرا اسکے
پابند نہین ہوتے اور اُنکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی تو جو لوگ
اسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اسکے التزام سے صورتون کے
ساتھ توقف ہی اور حقائق سے غفلت ہی اور جو اُسکے پابند ہین وہ کہتے ہین یہ
آداب ہین کہ متقدمین نے اُنکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین
کہ جوان سب یا بعض سے خالی ہین تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ صوفی نہین ہی اور دونون گروہ انکار مین حد سے
متجاوز ہین اور صحیح یہین یہ ہی کہ جو کوئی اُسکی پابندی کرتے ہین اُسپر کوئی انکار
نہین کرتا تو شرع مین منکر نہین ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہی اور جو کوئی پابندی اسکی
نہین کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین واجب ہی اور نہ مستحب ہی اور
کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت مین اُس حد تک مبالغہ
کرتے ہین کہ افراط کے درجہ تک نکل جاتے ہین اور عراق و شام اور مغرب
کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہین کہ وہ تفریط تک پہونچ جاتے
ہین اور سزاوار تر یہ بات ہی کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور برا جانے وہ منکر ہی
اور جسکو وہ انکار نہ کرے تو وہ منکر نہین اور بھائیون کے تصرفات کے

لیے عذر داریان کی جائین جب تلک کہ اُنمین منکر نہو یا مستحب مین خلل نہ پڑا
ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہی

اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اُس کے ادب کے بیان مین ہی

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے
کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہی اور دعاء ماثورہ یہ ہی
اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکا بۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال
والولد۔ اور جب اُس شہر کے قریب جسمین ٹھہرنے کا ارادہ ہو پہونچے تو اہل شہر پر
زندہ اور مردہ سے سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے
اور زندہ اور مردہ لوگون کے لیے اُسکو ہدیہ بنائے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر آئینہ روایت کی گئی ہی کہ آپ جب غزوہ یا حج سے
رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر آیبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر
نظر آئے تو یہ پڑھے اللھم اجعل لنا بھا قرارا ورزقا حسنا۔ اور اگر غسل کرے
بہتر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ غزوہ احزاب سے
واپس آئے اور مدینہ مین فروکش ہوسے تو اپنی زرہ اُتاری اور غسل کیا اور حمام گئے
ورنہ وضو تازہ کرے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس سے بھائیون کی
ملاقات کے لیے تیار رہو اور زندہ مردہ جو یہان ہین اُنسے برکت حاصل کرنے کی

نیت کرے اور اُنکی زیارت کرے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت فی اللہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اُسکے راستہ مین ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اُسنے کہا کہ کہان کا تیرا ارادہ ہی کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب کہا نہین کہا نعمت کے شکرانے کے لیے جو تجھے اُس سے ملی ہے کہا نہین کہا پھر کسواسطے کہا اُسے مین فی اللہ دوست رکھتا ہون کہا مین ہر آئینہ تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہون اس پیام کے ساتھ کہ اللہ تجھے دوست رکھتا ہی اُس دوستی کے سبب جو تو اُس سے رکھتا ہی۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے فرماتا ہی خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہی اور جنت سے ایک مکان رہنے کو ملیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مین پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اُنکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہی تو اس سے فقر کے لیے فائدہ زندون اور مردون کا ہی پھر جب شہر مین داخل ہو تو مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے اگر جامع مسجد کا قصد کرے تو اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازان گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ ہی گھر کے برابر ہی پھر خانقاہ کا قصد کرے اور خانقاہ کا قصد سنت سے ہی اُس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہا ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے پاس اُترتا اور جو نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آتے پھر جب خانقاہ مین اُترے تو اُس طرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر ٹپکا کھولے ادھعہ کھڑا ہو پھر

تھیلی کو بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے نکالے اور تھیلی کا مُنھ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو زمین پر رکھے اور ٹیکالے کر تھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پائون دھوڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کہ رستہ کی مٹی اور پسینا دور ہو اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کو بائین
طرف سے لپیٹے اور لپیٹے ہوے کے ساتھ دونون پائون کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے سجدہ کی جگہ کو پائون پڑنے سے بچائے
اور یہ وہ رسوم ظاہری ہین جنکو بعض صوفیہ نے مستحسن جانا ہی جو انکا پابند ہو اُسپر
انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ یہ مشائخ کے استحسان سے ہی اور اُنکی ظاہری نیت
اسمین یہ ہی کہ مرید کو ہر ایک بات مین صورت خاص کے ساتھ مقید کیا جائے تاکہ
وہ ہمیشہ اپنی حرکات کا متفحص رہے اور بلا قصد و عزیمت اور ادب کے کسی
حرکت کا مرتکب نہ ہو اور فقرا سے جو کوئی اُسکی کسی چیز مین خلل ڈالے تو اُسپر
انکار نہ کیا جائے یعنی نہ کہا جائے کہ وہ برا کرتا ہی جب تلک کہ واجب یا مستحب کا وہ مخل
نہو اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوفیہ کی اکثر رسوم کے مقید نہ تھے
اور جو ان آدمی جوان رسوم کے ساتھ اعتراض اُنپر کرنا بدون اسکے کہ اشیا مین نیت پر
اُنکی نظر کرین چاہتے ہین غلط ہی سو شاید خانقاہ مین فقیر بغیر آستین چڑھائے داخل
ہوا اور ہر آئینہ سفر مین وہ آستینین بغیر چڑھائے تھا تو آگاہ کردے اس بات
سے کہ اُسنے تناول اُسکا لوگون کے دیکھنے کے واسطے نہین کیا جیسے کہ شرعی
مستحب مین خلل نہین ڈالا اور دوسرے کا آستین چڑھائے ہونا قیاس ٹیکا
باندھنے پر کرے اور ٹیکا باندھنا سنت ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر مین جو مدینہ اور مکہ کے درمیان تھا کمرین باندھی تھین
پس آستینون کا چڑھانا اسی کے معنی مین ہی کہ چلنے مین اُس سے سبکی اور نرمی ہی تو جو کوئی

کمر باندھے آستینین چڑھائے خانقاہ مین داخل ہوا ایسا ہی ہر اور جو سفر مین کمر باندھے
نہو یا سوار بغیر کمر باندھے ہو تو صدق اسی مین ہر کہ ایسا ہی داخل ہو اور کمر کے
باندھنے اور آستینون کے چڑھانے کا لوگون کے دکھانے کو قصد نکرے اسواسطے
کہ یہ ایک تکلف ہر اور خلق کی طرف نظر ہر اور تصوف کی بنا ر صدق اور نظر
خلق سے گرنے پر ہر اور متصوفہ پر جن باتون مین انکار کیا جاتا ہر ازانجملہ ایک یہ ہی
کہ یہ لوگ جب خانقاہ مین داخل ہوتے ہین تو ابتدا سلام سے نہین کرتے اور منکر
کہتا ہر کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہر اور انکار کرنے والے کو یہ نہین سزاوار ہی کہ
وہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنمین اُنکا اعتماد ہر اور سلام اُنکا چھوڑ دینا
بہت وجوہ کو محتمل ہر ایک یہ ہر کہ سلام اسمار الٰہی سے ایک اسم ہر اور ہر آئینہ عبد اللہ
بن عمر نے روایت کی ہر کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص گذرا
جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ نے
جواب اُسے نہ دیا یہان تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھون سے اوجھل ہو جاے
پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اُس سے اپنے منھ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا
اور اُس سے اپنے دونون ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس شخص کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ہر آئینہ مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز
نے نہین روکا کہ مین طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہر کہ آپ نے سلام کا
جواب نہین دیا جب تک کہ وضو نہین کیا پھر اُس سے معذرت کی اور فرمایا کہ
اللہ تعالی کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت فقرا
سے سفر مین صبح کرتے ہین اور کسی کو اُنمین سے وضو نہین ہوتا تو اگر باوضو سلام
کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھل جائے اسواسطے سلام ترک کیا جاتا ہی
تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کرے اور پانٔون دھوئے جسے دھونے ہون تاکہ بے وضو

کا حال معلوم نہو جب تک کہ اُنکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتدا ہی اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہین ہوتے تو سلام کے
جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہو اسواسطے کہ سلام ایک اسم اسمار الٰہی سے ہی اور
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہی جو بیان کی جاتی ہین اور اُن وجوہ سے یہ بھی ہی کہ
جب سفر سے کوئی آتا ہی تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی
کہ رستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اُسپر پڑا ہوتا ہی جو مکروہ معلوم ہوتا ہی تو وضو اور
پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہی پھر سلام اور معانقہ کرتا ہی اور یہ بھی ایک وجہ ہی کہ
خانقاہ کے لوگ صاحب مراقبہ و احوال ہین تو دفعتہً اگر اُنسے کوئی کہے السلام علیکم تو
مراقبہ والا اُس سے چونک اُٹھتا ہی اور محافظہ قلب مشوش ہو جاتا ہی اور سلام پر
مقدم ہی کہ خانقاہ مین پانوٴن کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے
اُنس اور آرام پاوے یعنی سب جان لین کہ فلان صاحب سفر سے آئے ہین تو سب
کوئی اُسکے لیے تیار ہو جائین جسطرح کہ وہ خانقاہ پہونچ ہاتھ منھ دھو وضو کر
نماز پڑھکر اُنکے لیے تیار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی حتیٰ تستانسوا یعنی
تاکہ تم آپس مین استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُنکے حسب حال ہی
اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہین داخل ہوا اور نہ اُنکی نسبت وہ مسافر ہی
بلکہ وہ اُسکے بھائی بند اور دوست اُس نسبت باطنی کے سبب ہین جو ایک راہ
مین سب کو جمع کرنی والی ہی اور گھر اُسکا گھر اور گانوٴن اُسکا گانوٴن ہی تو برکت
اسمین دیکھا ہی کہ خلق کے معاملہ سے پہلے اللہ کے معاملہ سے گھر کو کھولے اور
جسطرح اُنکی معذرت ترک سلام مین کی گئی تو اُنکو چاہیئے کہ جو شخص گھر مین آتے ہی
سلام علیک کرے اُسکا انکار نہ کرین اور بُرا نجانین سو جسطرح سلام نکرنے والے کے
واسطے ایک نیت ہی اُس شخص کے لیے بھی جو سلام اُسکو کرے ایک نیت ہے

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہین کہ شرع نے جاری کیے اور بعضے آداب اُنہین سے
وہ ہین جنکو مشائخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع مین آئے اُسکا ہم نے بیان کر دیا کہ مُرید مع
اور عصا اور لوٹا لے اور داہنے سے موزہ پہنے اور بائین سے اُتارے - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا پہنو تو ہمیشہ
داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائین سے یا دونون کو ساتھ اُتارو - یا دونون کو
ساتھ پہنو - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
داہنے سے پہلے بایان جوتا اُتارا کرتے اور بائین سے پہلے داہنے پانوٗن مین
پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہی اور ہم نے اُسے بیان کیا ہی اور دوسرے کے
مصلے پر ایک کا نہ بیٹھنا مشروع اور مسنون ہی اور ہر آئینہ ایک بڑی حدیث مین
وارد ہوا ہی کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل مین اور نہ
اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیون کو سلام کرے تو یہ
اُنسے اور وہ اِس سے بغلگیر ہون کہ ہر آئینہ جابر بن عبداللہ نے روایت کی ہی کہا
جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے معانقہ کیا اور
اگر بوسہ دے اُنھین تو اُسکا مضائقہ نہین ہی - روایت ہی کہ جب جعفر آئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ دیا
اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا مین خوش ہوا اُس سے بڑھکر فتح خیبر سے
خوش نہین ہوا اور اپنے بھائیون سے مصافحہ کرے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
نے فرمایا ہی مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے مصافحہ ہی - اور انس بن
مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور بھائی سے
ملے تو اُسکے لئے جھکے فرمایا کہ نہین کہا گیا اُس سے لپٹے اور چومے فرمایا کہ نہین
کہا گیا کہ مصافحہ کرے فرمایا کہ ہان اور خانقاہ کے باشندہ فقیر دن کی مشیخت ہی کہ

فقرا سے ملاقات مرحبا کہنے سے کرین۔ عکرمہ نے روایت کی ہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دو بار فرمایا مرحبا بالراکب المھاجر
یعنے سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہر یعنی فراخی کو پہونچے۔ اور اگر اُسکے لیے
کھڑے ہون تو مضائقہ نہین اور وہ مسنون ہر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت ہر کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوے جس دن وہ آئے۔
اور آنے والے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہر۔ لقیط بن صبرہ نے روایت
کی کہا بیغام لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ
کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا
اور ہمارے واسطے وہ بنوایا گیا اور ایک قناع مین ہم کو دیا گیا اور قناع طبق ہر پھر
ہم نے اُسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا
تمھین کچھ ملا ہم نے کہا ہان یارسول اللہ۔ اور آنے والے پر مستحب ہر کہ فقرا
کے سامنے حق قدم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث مین وارد ہر کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جب مدینہ مین آئے تو اونٹ ذبح کیے تھے اور جو بعد عصر کسی آنے والے
کا آنا مکروہ جانتے ہین اسکی وجہ سنت سے ہر کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے رات کے چلنے سے منع کیا ہر اور صوفیہ عصر کے بعد آمادہ اور مستعد رات کے
استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو ہوتے ہین جابر
بن عبداللہ نے روایت کی ہر کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر جب کوئی تم مین کا سفر سے آئے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نجائے
اور کعب ابن مالکؓ سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہین
آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت تو دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے مین ضعف کے سبب دیر ہو جاتی ہر یا اُسکے سوا

اور کچھ ہو تو عصر تک فقیر کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تعویق کا احتمال ہی اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اُسکی طرف اہتمام سنت مین قصور کی نسبت ہوتی ہی جو
چڑھتے دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہین اور یہ
سب سے زیادہ عالم ہی پھر جب عصر کا وقت آجائے تو التوا صبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن
آنے کی سنت پر عمل ہو اور اسمین ایک بات اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز مکروہ ہی
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد آنا مکروہ جانتے
ہین اور کبھو آنے والے فقرا سے کم خانقاہ مین آنے سے واقف ہوتے ہین اور سراسیمہ
و متحیر ہو جاتے ہین تو سنت یہ ہی کہ اُسکے پاس آکر بیٹھین اور بہت دوستانہ اور ہنسی
خوشی سے ملین تاکہ اُسکا دل کھل جاوے اور اُسکی سراسیمگی دفع ہو کہ اسمین بڑی فضیلت ہی
ابو رفاعہ رضہ سے روایت ہی کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا آپ
اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا ہی
اپنے دین کا سوال کرتا ہی اور نہین جانتا اُسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے پائے
لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اسمین سے جو اللہ
نے اُنکو سکھلایا تھا بعد اُسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوے اور اُسکے آخر کو تمام
کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی سے سُننے اور دیکھے کردہا
کا تحمل کرنا۔ اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی
تو وہ جھڑکا اور ردکا جاتا ہی اور وہان سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اسواسطے
کہ کبھو ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین ہوتے
اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب اُنکو مکروہات کا سامنا ہو تو
اندیشہ ہی کہ ایذا سے اُنکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر اُنکا ہوا اُسکے دین اور

دنیا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا برتاؤ خلق کے ساتھ تھا
اور ہر آئینہ بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی مسجد مین آیا اور اُسنے
پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور
اعرابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملایمت سے جو واجب تھا
اُسے بتایا اور سختی اور ہشت مشت اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا نفوس
خبیثہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو اُن لوگون مین سے کوئی ایسا شخص
خانقاہ مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بعد از آنکہ اُسکے لیے
کھانا لایا جائے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بہت خوبی کے ساتھ وہان
سے واپس کر دیا جائے تو یہ ہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جبکا برتاؤ فقرا اسکے
کے ہاتھ پانون دبانے سے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث مین
آئی ہی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا
یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اُونٹنی نے مجھے گرا دیا تو اسکے ساتھ رضامندی
اچھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پانون
دباتا ہی ولیکن جو کوئی اُسکی عادت کرے اور ہاتھ پانون دبانے کو دوست رکھے
اور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اُسے برقرار رکھے جبتک کہ نیند نہ آوے
تو یہ فقرا کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
شخص تھا کہ جب ہاتھ پانون دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے
احتلام اُسے ہو جاتا تو اس احتلام کو پانون دبوانے کی عقوبت جانتا تھا اور اہل عزیمت کے
لیے وہ امور ہین جنمین گنجایش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی اور آداب

فقیر سے ہی کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے سوا اسکے دوسرا اُس سے بات کرے۔ اور مستحب ہی کہ تین روز توقف کرے اور ملاقات کا ارادہ نکرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہی حتی کہ سفر کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے اسواسطے کہ سفر اور اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق آجاتا ہی اور تکدر اُسمین سماجاتا ہی تاآنکہ تین روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہوجاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر آئے اور نور باطن سے مشائخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہوجائے اسواسطے کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی وہ ملاقات کرے حاصل کرتا ہی۔ اور مین اپنے شیخ سے سُناکرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے اور کہتے کہ ان اہل طریق سے بجز ایسے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اس مین بہت بڑا فائدہ ہی اسواسطے کہ کلام کا نور قلب کے نور کے موافق ہی اور سماعت کا نور قلب کے نور کے مقدار ہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطیکہ ہر آئینہ عبداللہ بن عمر نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت وہان سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت مین وسعت ہی اور اُسکے نفس کو بیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہی تو خدمت کی درخواست کرے جسکو وہ بجالائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو عبادت کا شغل کافی ہی اسواسطیکہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہی اور خانقاہ سے بغیر وہان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہین جنکا برتاؤ اور ارباب خانقاہ

کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُنھین توفیق اور تادیب مین ترقی بخشے

اُنیسوان باب صوفی متسبب کے حال کے بیان مین ہے

صوفیہ کے احوال مختلف ہین کہ اسباب کے ساتھ گذر کرین یا اسباب سے اعراض کرین تو بعضے وہ ہین جو فتوح پر رہتے ہین تو وہ مال کے مائل ہین نہ کسی پیشہ سے اور نہ سوال سے سبب معاش کا کرتے ہین اور بعضے اُنمین سے پیشہ کرتے ہین اور بعضے وہ ہین کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہین اور ہر ایک طرز مین اُنکو ایک ادب اور حد ہی جسکی وہ رعایت کرتے ہین اور اُس سے تجاوز نہین کرتے اور جب کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے اُسکو فہم اُس شے مین حاصل ہوتی ہی جسمین وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہی پس فقیر کو نہین چاہیے کہ حتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال کی ترغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہی سو ترغیب یہ ہی کہ جو ثوبان نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے مین اُسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہون ثوبان نے کہا کہ مین نے کہا مین فرمایا لوگون سے کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اُسکے کوڑے کا ڈورا گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتا کہ اُسے اُٹھا دینا وہ آپ اُترتے اور اُسکو اُٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر کوئی تم مین سے ایک رسی لے اور اُس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے پھر اُسکے حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اُس سے بہتر ہی کہ کسی شخص کے پاس آئے اور اُس سے سوال کرے خواہ وہ اُسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ اونچا ہاتھ نیچے سے بہتر ہی ہلال بن حفیص رضہ سے روایت ہی کہا مین مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہان

اُترا اور ہم اور وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے تو اُسنے حکایت کی کہ ایک روز مجھے
صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور مین نے اپنے پیٹ سے بھوک کے
سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جا کر اُنکے
پاس فلانا آیا تو اُسکو دیا اور فلانا آیا اور اُسکو دیا کہا نہ مین آپ کے پاس گیا
اور مین نے کہا کہ مین کچھ مانگون تو مانگنے کے لیے مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرما رہے تھے من یستعفف
عنہ یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سالنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ وواسیناہ
ومن استعف عنہ واستغنی فھو احب الینا ممن سالنا یعنے جو عفو چاہے
اُسکو اللہ بخشتا ہی اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہی اور جو ہم سے کچھ مانگے
اگر ہمین وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غمخواری اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے
اور بے پروائی کرے تو وہ ہمین زیادہ عزیز اُس سے ہی جو ہم سے سوال کرے
کہا مین اُلٹا پھر آیا اور اُس سے کچھ نہین مانگا پھر اللہ تعالی نے مجھے رزق دیا یہان تک
کہ مین انصار کے صاحب خانہ کو نہین جانتا جو مجھ سے مال مین زیادہ ہو۔ لیکن
ترہیب اور تخویف کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی گئی کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہیگا یہان تک کہ
وہ اللہ سے ملے اس حالت سے کہ اُسکے منھ مین گوشت کا ٹکڑا ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین
وہ شخص نہین ہی جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارہ اور دو چھوارے
پھیر دیں مگر وہ شخص مسکین ہی۔ جو لوگون سے سوال نکرے اور مکان اُسکا
نہ جانا ہو کہ اُسے دیا جاے یہ ہی حال سچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ
نہ مانگے اور ان فقرا سے بعضے ایسے ہین کہ ادب کو لیے ہوے ہین حتی کہ اُس حال کو وہ

ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اُس سے مانگے یہان
تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے
اقدام کو جرارت سمجھے تو اس عالت مین اللہ تعالیٰ بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیسا کہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر آئینہ آپ کے پاس جبرئیل
علیہ السلام آئے اور اُسوقت وہ ہوا مین تھے قبل اسکے کہ آپ تک پہونچین تو کہا
آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہین ہی پھر آپ سے کہا
کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت ہے
اور کبھو اسکے شغل سے ضعیف ہونا اور الکسانا ہی تو اللہ تعالیٰ سے بندگی مانگتا ہی
اور مخلوق سے سوال کرنا نہین تجویز کرتا تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہی۔ بعضے صالحین سے ہمین معلوم ہوا ہی کہ اُنھونے کہا جب فقیر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اس سے نہین کہ اُس رزق کا ہی جسکو
اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ اُسکے پاس پہونچائے پس نفس کو اُسکی اطلاع ہو سو بعض فقرا
کے نفوس انتظار اُسکا کرتے ہین جو عنقریب پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہی جو ہونے والی ہی یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہی جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر یہ بات معلوم کرے اور مطالبہ پر نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یارب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت
ہی تو مین تجھ سے بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف توبہ کرتا ہون اور جو اس رزق
کے لیے ہی جو اُسے تونے مقدر کیا ہی تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس اللہ تعالیٰ
اُسکے پاس پہونچا دے گا اگر اُسکا رزق اور نصیب ہی ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہی کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجتین
کہے پھر یا تو اُسے کوئی چیز دیگا یا صبر یا اُس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا اسواسطے

کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہین اور طریق قدرت
کے بہت دروازے ہین تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا ورنہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہونچ سکے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلما دخل علیہا
زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی جب
کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے
تو کہتے اے مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آئی ہین بعض
فقراء سے نقل ہے کہ ایک دن مین بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے نہ مانگون
پھر مین بغداد کی بعض جگہہ گذر کرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ
کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوائے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا پھر مین بھوکا
سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جاؤ اور
وہ جگہہ تبلادی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہے جسمین روٹیان ہین اُنھیں تو نکال
اور اپنے کام مین لا اِس حال یہ ہے کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور اللہ ہی کا
ہو رہے وہ غنا مین یکتا ایسا ہے کہ اُسے کوئی چیز نہین ہراتی حکمت کے اور قدرت
کے دروازے جیسے چاہے کھل جاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر اُسمین سے
یہ ہے کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے اسواسطے کہ سچے آدمی کا کہنا نفس اُسکا مان
لیتا ہے اور ہمارے شیخ نے اللہ اُنپر رحمت بھیجے حکایتہً بیان کی کہ میرے پاس ایک
دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہیین مین نے اُس سے کہا دانے کیا کروگے
تو چاہتی چیز بیان کی کہ وہ دانے سے خریدونگا پھر کہا تیری اجازت ہو تو جاؤن اور
دانے قرض لون مین نے کہا ہان اپنے نفس سے تو اُس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر
اُس سے ہے کہ جس سے قرض لے اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم کیا ہے

اور کہا اگر تیری خواہش ہو کہ تنگی کے ایام میں مال قرض لے تاکہ نفس اپنے مشتہیات
میں اسکو تصرف کرے، تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ تیرے سے لیے
خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اُسکے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس یہ کام کرے
تو غنی ہو اور اگر انکار کرے تو ہر ایک بخیل بعد ازاں بہت معذرت کرتا ہو پس اگر کاہ
فقیر سب کچھ کوشش انتہا کو پہونچادے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت
کا ثبوت ہو اور اپنے مولی سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ اقتدار نہ رکھے اور حال کیہ
اپنے حال کے مشغولی سے اُسکا وقت بیٹھنے کے لیے نہ بچے تو اُسوقت سبب کا
دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ تحقیق فاقہ کے وقت بعضے صحابہ
ایسا کیا کرتے تھے۔ ابی سعید فراز سے نقل ہو کہ فاقہ کے وقت ہاتھ پھیلاتے تب
کہتے شئ للہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہو جو جنید کے اُستاد تھے کہ وہ مغرب
اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور یہ ایک
یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اونکی جائداد ہو جاتی اور ابراہیم بن ادہم
سے منقول ہو کہ وہ بصرہ کی جامع مسجد مین معتکف تھے اور تین رات مین
ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازوں سے مانگتے تھے
اور سفیان ثوری سے نقل ہو کہ حجاز سے صنعاء یمن سے سفر کرتے اور راستہ مین
مانگتے اور کہا آپ نے مین اُنسے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے
کھانا لایا جاتا تو مین حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ اور ہر آئینہ حدیث
مین وارد ہوا ہو جو شخص بھوکا ہوا اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم مین داخل ہوا
اور جو شخص صاحب علم ہو اور اللہ تعالے کے ساتھ اُسکو حاصل ایک حال ہو
تو اس قسم کی بات کی پروا نہین کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال کرتا ہو اور
علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہو۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو مقر گناہوں پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت
اچھی ہوئی اور اُسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا میں نے ارادہ کیا کہ
قافلہ کے ساتھ میں حج کروں اور یہ میں نے نیت کر لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور یہ
اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہے کہاکہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے
حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف امر میں ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا تو میں
بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن میں طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا
اور کچھ کچھ قافلہ سے پچھڑتا گیا یہاں تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو یہ میں نے اپنے دل میں
کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اللہ نے اُس سے منع کیا ہے
اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہے سوال کروں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے انکار
اُسکا اُٹھا اور میں نے کہا جو عہد میں نے اللہ سے کیا ہے اُسے میں نہ توڑونگا اور میری
عہد شکنی سے پہلے موت میرے اوپر آپہونچے تب ایک درخت میں نے تاکا اور اُسکے
سایہ میں بیٹھا اور سر اپنا ڈہلکا دیا جس طرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہے اور قافلہ
چل دیا اس درمیان میں کہ میں اس حالت میں تھا کہ اچانک ایک جوان گلے میں تلوار ڈالے
آیا اور مجھے ہلایا تو میں اُٹھا اور اسکے ہاتھ میں ایک برتن تھا جسمیں پانی تھا پھر مجھسے کہا
کہ پی تو میں نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کھا تو میں نے کھایا بعد ازاں مجھسے
کہا تو کیا قافلہ چاہتا ہے میں نے کہا مجھے کون قافلہ تک پہونچائیگا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا
پھر مجھ سے کہا کہ اُٹھ اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھسے کہا
کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہے میں ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک میں قافلہ کے
آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ شان اُس شخص کی ہے جو اپنے مولا کے ساتھ صدق
سے معاملہ کرے ۔ اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ کے

کسب کا ہی اسطرح تاویل کیا ہی کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہی اور شیخ ابو طالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل مین یہ پڑا اور اسد داناتر ہی کہ شیخ صوفی
نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہین لی جس سے ابو طالب نے انکار کیا ہی بلکہ ہاتھ کے
کسب سے مراد ہاتھ کا اسد کی طرف عند الحاجت اُٹھانا ہی تو وہ سب سے زیادہ
حلال ہی ایمن سے جسکو مومن کھاتا ہی جب اُسکے سوال کو اسد قبول کرے اور
رزق اُسکی طرف روانہ کرے اور اسد تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایتہً فرمایا ہی
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر - یعنی اے پروردگار تو جو اُتارے میری طرف
اچھی چیز اُسکا مین محتاج ہون - عبداسد بن عباس رضی اسد عنہما نے کہا کہ موسیٰ
علیہ السلام نے یہ بات اُسوقت کہی کہ ساگ کی سبزی اُسکے پیٹ مین لاغری کے
سبب دکھلائی پڑتی تھی اور محمد باقر رحمہ اسد نے کہا کہ یہ بات اُسوقت کہی جب کہ
وہ ایک چھوارے کی ٹکڑے کی تھی اور مطرف سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اُسنے کہا خبردار
ہو واسد اگر نبی اسد کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا جہد نے
اُسے اُس کام پر برانگیختہ کیا اور شیخ ابو عبدالرحمن سلمی نے نصیرآبادی سے ذکر کیا
کہ اُسنے اپنے قول مین کہا ہی - انی لما انزلت الی من خیر فقیر - موسیٰ علیہ السلام نے
خلق سے یہ سوال نہین کیا بلکہ اُسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہین مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ خلق اُس چیز کے درمیان جو اُنکے لیے ہی اور اُس
چیز کے جو اُنکی طرف ہی متردد ہین سو جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیے ہی تو زبان فقر کے
ساتھ کلام کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہو ناز اور افتخار کی زبان سے باتکی
کیا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق
نے اُنھین سے خطاب کیا کسطرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا

ایسا فقر ظاہر کیا اور کہا انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ اور ابن عطا نے کہا ہے کہ اُسنے عبودیت سے نظر ربوبیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیازمندی کی زبان سے کلام کیا باین وجہ کہ اُسکے سر پر انوار نازل ہوے اور نیازمندی وہ جو غلام کو اپنے مولی کی طرف ہر حال مین ہوتی ہے نہ وہ نیازمندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہے اور حسین نے کہا ہے کہ محتاج ہون اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہے اسلئے تا کہ تو مجھے عین الیقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے دل مین آتا ہے اور اللہ دانا تر ہے اس قول کے معنی مین لما انزلت الی من خیر فقیر کہ ہر آئینہ اُتارنا اُسکا مشعر ہے کہ اُسکا مرتبہ حقیقت قرب سے بعید ہوگیا تو اس صورت مین اُتارنا عین الفقر ہوتا ہے پس منزل پر قناعت نہین کی اور ارادہ کیا کہ اُتارنے والے کا قرب حاصل ہو اور جس شخص کا فقر صحیح ہوگیا تو اُسکا فقر اُسکے آخرت کے امر مین ہے جسطرح فقر اُسکا اُسکے دنیا کے امر مین ہے اور رجوع اُسکے دارین مین اُسکی طرف ہے اور اُسی سے دونون گھر کی حاجتین مانگتا ہے اور اُسکے نزدیک دونون حاجتین برابر ہین پس کوئی شغل اللہ کے سوا دو جہان مین اُسکا نہین ہے

بیسوان باب اُس شخص کے بیان مین ہے جو فتوح سے کھاتا ہے

جب صوفی کا شغل اللہ کے ساتھ کامل ہوجاے اور زہد اُسکا اُسکے تقوے کے سبب پورا ہو تو وقت کا حکم اُسکے لیے یہ ہے کہ سبب بتانے کو چھوڑ دے اور صریح توحید اور صحیح کفالت منجانب اللہ الکریم اُسے کشف ہوجاے تو اُسکے باطن سے اقسام اقسام کے اہتمام دور ہوجاتے ہین اور اُسکا مقدمہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اُسکے لیے مقابلہ کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہے ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو حتی کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ بھی اُسکے حال کے موافق یا مطلق گناہ اُس قسم کا صادر

جو شرع مین ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پائیگا۔ بعض صوفیہ کا قول ہے
کہ ہر آئینہ مین اپنا گناہ اپنے لڑکے کے خلق مین جانتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک صوفی
کا موزہ چوہے نے کاٹ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلۂ مازن سے
ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک نکرتا قبیلۂ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا راستہ مین
اکا ہے کو پڑا ہوا ہے اس سے اشارہ ہے اُسکی طرف کہ آنے والے نے اُسپر مقابل اُسکے
کسی شے پر یہ واجب اُسپر کردیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہین جو تعریفات
الٰہیہ کے متضمن ہوتے ہین یہان تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق
عبودیت کی تضئیع اور حکم وقت کی مخالفت سے محفوظ و مصئون رہتا ہے اور فعل
الٰہی کا حکم اُسکے لیے رہ جاتا ہے اور ما سوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے
ہین پس سر اسبحانہ کو ذوقاً اور حالاً معطی اور مانع جانتا ہے نہ کہ علماً اور ایماناً پھر
حق تعالیٰ اُسکی مددگاری کرتا ہے اور صریح توحید اور صرف فعل الٰہی کی اُسے توفیق دیتا ہے
جیساکہ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ اس کے دل مین خطرہ رزق کے اہتمام کا آیا تو
وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک پرند قنبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف
تھا اسی تعجب مین آکر وہان ٹھہر گیا اس فکر مین کہ کیا وہ کھاتا ہے حالانکہ
اُڑنے اور چلنے اور آنکھون سے عاجز ہے وہ اسی حالت مین تھا کہ اچانک زمین
شق ہوگئی اور اُسمین سے دو سکورے نکلے ایک مین صاف تل تھے اور دوسرے مین
صاف پانی تھا اُسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونون سکورے
غائب ہوگئے کہا جب مین نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا
پھر جبکہ حق تعالیٰ نے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام
واقسام دور کردیتا ہے اور سبب پیدا کرنے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام کا
رتبہ جانتا ہے اور وہ خود مسلوب الاختیار نا واقف از اغیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنے والا

اللہ کے حکم کا راہ دیکھنے والا ہوجاتا ہی تو قسمتین اُسکی طرف روان اور در عطا
اُسکے کشادہ ہوتے ہین اور اللہ کے فعل کا دوام ملاحظہ اور امر آلہی کے حوادث کے
تاک سے اُسکو تجلیات الٰہی لطریق افعال کشف ہوتے ہین اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ
قرب کا ہی اور اُس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہی اور اس سے تجلی ذات
تک پہونچتا ہی اور ان تجلیات مین اشارہ ہی مراتب کا یقین مین اور مقامات کا
توحید مین کہ ایک شے دوسری شے پر فائق ہی اور ایک شے دوسری سے صادق تر ہی
تو تجلی لطریق الافعال رضا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہی اور تجلی بطریق صفات ہیبت
اور اُنس عطا کرتی ہی اور تجلی بالذات فنا اور بقا بخشتی ہی اور کبھو ترک اختیار اور
اللہ تعالیٰ کے فعل سے ٹھہراؤ جو ہوتا ہی اُسکا نام فنا ہی کہ جس سے فناء الارادہ والہوٰی
مراد لیتے ہین اور ارادہ اقسام ہوئی ہین لطیف تر ہی اور یہ فنا وہ فنا ظاہر ہی
ولیکن فنا رباطن یہ ہی کہ نور شہود کے چمکنے پر آثار وجود مٹ جائین وہ تجلی ذات
مین ہوتی ہی اور وہ دنیا مین اقسام یقین سے اکمل ہی مگر تجلی حکم ذات کی
بجز آخرت کے نہین ہوتی اور وہ ایسا مقام ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین اُس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لن ترانی
کے ساتھ ممنوع ہوے پس جاننا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ مین ایک
اشارۂ یقین اور رویت بصیرت کے حظ مراتب کی طرف ہی تو بندہ جب اقسام
تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہی اور وہ فعل الٰہی کا فعل ماسوا سے خالی دیکھتا ہی
تو فتوح کے اقسام کو پہونچتا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جس شخص کی طرف اس رزق مین سے بغیر سوال اور
قرب کے کچھ بھی رُخ کرتا ہی تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسکے رزق کو اس سے
وسعت دیجاے اور اگر اُسے بے پروائی ہو تو اُسکو دے جو اُس سے زیادہ حاجتمند

ہو اور اسمین دلالت ظاہر اسپر ہی کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہی
اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیون نہ لے۔ حال آنکہ وہ اللہ تعالے
کے فعل کو دیکھ رہا ہی ازان بعد جب کہ اُسنے لے لیا تو اُن مین سے بعض وہ ہین
کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہین اور بعض وہ ہین جو خرچ کرنے مین توقف کرتے ہین
اُسوقت تلک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنکو علم خاص وارد ہو تا کہ اُسکا لینا بھی
حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو۔ حضرت عُمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے عطیات دیا کرتے تو مین آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے زیادہ
محتاج ہو اُسے دیجیے آپ نے فرمایا لے اُسے خود اپنے پاس رکھ یا صدقہ
کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اُس سے علو و شرف چاہتا ہی
اور نہ تو سائل ہی تو اُسے لے لے اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس جائے
سالم نے کہا پس اسی سبب سے ابن عمر نہ کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
جو اُنکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب کو ہدرجہ
تک پہونچادیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے حسن تدبیر
الٰہی کی طرف جاتے تھے سہل بن عبداللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہی
کہا وہ ترک تدبیر ہی اور اگر یہ کسی مین ہو تو وہ اوتاد زمین سے ہی۔ اور زید بن خالد
نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسکے پاس بغیر
مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے
اُسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہین کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہی جسے اللہ نے اُسکے پاس
بھیجا ہی اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوے ہی اللہ کی
بھیجی ہوئی چیز کے قبول مین ماموں اُس سے ہی جسکا خوف اُسکی نسبت ہو خوف

اُس شخص کے لیے ہی جو رد کرتا ہی سو اسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہی اس بات
سے امن نہین ہی کہ نفس اُسپر تسلط پاے وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے اور اُسکے
لینے مین نظر خلق سے گر جاتا ہی اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ متحقق
ہی اور دوسرے کو اُس چیز کے دینے مین ثابت کرنا اُسکی حقیقت کا ہی یعنی کہ وہ
ایک چیز واقفیت کے ساتھ ہی تو وہ ہمیشہ دونون حال مین ایسا زاہد ہی جسے
غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہی اس لیے کہ اُسکے حال کا علم کم ہی اور اس مقام مین زہد کے
اندر زہد متحقق ہوتا ہی اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہین جنکو فتوح اُسکے پاس آنے
کا علم ہوتا ہی اور بعضے وہ ہین جو نہین چاہتے کہ فتوح اُنکے پاس آتی ہی پھر
اُنمین سے بعضے وہ ہین جو فتوح کو کام مین نہین لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے
اُن کو اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے علم اُسکا ہو گیا ہو اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ
لے لیتے ہین بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنھین انتظار اور نگرانی ہو اسطرح
پر کہ اُسکے لیے خالی ایک فعل ہی اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار نہو اُس
سے بڑھکر ہی جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی بیعت اللہ کے ساتھ پوری ہی
اور ترک اختیار مین وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل میر اور نسالخ ہو چکا ہی
اور اُنمین سے بعضے وہ ہین جنکے پاس فتوح بدون اسکے آتی ہی کہ اُنھین پہلے
سے علم ہو یا اللہ کی طرف سے خالی فعل دیکھین ولیکن اُسے محبت کا جرعہ جام
دوست کامی سے بطریق دید نعمت نصیب ہوتا ہی اور کبھو یہ جرعہ نعمت معہود کے تغیر
سے مکدر بھی ہو جاتا ہی اور یہ حال پہلے دو حالون کی نسبت ضعیف ہی اسواسطے کہ
وہ صدیقون کے نزدیک محبت مین ایک علت ہی اور صدق دین ایک بطانہ ہی اور صاحب
فتوح کبھو صرف کرنے مین بھی منتظر علم کا رہتا ہی جسطرح کہ لینے مین انتظار کیا کرتا ہی اسواسطے کہ
خرچ مین نفس تردد کیا کرتا ہی جسطرح لینے مین قوت پاتا ہی اور اس سے کامل زیادہ وہ ہی

جو خرچ کرنے سے مختار اور اُسکے لینے مین مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت اُسے تحقیق ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہی جہان اتہام نفس کا موقع ہو اور رو تعبیہ ہوی کے ساتھ موجود نکہ پھر جبکہ صریح علم کے ہوتے ہوے اتہام جاتا رہا تو وہ بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہی اور اسطرح خرچ کرتا ہی اور یہ اُس شخص کا حال ہی کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ اللہ کی طرف سے بطور حکایت ہی جب مین اُسسے دوست رکھتا ہون تو اُسکا مین کان اور آنکھ ہو جاتا ہون تو وہ مجھ سے سُنتا ہی اور مجھ سے دیکھتا ہی اور مجھ سے بات کہتا ہی پھر ہرگاہ اُسکا تعرف صحیح ہو گیا تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہو گیا اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب احوال مین ہی اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ شیخ حماد ددبسی سے حکایت کرتے ہین کہ وہ ہر آئینہ کہا کرتے کہ مین نفس کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہین کھاتا تو خواب مین ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ اُنکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہی اور خواب دیکھنے والے کو خواب مین بتلا دیتا کہ حماد کے پاس یہ ادبرو بھیج دو اور مشہور ہی کہ ایک عرصہ تک وہ اپنے واقعہ یا خواب مین دیکھا کیے کہ تیرے لیے فلانے شخص کے اوپر فلان اور فلان چیز اُتاری گئی ہی اور اُنھین سے نقل کی گئی ہی کہ وہ کہا کرتے جو بدن نفس کی غذا سے پرورش پاتا ہی اُسپر بلا تسلط نہین ہوتی اور طعام النفس سے وہ چیز مراد رکھتے تھے جو فتوح حق سے صحت حال اُسکے لیے موجود ہوئی ہو اور جو شخص کہ اُسکی یہ حالت ہو وہ غنی باللہ ہی۔ واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہو کر رہنا مریدون کے درجون مین سے اعلیٰ درجہ ہی اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقون کے مراتب سے اعلیٰ مرتبہ ہی۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف اور جاننے والا ہی تدبیر حق مین محو اور فنا ہو گیا پس واقف مع الفتوح واقف مع اللہ ناظر الی اللہ ہی۔ اور اس بارہ مین جو کچھ حکایتین ہین اُن سب مین بہت اچھی یہ

حکایت ہے کہ بعضے صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور
لوگون سے بھیک مانگتے کہا مین نے اس امر کو اُس سے امر عظیم سمجھا اور اُسکی نسبت
اچھا نہ جانا تو مین جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہا کیا امر چاہیے کہ تجھے
بھاری نہ معلوم ہوا سواسطے کہ نوری لوگون سے نہین مانگتا مگر اس لیے کہ اُنکا سوال
آخرت وہ پورا کرے تب وہ اجر پائین گے اس طرح پر کہ اُسکو ضرر نہ پہونچائے اور جنید کا یہ
قول لیعطیہم تاکہ اُنکو وہ دے ۔ ایسا ہے جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الآخذ لانہ
یعطی الثواب یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہے کہا
بعد ازان جنید نے کہا ترازو لاؤ تب سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیے اور اُس
سیکڑے مین ڈال دیے پھر کہا کہ اُسکے پاس یہ لیجا تو مین نے دل مین کہا وزن صرف
اس لیے ہوتا ہے کہ اُسکی مقدار معلوم ہو پھر غیر وزن کیے درم وزن کیے ہودن مین کیونکر
ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہے اور مجھے شرم آئی کہ اُس سے دریافت کرون پھر مین
تھیلی نوری کے پاس لے گیا تو اُسنے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تولے اور کہا
اُسکے پاس لوٹا لیجا اور اُس سے کہدے کہ مین تجھ سے کچھ قبول نہین کرتا اور جو سو درم پر
بڑھا وہ لے لیا کہا تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا پھر مین نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا
تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہے اُسکا یہ ارادہ تھا کہ رسی کو اُسکے دونون طرف سے پکڑے
سو درم کو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک مٹھی درم اللہ کے
واسطے ڈال دیے تو مین نے وہ لے لیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کیواسطے
دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اُسے مین جنید کے پاس لے گیا تو وہ رونے اور کہا اپنا
مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو لطائف مین نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سُنا
انمین سے یہ ہے کہ شیخ نے ایک روز اپنے یارون سے کہا کہ ہم کسی قدر مال کے
حاجتمند ہین تو تم اپنے اپنے خلوتکانون مین جاؤ اور اللہ تعالی سے سوال کرو اور

جو خدا تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو اُن سب نے ایسا ہی کیا بعد ازان ایک
شخص یمن سے آیا جو اسماعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جسپر
تیس دائرہ تھے اور کہا یہ ہی جو اللہ نے مجھے میرے واقعہ مین عطا فرمایا ہی تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گذری تھی کہ اچانک ایک شخص آیا اور سونا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ اُسمین تیس اشرفی تھین سو ہر ایک اشرفی کو
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ اسمٰعیل کی فتوح ہی یا ایک کلام جسکے یہ معنی ہین اور مین نے
سنا ہی کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے
کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہی اُسمین سے اسقدر غلہ اور اسقدر سونا مجھے دیدو اس شخص نے
کہا مین کس طرح اُس امانت مین جو میرے سپرد ہی تصرف کرون اور اگر آپ سے
استفتا کرون تو آپ تصرف مین فتوی نہ دینگے تو شیخ نے اُسکے ساتھ اُسکو
الزام دیا پھر اُسنے شیخ کی نسبت حسن ظن کیا اور جو مانگا تھا اُسقدر حاضر کیا پھر
جب اُسمین سے تصرف ہوا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق مین تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا پہونچا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے معین کی تھی تب شیخ نے اُسکے توقف کر
عتاب کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت یہ ظن کیا کہ انکے اشارات صحیح اور معلوم نہین
ہوتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالی کے ساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہوی کو استحضار الٰہی کے لیے
فنا کر دیا تو اللہ اُسکے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہی اور استغنا اُسکے
قلب مین دیتا ہی اور نرمی کے دروازے اُسپر کھول دیتا ہی اور جسقدر رنج اور فکر
کہ بعضے فقرا پر مسلط ہوتے ہین اس سبب سے ہین کہ اُنکے قلوب اس باب مین
تکمیل کو نہین پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہون اور حقائق بندگی کی رعایت
مین کوشش اور اہتمام کرین پس جسقدر کہ غم اور ہم الٰہی سے خالی ہوتے ہین اسی قدر

دنیا کے غم وہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم الٰہی سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم ہم
نہ چکھتے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے روایت ہے کہ عوف ابن عبداللہ مسعودی کے
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور دوسرے
کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور ایک کے سات
بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا
اور مال جب ہئی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل ہو وہ
ایک نعمت خوش گوار ہوجاتی ہی۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا
جو صاحب احوال سینہ تھا اور اشیا مین فعل الٰہی کے ساتھ وقت اپنے حال مین
متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین سے ترک اختیار کی تحقیق مین
وہ سبقت لے گیا ہی اور ہم نے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت
اور تمکین سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون ہر روز
ہر روز روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مال نحس ہوتا ہی شیخ نے کہا
ہم نہین کہتے کہ مال نحس ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صاف کردیتا ہی
اور اُسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصہ مین دیتا ہی اُسے ہم مبارک
جانتے ہین اور نحس نہین سمجھتے ابا بکر کتانی سے روایت ہی کہ کہا مین اور عمرو المکی
اور عیاش بن المہدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو سے پڑھا
کرتے اور مکہ مین مجردانہ بیٹھے رہتے زمین پر ہمارے پاس کوئی مال پیسا برابر نہ تھا
اور بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار اور پانچ دن
بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نکرتے اور ہمارے لیے اگر کوئی شئے
ظاہر ہوتی اور اُسکی وجہ ہم بغیر سوال اور پیسے کے جانتے تو اُسے لے لیتے اور اُسے
کھا لیتے نہین تو بھوکے رہتے اور جب بھوک زیادہ لگتی اور ہمین خوف اپنی جانون پر ضعف

کے نقصان کا ہوتا تو ابا سعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح کے کھانے
لاتے اور اُسکے سوا یہ دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے اس وجہ سے
کہ ہم اُسکے اُور ورع سے واقف تھے . اور بایزید سے کہا کہ ہم آپکو کوئی پیشہ کرتے
نہین دیکھتے پھر کہان سے آپ کی معاش ہی تو کہا میرا مولا کُتے اور سور کو روزی دیتا ہی
جو تو دیکھتا ہی کیا بایزید کو روزی نہ دے گا سلمی نے کہا ہی کہ مین نے ابا عبداللہ
رازی سے سُنا ہی کہ کہتا تھا مین نے مظفر القرمیسینی سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ فقیر
وہ ہی جسے اللہ کی طرف بھی حاجت نہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز ہی کہا
حاجت کا قلب پر ٹھہرنا اور ماسوا اللہ سے اُسکا محو ہونا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی
فقیر کا خیرات لینا اُس شخص سے ہی جو اُسے دیتا ہی نہ اُس شخص کی طرف سے جسکے
ہاتھ سے ملتا ہی اور جسنے وسائط اور درمیانی سے لیا تو وہ رسمی فقیرون کے واسطے
ہی کہ اُسکی ہمت پست ہی . ابا سلیمان دارانی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے زاہدون
کا اخیر قدم اول قدم متوکلین کا ہی . روایت ہی کہ بعض نے عارفون سے زہد کیا
اور اپنے زہد سے اُس حد کو پہنچا کہ لوگون سے جدا ہو گیا اور شہرون سے نکل گیا اور کہا
مین کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہان تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور سفر کرنے لگا
پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اُسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
ہو جاے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت مین دیا ہی اور نہین تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالی نے
اُسکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہی مین تجھے رزق نہ دونگا
جب تک تو شہرون مین نہ جائے اور لوگون مین نہ رہے تب شہر مین آیا اور
آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہی اور یہ پانی موجود ہی پھر
اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے سُنا کہ تو نے

ارادہ کیا تھا کہ اُسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور معطل کرے کیا تو
نہین جانتا کہ وہ جو بندون کو بندون کے ہاتھ سے رزق دیتا ہی یہ بات اُسے زیادہ
محبوب اور مرغوب ہی کہ اُنکو قدرت کے ہاتھون سے رزق دے پس جوکہ فتوح کے
ساتھ ڈٹا ہوا ہی اُنکے نزدیک آدمیون کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور فرشتون
کے ہاتھ برابر ہین اور اُسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہی اور روکھے ٹکڑے
چباہنا اور قطع اسباب کی طرف جانا گردیدہ اسباب کے رویہ کا ہونا ہی اور جب
توحید صحیح ہوگئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور معدوم ہوجاتے
ہین - یحییٰ بن معاذ رازی سے مسموع ہی کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ کو
بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہوگیا - بعضے منقطعین نے
کہا ہی مین ایک بڑا پیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین یہ
بات کھٹکی کہ پھر کہان سے معاش آئے گی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی جسے مین
نہین دیکھتا تھا میری طرف قطع کرکے آتا ہی اور اپنے رزق کی بابت میرے اوپر
تہمت رکھتا ہی میرے ذمہ ہی کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستون سے کردون یا
ایک منافق کو اپنے دشمنون سے تیرا مسخر اور محکوم کردون - تو جب صوفی کا حال صحیح
ہوگیا اور اپنی طمعون سے جدا اور ہر ایک شوق اور جھانک تاک سے باز رہا اُسکی
خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اُسکی اچھی خادم بنجائیگی اور جو اُس سے راضی اُسکی مخدوم
ہوگئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ جنایت اور گناہ سمجھتا ہی
روایت ہی کہ احمد بن حنبل ایک دن باب الشام کے رستہ پر نکلے پھر آٹا انھون نے خرید
کیا اور یہان پر کوئی اُسکا اُٹھانے والا نہ تھا پھر ایوب حمال ملا اور اُسے اُٹھاکے لے گیا
اور احمد نے اُسے اُجرت دیدی پھر جبکہ گھر مین آیا بعد ازان کہ اذن پایا اتفاق سے
گھر والون نے روٹی بکار رکھی تھی آٹے کی جو گھر مین موجود تھا اور روٹیان تخت پر رکھی تھین

تاکہ پھر یہی ہو جائیں تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے
بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیے اُسنے دونون
پھیر دین پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونون
روٹی لے اور ایوب کو دے جاکر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لے لین پھر صالح تعجب
کرتا ہوا اُلٹا پھر احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہان کہا
یہ مرد صالح ہی کہ روٹی دیکھی اور نفس اُسکا روٹی کی طرف بڑھا جب ہم نے اُسے
چاہت کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو ہم نے پھر نا امیدی کے بعد
دوبارہ دین پس کہا گیا ہی کہ یہ ارباب صدق کا حال ہی کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ
سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے
ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور
پیشہ کا حال بشرط علم ہی ولیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے
وہ صوفیہ سے بالکل نہین ہی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سُنا کہ وہ مانگ رہا تھا
تو جو اُنکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے
اُسنے کہا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی دیکھا کہ اسکے بغل کے نیچے ایک جھولی
روٹی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے کہا کہ آیا تیرے کنبا ہی تو کہا نہین پس کہا
کہ تو سائل نہین ہی مگر سوداگر ہی پھر اُسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے جھاڑی اور
اُسے دُرّہ مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہی کہا ہر آئینہ اللہ تعالی کے
لیے اُسکی خلق مین فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہین تو فقر کی علامت جب کہ
وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ اُسکے خلق نیک ہون اور اپنے رب کی اطاعت
کرے اور اپنے حال کی شکایت نہ کرے اور اللہ تعالی کا شکر اپنے فقر پر کرے اور
فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ خلق اُسکے بُرے ہون اور اپنے رب کی

نافرمانی کرے اور شکایت بہت زبان پر لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس حال صوفیہ سوال مین حسن ادب سے اور فتوح اور صدق مع اللہ سے ہر حال مین جس طرح بدلے

اکیسوان باب متجرد اور متاہل صوفیہ اور اُنکے صحت مقاصد کے بیان مین ہے

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہے جس طرح اللہ کے واسطے متجرد رہتا ہے پس اُسکے تجرد کا ایک مقصد اور وقت ہے اور نکاح کرنے کے لیے ایک مقصد اور وقت ہے اور صادق تجرد اور تاہل کا وقت جانتا ہے اسواسطے کہ صوفی کی سرکش طبیعت علم کے دہانہ سے لگام دی ہوئی ہے جب اُسکے لیے تجرد بہتر ہو تو اُسکی طبیعت نکاح کی جلدی نہین کرتی اور ازدواج پر اقدام نہین کرتی الا جبکہ نفس مین صلاحیت آوے اور نرمی کرنے کا اُسے استحقاق ہو اور یہ جب ہے کہ نفس مطیع و منقاد ہو اور جو اُس سے چاہا جاے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ خوش آیند بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جاے امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہے اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن دونون مین انصاف کے ساتھ صلح کرائی جاے اور دونون کے معاملہ مین عدل سے نظر کیجاے اور صوفیہ سے جسنے تجرد پر صبر کیا یہ صبر اُسوقت تک ہے کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاے یعنی وقت مقدر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی انتخاب کیجاے اور اللہ اُسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جاے اور جب مرید جلدی کرے اور طبیعت اُسکی مخوف کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب سے

کہ شہوت کا دھوان اُٹھے جو علم کی شعاع کو بجھاتا ہی اور اوج عزیمت سے جو
اُسکے مال کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہی اور اُسکے صدق طلب کی
شرط ہی رخصت کے نشیب مین جا پڑے کہ وہ اسد کی طرف سے ایک رحمت عام
خلقت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی اُسپر
شہادت ہوتی ہی اور اسطرح کی عجلت مردون کے لیے حضیض ہی۔ سہل بن عبداسد
تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر
ابتلا آ پہونچا اور اُسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اس سے ادنے
درجہ کا ہی نقصان ہی اور حدث ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سُنا ہی جب کہ
اُس سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے
لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون
پس صادقون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہی جسکے آنے کے وقت نکاح کرتے ہین
اور ہر آئینہ احادیث متعارض ہی اور دنیا رل جل گئے کہ تجرید افضل ہی یا نکاح افضل ہی
اور رسول مقبول صلی اسد علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام وانواع کا ہی
تو بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور یہ
سب تعارض اُس شخص کے حق مین ہی کہ اُسکی آتش شہوت اُسکے کمال تقوی اور
قہر ہوی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی مین ہی اور اُسکے سوا جو اور مرد ہی کہ اُسپر فتنہ
کا خوف ہی نکاح اُسپر واجب ہی جس حال مین کہ شہوت غالب ہو اور ائمہ مین
خلاف اُس شخص کے حق مین ہی جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب بی بی والا
ہو گیا تو بھا یون پر اُسکی بد وا شیار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی سے متغرار اور
واجب ہی جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبۂ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے
پہلے وصف کیا ہی اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتی کہ وہ فتحیاب اُسکے لیے ہوا کہ

اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہو کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس متاہل کو دو حصہ اور مجرد کو ایک حصہ عطا فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر کے ذریعہ سے طلب ہوا تو مجھے دو حصہ دیے اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگون نے جو حاضر تھے اُس وقت آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت ہوگی تو کسی نے آپکو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہین یا رسول اللہ اس بات کو کہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی اور کثرت ہو تو ازواج اور اولاد سے تجرد زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہو اور فقیر کے لیے ابتدا ر فقر مین بہتر ہو کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے اور خطرون پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزون سے باہر جاے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولو العزمی سے رخصت اور سہولت مین گرنا ہو اور راحت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنا ہو اور ازواج اور اولاد کے ساتھ قیدی بننا ہو اور تجردی کے مواقع کے گرد پھرنا ہو اور زہد کے بعد دنیا کی طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہوی کے رُخ مڑنا ہو۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہو تین چیزین ہین جس نے وہ طلب کین وہ ہر آئینہ دنیا کی طرف مائل ہوا جسنے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا

اور کہا کسی کو مین نے اپنے یارون سے نہین دیکھا کہ اُس نے نکاح کیا اور
پھر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مین نے اپنے بعد عورات سے زیادہ کوئی فتنہ
نہین چھوڑا کہ مردون کو زیادہ مضر ہو۔ اور رجا ابن حیوۃ نے معاذ بن جبل
سے روایت کی ہی کہا ہم سختی اور گزند مین مبتلا ہوے تو ہم نے صبر کیا اور نرمی
اور فائدہ مین ہم مبتلا ہوے تو ہم سے صبر نہ ہو سکا اور بہر آئینہ خوفناک
زیادہ اُنمین سے جنکا تمھارے لیے مجھے خوف ہی وہ عورات کا فتنہ ہی جس
وقت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادر اور یمن کی سُرخ سنجاب
پہنین اور مالدار کو رنج مین اور فقیر کو تکلیف مین ڈالین اُس چیز کے لیے جو وہ
بنائے اور بعضے حکما نے کہا ہی کہ تجرد کا علاج عورات کے علاج سے بہتر ہی اور
سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ مین سوال کیا تو کہا الصبر عنھن خیر
من الصبر علیھن والصبر علیھن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتون سے صبر کر بیٹھنا
بہتر ہی کہ اُنپر صبر کرے اور زحمتین اُٹھائے اور اُنپر صبر کرنا بہتر ہی اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اُسکا عذاب جھیلے اور اِس آیت کی تفسیر
مین خلق الانسان ضعیفا یعنے انسان کمزور پیدا کیا گیا ہی سو اسکی وجہ یہ ہی
کہ وہ عورتون سے صبر نہین کر سکتا۔ اور اس آیت کے معنی مین ربنا
ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا یعنے اے ہمارے پروردگار اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ
چیز جسکی ہمین طاقت نہین ہی۔ مراد غلبۂ شہوت ہی پس فقیر اگر مقابلۂ نفس
پر قادر ہو اور معالجۂ نفس مین حسن معاملہ سے علم وافر نصیب ہو اور عورتون
سے صبر کرے تو درحقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام مین لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہی کہ دوسو برس کے بعد تمھارے درمیان سے بہتر مرد خفیف الحاذ ہین
کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہی فرمایا وہ شخص ہی جسکے نہ بی بی ہو نہ
اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جب کہ اُس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو ۔ کہ مین
حاجتمند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہون
کہ مین نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہون اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپکے حق
مین کلام اور گفتگو کرتے ہین کہا کیا کہتے ہین کہا گیا کہ یہ کہتے ہین کہ آپ تارک سنت
ہین یعنی نکاح نہین کرتے اسپر کہا کہ اُنسے کہدو کہ مین فرض مین سنت سے مشغول ہون
اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہی کہ مین پل پر
جلاد ہون اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہی اور وہ ایک شغل مین ہی جو اُسکے
نفس سے بے شغل اور فارغ کرتا ہی اور جب اُسکے مطالبون پر بی بی کے مطالبے
اور اضافہ ہونگے تو اُسکی طلب بھی المضاعف ہو جائیگی اور اُسکی ارادت جھک
جائے گی اور اُسکی عزیمت مین فتور آئے گا اور نفس نے جب طمع کی تو بس طمع ہی کی
اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جوان آدمی جو خواہش نکاح کے مادہ
دور کرنے کی رکھتا ہی تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے
قلع قمع مین اور اُسکے مغلوب کرنے مین روزہ کا اثر ظاہر ہی اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ تیھر
اُٹھاتے تھے تو فرمایا اے گروہ جوانان جو تم مین سے نکاح کا مقدور رکھے وہ
چاہیے کہ نکاح کرے اور جسے مقدور نہو اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے اسواسطے
کہ روزہ اُسکے لیے وجار ہی ۔ اصل وجار کی خصیون کا کوفت کوب اور ریزہ ریزہ
کرنا ہی عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے ہین تاکہ اُسکی فحولت اور تیزی جاتی رہے
اور موٹا تازہ ہو جاے اور اُسی سے حدیث ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دو مینڈھے موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہے کہ وہ نفس ہے اگر تو
اسے مشغول نرکھیگا تو وہ تجھے مشغول کریگا تو جب مرید جوان ہمیشہ عمل مین
مشغول رہے گا اور اُسکا عبادت مین گذارہوگا تو نفس کے خطرات اُسکے کم ہوجائینگے
اور اُسکا عبادت مین مشغول رہنا اُسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی حلاوت اور اُس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اُسپر کشادہ ہونگے اور عمل مین
زندگی بسر کرنا اُسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اُسکی غیرت کریگا
کہ زوجہ سے اُنمین کدورت آنے اور تجرد مین مرید کے حسن ادب سے یہ بات ہے کہ
عورتون کے خیالات کو اپنے باطن مین جگہ نہ دے اور جب کبھی اُسکے دل مین عورت
اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے
پس اب حق تعالی قوت عزیمت سے اُسکا تدارک فرمائیگا اور نفس کی
مخالفت کے ساتھ اُسکی تائید کریگا بلکہ اُسکے نفس پر نور اُسکے قلب کا عکس
ڈالیگا کہ یہ ثواب اُسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہے پھر مطالبہ سے نفس سکون
کریگا بعد ازان اُسکے نفس پر ظاہر وہ باتین کی جائین جو نکاح سے اُسپر
عائد ہوتی ہین اور وہ یہ ہین کہ برے مقامون مین جائے جو ذلت اور خواری کو
پہونچائین اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والون سے امید
کیجائے اس وجہ سے کہ خاطر ملتفت بی بی اور اسکی حراست کی طرف ہے اور بہت سی
کلفتین ہین جنکے شمار نہین ہوسکتے اور عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ جہد بھلا
کیا چیز ہے کہا کہ کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضون نے کہا ہے کہ کثرت
عیال کی دو فقرمین سے ایک ہے اور قلت عیال دو تونگری مین سے ایک ہی
اور ابراہیم بن ادہم کہتے تھے کہ جو عورات کی رانون کا عادی ہو وہ فلاح اور
نجات نہ پائیگا اور اسمین شک نہین کہ عورت رفاہیت اور تن آرائی کیطرف

بلاتی ہی اور مشغول باللہ ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روزہ سے باز رکھتی اور باطن پر مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہی اور یہ سب مجرد سے دور ہی اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کیلیے تجرد مباح ہی پھر اگر فقیر کے دل مین نکاح کے خطرے متواتر آئین اور باطن اُسکا علی الخصوص نماز اور ذکر اور تلاوت مین دور اور زائل ہو تو چاہیئے کہ اول اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے پھر مشائخ اور بھائیون سے اور اُنسے اپنے حال کی شرح کے اور اُنسے خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگین اور زندہ اور مردے اور مساجد اور مشاہدون مین گھومتا رہے اور اُسکو بڑا کام جانے اور اسمین قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر عظیم کا دروازہ ہی اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ تمھاری بیبیان اور تمھاری اولاد تمھارے دشمن ہین تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے بہت عجز اور ضراعت کرے اور اُسکے سامنے خلوت مین خوب روئے اور استخارہ مکرر کرے اور ہر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل الٰہی سے بھلائی اسمین ظاہر ہو جائے تو یہ کمال ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اُس کا کشف سچے پر کر دیتا ہی خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب مین ہو یا جاگتے مین یا اُسکی زبان پر جسکے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہی تو نہین کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہین کرتا مگر حق کے ساتھ تو اسوقت اُسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہی جسمین تدبیر اور مدد ہوتی ہی۔ اور ہم نے سُنا ہی کہ شیخ عبدالقادر جیلی کو کسی نے صالحین سے کہا کہ نکاح کسواسطے کیا ہی آپ نے کہا مین نے تو نکاح نہین کیا جبتک کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کہا کہ نکاح کرین آپ سے اُس شخص نے کہا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور قوم کا طریق الزام عزیمت ہی تومین
نہین جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب مین کیا کہا الا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہی مگر جسنے التجا
جناب الٰہی مین کی اور اُسکی طرف نیازمندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
تو اُسکو اللہ کشف کردیتا ہی ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر ہو اور اُسکا یہ
امر امر رخصت نہین ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہی جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہین
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہی نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل مین واقع ہوا اُسکی صحت
پر یہ دلیل ہی جو آپ سے منقول ہی کہ فرمایا مین زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
اور تزوج پر جراءت نہین کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر مین نے
صبر کیا یہان تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ گئی اللہ تعالی نے چار بیبیان مجھے
بھیجین اُنمین کوئی ایسی نہین مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میرے اوپر صرف
کرتی ہی پس یہ کامل صبر جمیل کا ثمرہ ہی تو جب فقیر صبر کرتا ہی اور اللہ سے کشود
مانگتا ہی اُسکو کشود اور راستہ ملتا ہی۔ و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من
حیث لا یحتسب یعنی اور جو کوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اُسکے لیے راستہ بناتا ہی
اور رزق دیتا ہی اُسے اُس جگہ سے کہ وہ نجانتا ہو سو ہر گاہ فقیر بہت زیادہ
تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور اُسپر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی دارد
اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت معتصمی ہے اور اگر اذن کے
پہونچنے تک صبر نہ کرسکے اور اُسکی کوشش دعا و زاری مین ہو چکے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور صدق مطلب اور حسن رجا اور
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی۔ اور عبد اللہ بن عباس
سے منقول ہی کہا جوان کی عبادت پوری تب ہی ہوتی ہی کہ وہ نکاح کرے اور مشائخ

خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہی کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی
خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت لعن کی تو کہا آیا کوئی تم میں سے جانتا ہی
کہ وہ اپنے معاملہ مین اسر تعالی کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرہ شہوت کا گذرا تو اُن صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہی تب کہا
اگر مین راضی اپنی تمام عمر مین تمھارے سے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا لیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے غافل کردے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کردیتا ہون تاکہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوئے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا ایسے لوگ نکاح کے کام مین نہین در آئے الا
بصیرت سے اور ان لوگون نے مراد نفس کا انقطاع کرنا چاہا ہی اور کبھی توانا اور علماء
راسخ فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مختص نفسین
کے ساتھ ہین اور وہ یہ ہی کہ نفوس اُن حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مراقبون
اور محنتون کے بعد مطمئن ہوجاتے ہین اور قلوب اُنکے اقبال کرتے ہین اور قلوب کے
لیے اقبال اور ادبار ہی بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر آئینہ قلوب کیواسطے اقبال
وادبار ہی تو جب وہ پیٹھ پھیرتے ہین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب
وہ پیش آتے ہین تو مشاق کی طرف پھیرے جاتے ہین درین صورت اُنکے قلوب ہمیشہ
اقبال کو تھوڑے وقت کے لیے کرتے ہین اور اُنکا اقبال دوام نہین رکھتا مگر
اس لیے کہ نفوس اُنکے طمانیت کے ساتھ ہین اور منازعت سے رکے ہوئے اور
قلوب مین مداخلت چھوڑے ہوئے ہین تو جب نفوس مطمئن ہون اور اپنی خطا وسرکشی
اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہین تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد
ہوجاتے ہین اور بسا اوقات اُنکے حقوق سے اُنکے حظوظ ہوجاتے ہین اس لیئے

ادا رحق مین قناعت ہی اور اخذ حظ مین وسعت ہی اور یہ صوفیہ کے علم دقیق
سے ہی اسواسطے کہ یہ حضرات نکاح مباح سے حظوظ نفس کے بہونچانے مین وسعت
پاتے ہین کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہی حتی کہ مرض اسکا دوا اسکی ہوجاتا ہی
اور اسکی مباح شہوات اور شروع لذات اسکو مضر نہین ہوتین اور اسکی عزیمتون
اور ارادون مین مخل نہین ہوتین بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ سے ملتے ہین
تو قلب مین زیادہ انشراح اور اتساع ہوتا ہی اور قلب و نفس مین موافقت
ہوجاتی ہی کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہی اور ہر ایک جو ان دونون مین سے
جو حصہ پائے دوسرے کو زیادہ دیتا ہی سو جب کبھو اللہ تعالی سے قلب اپنا
حصہ لیتا ہی تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہی اسوقت قلب کو زیادہ اطمینان
اسوجہ سے ہوتا ہی کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہی اور یہ تشبید
پڑھتا ہی ؎ آسمان پوشاک جب بدلے تو پھر بدلے زمین + خوب پوشاکین
جو خود ابر بہاری نے نہین + اور جب کبھو نفس اپنا حظ اُٹھاتا ہی تو قلب
خوش ہوتا ہی کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہی۔
بعض فقراکو مین نے کہتے سنا ہی کہ نفس قلب سے کہتا ہی کہ تو میرا شریک کھانے مین
ہو مین تیرا شریک نماز مین ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہی جو عالم ربانی کے سوا
دوسرا اُسکی صلاحیت نہین رکھتا اور بہت سے مدعی ہین جو اپنی ذات سے اُسکا
زعم کرکے ہلاک ہوتے ہین اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہی اور اُسکو نقصان
نہین پہونچتا ہی اور بندہ جب اُسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیا سے اخذ کرتا ہی
اور اُس سے اشیا نہین اخذ کرتین ۔ اور جنید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے مین بی بی کی
احتیاج اُسی قدر رکھتا ہون جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہی ۔ اور بعض علما نے
بعضے لوگون کو صوفیون کے حق مین طعن کرتے ہوے سنا تو کہا لا عجب کیا جرم

تو تیرے نزدیک اُنمین کیا نقصان کی بات ہی تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہین سو کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہین تو ایسے ہی کھائے جیسے وہ کھاتے ہین بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہین سو کہا اور تو بھی اگر شرم گاہ کا حفظ کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہین تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہین کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سُنتے ہین تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہین تو سُنتا جیسے وہ سُنتے ہین ۔ اور سفیان بن عینیہ کہا کرتے بیبیون کی کثرت دنیا سے نہین ہی اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور اُنکی چار بیبیان تھین اور سترہ لونڈیان اُنکی حرم تھین اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے اس امت مین سب سے بہتر وہ ہی جسکی بیبیان بہت ہون ۔ اور اخبار الانبیا مین مذکور ہی کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کرکے بیٹھا یہان تک کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا آدمی ہی اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اور اُسے اندوہ مین ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اس وجہ سے باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار ہون کہ ایکبار مجھے ۔ کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ نخواہ اُسے تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھے یہی امر مانع ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھ سے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی سے

اُنھون نے نکاح کر دیا اور عبد اللہ رضؓ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر مین دس دن ہی
باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کرون اور مجرد اللہ سے نہ ملون
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر اُنھین انبیا کا جو بی بی والے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا اس سبب سے
کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون کا قول ہی
کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اُترینگے اور
اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس میری سنت پر
جسنے عمل نہین کیا وہ مجھ سے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے
اُمت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور
جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہین اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجا رہین یعنی خصی کرنا ہی
اور بیاہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلطا اور صحبت کرنے سے پرہیز کرے
تابجدیکہ درود وظائف اور انتظام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط
کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی
اور بیاہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین ایک آفت اُسکے عام حال
کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی
کہ اسباب معیشت مین اُسے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسنؒ بصری کہا کرتے واللہ
اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوئی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور
فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکو مُنھ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈال دے
اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ اور ماں باپ اور

اولاد کے ہاتھون ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ شرمائینگے اور اُسے تکلیفین اُن
چیزون کی دینگے جسکی طاقت اُسے نہوگی تو وہ ایسے ٹھکانون مین جائے گا جن مین
اُسکا ایمان جاتا رہے تب وہ ہلاک ہوگا۔ اور روایت ہی کہ یونس علیہ السّلام کے
پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر مین آتے اور
جاتے تھے پس اُنکی بی بی اُنکو ستاتی تھی اور اُسپر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ
خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُنسے پوچھتے ہوے ڈرتے تھے
آپ نے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اسواسطے کہ اللہ سے مین نے دعا مانگی ہی
کہ اے میرے پروردگار کہ جو آخرت مین میرے اوپر عذاب کرے وہ دنیا ہی مین مجھے
دے تو حکم ہوا کہ تیرا عذاب فلان شخص کی بیٹی ہی اُس سے تو بیاہ کرلے سو مین نے
اس سے نکاح کرلیا اور جو تم دیکھتے ہو اُسپر مین صابر ہون۔ پس ہرگاہ کہ فقیر نے
افراط رعایت اور مدارات مین کی تو بیشتر وجوہ معیشت مین حد اعتدال سے بڑھ جائیگا
تاکہ بی بی کی خوشی اور رضامندی حاصل کرے پس اُسکے عام حال کی یہ آفت ہی اور
آفت اُسکے خاص حال کی یہ ہی کہ اُسکے ساتھ خلطا اور صحبت رکھیگا تب نفس اعتدال
کی قید سے آزاد ہو جائیگا اور غرض کا بندہ دور کے بڑھانے سے ہوگا پھر قلب پر اسکے
سبب سہو اور غفلت غالب ہو جائے گی اور وہ سستی اور زنگ کی جگہ مین بیٹھ جائیگا
پھر اوراد کی قلت سے واقعات اور واردات کم ہو جائینگے اور شروط اعمال کے
اہمال سے حال اُسکا مکدر ہوگا اور اُن دونون آفات سے پچھلی آفت زیادہ لطیف
ہی جو اہل قرب و حضور کے ساتھ مخصوص ہی اور یہ اسواسطے کہ نفوس کے لیے ملاپ
اور ملاپ کے لگاوے نفس قوی باز دار و زور آور ہو جاتا ہی اور اُسکی افسردہ
طبیعت نمناک اور اُسکی بجھی ہوئی آگ شعلہ زن ہوتی ہی تو اس آفت کی دوا
اور علاج یہ ہی کہ بی بی کی صحبت اور مجالست مین اُسکے باطن کی دو آنکھین ہون

جن سے وہ اپنے مولیٰ کو دیکھتا ہے اور دو ظاہر کی آنکھین جو اپنے ہیولیٰ کے طریق
مین استعمال کرے اور اُسکو رابعہ نے نظم کیا ہی جنکا یہ ترجمہ ہی س۵ تجھے مین نے
دل مین کیا ہم نشین ÷ رہے جسم مین جا ہے جو یار ہو ÷ مرا جسم ہی یار کا غمگسار ÷
وہ دل مین ہی جس سے وہی پیار ہو ÷ اور ان مین سے دوسری آفت زیادہ
لطیف ہی جس سے متابل ڈرتا ہی اور وہ یہ ہی کہ روح کو لطف جمال سے
آفت کی طلب ہوتی ہی اور یہ استراحت روح پر موقوف ہی اور جب روح مین جو حضرت
الوہیتہ کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہی وہ دخیل اور لطانہ بن جاتا ہی تو روح مین بلادت
اور عبادت آجاتی ہی اور فتوح کی ترقی کا سد باب ہوتا ہی اور اس بلادت کا شعور
اور امتیاز روح کے اندر کمتر ہوتا ہی تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس قبیل کی
آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہی جو مشاہدہ کے قابل ہوئی ہی اور جبکہ باجلال
مین ایک لطانہ حب کا ہو جس سے روح کی بلاوت وظائف جب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو تو کیا تمھارا ظن اُس شخص کے حق مین ہی جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہی اُسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہی اور یہ گمان اُسکو ہی کہ سر گروہ از قبیل
ہوئی ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہی کہ نفس اسمین ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ
روح سے وہ وصف سلب کرتا ہی اور اُسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہی کہ مین
اُن باتون سے بچ گیا ہون جنمین اور لوگ مشاہدہ سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوتے ہین تو مین نے صورت فسق سے جو اُسکے نزدیک شراب شہوت کی جھاگ اور
کف مین محفوظ اور مصئون امر حاصل کیا ہی اسواسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی
رہتی تو جھاگ اور کف باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو اُسمین حال اور
صحت مین دعوی کرے اسکی بات نہین سُننی چاہیئے اسواسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہی اور
اسی بات کے واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا ہی ہر چند

غیر معشوق بسے ہو پس جاننا چاہیے کہ اُسکی مستند اُسکی شہوت ہی اور جو حال کا ایمن
دعویٰ کرے جھوٹا ہی اور یہ متاہل بی بی والے کی آفتین ہین اور مجرد بن بیاہے
کی آفت عورات کا اُسکی خاطر مین گذرتا ہی اور اُس کے خیال مین آتا ہی - اور
جسکے باطن مین طہارت دی گئی ہی تو اُسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا نہین
ہوتا اور اُسکے دل مین خطرہ آئے تو حسن توبہ اور پناہ فقرا سے اُسے مٹاتا ہی اور
جب فکر نے فسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور بُرا کار ہو جاتا ہی اور قلب سے نکل کر
سینہ تک پہونچتا ہی اور اس حالت مین خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف
کرے تو یہ پوشیدہ عمل ہی اور کیا ہی بُری بات اُس سچے آدمی کے لیے جو حضوری
اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہی اور بیشک یہ قول کہا گیا کہ
کہ خیال فاحشہ کا عارفون کے قلب مین گذرنا ایسا ہی ہی جیسے فعل اُن لوگون کا
جو اُسے کرتے ہین واللہ اعلم

بائیسوان باب قول کی بابت ہی جو سماع مین قبول اور اختیار کے رو سے ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پس خوشخبری میرے اُن بندون کو دے جو قول کو سنتے ہین
پھر اُسمین سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین
جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہی اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہین یہ بعضے صوفیہ
نے کہا ہی کہ احسن کے معنی یہ ہین کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حق عزوجل
نے فرمایا ہی اور جسوقت اُس چیز کو سنا جو رسول پر اُتاری گئی ہی اُنکی آنکھون کو
دیکھے گا کہ آنسو بہا رہے ہین اُن چیزون سے جو اُنھون نے سچی سچی جانی ہین یہ منادی
حق مثانی جسمین اہل ایمان دو آدمی بھی اختلاف نہین کرتے اُسکے سننے والے

کے لیے حکم کیا گیا ہو کہ وہ صاحب ہدایت اور ذی عقل ہو اور یہ سماع اپنی
حرارت کو یقین کی برودت پر ورود کرتا ہو تو آنکھین آنسو بہاتی ہین اسواسطے
کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہو اور رنج وحزن گرم ہو اور کبھو شوق
کے سبب جوش کرتا ہو اور شوق گرم ہو اور کبھو ندامت سے جوش کرتا ہو اور ندامت
گرم ہو تو جسوقت سماع ان صفات کو جوش مین لایا ایسے صاحب دل جو یقین
کی برودت سے مملو ہو تو اُسکو رُلاتا ہو اور آنسو دن کو جاری کرتا ہو اسواسطے کہ
حرارت اور برودت جب آپس مین ٹکراتی ہین وہ دونون پانی ٹپکاتے ہین تو جب
قلب مین سماع نازل ہوتا ہو کبھو تو اُسکا نزول خفیف ہوتا ہو تو اُسکا بدن مین
اثر ظاہر ہوتا ہو اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہوجاتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہو
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم یعنی اُس سے اُن لوگون کی کھال پر بال کھڑے
ہوتے ہین جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور کبھو اُسکا وقوع اور ورود عظیم
ہوتا ہو اور اثر اُسکا سمت دماغ کے اوپر گرتا ہو اُس چیز کے مثال جو عقل کی خبر
دینے والی ہو تو ایک حادث چیز کا گرنا عظیم معلوم ہوتا ہو پھر اُس سے آنکھ آنسو
گراتی ہو اور کبھو اُسکا اثر روح کی طرف گرتا ہو اور اُس سے روح ایسی تموج سے
لہراتی ہو کہ قالب کا میان بند قرب ہوتا ہو کہ اُس سے تنگ ہوجاے اور اُسمین
نہ سمائے تب اُس سے چیخ نکلتی ہے اور مرتبہ پیدا ہوتا ہو اور یہ سب احوال ہین جنکو
اصحاب حال سے اہل حال پاتے ہین اور کبھو ہواے نفس کی دلالت سے اُسکی
نقل جھوٹے لوگ اُتارتے ہین ۔ روایت ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد مین کسی
ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اُنکا گلا دباتا تھا اور آپ گر پڑتے اور ایک دو
دو دن کھڑے رہتے حتےٰ کہ لوگ اُنکی عیادت کو آتے اور وہ بیمار سمجھے جاتے تھے
پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہو ۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہو کہا کہ

ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید کی پڑھی تو
سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت
دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائین تو
اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہین جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہین اور
یہ بھی وارد ہوا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائین اللہ تعالے
اُسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہی اور یہ سب وہ ہین جس سے انکار نہین کیا جاتا اور
نہ اسمین اختلاف ہی اختلاف نہین ۔ مگر اشعار الحان کے ساتھ سننے مین اور اسمین
بہت کثرت سے اقوال ہین اور احوال جدا جدا ہین بعضے منکر اُسے فسق سے
ملاتے ہین اور بعضے مریض اُسکی شہادت دیتے ہین کہ وہ حق واضح ہی اور
یہ دونون افراط اور تفریط کی طرف کھینچتے ہین ۔ ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا
کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حال آنکہ جنید اور سری سقطی اور ذوالنون
اُسے سنا کرتے تھے تو کہا مین کیونکر سماع کا انکار کرون حال آنکہ اُس شخص نے
جائز رکھا ہی اور سنا ہی جو مجھ سے بہت بہتر ہی ۔ ہر آئینہ جعفر طیار سنا کرتے تھے
اور منکر وہی ہی جو لہو و لعب سماع مین ہو اور یہ قول صحیح ہی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ہر آئینہ ابو بکر اُنکے پاس آئے اُس حال مین
کہ آپ کے پاس دو لونڈیان گا رہی اور دف بجا رہی تھین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوے تھے تو اُن لونڈیون کو ابو بکر نے
جھڑکا اُسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ کھولا اور فرمایا
ابو بکر اُن دونون کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ مجھے اپنی چادر مین چھپا لیتے اور مین اُن

حبشیون کی طرف دیکھتی جو مسجد مین کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتے اور شیخ ابوطالب
مکی رحمہ اللہ نے اسکا ذکر کیا ہی جو اُسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہی اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہی اور شیخ ابوطالب مکی کا قول معتبر ہی
علم وافر اور کمال حال اُنکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع وتقوٰے
مین تھا اور صوب اور راوی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اُسنے کہا ہی کہ
سماع حرام ہی اور حلال ہی تو جسنے اُسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سُنا
وہ حرام ہی اور جسنے اُسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سُنا وہ مشتبہ ہی
اس لیے کہ لہو اُسمین داخل ہی اور جسنے اسے قلب سے سُنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہی کہ اُسکو دلیل پر پہونچاتا ہی اور اسکے شاہد طرقات جلیل ہین تو وہ مباح ہی
اور یہ شیخ ابی طالب مکی کا قول ہی اور وہ صحیح ہی پس اب اُسکے منع اور تحریم پر اطلاق
قول نہین ہوتا اور نہ اُسکے سُننے والے پر انکار کا ہوتا ہی جیسا کہ اُسکے انکار مین
مبالغہ کرنے والے قاری لوگ زاہد بنے ہوے کرتے ہین اور نہ اُسمین علی الاطلاق
وسعت دیجاتی ہی جیسا کہ ہنسی باز اُسکے ساتھ چھوڑنے والے اُسکے شروط اور
آداب کے جمنے والے اصرار پر کرتے ہین اور ہم تفصیل وار اسمین جو امر ہی اُسکو
بیان کرینگے اور تحریم اور تحلیل سے اُسکی ماہیت کو واضح کرینگے پس دف اور
رباب نہ اُن دونون مین ہر چند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہی مگر اُن دونون
کا ترک اور احوط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولےٰ ہے اور اسکے سوا
اگر قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کی
نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے مین
ہون تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہی اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی لوگون کے
قصیدہ سے جہاد اور حج کی تعریف مین جن سے غازیون کے دبے ہوے عزم اور

حاجیون کے ٹھنڈے شوق جوش مین آئین مگر جو قصائد ایسے ہون جسمین ذکر
قد اور رخسار اور عورتون کے حسن وجمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے جماؤ اہل
دیانات کے لائق نہین ہی اور اگر ایسے ہون جنمین ذکر جدائی اور وصل اور قطع
اور منع کا اُس قسم سے ہو کہ جسکا محمول امور حق سبحانہ وتعالی پر کرنا قریب ہو اور
وہ مریدون کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آنی ہی اور رجوع
اُسکو سُننے اور اُسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا اُسکے نزدیک
اُمور آیندہ کا عزم تازہ ہو تو اُسکے سماع پر کیونکر انکار کیا جائے اور ہر آئینہ
کہا گیا ہی کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہین اور اُس سے
طے اور وصال کے روزون کے لیے تقویت حاصل کرتے ہین اور سماع کے وقت
شوق جوش کرتا ہی کہ اُس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہی پھر جب بندہ ایک
بیت شعر کی سُنتا ہی اور اُسکا قلب اُسمین حاضر ہوتا ہی گویا وہ ساربان حدی خوان سے
سُنتا ہی جو کہتا ہی مثلاً ؎ الٰہی توبہ کرتا ہون کہ مین نے + خطا کی اور ہوے
افزون معاصی + مگر لیلےٰ کے عشق اور اُسکے ملنے + اور اُسکے دیکھنے سے
توبہ کب کی + اور اُسکا دل خوش ہوتا ہی کیونکہ وہ اسمین ایک قوت عزم کی
پاتا ہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس سماع مین
ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہی ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہی کہ ہم اپنے یارون
کے وجدون کو تین چیزون مین پہچانا کرتے تھے سوال کے وقت۔ غصہ کے وقت
اور سماع کے وقت۔ اور جنید کا قول ہی کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہی
کہانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہین اور جب باہم مل کر
ذکر الٰہی کرتے ہین اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا مین قیام
وعمکان کرتے ہین اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہین

اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہین اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہین جو اور غیر لوگون سے چھپے ہوے ہین پس اُنکی طرف اشارے وہ معانی کرتے ہین کہ یہان آؤ یہان آؤ اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور حظ اُٹھاتے اور ناز و نعمت سے متمتع ہوتے ہین اور وقت پر حجاب آجاتا ہی تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہی پھر بعضے تو اُنمین سے کپڑے پھاڑتے ہین اور بعضے اُنمین سے روتے ہین اور بعضے چیخین مارتے ہین۔ محمد بن سلیمان سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع استتار اور تجلی کے درمیان ہی تو استتار سوزش کا ثمرہ دیتا ہی اور تجلی مزید نور کا فائدہ دیتی ہی تو استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہین اور وہ ضعف اور عجز کا محل ہی اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہی اور وہ محل استقامت اور تمکین کا ہی اور اسی طرح محل حضرت ہی کہ اسمین بجز اسکے کہ موارد ہیبت مین لاٹھیان کھایا کرے اور کچھ نہین ہی اور عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ مین نے اپنے دادا سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو سُنے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہین ہی اور اس قول اللہ تعالی کے معانی مین یزید فی الخلق ما یشاء ر۔ کہا گیا ہی کہ صوت حسن اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز آدمی کے قرآن کو اُس سے بڑھ کر سنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات سُننے کی طرف کان لگا کر سنتا ہی۔ جنید سے نقل ہی کہ خواب مین ابلیس کو مین نے دیکھا تو اُس سے کہا کہ ہمارے یارون سے کسی چیز مین ظفریاب ہوتا ہی یا اُن سے تجھے کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہی اور میرے اوپر یہ بڑی مہم ہی کہ اُنسے مین کچھ پاؤن مگر یہ کہ دو وقت مین مین نے کہا کہ کسوقت کہا

ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے ہمین جو ر الیتا ہون اور اُس سے اُنہیں پہونچتا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے کہا تو اُسنے جواب مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ اے احمق جسنے اُس سے سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو اُس سے تجھے کچھ راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اُڑا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ نے سچ کہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی کہ مجھے گانا سُنا رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اپنے بدستور گاتی رہی پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اُسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آئی تو آپ نے اُنسے کنیز کی بات کہی تو عمر رض نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹون گا جب تک کہ مین وہ سن لون جو رسول اللہ نے سُنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس کنیز کو حکم دیا اور اُسنے گانا سُنایا۔ اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہی کہ عطا کے یہان دو کنیزین تھین جو گایا کرتین اور اُسکے بھائی اُن کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہی اور اُسکے یہان کنیزین تھین جو گانا سُنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہی شیخ ابو طالب مکی کا ہی پھر کہا اور میرے عندیہ مین اس سے اجتناب صواب اور بہتر ہی اور وہ نہین قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول اللہ تعالی کے شرط کا دہنا رہی یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابو طالب مکی سے نہین ہی مگر عجیب اور غریب اور اسکے مثل سے منزہ صحیح ہی اور حدیث مین داؤد علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہی کہ وہ خوش آواز تھے اپنے اوپر نوحہ اور زبور کے پڑھنے مین تھے یہان تک کہ انس و جن اُسکی آواز سننے کے لیے جمع ہوجاتے اور ہزارون

جنازہ اُسکی مجلس سے اُٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسی اشعری کی تعریف مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی مزامیر سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہی اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ ان من الشعر لحکمۃ۔ یعنی ہر آئینہ شعر حکمت ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اور ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے فرمایا۔ من ہذا مرۃ ومن ہذا مرۃ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے اور نابغہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بتیین پڑھین جنمین کی یہ ہین ؎ ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ + بوادر تحمی صفوۃ ان یکدرا + ولا خیر فی امر اذا لم یکن لہ + حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا + یعنی اُس حلم مین کوئی خیر وخوبی نہین ہی جب کہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہی کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کدورت سے حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس بات مین ہی کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حکیم نہو کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے مُنھ کی آواز بند نکرے بعد ازان وہ سو برس تک زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما اُسکے دانت آگے کے تھے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لیئے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہوکر اُن لوگون کی ہجو کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہی جب تلک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑائی لڑتے ہین۔ اور ابو العباس خضر کو بعض صالحین نے دیکھا کہا کہ مین نے اُس سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے

ہین کہ وہ صاف آب زلال ہی کہ اُسپر کوئی نہین ٹھہرتا مگر علما کا قدم - اور ممشاد دینوری سے منقول ہی کہ کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اُس سے انکار نہین کرتا مگر اُن سے کہدے کہ اُس سے پہلے قرآن پڑھین اور اُسکے بعد قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ اُنسے تحمل کر یا ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین پس ممشاد فخر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی - مگر وجہ انکار کی اسمین یہ ہی کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادت مین در آئے اور صدق مجاہدہ پر اُنکے نفوس مشاق نہین ہوے تاکہ صفات نفس کے ظہور اور احوال قلب کا علم اُنکو پیدا ہو اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین کہ اُنکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور اُنکے نقصان کی باتین کیا ہین - حکایت ہی کہ جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپ نے کہا اچھا اُسوقت قوال نے یہ شعار کہے ؎ صغیر ہواک عذبنی + فکیف بہ اذا احتنکا + وانت جمعت من قلبی + ہوے قد کان مشترکا + اما ترثی لمکتئب + اذا ضحک الخلی بکا + پھر اُنکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہوگئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر اُن لوگون مین سے ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر اُس سے جو تجھے دیکھتا ہی جبکہ تو کھڑا ہوتا ہی پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُسکا بیٹھنا اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل الحال نہین ہی تواجد کے ساتھ کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہین ہی پس اُنھین سے ایک شخص بغیر سوچے

اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب
اُسنے ایک موزون لحن راگ کے سُننے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے انبساط
سے منشرح ہی قلب کے چہرہ پہ لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی پیدا
ہوتی ہی اُسکے خوف کو کم کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت کے
ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک حرام
ہی اور وہ گمان کرتا ہی اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسے نہ وجہ قلب کو
اور نہ اُسکی خوشی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھا ہی اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہی کہ وہ
قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہوی کی طرف
مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات مین حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی
اور نہ وہ صحت ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے ہی رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ
الرقص نقص۔ یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت
صالح کے مقرون نہین ہی علی الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش سے نفاق
اور دورنگی کے ساتھ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جا ملی ہو بغیر اُسکے کہ نیت ہو
بلکہ نشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھ پانون کو
بوسہ دیتا ہی اور اسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز اُنکے اعتماد نہین کرتا
جسکو تصوف سے سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھ حاصل نہین ہی یا کہ قوال
امرد ہو جسکے دیکھنے کی طرف نفوس متجذب ہوتے ہین اور اُس سے لذت حاصل
کرتے ہین اور دل مین بڑے خطرے آتے ہین کہ عورات کا سر مجلس قریب ہو اور
باطن جو ہوی سے بھرے ہوے ہین حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی سفارت
سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہین تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر اجماع
واتفاق ہی تو اسوقت تجھلے لوگ یعنی جنکا آخر مین ذکر ہوا زیادہ کی امید کے

قابل از روے حال ان لوگون سے ہین جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتین ہین اسواسطے
کہ وہ انکا فسق دیکھتے ہین اور یہ اُسکو نہین دیکھتے اور اُسے عبادت ظاہر اُس
شخص پر کرتے ہین جو نہین جانتا کہ اُس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت
لگائی اُسپر راضی ہوتا ہی اور اُسکو بُرا نہین جانتا۔ تو اس وجہ سے منکر کے لیے انکار
پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت کی موجب
ہوتی ہین اور بہت سی برانگیختیان وقت کو بے رونق کر دیتی ہین پس منکر کا مرید
طالب پر انکار ایسی حرکتون سے اُسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اُسے ڈراتا ہی
اور یہ انکار صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تک
اور وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا اظہار کرین
اور اسمین وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے فقرا سے
موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی بدون اُسکے
کہ وہ وجد اور حال کا دعوی کرے اُسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی
اسواسطے کہ وہ حرکت ہر چند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر وہ بحکم حال حلال
نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو ہی تو اُسکی حرکات اور رقص اُن مباحات کی
قبیل سے ہو جاتی ہین جو اُسپر ہنسی اور کھیل اور بی بی اور اولاد کے کھلانے
سے گذرتے ہین اور یہ خوش دلی کے باب مین داخل ہوتے ہین اور یہ اکثر
حسن نیت کے سبب حادث ہو جاتا ہی جب اُس سے نیت ہو کہ نفس کی
تکان دور کرے۔ جیسے کہ حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ
ہر آئینہ آپ نے کہا کہ مین ایک باطل شے سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہون
تاکہ یہ مددگار میرے لیے حق پہ ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات مین
پڑھنا مکروہ ہی کہ اللہ کا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے بعض

مقاصد کے ساتھ ترک عمل سے مدارات کیئے جائین اور مہلت کی جگہہ خوش آیند معلوم ہون اور انہی ترکیب مختلف اور پیدایش کی ترتیب سے آدمی ہر ہر قسم کا اپنے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہی اور اسکی شرح دوسرے کسی باب مین گذر چکی ہی اُسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہین کرتے تو ایسی باتون مین جنکا ہم نے ذکر کیا ہی وسعت کا دنیا اُس قسم کے مباح سے ہی جو لہو کی طرف جو باطل نہین ہی کشش کرے اُس سے حق پر مدد لیجائے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع مین باطل نہین ہی اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہی کہ اُسکے دونون طرف برابر ہون اور دونون جانب اُنکے معتدل ہون مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہی اور مین نے سہل بن عبداللہ کے بعضے کلام مین دیکھا ہی کہ وہ صادق کے وصف مین کہتے ہین کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے مزید اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہی اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عورتین محبوب جایز کی گئین تاکہ یہ اُسکے نفس شریعت کا حظ اُسکی طہارت اور تقدس کے مقام کے لیے ہو جسکو اُسکے حظوظ عطا کیے ہین اور اُسپر حقوق اُسکے بڑھائے ہین تو جو کچھ باطل صرف کا نصیب غیر کے حق مین مباحات معبولہ برخصت شرعی مرفوع بعزیمت حال سے ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین عبادات کے نقش و نشان سے منقش اور مزین ہو اور ہر آئینہ نکاح کی فضیلت مین ایسا کچھہ وارد ہوا ہی کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہی کہ نکاح عبادت ہی اور اسی سے بطریق قیاس اُسکا اشتمال دین و دنیا کی مصلحتون کو ہی اُس بنا پر کہ اُسکی شرح مین فقہا نے طول مسئلہ تخلی لنوافل العبادات رخلوت مین نوافل کا پڑھنا مین دیا ہی پس اب یہ رقص کرنے والا اس نیت کے ساتھ حال کے دعوی سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہوتا ہی لہذا رقص

اُسکا نہ اُسکے لیے مضر ہی اور نہ اُسکے لیے مفید ہی اور لباس اوقات حسن نیت کے سبب تزویح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصًا جب کہ وہ اپنے نفس مین اپنے پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرلے اور اسکی رحمت اور عطوفت کے عام ہونے پر نظر کرے لیکن مشائخ اور اُنکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو اُنکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مباین ہی اور وجہ اُسکی کہ سماع مین انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اُسکے کہ تفصیل کرے تین باتون مین ایک بات سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اُسکے لیے معتدر ہوے ہین اور یا وہ طبیعت کا غبی ہی کہ اُسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اُسکے کرے جو اُسکے آگے قریب آتا ہی پہلے جو حد شہرون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اُس سے واقف ہو جو ہم حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہین اور اخبار و آثار جو اس باب مین وارد ہین اور بعض جنبش کرنے والون کی جنبش مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو جان گیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی۔ اور اُنکی طرف عائشہ رضی اللہ عنہانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا یہ اُسوقت ہی کہ حرکت اور جنبش اُن مکروہات سے بچے ہوے ہون جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور ہر آئینہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق مین مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے

ے حمزہ کے قصہ مین اُچھلے اور کود دے تھے جسمین علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے تھے
ر جو منکر کہ اسپر مغرور رہو کہ اعمال اخیار اُسکے مقدر کیے گئے اُس سے کہا جاسے
ب کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب ہوا ہے ہر کہ تیرے اعضا جو ہیں عبادت
ن لگے ہوے ہین اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح سے کچھ نہ پاتے
ے عمل کے لیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتون کے ساتھ ہین اور ہر ایک
شخص کے لیے وہی ہی جو اُسنے نیت کی اور نیت اہو صحت ہی کہ وہ اپنے رب
ی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر سے ایک بیت کا سننے والا
تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی سے یا
م سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے کس طرح اس قسم سے خیال
ن اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی اُلٹ پلٹ ہوتا ہی اور اگر کسی
ند کی آواز سُنی یہ آواز سنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت مین
کر کرتا ہی کہ پرند کا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے بس مین کردیا ہی اور
س طرح اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانون تلک پہنچتی ہی اس تمام فکر مین وہ
تسبیح اور تقدیس کرنے والا ہی پھر جب آدمی کی آواز سُنتا ہی اور اس طرح کی فکر
اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کیونکر اُسکا انکار
کیا جاے بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ مین دریا کنارے جبدہ کی
مسجد مین معتکف تھا تو ایک روز مین نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف وہ
لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل مین مین نے اُسے برا جانا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
کے گھرون مین سے ایک گھر مین شعرخوانی کرتے ہین پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی قرب و جوار مین بیٹھے ہوے
تھے اور آپ کے برابر ابوبکر تھے اور اُسوقت ابوبکر کچھ کہہ رہے تھے اور

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگائے سُن رہے تھے اور اپنا ہاتھ
سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اُس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل
مین مین نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہین ہی کہ ان لوگون کو جو سُن رہے تھے بُرا جانون
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہین اور ابوبکر رضؓ آپ کے برابر گنگنا
رہے ہین اُسوقت مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ
فرما رہے ہین کہ یہ حق بحق یا حق از حق ہی ہان جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو جسکی
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے
جو ہم نے ذکر کیے پایا جاے سُننا اُسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہی نہ کہ صرف
آواز کی وجہ سے مگر صورت کا سماع حریم فتنہ گردانا جاتا ہی اور ہر ایک حرام کا
ایک حریم ہی جسپر مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھنچتا ہی جیسے بوسہ جوان
روزہ دار کے لیے کہ مجامعت حرام کا حریم بنایا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ
خلوت مین ہونا اور اُسکے سوا جو ہو پس اس بنا پر مصلحت اُسکی مقتضی ہی کہ
سماع سے منع کیا جاے جبکہ سُننے والے کا حال اور اُس بات کا جسکی طرف
اُسکو سماع اُسکا پہونچاتا ہی سمجھ لیا جاے پس اسطرح حریم حرام ممنوع ہوتا ہی اور
کبھو سماع کا انکار وہ شخص کرتا ہی جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور افسردہ ہو کہ اُسے ذوق ہی
نہین ہی تو اُسکو نامرد کہا جاتا ہی جسکو لذت جماع سے واقفیت نہین ہی اور اندھے کو جمال
فائق سے نفع نہین اور جو مصیبت مین نہ پڑا ہو وہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون)
نہ کہیگا پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جاے جسکا باطن شوق اور محبت سے پرورش پاتا
ہی اور وہ اپنی روح پرندہ کو نفس امارہ کے پنجرہ کی ضیق مین بند دیکھتا ہی اُسکی
روح کو جھونکے حب وطن کی ہوا کے لگتے ہین اور معرفت کی فوج کے طلایہ اُسے
نظر آتے ہین اور وہ نفس کے سبب پردیس مین ہی جدائی کے پیالے گھونٹ

سلئے کر پی رہا ہی مجاہدہ کے بار کے نیچے دبا ہی اور مشاہدہ یعنی عالم شہادت کی سوانح اُس سے نہین اُٹھائی جاتین اور ہر چند کثرت اعمال سے نفس کے منازل طے کرتا ہی مگر کعبۂ وصال کے پاس نہین پہونچتا اور اُسکے لیے لٹکے ہوے پردے نہین کھولے جاتے تو لمبی لمبی سانس لے کر خوش ہوتا ہی اور سختی اور گرندگی شدت سے ہلاکت کے ساتھ راحت پاتا ہی اور نفس اور شیطان سے جو دونون موانع اُسکے ہین مخاطب ہو کر کہتا ہی ؎ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا + نسیم الصبا یخلص الی نسیمہا فان الصبا ریح اذا ما تنسمت + علی قلب محزون تجلت ہمومہا + اجد بردہا او تشف منی حرارۃ + علی کبد لم یبق الا صمیمہا + الا ان دائی بلیلی قدیمۃ + واقتل داء العاشقین قدیمہا + ترجمہ نعمان کے دو جبل واللہ چھوڑ دو + باد صبا کو مجھ تلک آنے دو جھوم جھوم + باد صبا عجب ہی ہوا جب کہ وہ چلے + میرے دل حزین پہ تو جاتے رہین ہموم + ٹھنڈک مجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو + گرمی سے جسمین مغز رکھا مین سنے تھام تھوم + میرے مرض قدیم ہین لیلے کے عشق کے + ہو جو مرض قدیم مجاتا وہی ہی دھوم + اور شاید کہ منکر کسیکی محبت نہین ہی مگر حکم کا بجالانا اور نہین اُسکے سوا کچھ جان پڑتا وہ یہان نہین الاخوف اللہ تعالی کا اور اُس محبت خاص کا وہ انکار کرتا ہی جو علماء راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہی اور ہرگاہ اُسکے فہم قاصر مین یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا مثال اور خیال اور خیال اور اشکال کی کرتی ہی تو قوم صوفیہ کی محبت سے اُسنے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہین جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مرتبہ مین محسوس سے بھی کامل تر کو پہونچ گئے ہین اور نفوس وارواح کو کشف وعیان کی شدت سے تصدق اور قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل مین تھا

اُسنے اپنی ماں سے کہا اما آسمان کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین کسنے
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر کسنے
پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسنے کہا کہ مین اللہ کے لیے ایک شان اور حال
سُنتا ہون اور پہاڑ سے اوپر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی تھی
ارواح کے لیے منکشف ہی جو عقل کے لیے کیفیت نہین ہی اور نہ فہم کے لیے مفسر کر
اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہی وہ اللہ سبحانہ سے رستہ نہین
پاتی ہی مگر وجود محض ملک اور شہود کے حریم کی طرف اُسکو راہ نہین ملتی جو غیب کے
پردہ مین تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہی اور مطالبۂ جمال سے یہ
مرتبہ خاص مرتبہ ہی اور عام تر اُس سے جو مرتبۂ محبت خاص کے عام چھوڑ کر مین
وہ جمال کمال کا دیکھتا ہو کبریا اور جلال سے اور عطیات و نوال کے استقلال سے
اور اُن صفات سے جو منقسم اُن اشیا کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابدون مین ہو مین
اور ازلون مین ذات کی لازم ہین ۔ پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک
اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اس جمال کی دید مین محبین کے ایک
گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور
شوق اور وجد و سماع مین حاصل ہی اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا
ہوا تو اُنکا وجد بقدر وجود ہی اور سماع اُنکا بقدر شہود ہی ۔ اور بعضے مشائخ سے
حکایت ہی کہ ہم نے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پر چلتے ہین
سماع سُننے مین اور اُسپر وجد کرنے مین اور سماع کے وقت وہ دیوانے
مست ہو جاتے ہین ۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعضے
بھائیون نے سُنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہان تک کہ وہ اپنے
مکان کو واپس آئے ۔ اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر

لوٹتے تھے اور اُس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی اور نقل ہے کہ بعض صوفیہ کو سماع
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ مین کرلی ناقل نے کہا کہ مین اُسکی
آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھون تو مین نے آگ یا نور کو دیکھا کہ اُسکی آنکھ سے نکلتا تھا
اور شمع کی آگ کو رد کرتا تھا۔ اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین
کہا ہے کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیق کے اوپر
انکار ہوتا ہے اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ انکار قراء اور عباد کے قلب سے
اقرب ہے مگر ہم ایسا نہ کرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے
اور ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سُنا ہے جسکو وہ نہین سُنتے اور یہ قول
شیخ کا اس سبب سے ہے کہ اُنکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور
تحری صواب کا مرتبہ حاصل تھا مگر ہم اہل انکار کے لیے زبان معذرت کھولتے ہین
اور ہم اُنکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہے اُس سماع مین جو اختیار کیا جائے
اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جائے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے ہوے
سُنا ؎ سلمی کو پوچھتا ہون ہے مخبر کوئی بھی یان ٭ جسکو یہ علم ہو کہ اُترتی
وہ ہے کہان ٭ تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی مخبر
اُسکا دو عالم مین نہین ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وجد صفات باطن کا سر ہے جس
طرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہے۔ اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہے اور
باطن کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابو نصر سراج نے کہا ہے کہ اہل سماع کے تین
طبقے ہین پس ایک قوم وہ ہے جو اپنے سماع مین جو وہ سُنتے ہین اُسمین اپنی نسبت
مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہے کہ اُن چیزون سے جو
سُنتے ہین اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع
کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین

مین کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا مجرد ہین
جنھون نے علائق قطع کر ڈالے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے
ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سُنتے ہین اور
اُنکے لیے سماع لائق ہو اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ سلامت کے
قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ دنیا کی
محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہو - اور
بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع مین تکلف کیا چیز ہو تو کہا کہ یہ دو قسم ہو
ایک تکلف سُننے والے مین طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہو اور یہ
فریب اور خیانت ہو اور ایک تکلف اُسمین حقیقت کی طلب کے لیے ہو
جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہو کہ بہ تکلف
گریہ جاری کرے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہو اُسے
جواب دیا جاسے کہ بدعت محذور اور ممنوع وہ بدعت ہو کہ کسی سنت ماسور
کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ جائز ہو اور یہ ایسا ہو کہ جس طرح
کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت
مین اُسکا ترک تھا یہان تک کہ منقول ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاتے اور آپ کے واسطے قیام نہین کیا جاتا تھا اور جن شہرون
اور ملکون مین کہ یہ قیام اُنکی عادت ہو تو جب مدارات و قلوب
خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جاسے تو جائز ہو اسواسطے کہ ترک
اُسکا دلون کو وحشت دلاتا ہو اور سینون کو غصہ سے بھرتا ہو پس یہ قیام
عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ
وہ کسی سنت ماسورہ کی مزاحمت نہین کرتی

تیئیسوان باب اُن سماع کے بیان مین جو رد اور انکار کی رو سے ہی

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کرچکے ہین اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہی
اور جہان فتنہ اُسکے طریق مین پھیل گیا اور عصمت اُسمین جاتی رہی اور حرص کے
مارے بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جن کے اعمال تھوڑے ہین اور احوال
اُنکے بگڑ گئے ہین اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات اُس
جماؤ کے لیے کھانے پکوائے جاتے ہین جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہین
نہ اس لیے کہ اُنکے دلون مین سماع کی رغبت ہی جیسا کہ صادقین کی سیرت اور
عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہین
کہ کھانے خوب کھائین اور لہو ولعب اور غفلت کے مقام مین مزے اڑائین اور
یہ حملدرآمد مرید کے اوپر ترقی کی خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے
اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اُٹھاتا ہی اور اس اجتماع مین
رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چہیتی چیزین ملین اور عیش وعشرت اور
لہو وطرب سے خوش ہون اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے
نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے
صحیح نہین ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہین ہی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمین بطالت کا
بقیہ ہی اور کہتے ہین کہ جنید نے سماع کا سننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ
سنا کرتے تھے تو کہا کسکے ساتھ اُنسے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سنتے تھے تو فرمایا کہ
کس سے ہواسطے وہ نہین سنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سنتے تھے پھر جب کہ

بھائی گم اور ناپید ا ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہین جہان اُنکو اختیار
کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آخرت کو یاد کرتے تھے اور
بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ اُنکی
طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال سنورتے تھے اور یہ اُنکو بعض
بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا نہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا دین حتی کہ بڑے
بزرگون نے اور اوکو چھوڑ دیا۔ اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کتاب قضا مین
کہا ہی کہ راگ لہو و گمراہی ہے کہ باطل سے مشابہ ہی اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی
وہ نادان سبک عقل ہی اُسکی شہادت رد کی جاوے۔ اور اصحاب شافعی نے اسپر
اتفاق کیا ہی کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سُننا جائز نہین ہی خواہ وہ آزاد ہو
لونڈی ہو منھ کھولے ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے
کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے
اُسکو ایجاد کیا ہی تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا اسکا مضائقہ
نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھین جس طرح پر ہو اور
مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہی جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو
گانے والی پایا تو اُسکے لیے جائز ہی کہ اس عیب کے سبب واپس کر دے اور وہ کل
اہل مدینہ کا مذہب ہی اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی اور
راگ سُننا داخل گناہ ہی اور اُسکو چند فقہا نے مباح کیا ہی اور جن فقہا نے
اُسے مباح کیا ہی وہ بھی بہ اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سُننا
نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہی۔ ومن الناس من یشترے
لہو الحدیث۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ وہ راگ اور اُسکا
استماع ہی۔ اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہی۔ وانتم سامدون۔ یعنے

گانے والے ہو۔ عکرمہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نعمت
حمیر مین وہ راگ ہے اہل یمن بولتے ہین سمد فلانؓ ۔ جب کہ اُسنے گانا گایا اور
قول اللہ تعالی واستفزز من استطعت منہم بصوتک ۔ اسمین مجاہد نے کہا کہ راگ اور
مزامیر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ابلیس نے
پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکے سوا نہین کہ دو
آواز بدکار سے منع کیا گیا ہون ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو
مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین نے نہین
گایا اور نہ مین نے استماع کیا اور نہ عضو کو مین نے داہنے ہاتھ سے چھوا اُسوقت سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہا کہ راگ دل مین نفاق اُگاتا ہے اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ اپنی قوم پر گذرے جبکہ احرام حج باندھے ہوئے تھے اور اُنمین ایک شخص گاتا تھا
تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمھاری نہ سُنے گا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد سے
ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا مین اُس سے تجھے روکتا ہون
اور تیرے لیے اُسے مین مکروہ جانتا ہون کہا کہ کیا وہ حرام ہے کہا کہ اے شخص دیکھ
جب اللہ نے حق اور باطل الگ کر دیا اُنمین سے کس مین غنا گردانا جائے اور
فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ راگ زنا کا منتر ہے۔ اور ضحاک سے ہے کہ غنا قلب کا
بگاڑنے والا ہے اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے غنا سے
اپنے تئین بچاؤ کہ وہ شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور وہ شراب کی
نیابت کرتا ہے اور کرتا ہے وہ کام جو نشہ کرتا ہے اور یہ جو قائل نے کہا ہے صحیح ہے
اسواسطے کہ موزون طبیعت راگ اور وزن سے جوش مین آتی ہے اور طبیعت دار

آدمی راگ کے وقت وہ چیزیں پسند کرتا ہی جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا چٹکی بجانا
تالی دینا اور ناچنا اور اُس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہین جو سبک عقلی پر دلیل
ہین اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ فرمایا دف مسلمانون کے طریق سے
نہین ہی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ حضرت نے شعر سُنے ہین
وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام منظوم ہی
اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہی پس اُسکا اچھا اچھا ہی اور بُرا اُسمین کا بُرا ہی اور
غنا تب ہی ہوتا ہی کہ الحان سے ہو اور اگر بعض صفت نصاب اور اہل زمان کے اجتماع
ہین اور گویئے کے دف سمیت بیٹھنے اور غزل خوان کی شباہت مین فکر اور غور کرے
اور اپنے دل مین تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اس
نشست کی مثل کبھی ہوئی ہی اور آیا قوال غزل خوان کو اس مجلس مین بلایا
اور اسکے سُننے کے لیے جمع ہوکر بیٹھے ہین تو اسمین شک نہین کہ وہ حال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور اسمین اگر کوئی فضیلت ہوتی جو
طلب کی جاتی تو اسے نچھوڑتے پس جو اشارہ کرتا ہی کہ وہ فضیلت ہی کہ طلب کیجاے
اور اُسکے لیے اجتماع ہو وہ شخص معرفت احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بے بہرہ ہی اور بعض متاخرین کے الحان
سے رخصت حاصل کرتے ہین اور اکثر لوگ اسمین غلطی کرتے ہین اور جب کبھی
اُنپر سلف ماضیہ سے حجت اُٹھائی جاتی ہی تو وہ متاخرین کی دلیلین پیش کرتے
ہین اور حال آنکہ سلف کے لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب
تھے اور اُنکی ہدایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے مشابہ تھی
اور اکثر فقرا قراۃ قرآن مین بلا غلبہ بہت چیزین ظاہر کرتے ہین - عبداللہ
بن عروہ بن زبیر نے کہا کہ مین نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے

پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت مین جیسا کہ اُنکا اللہ تعالی نے وصف
کیا ہی کہ آنکھین اُنکی آنسو بہاتی ہین اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہین
کہا کہ مین نے کہا آج کے زمانہ مین جب قرآن لوگون کے سامنے پڑھا جاتا ہی تو
اُنمین کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہی میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ اور روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص پر
گذرے کہ وہ گرتا پڑتا ہی کہا اسکو کیا ہوا ہی لوگون نے کہا کہ جب اُسکے آگے
قرآن پڑھا جاتا ہی اور اللہ تعالی کا ذکر سُنتا ہی تو وہ گر پڑتا ہی تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ہر آئینہ اللہ سے ڈرتے ہین اور گرتے نہین ہر آئینہ شیطان
اُنمین سے ایک کے پیٹ مین در آتا ہی ایسا نہین صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا کرتے تھے اور ابن سیرین کے آگے اُن لوگون کا ذکر کیا گیا جو گر پڑتے تھے
اُسوقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص اُنمین کا
گھر کی چھت پر دونون پانؤن اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن اول سے
آخر تک پڑھا جاے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہی اور یہ قول اُنسے انکار
مطلق نہین ہی اسواسطے کہ بعضے شیخون کو اسکا اتفاق پڑا ہی مگر یہ کہ اُس بنا دیکھنے کے
باعث ہی جو اکثرون کے حق مین متوہم ہوتا ہی کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا کے سبب
بعضون سے ہوتا ہی اور بعضون سے باین وجہ ہوتا ہی کہ علم اُن کو کم ہی اور
جہل اُنکا ہوی سے ملا ہوا ہے وجد سے تھوڑا سا اُنپر نازل ہوتا ہی پھر اُسکی بیروی
فضولیات سے کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہی اور نہبوده
نہین جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہی لیکن استراق سمع مخفی طور پر کرتا ہی کہ وجد اُس
حد سے باہر کرتا ہی جسپر سزا دار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہی نقل ہی کہ

موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُنمین سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسی علیہ السلام سے کہا گیا کہ کرتے والے سے کہدو کہ اپنا کرتہ
نہ پھاڑے اور اپنے قلب کو شرح وبسط دے۔ ولیکن جبکہ سماع کے شامل
یہ ہو کہ کسی امرد لڑکے سے سُنے تو اُسوقت آفت پہونچتی ہی اور اہل دیانات پر
اسکا انکار مقرر ہو گیا۔ لقیہ بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس
بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی طرف دیکھین اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ
قلب کو اُسکی ہوس ہو تو اُس مین خیر نہین ہی۔ اور بعضے تابعین نے کہا ہی مین جوان
تائب کے لیے اسقدر درندہ جانور ضرررسان سے نہین ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف
اُسکے لیے غلام امرد سے ہے کہ اُسکے تئین پہونچے اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا
ہی کہ لوطیہ تین قسم ہین ایک قسم وہ ہین جو نظر کرتے اور دیکھتے ہین اور ایک قسم
ہی جو مصافحہ کرتے ہین اور ایک قسم ہین جو یہ عمل کرتے ہین پس طائفہ صوفیہ
پر واجب ہی کہ ایسی جماعتون سے پرہیز کرین اور تہمت کی جگہون سے علحدہ
رہین اسواسطے کہ تصوف کل صدق ہی اور کل جد ہی۔ بعضے صوفیہ کا
قول ہی کہ تصوف سراسر جد ہی اُسمین کوئی چیز ہزل اور بیہودگی کی نہ ملاؤ
پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور پرہیز کرنے پر دلالت کرتے ہین اور
پہلا باب اُن بیانون کے ساتھ جو اُسمین ہی اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہی
اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے دور ہونے کے ساتھ جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی اور ہم نے قول فیصل کر دیا ہی اور قصائد اور غنا وغیرہ مین تفریق
کی ہی اور ایک جماعت صالحین سے تھی کہ وہ نہین سُنتے تھے اور اسکے
ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سُنتا تھا اور ادب کی
اُسمین رعایت کرتا تھا

چوبیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین جو غلو اور استغنا کی روسے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سالقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہوگیا ہو تو جسنے مفقود نہین کیا تو وہ پائیگا بھی نہین اور کھو بیٹھنا باین علت ہی کہ بندہ کا وجود صفات کے وجود اور اُسکے بقایا کے سبب مزاحمت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہوا تو آزاد خالص ہوگیا اور جو آزاد خالص ہوگیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہوگیا تو وجد کا شرک بقایا کا شکار کرتا ہی اور وجود بقایا کا عطیات کے کسی شے کی لفت مخات سے ہوتی ہی اور حضرمی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا حال ہی جو محتاج اسکا ہو جو اُسکو جگہ سے اُکھیڑے تو وجد سماع محق کے حق مین اس نظر سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اثر کرتا ہی اور ظاہر مین اُسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اسکے سوا نہین کہ محق اور مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنی مبطل وجود ہوی کی وجہ سے وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع قلب مین کوئی چیز پیدا نہین کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہی جو قلب مین ہی پس جو شخص کہ اُسکا باطن ماسوا اللہ سے متعلق ہی اُسکو سماع جنبش دیتا ہی تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہی اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ کی محبت سے متعلق ہی وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہی تو مبطل حجاب نفس کے ساتھ محجوب ہی اور محق حجاب قلب سے محجوب ہی اور حجاب نفس ارضی تاریک ہی اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسنے سالقہ کو شہود کے

ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہین مفقود کیا ہی اور وجود کے دامنوں سے لغزش مین
نہین پڑا ہے وہ نہ سماع سُنتا ہی اور نہ وہ وجد کرتا ہی اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے
کہا ہی مین پورا اسد یا حج ہون کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہین کرتا اور
ممشاد دنیوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جن مین ایک قوال تھا جب انکو
دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے کہا کہ پھر جاؤ اس چیز کی طرف جسمین تم تھے
واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان مین بھر جاتے میرے ارادہ کو باز
نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہین پس وجد روح
گرفتار نفس کا چیخنا اور چلانا ہی کبھو مبطل کے حق مین اور گرفتار قلب کا کبھو
محق کے حق مین ہی تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق مین اور
وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو محض نغمات اور الحان
سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع مین نفس شریک روح
ہوتا ہی اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہی اور جو محض نغمات کے
قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہی مگر مبطل کے لیے نفس
استراق سمع کرتا ہی اور محق کے لیے قلب استراق سمع کرتا ہی اور وجہ اسکی کہ روح
نغمون سے لذت حاصل کرتی ہی یہ ہی کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہی اور
وجود تناسب موجودات مین قولاً اور فعلاً مستحسن ہی اور شکل و صورت مین تناسب کا
ہونا روحانیت کی میراث ہی تو جب روح نے نغمات لذیذ اور الحان متناسب سنے
تو بوجہ جنسیت اُس سے اثر قبول کیا پھر یہ شرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی وجہ
سے مقید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین مین حدود کی رعایت مین مصلحت
ہی۔ اور دوسری وجہ یہ ہی کہ روح نغمات سے اس لئے لذت پاتی ہی کہ نغمات
کے ساتھ روح سے نفس نے ایک رخفی سے بات چیت الیسے رمز و اشارہ سے

کی جیسے دو عاشق معشوق مین ہوتی ہی اور نفوس و ارواح مین تعاشق اصلی ہی جو
نفس کے مؤنث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہی اور مذکر اور
مؤنث مین معاشقہ بالطبع واقع ہی۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا
لیسکن الیہا۔ اور بنایا اُس سے جوڑا اُسکا تاکہ اُس سے آرام پائے اور حق
سبحانہ تعالی کے قول مین اشعار اور اخبار باہمی تلازم اور میل کی طرف ہی جو میلان
اور تعاشق کا موجب ہی اور نغمات سے روح لذت پاتی ہی اسواسطے کہ دو متعاشق
کے درمیان وہ چیز فریبندہ بات کا کہنا ہی اور جس طرح عالم حکمت مین حوا آدم
سے پیدا ہوئین عالم قدرت مین روح روحانی سے نفس پیدا ہوا تو یہ تالف
اس اصل سے ہی اور یہ اس لیے ہی کہ نفس روح حیوانی ہی روح روحانی کے
قرب سے مجلس ہوگیا اور اُسکی ہم جلسی اس طرح ہی کہ جنس حیوان کی
ارواح سے ممتاز ہوگیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اُسکو شرف
قرب تھا تو وہ نفس ہوگیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت مین پیدا
ہوا جس طرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت مین پیدا ہوئین پس یہ تالف اور عشق
ہمدیگر نسبت مؤنث اور مذکر ہونے کے بیان سے ظاہر ہوا اور اس طریق سے
روح نغمات سے خوش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ دو متعاشق مین مراسلات
ہین اور اُن دونون کے بیچ مین مکالمہ ہی اور ایک قائل نے کہا ہی ؎ تکلم
منانی الوجود عیوننا + فنحن سکوت والھوی یتکلم + ؎ تبلاتی ہین آنکھ ہماری
طرف سے وجد مین + ہم چپ ہین اور عشق ہی باتین بتا رہا + پھر جب روح نے
نغمہ سے لذت اُٹھائی تو نفس جنبش ہوئی کی علت ہی اُسنے وجد کیا اور عارضی حدوث
سے جنبش اُن چیزون کے ساتھ کی جو اُسمین تھین اور قلب نے جو ارادہ کا ایلچی تھا
اُن چیزون کے ساتھ حرکت کی جو اُسمین تھین اسوجہ سے کہ روح مین ایک عارض

موجود ہوا ہے شعر بناوا ہر قنا علی الارض جرعۃ * وللارض من کاس الکرام نصیب
سے میکشی کی اور زمین پر جرعہ ریزی ہم نے کی * ہاں زمین کے واسطے جام کرام
سے نصیب * تو نفس مبطل اُسکے فلک قلب کے لیے زمین ہے اور قلب محق اُسکی
روح کے آسمان کے لیے زمین ہے پس مردوں کے مقام پر پہونچا ہوا اور رضا حجاب
جو عزاض احوال سے مجرد اور خالی ہے اُسنے وادی مقدس مین نفس اور قلب کی
دونوں جوتیاں اُتار ڈالیں اور صدق کی بیٹھک میں بادشاہ صاحب اقتدار کی
حضور مین قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور عیاں سے امکان کے حرام کو جلا
پھونک دیا اور اُسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے مین مشغول ہے اپنے
خالق کے ہر آئینہ دمسازی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو جو کوئی حیران مشتاق ہو
وہ عذر خواہی عشاق کی فریادرسی کی فرصت نہیں رکھتا اور جسکا یہ حال ہو اُسکے
سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران اور مکروہ جانتا ہے اور ہر گاہ حال یہ ہے
کہ امکان یا وجود اپنے لطیف کا ناپوسی اور جنبی فریبندہ باتوں کی اس روح کو پاک
بعد اس سے نہیں جانتی تو کسطرح اُسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہے اس
طریق سے کہ معانی سمجھے جادین اور وہ بہت بعید اور کثیف ہے اور جو کوئی عبارات
لطیف کے اُٹھانے سے زار نا ہو کرے تو وہ عبارات کے بار گران کا متحمل کسطرح
ہو سکتا ہے اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہے جو قریب الفہم ہے۔ وجد ایک
وارد حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے ہے اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اُس چیز پر قناعت
نہیں کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب مین متحقق بقرب ہوا وہ اُسکو کھیل
کھلاوے اور نہ اُسکو جنبش دیتی ہے وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اسواسطے کہ وارد
من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہے اور قریب پایندہ ہے وہ وارد کو لیکر
کیا کرے اور وجد آتش ہے اور رب پلنے والے کا قلب نوری اور نور آتش سے

کہین لطیف تر ہی اور کثیف لطیف کے اوپر تسلط نہین ہی بس جب تلک کہ مرد رسیدہ اپنی راہ استقامت پر ہمیشہ برابر چلتا رہے وجود کے جھگڑون اور کشاکش کے سبب اپنے طریق معہود سے منحرف نہو اُسکو وجد سماع نہین پاتا - پھر اگر معہود اُسمین آیا اور اُسے کسی قصور نے روکا اِس باعث کہ ممتحن محسن کی طرف سے اُسکا امتحان اور ابتلا رہا تو وہ ابتلا کی طرح طرح کی محنتون سے موافقت اور سازگاری کرتا ہی یعنی اُسپر ایک وجود پہونچتا ہی جسکو واجد پاتا ہی اس سبب سے کہ آزمائش اور ابتلا کے وقت بندہ حجاب قلت کی طرف عود کر آتا ہی تو جو شخص حق کے ساتھ ہی جب اسے تعرض ہو تو قلب پر گرتا اور تنزل کرتا ہی اور جو شخص قلب کے ساتھ ہی جب وہ پھیلے تو نفس پر واقع اور متنزل ہوتا ہی - اپنے بعض مشائخ سے مین نے سُنا ہی کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہین کہ ہر آئینہ سماع سے اُن کو وجد ہوا تو اُنسے پوچھا کہ کہان تمھارا حال اور کہان یہ وجد۔ جواب دیا کہ ایک داخل ہمارے اوپر آیا کہ ہمین اس گھاٹ پر اُتار دیا - بعضے اصحاب سہل نے بیان کیا کہ برسون مین سہل کے ساتھ رہا کبھی مین نے انکو نہین دیکھا کہ کسی چیز سے متغیر ہوے ہون جو ذکر اور قرآن سے سُنا کرتے پھر جبکہ اُن کی عمر آخر کو پہونچی اُنکے سامنے یہ آیت پڑھی گئی - لا یوخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نلیا جائیگا تو آپ کپکپائے اور قریب تھا کہ گر پڑین تو مین نے اُسکا حال پوچھا کہا مجھے ضعف آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سُنی تھی - الملک یومئذ الحق للرحمن - آج کے علاوہ بادشاہت حق رحمن ہی تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو آپ کے یار تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہی تو قوت کیا ہی کہا قوت یہ ہی کہ ہر آئینہ کامل اُسپر کوئی وارد نہین آتا مگر یہ کہ اپنی قوت حال سے اُسکو بچاتا ہی پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہین کرتا اور یہی قبیل

سے ہی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا - ہکذا کنا حتی قست القلوب یعنی ایسے ہی ہم تھے
حتی کہ دل سخت ہوگئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے وقت روتے دیکھا
اور قول آپ کا قست یعنی سخت اور صلب ہوگیا اور قرآن کی سماعت خمیر مین
پڑگئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور مانوس ہوگئے پس کوئی نئی چیز رہ نہین گئی تھی
تاکہ متغیر ہون اور صاحب وجد اُسکی مثال ہی جسکو نئی چیز معلوم ہوا ور
اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی ہمارا حال نماز کے پہلے جیسے ہمارا حال نماز
کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمرار ہے پس اسی طرح سماع
مین ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد نقصل علم کے ساتھ نقص
نہین ہی اور نقصل علم نقصل وجد سے بہت پورا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہمین
پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے کہ اگر یہ لقبیہ وجود سے ہی اور یہ سب قریب المعنی قول ہین
مگر اس شخص کے لیے جو اُس معنی مین اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص
نادر الفہم اور نادر الوجود ہی - اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والون کے لیے مختلف
موجد سماع کے وقت ہین اُنمین سے بعضے خوف سے روتے ہین اور بعضے شوق
کے مارے روتے ہین اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط سے روتا ہی جیساکہ
شاعر نے کہا ہی ؎ طفح السرور علی حتی انہ + من عظم ما قد سرنی ابکانی +
؎ اُمڈا ہی تن بدن مین سرور اسقدر کہ مین + عظمت سے اُسکی جس نے
کیا خوش تھا رو دیا + شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا سماع
طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدون کا سماع خوف ورجا سے ہی اور اولیا
کا سماع نعمتون اور آلاء کے دیکھنے سے ہی اور عارفون کا سماع مشاہدہ
سے ہے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور اُنمین سے ہر ایک
کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ موارد اسرار نے مین کھیسہ

ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہین تو جو دارد شکل سے ملا اُس سے مل گیا
اور جو دارد موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے مواجید
اور احوال ہین اور جسکو ہم نے ذکر کیا اُس شخص کا حال ہی جو سماع سے بلند
اور مرتفع ہو اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہم نے خوف
اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور اُنمین سے اعلی درجہ کا بکا فرح ہی جیسے
کوئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر مین آتا ہی تو اہل کے دیکھنے کے
وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ مین ایک اور مرتبہ ہی جو اس سے
بھی نایاب تر ہی اُسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اُسکا بیان اس
وجہ سے کہ فہم اُسکے ادراک سے قاصر ہی بڑا معلوم ہوتا ہی تو اکثر اُسکا بیان انکار
کے مقابلہ مین ہوتا اور ضرور ہے اُسپر جفا ہوتی ہی الا اُسے جانتا ہی جو اسے قدماً
ووصولاً پاتا ہی یا اسکو بڑی بحث اور مثالون سے سمجھتا ہی اور وہ بکا وجدان بکاء
فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض مواطن مین پیدا ہوتا ہی اور دنیا
مین حق الیقین سے تھوڑے اوتار ہین تو اُسکے بعض مواطن مین بکا پایا جاتا ہی
اسوجہ سے کہ محدث اور قدیم مین تغائر اور تباین ہوتا ہی پس بکا ایک ترشح ہوتا ہی
جو حدوث کے وصف سے ہی اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطوت شعلہ زنی

کرتی ہی - ولیقرب من ذلک مثلا فی الشاہد قطر الغمام تلاقی مختلف الاجرام -
اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہی لقبیہ پر مشعر ہی جو فنا صرف کے مستحق
کرتا ہی ہان کبھو فنا مین بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آثار سے بالکل
پاک اور منزہ ہو اور انوار مین ڈوبا ہو اور زمان بعد اس سے مقام بقا کو
ترقی کرے اور اُسکو ایسا وجد دیکھا جاے جو مظہر ہو تو بکا کے اقسام اُسکی
طرف عائد ہوتے ہین خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ

صورت مین مُنکے مشاکل اور مبائن اُنکے حقائق سے ہو ایک فرق لطیف کے
ساتھ جسکو اُسے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع سے بھی ایک قسم
اسپر عود کرتی ہر اور یہ قسم اُسکے لیے مقدور ہی اور اُسکے ساتھ مقہوری لیتا ہر
اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہر جب چاہتا ہر اور یہ سماع متمکن سے
اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہر جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی مبائن
ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی اُسمین سے
سکھلا دئے ہین تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع ہر جس
طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہر نہ کہ یہ اُسکا نفس ایسا ہوتا ہر کہ گویا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعضی خواہشون مین خوش کر دیتا ہر۔ اور
اسی قبیل سے ہر یہ نقل کہ آیا محمد الراشی اپنے یارون کو سماع مین مشغول کرتے
اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جاکر نماز پڑھتے تو ہر آئینہ ان نغمات نے
ایسا ہی راستہ پایا ہی جیسا کہ اُس مہملی نے پایا ہر تو اُنسے نفس خوش اس سے
ہو کر مل بیٹھا اسواسطے روح کا مورد اُس مین صفائی کے سبب اُسوقت زیادہ
ہوتا ہر کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دوا ہر کیونکہ نفس با وجود طمانیت
کے اپنی جبلت اور بناوٹ کے سبب موصوف با جنبیت ہوتا ہر اور اُسکے
بعد مین فتوح سے اقسام روح اور اُس کے حصے وافر ہو جاتے ہین
اور اُس کے کان مین نماز کے وقت الحان کا راہ پانا اُس کی اور اُس
کی حقیقت مناجات اور کلام تنزیل کے نغم مین درمیان مکر اور
حیلہ کرنے والا نہین ہے اور وہ اقسام بلا مزاحمت اپنے اپنے
محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت نہین ہے اور یہ
سب اس وجہ سے ہے کہ ایمان کے ساتھ کی سینہ کی شرح کو وسعت ہی

اور اللہ محسن اور منان ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہی اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کے مثل ہی
اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُبی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھ اُنھون نے عرض کی مین آپ کے سامنے
پڑھون اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہی تو حضرتؐ نے فرمایا مجھے رغبت ہی کہ
اُسے مین اپنے غیر سے سُنون پھر سورۃ النسا پڑھنی شروع کی یہان تک کہ وہ اس
آیت پر پہنچے ۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا ۔
یعنی پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائین اور
تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرتؐ کی دونون آنکھین
اشک ریزان تھین ۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود
کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اُسکو ملا اور پھر اپنے دونون لب اُسپر رکھ گئے
دیر تک رویا کیے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین اور متمکن جو ہی
اُسکی طرف اقسام بکا رجوع کرتے ہین اور آہین ایک فضیلت ہی جسکو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مانگا ہی اور فرمایا ۔ اللہم ارزقنی عینین ہطالتین یعنی اے اللہ
میری روزی مجھے کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا فی اللہ
ہو پھر للہ اور پھر باللہ ہوا اور وہ اتم ہی کہ یہ اُسکی طرف ایک وجود جداگانہ
کے ساتھ جو اُسکو کریم منان سے مقام لقا مین عطا کیا گیا ہی اُسکی طرف عود کرتا ہی

پچیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین ادب اور توجہ کے ساتھ ہی

اور یہ باب آداب سماع اور حکم جامہ دری اور اشارات مشائخ پر جو اسمین بیان ہوے

جو چیزین کہ اسمین ما ثور منقول اور معذور ممنوع سے ہین اُن سب پر مشتمل ہے کہ بنا رتصوف جملہ احوال مین صدق پر ہے اور وہ جد یعنی درستی اور کوشش باکل ہی صادق کے سزاوار نہین ہے کہ وہ ایسی مجلس مین جانے کا ارادہ کرے جسمین راگ ہوتا ہو مگر جب کہ اللہ تعالی کے لیے نیت کرے اور اپنی ارادت اور طلب مین اُس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی ہوی کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس مین جانے کے لیے کرے اور اللہ تعالی سے برکت کا اسمین سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس مین آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پانون کے سکون سے لازم رکھے ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہے مستمع پر واجب ہے کہ وہ اپنی سماع مین اس سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُسکے وجد یا شوق یا غلبہ وارد کو برانگیختہ کرے اور وارد اُسکا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھودے تو صادق وجد سے بچے اور اسمین حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے علی الخصوص جب کہ شیخون کی حضوری مین ہو۔ حکایت ہے کہ ایک جوان جنید رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سُنتی نعرہ مارا اور متغیر ہو گیا تو آپ نے اُس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو میری صحبت مین مت بیٹھ تو اُس کے بعد وہ اپنے تئین ضبط کرتا اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے۔ پھر جبکہ ایک دن اُن دنون سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے نہین ہے کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعوی بغیر حال حاصل کے کرے اور یہ عین نفاق ہے۔ مشہور ہے کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے تو اسمین لوگ بہت غصہ ہوئے کہا ہان وہ اس سے بہتر ہے کہ ہم بیٹھین اور غیبت کرین

توانسے ہو عمرو بن مجید وغیرہ اُنکے بھائیون نے کہا افسوس ہی ابا القاسم سماع کی
لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسون سے کہ ہم لوگون کی غیبت کرتے ہین اور یہ
اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالی کی طرف ہی اور کھلے جھوٹ سے
حال کا مزوج اور معطر کرنا ہی اور اسمین کئی گناہ ہین ایک تو اُن مین سے یہ ہی کہ
وہ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہی اور حال آنکہ
بخشی نہین - اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہون سے بدتر ہی اور ایک اُنمین
سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت حسن ظن کرین اور
فریب دنیا خیانت یعنی دغلی اور ناراستی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمین فریب دیا وہ ہم مین سے نہین ہی اور ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ ہرگاہ وہ مبطل ہی اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا تو عنقریب
اُس سے ظاہر وہ امر ہو جائے گا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کردے اور اسکا
نتیجہ یہ ہی کہ اور لوگون کی نسبت جو اسکے امثال ہین اُسکا اعتقاد خراب ہو جائیگا
پس اہل صلاح کے حق مین فساد عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہوگا اور
اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچے کا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اُس سے جماعین
کی مدد بند ہو جائے گی اور اس سے بہت کچھ آفتین پیدا ہونگی جس سے اُس شخص پر مشکل
پڑے گی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک اُنمین سے یہ ہی کہ حاضرین کو اُسکے قیام اور
قعود مین موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگونکا تکلف تکلیف
دینے والا ٹھہرے گا اور جماعت مین وہ شخص موجود ہو کہ نور فراست سے دیکھتا ہی
کہ وہ جھوٹا ہی اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارات سے اُٹھاتا ہی اور
گناہون کی شرح اسمین بہت ہوتی ہی تو چاہیے کہ اپنے اللہ پروردگار سے خوف کرے
اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی راہ اُسے

ہر ملے یا جھٹکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہین ہی کہ چھینک آئی ہوئی کو
روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ طبیعت
مقتضی ہو۔ سری رح نے کہا ہی نعرہ اور فریاد مین صاحب وجد کی شرط ہی کہ وجد
اُس حد کو پہونچ جاے کہ اُسکے منھ پر اگر تلوار ماری جاے تو اُسکو خبر نہو کہ درد ہو اور
یہ اہل وجد کی نوبت فناذ نادر ہی ہوتی ہی اور کبھو اس رتبہ کو غیبت سے صاحب
حال نہین پہونچتا مگر اُسکی آواز ایسی نکلتی ہی جیسے کسی کو تنفس ہو اور وہ ایک
قسم کے ارادہ سے ہوتا ہی جو اضطرار سے ملا ہوا ہی اور یہ ضبط حرکات کی رعایت
اور نعروں کی رد سے ہی اور کپڑوں کے پھاڑ ڈالنے مین زیادہ موکد ہی اسواسطے
کہ یہ مال کا اتلاف اور خرچ باطل ہی اور اسی طرح سرائندہ کی طرف خرقہ کا پھینکنا بھی
سزاوار اُسکے نہین کہ یہ قوت کیا جاے الا جب کہ اُسکی نیت ایسی موجود ہو کہ
اُسمین تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جب کہ نیت نیک ہی تو قوال کی طرف
خرقہ کے پھینکنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی آئینہ کعب بن زبیر سے روایت ہی
کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس آیا اور ابیات پڑھین
جنکی اول بیت یہ ہین ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول + یعنی سعاد محبوبہ
جدا ہو گئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہی۔ یہان تک کہ وہ اس بیت
تک پہونچا ؎ ان الرسول لسیف یستضاء بہ + مہند من سیوف اللہ مسلول +
یعنی رسول البتہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیا حاصل کی جاتی ہی
اللہ کی تلواروں مین سے ایک کھچی ہوئی تلوار ہی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ
مین کعب بن زبیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی طرف
ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینک دی جب زمانہ معاویہ کا تھا تو

تو اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے ہاتھ
دس ہزار کو بیع کر دے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیج دیا کہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہین دے سکتا جب وہ مرگیا تو معاویہ نے
اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر لدین اللہ کے پاس موجود ہی کہ اُسکی برکات اُسکے ایام زخشندہ پر ہیو یخی
اور متصوفہ کے آداب ہین کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہین اور اُسکا لحاظ صحبت
اور معاشرت مین ہوتا ہی اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہین ہوتے تھے
مگر ہر ایک بات کو اُن لوگون نے پسند کیا اور اُسکے اوپر اتفاق کیا ہی اور نہ اُنپر
شرع کا انکار ہی کوئی وجہ انکار کی اسمین نہین ہی تو اُسمین سے ایک یہ ہی کہ اُن
لوگون مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گر پڑا یا وجد
اُسپر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو مستحسن اُنکے نزدیک
یہ ہی کہ حاضرین سر برہنہ کرنے مین اُسکے ساتھ موافقت کرین جبکہ یہ امر سرگروہ
اور شیخ سے ہوا اور اگر فعل شیخون کی حضور مین جوانون سے ہو تو شیخون پر واجب
نہین ہی کہ اسمین جوانون کی موافقت کرین اور بقیہ حاضرین پر جوانون کے لیے ترک
موافقت حکم مشائخ پہونچتا ہی پھر جب سماع سے خاموش ہون صاحب
حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہی اور حضار مجلس عمامون کے اُٹھانے سے اُسکا
ساتھ دیتے ہین پھر اُنھین فوراً سردن کی موافقت کے لیے پہنتے ہین اور جب
خرقہ قوال کی طرف پھینکا جاے تو وہ قوال کا ہی جب کہ اُسنے ارادہ اُس کے
عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہین کیا تو بعضے نے کہا ہی کہ وہ
قوال کا ہو چکا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہی اور اُسی کی طرف سے وہ
موجب صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہی کہ وہ مجلس بھر کے

لیے ہی کہ از انجملہ قوال ہی کہ اسمین محرک قول قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہی
کہ وجد پیدا ہوا اور احداث وجد قوال کے گانے پر متصور نہین ہی پس قوال اُنمین
سے ایک ہوگا - روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
روز کہا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اُس کے لیے یہ درجہ ہی اور جو مارا جاسے
سکے لیے یہ اجر ہی اور جو قید ہو اُسکے لیے یہ ثواب ہی تو جوان لوگ فتابی کر گئے
اور بوڑھے اور سردار کھڑے نیزون اور جھنڈون کے پاس ہوے پھر جب اللہ
نے مسلمانون کو فتح دی تو جوانون نے خواستگاری کی کہ یہ فتح ہمارے نام ہو
اور بوڑھے لوگون نے کہا کہ ہم تمھارے یار اور پشتی تھے پس مال غنیمت ہم سے
الگ الگ نہ لیجاؤ تو اللہ تعالی نے نازل یہ آیت کی - یسئلونک عن الانفال
قل الانفال للہ والرسول - یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے ہین کہدے
کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہی پھر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُن سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کر دیا اور بعض کا قول ہی کہ اگر گانے والا قوم
مین سے ہو تو وہ ایک کے مثل تو گنا جائیگا اور قوم سے نہو تو جو اُسکی قیمت
ہو اُسے دیجاے اور جو فقرا کے خرقون سے ہو اُن سب کے درمیان تقسیم کیا جائے
اور کہا گیا اگر قوال اجرت پر آیا ہو تو اُسکو کچھ اُسمین سے نہ ملے گا اور اگر وہ شئے
بے اُجرت ہو تو اُسکو دیا جائے گا اور یہ سب باتین اُسوقت ہین کہ وہان شیخ نہو
جو حکم دے اور وہان پر شیخ موجود ہو جسکی بزرگ داشت اور اسکے امر کا امتثال
ہو تو شیخ اسمین حکم دیگا جو اُسکی راے مین آوے کہ ہر آئینہ اسمین مختلف
احوال ہوتے ہین اور شیخ کے لیے اجتہاد حاصل ہی تو جو اُسکی راے مین آئے
کرے اُسپر کسی کو اعتراض نہین اور بعض اصحاب اور بعض حضار نے اُسکا فدیہ یا
معاوضہ دے دیا اور قوال و قوم اُسپر راضی ہوگئی اور ہر ایک شخص اُن مین سے

اُسکے خرقہ کی طرف پھرا تو جائز ہی اور اگر ایک نے اُن مین سے اثیار اور دے
دینے پر اصرار کیا اسوجہ سے کہ اُسنے اُسکی نیت سے اُتارا ہی تو قوال کو اُسکا خرقہ
دیا جاے گا مگر پھٹے ہوے خرقہ کا چاک کرنا جسکو سچے صاحب حال نے ایسے
غلبہ کے سبب پھاڑ ڈالا ہی جس سے وہ بے اختیار ہو گیا جسطرح کہ نفس کو
غلبہ ہوا کرتا ہی پھر جو کوئی اُسکے روکنے کا قصد کرے تو سب اُسکے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے بانٹ لیتے ہین تبرک بالخرقہ ہی اسواسطے کہ وجد فضل حق کے آثار سے
ایک اثر ہی اور خرقہ کا چاک کرنا آثار وجد سے ایک اثر ہی تو خرقہ مین اثر ربانی
آگیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جاے اور اعزاز و اکرام کے لیے سر پر
رکھا جاے ؎ تضوع ارواح نجد من ثیابہم ٭ یوم القدوم تقرب
العہد بالدار ٭ ؎ ارواح نجد مین ہی مہک اُنکے جامہ سے ٭ آنے کے
دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی ٭ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابر کا
استقبال فرمایا کرتے اور اُس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ نئی تازی
چیز ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا پس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد عہد کا ہی تو
حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جاے اور جو ثابت خرقہ اُسکے تابع
ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعضے فقرا کو مخصوص
اُسکے حصہ سے کردے تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو بھی
اُسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض اُسپر نہوگا کہ یہ تفریط اور خرچ فضول ہی اسواسطے
کہ چھوٹے خرقہ سے اُسکے موقع پر وہی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو جیسا
کہ بڑا خرقہ فائدہ دیتا ہی - اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ ایک حلہ حریر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ
آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا مین وہ پہن کر باہر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو مین اپنے

ذات کے لیے مکروہ جانتا ہون اُس سے تیرے لیے راضی نہین پھر آپ نے
اُس کے ٹکڑے کرکے عورتون کو اوڑھنیان بنادین اور ایک روایت مین ہی
کہ مین آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مین اُسکو کیا کرون آیا مین اُسے پہن لون
فرمایا کہ نہین لیکن اسکی اوڑھنیان فواطم کے لیے بنا دو مقصود فاطمہ بنت اسد
اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ اُنسے ہین
اور اس روایت مین ہی کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا اور یہ وجہ
کپڑے کے پھاڑنے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے مین سنت کے اندر ہی ۔
حکایت ہی کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت مین فقیہ اور صوفیہ جمع ہوے
اور خرقہ گر پڑے اور وہان شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم
قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کرلیا تو شیخ ابو محمد نے
بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہی تو
ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہان تک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم
کو بلایا اور کہا مجلس مین دیکھ جسکے پاس پھٹا پرانا مصلے ہو تو اُسے میرے
پاس لے آتب وہ مصلی لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر کیا اور کہا یہ
مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر یہ کہا اور ایک ہی
قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوے
اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہین ہی اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر
تقسیم ہوتا ہی خواہ ہم جنس ہون یا غیر جنس جبکہ قوم کی نسبت انکو حسن
ظن ہو اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہی ۔ طارق بن شہاب
نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور اُنکی امداد اہل
کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور فتحیاب ہوے

اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے کوفہ کے لوگون کو کچھ نہ بانٹین بنی تمیم سے
ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع یعنی خصومت کرنے والے تو چاہتا ہے
کہ ہماری غنیمتون مین تو شریک ہو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا حضرت نے جواب
لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہے جو لڑائی مین موجود ہو اور بعضے اس طرف گئے ہین کہ
پھٹا خرقہ مجلس پر تقسیم ہو اور جو اسمین ثابت ہو قوال کو دیا جاے اور استدلال
اس روایت سے ابی قتادہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہا جب حنین کے دن لڑائی مین
ہمنے اوزار رکھدیے اور قوم سے ہم کو فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا جس شخص نے کسی مقتول کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہے اور یہ اُسکے
لیے وجہ صحیح خرقہ مین ہے اور پھٹا خرقہ جو ہو اسکا حکم ہے کہ حاضرین کے حصہ کرکے بانٹ
دیے جائین اور اگر مجلس مین تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے نہ تھا اُسے بھی حصہ
ملے گا ابو موسی اشعری رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین تین دن بعد جنگ خیبر سے آئے تو ہمارے حصہ لگائے گئے اور
کسی کو حصہ نہین دیا گیا جو ہمارے سوا فتح مین موجود نہ تھا اور قوم صوفیہ کے لیے
سماع مین اُنکے پاس غیر جنس کا موجود ہونا مکروہ معلوم ہوتا ہے جیسے متعبد جسکو ذوق
اسکا کچھ نہین تو وہ انکار کرتا ہے اُسکا جو منکر نہین ہے یا دنیا دار جو تکلف اور مدارات کا
محتاج ہو یا وجد مین تکلیف کرنے والا جو اپنے تواجد سے حاضرین کو تشویش وقت
دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا یا رسول اللہ
بشارت ہو آپکو کہ تیری امت کے فقرا دولت مندوں سے پہلے آدھے دن یعنی پانسو برس
پیشتر بہشت مین داخل ہونگے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوے
اور فرمایا تم مین کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے لیے شعار پڑھے تو ایک بدوی نے

کہا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا ؎ لقد لسعت حیة الھوی کبدی فلا طبیب لہا ولا راقی + الا الحبیب الذی شغفت بہ + فعندہ رقیتی وتریاقی + ترجمہ ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہی کہ اُسکا نہ کوئی طبیب ہی نہ منتر پڑھنے والا ہی مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اُسکے پاس میرا منتر ہی اور زہر مہرہ ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپکے ساتھ صحابہ نے بھی وجد کیا یہانتک کہ ردا ے مبارک آپ کے شانے سے گر پڑی پھر جب فارغ ہوے ہر ایک شخص اُنمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا اچھا آپ کا لعب ہی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا آہ یا معاویہ وہ شخص کریم نہین ہی جسے ذکر حبیب کے سُننے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کرکے حاضرین کو بانٹ دیے اور یہ حدیث ہم نے سند سے وارد کی ہی جیسا کہ ہم نے سُنا اور پایا اور ہر آئینہ اُسکی صحت مین اہل حدیث نے کلام کیا ہی اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا ور وہ ہم شکل اہل زمان کے وجد اور اُنکی سماع و اجتماع اور اُنکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمان کے واسطے ہی اُنکی سماع اور اُنکے خرقہ چاک کرنے اور اُسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح ہو اور اللہ بہتر داناہی اور میرے دل مین کھٹکتی ہی یہ بات کہ وہ صحیح نہین ہی اور اُسمین ذوق اسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ یہ کیا ہو اور اُن خبرون پر وہ اعتماد کرتے ہین بنا بر اُس شے جو ہمین اس حدیث مین پہونچا ہی اور دل اُسکے قبول سے انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی

چھبیسوان باب اُن چلّون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین

چلے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہی جسکے سوا وہ اسکی طلب کرتے ہون لیکن جبکہ حکم اوقات کی مخالفتین اُنمین دخیل ہوتی ہین تو چلے کے ساتھ وقت کا مقید کرنا اُنکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلے کا حکم اُنکے تمام زمانے پر جاری ہو جائے گا تو وہ اپنی جمیع اوقات اُسی ہیئت سے رہینگے جو چلے مین ہوتی ہی بنا اسکی یہ ہی کہ چلا ذکر کے ساتھ مخصوص ہے حدیث شریف مین ہی کہ جسنے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے ظاہر ہوتے ہین اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے چلے کو ذکر کے ساتھ قصۂ موسے علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہی اور چلے کے ساتھ تخصیص امر آلہی مزید ترک دنیا کے لیے ہی قال اللہ تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اور ہمنے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُسکو دس رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات کا ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا جب کہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالیٰ جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور اُنکو دشمنون کے ہاتھون سے خلاص کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے لائے گا جسمین حلال اور حرام اور حدود اور احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کر ڈالا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے کتاب مانگی تب اُنکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تین دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعد ہی پھر جبکہ تیس راتین پوری ہوئین تو اُنسے منھ کی بدبو بری معلوم ہوئی تو خرنوب جنگلی

درخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منھ سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے اِس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہین جانتا کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دین اور رات کو کھائین بلکہ چالیس دن بغیر کھائے طے کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا کھانے سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات مین ہے یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام اُسکے محتاج ہوے جب کہ مکالمہ الٰہی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم لدنی اُن لوگون کے دل مین جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے ہوے ہین ایک قسم کا مکالمہ ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن خالص طور پر ہوگیا اسطرح کہ اپنے نفس سے معاہدہ معدہ ملکا رکھنے کا کیا ہو تو اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی الا یہ امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین اور اس امر مین جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکا حکم دیا اور چالیس دن سے قید اور حد لگائی ایک حکمت کے واسطے ہے اور اسکی حقیقت پر کوئی مطلع نہین ہے۔ انبیاء علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو معلوم کرا دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے انبیا کے سوا اُسکے معلوم کرانے سے مخصوص کر دیا اور اسکی پوشیدگی مین ایک معنی چمکا رہے ہین اور اللہ بہتر دانا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہے خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحاً یعنی آدم کی سرشت کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم جبکہ دارین کی آبادی کے لیے

صلاح خواہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے دنیا کی آبادی چاہی جس طرح کہ بہشت کی
آبادی اُس سے چاہی مٹی سے اس ترکیب کے ساتھ اُسکو پیدا کیا جو عالم حکمت
اور شہادت اور اس دار دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اُسی سے
دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت مین کہ سفلی اجزا زمین سے وہ مخلوق نہوتا اُسی
مٹی سے اُسکو پیدا کیا اور چالیس دن اُسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن
کے تخمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہو جاوے اور بارگاہ الٰہی اور
مقامات قرب سے ٹھٹک رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے رُک بجاتا تو دنیا معمور
نہوتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین مین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بُعد المقام
قرب نے اسمین جڑ پکڑلی پس ہر روز اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے
انقطاع کرنا اور اُسکے سامنے آنے اور امر معاش کی طرف نور سے کھینچنا ایک حجاب
اسے نکالتا ہی جو ایک معنی ہی کہ اسمین امانت رکھا ہوا ہی اور ہر ایک حجاب کے
اُٹھنے کے موافق منجذب ہونا اور منزل حاصل کرنا ہی قرب حضرت الٰہی جو مجمع
علوم اور اُنکا مصدر ہی پھر جب کہ چلا پورا ہو گیا تو پردے دور ہو جاتے ہین
اور علوم و معارف اسپر خوب ریزش کرتے ہین بعد ازان علوم و معارف
جو اعیان ہین انوار سے بدل جاتے ہین اس سبب سے کہ نور عظمت الٰہی
کی اکسیر سے متصل ہوتے ہین اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ
بن جاتے ہین اور حدیث نفس کے احرام انوار عظمت اسکے قبول کرنے کو پیشواتے ہین
پس اگر وجود نفس اور اُسکی حدیث نہوتی تو علوم الٰہیہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ
حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب مین بالذات قبول علم
کے لیے کوئی شے نہین ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اُسکے
قلب سے حکمت کے چشمے اسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ

قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اُسکی عالم شہادت کی طرف
ہی اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اُسکی توجہ عالم غیب کی
طرف ہی توجو علوم نفس مین پیدا کیے گئے ہین اُنسے قلب مددچاہتا ہی اور زبان
جو اُسکی ترجمان ہی اُسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم ظہور قلب سے ہی ہوا سطے کہ علوم
اُسمین جڑ پکڑے ہوے ہین تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب
حاصل ہین جو الہام کے رتبون سے بڑھے ہوے ہین پس بندہ اللہ کی طرف جھک
پڑنے اور لوگون سے یکسو ہونے کے سبب اپنی مسافت ہاے وجود کو قطع
کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواب علوم کو نکالتا ہی اور رہبر آئینہ حدیث
مین وارد ہی۔ الناس معادن کمادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیتہ
خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی سونے چاندی کی سی کھان ہین جو جاہلیۃ
مین اُنمین کے اچھے ہین وہی اسلام مین اُنکے بہترین ہین جب کہ وہ فقیہ
ہون تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل مین خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ
کمیابی پیدائشی طبقات سے دور کرتا ہی جو اللہ تعالیٰ سے اُسکو دور رکھتا ہی
یہان تک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسون طبقون کو ایک دل
پیچھے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کر دیتا ہی اور اس بندہ کی صحت کی نشانی
اور چلے سے اُسپر اثر پڑنے کی علامت اور اخلاص کی شرطون کا پورا کرنا یہ ہی
کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہو جاے اور
دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا مین زہد کرنا ظہور حکمت کی ضرورت
سے ہی اور جو دنیا مین زہد نکرے تو اُسکو حکمت نصیب نہ ہوگی اور جو حکمت چلّے
کے بعد بہرہ مند نہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ اُسنے شرائط مین کچھ خلل ڈالا ہی اور
اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہین ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہین ہوا

تو اُسنے اللہ کی عبادت نہین کی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اخلاص کا حکم دیا ہے
جیساکہ ہمکو محال کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اور وہ لوگ نہین حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت کرین اسطرح کہ دین کو
اسکے لیے خالص کرین۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اخلاص
اور شرک دونون گھٹنون کے بل پروردگار عزوجل کے سامنے حاضر آئین گے
تو اللہ تعالیٰ اخلاص کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل اخلاص کے ساتھ جنت
کو جا اور شرک کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ مین جا
اور اس اسناد سے سلمی نے کہا علی بن سعید سے مین نے سنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا ابراہیم شقیقی سے مین نے سنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا محمد بن جعفر الخصاف سے مین نے سنا
اور اُس سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا احمد بن بشار سے مین نے سوال
کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا ابا یعقوب الشرطی سے مین نے سوال اخلاص
سے کیا کہ کیا چیز ہے اُسنے کہا احمد بن غسان سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے
اُسنے کہا کہ احمد بن علی الہجیمی سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُس نے کہا
مین نے عبدالواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا کہ حسن سے
مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے اُسنے کہا کہ مین نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہے اُسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہے آپ نے فرمایا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے
جبرئیلؑ نے کہا مین نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہے حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہے جسکو مین نے اُن لوگون کے

قلب مین رکھا ہی جسکو مین اپنے بندون سے دوست رکھتا ہون تو بعضے
آدمی خلوت مین مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہین اسواسطے کہ نفس بالطبع
خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس
جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اُکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت مین قید کیا
تو اُسکے قلب مین حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اُسپر داخل ہوتی ہین ذوالنون
رحمہ اللہ نے کہا مین نے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جو خلوت سے بڑھ کر
باعث اخلاص پر ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آئینہ اُسنے اخلاص
کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور
شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے وصیت آپ سے چاہی تھی
وحدت کو لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹا دے اور دیوار کی طرف منھ
رکھ جب تک کہ تو مرے اور یحیی بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہائی
صدیقین کی آرزو ہی اور انسانون مین سے جسکے باطن سے فراغت خلوت آوے
اور اُسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم واکمل اور بڑی دلیل اُسکے کمال استعداد کی ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اُسپر دلالت کرتا ہی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شروع ہوئی وہ خواب مین رویاے صادقہ ہی تو آپ رویا نہین
دیکھتے تھے مگر اس طرح پر کہ جیسے صبح نمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند
آئی اور حراء مین آپ تشریف لاتے تھے اور اُسمین کئی رات برابر عبادت اور
خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ تیار ہوا کرتا پھر حضرت خدیجہ رض کے پاس آتے
پھر اُسکے مثل کے لیے آپ تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
غار حراء مین تھے اسمین ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مین قاری اور پڑھنے والا نہین
ہون پھر مجھے اُسنے پکڑا اور دبوچا یہان تک کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے
چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو مین نے کہا کہ مین قاری نہین ہون پھر مجھے پکڑا اور دوبارہ
دبوچا حتی کہ وہ اپنی انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو مین نے کہا کہ
مین قاری یعنی خوانندہ نہین ہون تو اُس نے مجھے پھر پکڑا اور تیسری بار
دبایا یہان تک کہ اپنی غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا اقرا باسم
ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ۔ یعنے پڑھ اپنے رب کے اسم سے
جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہان تک کہ مالم یعلم تک پہونچا
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ واپس آگئے اس
حالت مین کہ اُسکے دفعۃً ظاہر کرنے سے لرزتے تھے یہان تک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زملونی زملونی ۔ یعنی کملی مجھے اُڑھاؤ کملی مجھے اُڑھاؤ تو آپ کو
کملی اُڑھا دی یہان تک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے واسطے
کیا اصلاح ہی اور اُنکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پر ڈرتا ہون خدیجہ نے کہا
نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہی کہ تجھے اللہ غمگین ابد تک نہ کرے گا
اسواسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہی اور بات سچ کہتا ہی اور بار اُٹھاتا ہی اور معدوم کو
کسب کرتا ہی اور مہمان کی ضیافت کرتا ہی اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اُسمین
اعانت کرتا ہی پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لے کر چلین یہان تک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے وہ عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اُسکو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ آدمی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اُس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سُن ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خبر دی تو اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہی جسکو موسیٰ پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی ایسی چیز جو تو لایا ہرگز
نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت اور ایذا سے ستایا گیا اور تیرا دن اگر مجھے ملے گا
تو مین تیری بھاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی
حدیث مین کہ اس درمیان مین کہ مین چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سُنی مین نے سر اُٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا مین آیا اور وہ زمین و آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور خوف سے مین بھر گیا اور پلٹ آیا اور مین نے
کہا۔ زملونی زملونی فدثرونی تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ یا ایہا المدثر قم فانذر ربک
والرجز فاہجر۔ اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا
گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیون سے اپنی جان کھودین تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پر
پہونچے تاکہ اُس سے اپنے تئین گرادین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمد
انک لرسول اللہ حقا یعنی اے محمد تو سچا رسول اللہ کا ہی اسس سے دل آپ کا ٹھہر جاتا
اور جب قطع وحی کو طول ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبرئیل اور اسی کے مثل کرتے
تو یہ اختیار امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر دینے والی اصل ہی اس
معاملہ مین کہ مشائخ نے مریدون اور طالبون کے لیے خلوت پسند کی اسواسطے کہ جب
وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خلوت خالص ہوگئی تو اللہ تعالیٰ انپر وہ باتین کشود کرتا ہی
جو اُسکی مانوس خلوت مین ہون یہ گویا معاوضہ اللہ کی طرف سے اُن کے سینے
اُن چیزون کا ہی جو اُنھون نے اللہ کے واسطے چھوڑ دین بعد ازان قوم کی

خلوت سہ مری اور ملہ اور اسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بشارتون کے مبادی اور اسکے عطایات سینہ لاہر ہین

ستائیسوان باب فتوح اربعین کے بیان مین

اور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہو اور کلمات کو اُنکی جگہ سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو خلاص کو حق خلوت یہو گیا تاہی داخل ہوئے اور اُن لوگون نے یہ سُن لیا کہ مشایخ اور صوفیہ کے لیے خلوتین تھین اور اُنکے لیے واقعات ظاہر ہوے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب کے ساتھ اُنکو ہوا تو اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور یہ محض ابتلال وضلال ہی ہان صحیح یہ ہو کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی اور نفس کے احوال کی جستجو اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی ابی عمرو الاخاطی سے نقل ہو کہ اُسنے کہا ہرگز سعادت نہوگا عاقل کے لیے انجام مگر یہ کہ اُن باتون کو مضبوط کرلے جو اُسپر واجب ہین - یعنی حال اول کی اصلاح اور اُن مقامات کی اصلاح کہ اُنکی معرفت سزاوار ہی خواہ زیادہ ہوا یا ناقص ہو اُسکے تو اُسپر واجب ہو کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو کوئی مشاغل نہو پس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہو وہ بگڑ جائیگا - ابا تمیم مغربی سے روایت ہی وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو سزاوار ہی کہ وہ تمام افکار سے بجز ذکر الٰہی عزوجل کے خالی ہو اور جمیع مرادات سے بجز مراد اپنے رب کے سے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہی اُس سے خالی ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہو تو اُسکی خلوت یا بلا مین اُسکو ڈالے گی - ایک

شخص ابی بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے وصیت کیجیے فرمایا مین نے دنیا
و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت مین اور اُن دونون کی بُرائی کثرت اور اختلاط
مین پائی تو جو شخص خلوت مین کسی سبب در بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اُسپر داخل ہوا
اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور وہ جھوٹ اور
دھوکے کی باتون سے مملو ہو گیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی فتنہ اُس قوم مین آن
پہونچا جو خلوت مین بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے اور کسی ایک ذکر اذکار
سے یہ متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ
خلوت سے اُتارا اور مشغولیون کو حواس سے باز رکھا جس طرح کہ راہب ترسا
اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت مین جو وحدت ہی اُسکی صفائی
باطن مین مطلقا بڑی تاثیر ہی تو جو چیزین کہ انمین سے حسن سیاست شرعی اور
صدق مطابقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہین اُنکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ
قلب روشن ہو جاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر مین حلاوت آتی ہی
اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُسمین اخلاص ہوتا ہی جیسے نماز اور تلاوت وغیرہا
اور جو انمین سے ایسے ہون کہ سیاست شرع اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسمین نہو تو اُن سے نفس مین صفائی آتی ہی جس سے علوم ریاضی
کے حصول مین مدد حاصل ہوتی ہی کہ اُنکی طرف فلاسفہ اور دہریہ خدا اُنکو
شرمندہ اور خوار کرے متوجہ ہوتے ہین اور جس قدر کہ اسکی کثرت
ہوتی ہی اللہ تعالی سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی شیطان
اُن چیزون کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ حاصل کرتا ہی یا اُن اشیا
سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو نمودار ہوتا اور نظر آتا ہی گمراہی چاہتا ہی
یہان تک کہ میل تمام اُسکی جانب کرتا ہی اور گمان کرتا ہی کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا

اور نہین جانتا کہ یہ فن نصاریٰ اور برہمنون کے لیے فائق سے غیر ممنوع ہی اور
حکومت سے مقصود نہین انمین سے بعضے کہتے ہین کہ حق تعالی استقامت
تجھ سے چاہتا ہی اور تو کرامت کا طلبگار ہی اور کبھو خرق عادات اور صدق فراست
سے صادقین پر کھل جاتا ہی اور آنے والی بات ظاہر ہو جاتی ہی اور کبھو نہین کھلتی
اور اسکا نہ ہونا انکے حال مین اعتراض پیدا نہین کرتا اگر اعتراض انکے
حال مین پیدا کرتا ہی تو وہ صرف انحراف حد استقامت سے ہی پھر جو کچھ
صادقین پر انمین سے کشف ہوتا ہی انکے مزید یقین کا سبب ہو جاتا ہی
اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق حمیدہ سے
متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہی اور جو کچھ انمین سے اس شخص پر مکشوف
ہوتا ہی جو سیاست شرع سے خارج ہی اسکے واسطے مزید بعد اور غرور اور
حماقت کا اور لوگون سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث ہوتا ہی اور
یہ حالت اسکی رہتی ہی حتی کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اسکی گردن سے نکل جاتا ہی
اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہی اور اسکا گمان ہوتا ہی
کہ عبادات سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہی اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ترک کر دیتا ہی پھر بعد ازان رفتہ رفتہ اس سے ملحد اور زندیق ہو جاتا ہی
اللہ تعالی کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ مانگتے ہین اور کبھو اقوام کو خیالات
پیدا ہوتے ہین جنکو وہ لوگ وقائع تصور کرتے ہین اور مشائخ کے
وقائع سے انکو تشبیہ دیتے ہین بدون اسکے کہ حقیقت کا اسکے علم ہو تو
جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ
اللہ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اس نے درست کیا اور چالیس دن
یا زیادہ خلوت مین بیٹھا تو انمین سے بعضے وہ ہین کہ اپنے باطن کو صفائی

یقین دیتا ہی اور اپنے قلب سے حجاب کو اُٹھاتا ہی اور ایسا ہو جاتا ہی کہ جیسا کہ بعضون نے کہا ہی دیکھا ہی میرے قلب نے میرے پروردگار کو اور کبھی اس مقام کو ایک دفعہ اسطرح پہونچتا ہی کہ اپنے اوقات کو اعمال صالحہ سے آباد اور اعضاو جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم اوراد و وظائف اور تلاوت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور ایکبار اُسے حق تعالیٰ اُسکے مقام صادق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہونچا دیتا ہی جو اُس سے صادر ہوا اور ایک بار اس درجہ کو اذکار سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہی اسواسطے کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور تردید کرتا ہی اور اُسکو کہتا ہی اور اُسکی عبادت پانچون وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہی اور اُسکے تمام اوقات ذکر واحد سے خالی نہین رہتے اسطرح پر کہ اُسکے اندر کوئی فتور نہین آتا اور نہ اسمین کوئی اُسکی طرف سے قصور رہوتا ہی اور برابر ہمیشہ اس ذکر کو دُہرانا بالالتزام ہی حتی کہ وضو اور کھانے کے وقت مین بھی اُس سے نہین چھوٹتا۔ اور مشائخ کی ایک جماعت نے ذکر سے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کو قبول کیا ہی اور اُس کلمہ کی ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے مین ہی جب کہ کوئی مخلص صادق اُسکی مداومت کرے اور وہ اس امت کے لیے عطیات الٰہی سے ہے اور اسمین ایک خاصیت اس اُمت کے لیے ہی اُس بات مین جسکی روایت عبدالرحمن بن زید نے کی ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اس امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد علیہ الصلوٰة والسلام کے ہین علما اور گوشہ نشین پارسا بردبار برگزیدہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیا ہین تھوڑی عطا پر مجھسے رضامند اور تھوڑے عمل پر مین اُنسے خوش ہون اور لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ مین اُنکو بہشت مین داخل کرونگا اے عیسیٰ وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہین اسواسطے کہ کسی قوم کی

ہرگز زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہین کی جیسی کہ انکی زبانون نے کی اور نہ قوم کی گردنین ہرگز سجدہ مین جھکین جیسی کہ انکی گردنین جھکین اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت مین لکھی ہوئی ہے

یا ایہا النبی ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للمومنین وکنزا الامیین انت عبدی

ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ

السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن اقبضہ حتی اقام بہ الملۃ المعوجۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و

یفتحوا بہا اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا - یعنی اے نبی ہم نے تجھے بھیجا ہے شہادت اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا مومنون کے لیے پناہ اور ناخواندہ لوگون کے لیے خزانہ تو میرا بندہ ہے اور تو میرا رسول ہے نام تیرا مین نے متوکل رکھا جو نہ دل و زبان کا سخت اور کڑا ہے اور نہ بازارون مین چیخنے چلانے والا ہے اور نہ وہ برائی کا بدلا برائی سے کرتا ہے الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہے اور مین اسکی روح قبض نہ کرونگا جب تک کہ اسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جاے اس طرح کہ کہین وہ لا الہ الا اللہ اور کھولین اندھی آنکھین اور بہرے کان اور جو غلاف مین لپٹے ہوے دل ہین - پھر ہمیشہ خلوت مین بندہ اس کلمہ کو موافقت دل کے ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہے یہانتک کہ کلمہ قلب مین جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور کرتا ہے کہ اسکے معنی قلب مین حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاتے ہین پھر جب کہ کلمہ غائب ہو گیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہے پھر اگر زبان چپ رہی تو قلب نہین چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب مین جوہر بن جاتا ہے اور اسکے جوہر بن جانے سے دل مین نور یقین قرار پکڑ لیتا ہے حتی کہ جب دل اور قلب سے صورت کلمہ دور ہو جاتی ہے تو اسکا نور جوہر ہو کر رہ جاتا ہے اور ذکر کو عظمت مذکور یعنی حق سبحانہ وتعالی کے ساتھ لیتا ہے اور اسوقت ذکر ذکر ذات ہو جاتا ہے

عینا

اور یہی ذکر مشاہدہ اور مکاشفہ اور معاینہ ہے یعنی ذکر ذات کا نور ذکر کے جوہر
ہونے سے اور یہ خلوت سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہے اور یہ کبھی خلوت سے حاصل ہوتا ہے
نہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان کے
ساتھ قلب کی موافقت میں جد و جہد ہو یہاں تک کہ تلاوت زبان پر جاری ہو جائے
اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہو جائے اور اسوقت بندہ کو تلاوت اور نماز
میں سہولت پیدا ہوتی ہے اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز میں باطن روشن
اور نورانی ہو جاتا ہے اور قلب میں نور کلام کا جوہر بن جاتا ہے اور اُسی سے
ذکر ذات بھی ہوتا ہے اور قلب میں نور کلام جمع ہوتا ہے جسکے ساتھ کلام کرنیوالے
پاک کی بزرگی نظر آتی ہے اور اِس عطیہ کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ
پر مکشوف ہوتے ہیں اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہونچنے
تک جب کہ اُسکا باطن صاف ہو جاتا ہے وہ کبھو کمال انس اور حلاوت ذکر سے
ذکر میں گم ہو جاتا ہے حتی کہ وہ ذکر میں غائب ہونے کے اندر سونے والے میں
ملجاتا ہے اور گویا سوتا ہے اور کبھو حقائق اُسکو خیال کے پیرایہ میں جلوہ گر ہوتے ہیں
جسطرح کسی نے خواب میں دیکھا کہ اُسنے ایک سانپ مارا تو اُسکو تعبیر دینے والا
کہتا ہے کہ تو دشمن پر فتحیاب ہوگا پھر اُسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ کشف ہے جس کا
حق تعالیٰ نے مکاشفہ کرایا اور یہ فتح روح مجرد ہے کہ خواب کے فرشتہ نے اُسکے لیے
ایک بدن اِس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشف
ظفر ہی حق کا خبر دینا ہے اور خیال جو بدن کے مانند ہے ایک صورت مثالی ہے جو خواب
دیکھنے والے کے نفس سے پیدا ہو گئی اسوجہ سے کہ بیداری میں قوت وہمی اور خیالی
باہم ملی ہوئی ہیں پس کشف ظفر کی روح سانپ کے بدن مثالی سے مرکب
ہو جاتی ہے اسواسطے تعبیر کی حاجت پڑی اسواسطے کہ اگر کشف اُس حقیقت کا

ہوتا جو روح ظفر کی، ہی تعبیر اُس صورت مثالی کی جو بدن کے مانند ہو تو احتیاج تعبیر کی نہوتی اور ظفر کو ہی دیکھتا اور ظفر صحیح ہوتی اور کبھو بیداری کے وہم و خیال کے اشتمال سے خواب مین بغیر حقیقت کے خیال مجرد ورغاں ہوتا ہی اُس وقت وہ خواب پریشان ہوتا ہی جسے اضغاث احلام کہتے ہین اور اُسکی تعبیر نہین ہوتی اور صاحب خلوت کے لیے کبھو ایک خیال مجرد ہوتا ہی جو اُسکی ذات سے بدون اس بات کے کہ وہ کسی حقیقت کا ظرف ہو پیدا ہوتا ہی تو اُسپر کوئی بنا نہین رکھی جاتی اور نہ اُسکی طرف توجہ ہوتی ہی پس یہ واقعہ نہین ہی اور وہ فقط خیال ہی اور ہرگاہ کہ ایک سچا آدمی اللہ تعالی کے ذکر مین غائب ہوگیا یہان تلک کہ محسوس سے بھی وہ غائب ہوگیا اس طرح پر کہ اگر کوئی آدمی اُسکے پاس جائے تو اُسکو خبر اسکی نہین اسوجہ سے کہ وہ ذکر کے اندر گم ہی اور اس حالت مین ابتداءً اُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہی جنمین روح کشف کی پھونکی جاتی ہی پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہی تو پایہ ہوتا ہی کہ اُسکی تفسیر اُسکے باطن سے آتی ہی جو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطا ہی اور پا اُسکی شارح تسیخ اُسکا ہی جسطرح کوئی معتبر خواب کی تفسیر کہتا ہی اور یہ واقعہ ہوتا ہی اسواسطےکہ وہ ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس مین ہی اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر مین خلوص ہی دوسرے ذکر مین اُسکا مستغرق ہونا ہی اور اُسکی علامت یہ ہی کہ دنیا سے بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہو اسواسطےکہ اللہ تعالی نے واقع مین اُسکو امر مکشوف کا سبب مورد حکمت بنایا ہی اور حکمت زہد اور تقوی کا حکم کرتی ہی اور کبھو ذاکر کے لیے حقائق مجرد بلالباس مثال کے ہوتے ہین اور یہ کشف اور خبر دینا ہی جانب اللہ تعالی اُسکے لیے ہی اور یہ کبھو دیکھنے سے ہوتا ہی اور کبھو سننے سے اور وہ کبھو اپنے باطن سے سنتا ہی اور کبھو وہ ہوا سے گرتا ہی نہ اُسکے باطن سے جیسے ہاتف

کہ وہ فرشتہ غیب مشہور ہو کہ اس سے وہ ایک امر کو جسکا پیدا کرنا اللہ تعالی اُسکے
یا غیر کے لیے چاہتا ہو جان لیتا ہو پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اُسکے ساتھ اُسکے
یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہو یا خواب مین ایک شے کی حقیقت کو دیکھتا ہو۔ بعض
صوفیہ سے نقل ہو کہ اُسکے لیے شربت ایک پیالہ مین لایا تھا اور اُسنے اپنے
ہاتھ سے اُسے رکھ دیا اور کہا ہو آئینہ عالم مین ایک حادثہ پیدا ہوا اور مین اُسکو
نہ پیونگا جب تک کہ جان لون کہ وہ کیا ہو پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ مین
داخل ہوئی اور اُسمین قتل کیا۔ اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہو کہ کہا ایک
دن مین سوار ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور وہ اپنے
سر کو نیچے کی طرف جھکاتا تھا تو مین اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ مین تھی
مارتا تھا گدھے نے اپنا سر میری طرف اُٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی
اُنسے پوچھا کہا کہ اے ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہو یا اُسکو تو نے سنا ہو کہا مینے اُس سے
سنا ہو جیسا کہ تم نے مجھ سے سُنا۔ اور حکایت ہو احمد بن عطا روذباری سے کہا
مجھے طہارت کے امر مین بہت احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کرتا رہا یہان تک کہ
ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹا پھر مین رو دیا اور کہا مینے
یا اللہ العفو تو ایک آواز سُنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا اے ابا عبد اللہ عفو علم
مین ہو۔ اور کبھو اللہ تعالی اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت اور
تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہو۔ روایت ہو کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ کے
پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایکدن کشتی مین دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے ارادہ
کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور کپڑا کھولا تو نگینہ دجلہ ندی مین گر پڑا اور اُنکے پاس
ایک دعا مجرب کھوئی چیز کی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقون کے
درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ ہو کہ کہے یا جامع الناس لیوم لاریب

فیہ ا جمع علے ضالتی - اور مین نے اپنے شیخ سے ہمدان مین سُنا ہے کہ ایک شخص کی حکایت انکے سامنے کی گئی کہ بعض غلوت مین اُسپر کشف ہوا کہ لڑکا اسکا کہ جیحون مین تھا قریب ہے کہ وہ کشتی سے پانی مین گر پڑے کہا مین نے اس سے جھڑکا اور وہ نگرا اور یہ شخص ہمدان کے نواح مین تھا اور بیٹا اُسکا جیحون مین تھا پھر جب وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ مین پانی مین گرا چاہتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ مین منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند مین تھا تب لشکر نے آڑ پہاڑ کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکر تم نے یہ جانا تو کہا ہم نے عمر رض کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ ایمان کے چار رکن ہین ایک رکن ایمان بالقدرت ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور ایک رکن قوت اور طاقت سے بری ہونا اور ایک رکن اللہ عز وجل سے سب چیزون مین مدد مانگنا سو اُس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا ہین تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکار مت کرو اس بات سے کہ ایک بندہ اللہ کا مشرق مین داہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور کرم سے یہ ہو کہ اُسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جب بائین کروٹ لے تو وہ مغرب مین ہو تم اُسکے جواز کا اور اُسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھ سے ایک فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ مین تھا اور ایک شخص بغداد مین تھا جسکے موت کی خبر مشہور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالی نے اُسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اُس حال مین کہ سوار تھا کرایا کہ وہ بغداد کی بازار مین چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اُسکے دوستون کو خبر دی کہ وہ نہین مرا اور ایسا ہی تھا یہان تک کہ مجھ سے اُس شخص نے ذکر کیا کہ ہر آئینہ وہ اِس حالت مین کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت مین کیا گیا کہا کہ مین نے اسے بازار مین دیکھا اور مین اپنے گانون کے لوہار کی ہتوڑے کی آواز بغداد

کی بازار مین سنتا تھا اور یہ سب مواہب اور عطیات الٰہی ہین اور کبھو ایک قوم کو ان واقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہی اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہی اور کبھو ان لوگون سے بڑھکر وہ شخص ہوتا ہی جسکو ان کشف اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہین اور جو شخص کہ اُسکو یقین صرف عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی چیز کی نہین ہی بس یہ کُل جتنے کہ آیات فروتر اُس سے ہین جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب مین ذکر جوہر بن جاتا اور جڑ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہونا ہی اسواسطے کہ ہی حکمت مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو زیادہ یقین اُنکا ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی جنگ جوئی اور لذت دنیا کی فراموش کرنے کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم آرمیدہ اُنسے قربات کے ساتھ ادقات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہوں اُس سے یہ لوگ خوش ہون اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف کے ساتھ مکاشفہ کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہوگئین جو سخت تھین اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین ترساؤن اور برہمنون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر جاتے ہین مردکی اور بازرکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین مکر اور استدراج ہوجاے اور اپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی کے قرارگاہ مین ٹھہرے رہین اس غرض سے کہ وہ اسیر باقی رہین اُس حالت مین کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہی کہ وہ اندھے ہون اور گمراہ اور ہلاکت دوبال مین مبتلا رہین اور سالک تھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہوجاے اُسیر فریفتہ نہو اور نہ سمجھے

کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اُڑے تو یہ اُسکو مانع نہین ہے کہ حق تقوے اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنیاد کو اخلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت مین جاتا ہے اور غرور سے نکلتا ہے پھر وہ عبادات کو ترک کرتا اور اُنکو حقیر سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ معاملہ کی لذت اُس سے سلب کر لیتا ہے اور اُسکے دل سے شریعت کی دہشت جاتی رہتی ہے اور دنیا و آخرت مین فضیحت ہوتا ہے پس مرد صادق کو جان لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصود تقرب حق تعالیٰ ہے اس طرح پر کہ اوقات نیک حسنہ سے قریب ہون اور اعضا و جوارح کو مکروہات سے باز رکھے ارباب خلوت کی قوم کے لیئے اور اُنکی مداومت اور تقسیم اُسکی اوقات پر لائق ہے اور ایک قوم کو ذکر واحد یعنی فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہے اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف نقل کرنا اور ایک گروہ کے واسطے ورد و وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اسکے مقدار کی معرفت شیخ کی صحبت اُسکو سکھلاتی ہے جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر مطلع ہے کہ وہ امت کا خیرخواہ اور اس گروہ کا مہربان ہے مرید کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے نہ اپنے نفس کے لیئے آزاد ہوائے نفس سے دوست ہے استتباع کا اور جو شخص محب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرے امور فساد اُس سے کمتر ہوتے ہین

اٹھائیسوان باب اربعین مین داخل ہونے کے بیان مین

روایت ہے کہ جب داؤد علیہ السلام خطا مین مبتلا ہوے تو اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس رات اور دن سجدہ مین گرے رہے یہان تک کہ اُسکے پروردگار کی

طرح سے معافی اور مغفرت آئی اور ہر آئینہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تنہائی
اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہے پھر جسکی اوقات اسپر مستمر رہے
تو اُسکی تمام عمر خلوت ہے اور اُسکا دین درست اور محفوظ ہر عیب اور آفت سے ہے پھر اگر یہ بات
اُسکو میسر نہوا اور وہ پہلے اپنے نفس در پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا تو تو چاہیے کہ اُسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو. سفیان ثوری سے منقول ہے اُس روایت مین
جو احمد بن حرث نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ سبحانہ نے حکمت کو
اُسکے دل مین جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین ایک دفعہ تعہد
اُسکا کرتا ہے اور مرید طالب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسمین
سب سے کامل یہ امر ہے کہ دنیا سے متجرد اور خالی ہو اور جن چیزون کا وہ مالک ہے
اُنکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جانماز کی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کر لی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی اور فروتنی
اور خشوع سے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور باطن اور ظاہر کو
یکسان بنائے اور دغا فصل اور حسد و کینہ و خیانت مین نہ ملے پھر اپنی خلوت
کی جگہ بیٹھے اور وہان سے بجز نماز جمعہ اور نماز جماعت کے دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہے اور اگر باہر
نکلنے مین تفرقہ پاوے تو ایک شخص اُسکے لیے ایسا ہو جو اُسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور قطعاً سزاوار نہین ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے پر راضی ہو کہ جماعت
کے ترک مین اسپر آفتون کا خوف ہے اور ہم نے دیکھا ہے ایسے شخص کو جسکی عقل خلوت
مین مشوش ہو گئی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے

ہو سو اسکے سزاوار ہی یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے درحالیکہ وہ اقرار کرے ایسا کہ ذکر مین اُسکے فتور نہین آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی طرف نہ دوڑائے اور جو سُنے اُسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور متخیلہ ایک لوح کے مثل ہی جسمین ہر ایک چیز دیکھی اور سُنی ہوئی نقش پکڑتی ہی تو اس سے وسواس اور خبث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہی اور اس بات کی کوشش کرے کہ جماعت مین ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہان سے اُلٹا پھرے تو یہ اپنی خلوت کو چلا آوے اور اپنے باہر آنے مین اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف گھورین اور خلوت مین اُسکے بیٹھنے کو جانین اسواسطے کہ کہا گیا ہی اللہ کے نزدیک منزلت کی طمع مت رکھ جب کہ تو لوگون کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہی اور یہ ایک اصل ہی جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہین جب کہ اُسمین کوئی فروگذاشت کرے اور بہت احوال اُس سے سدھر جاتے ہین جبکہ کوئی اُسکا اعتبار و پاس لحاظ رکھے اور خلوت مین اپنے وقت کو اللہ کے لیے ایک چیز دی ہوئی کرے اُن فعلون کی مداومت سے جو اُسکی رضا کے ہون یا تلاوت یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جب کسی وقت ان اقسام سے تکان ہو تو سو رہے پس اگر چاہے تو تھوڑی شمار رکعتون کی یا تلاوت اور ذکر کی مقرر کرے اور اگر چاہے کہ حکم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم اُسکے دل پر ہلکی اور آسان معلوم ہو اسپر اعتماد اور قرارداد کرے اور جب اس سے سستی معلوم ہو سو رہے اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک دو رکعت مین ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت مین ہمیشہ باوضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہین جب تک کہ نیند کا

غلبہ نہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اسکا رات دن رہے اور جب کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذاکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے تھک جاے تو اُسے دل سے کہے بدون اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی جب تو لا الٰہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی طرف نظر کر پھر اُسکو ثابت کر اور اُسکے ماسوا کو باطل اور چاہیے کہ جانے ہر آئینہ امر زنجیر کے مانند ہی جو حلقہ حلقہ کو چاہتا ہی تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دائمی پر رہے اور جو شخص اربعین اور خلوت مین بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے (رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی درم کا ہی اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی اور اس درم شرعی کی سات مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے برابر ہی) اور اگر اسکو نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اُسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے معین اور مددگار ہی اور اگر چاہے کہ سحری تک آخر فطار کرے تو اختیار ہی اور اگر نان خورش یعنی سالن بیون لگاون بغیر صبر نہ آئے تو اُسے کھائے اور اگر وہ ایسی چیز ہو جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اُسکے موافق روٹی مین سے کم کردے اور اگر اس مقدار سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اُسکی قلت عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک پہونچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع اول اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہان تک کہ فطاری اُسکی عشرہ آخرین چوتھائی رطل کو پہونچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق ہے

ہر کہ بنا اُنکے امر کی چار چیز دن پر ہی کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے گوشہ
مین رہنا اور بھوک کے دو وقت بنائے ہین ایک اُن دونون مین چوبیس ساعت
کا آخر ہی تو ایک رطل سے دو ساعت پیچھے ایک وقیہ ایکبار کھاتے کا ہی کہ اُسکو بعد
نماز عشا کھائے یا اُسکو دو دفعہ کے کھانے مین تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور
دوسرا وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہی پس دو رات طے اور تیسری رات افطار ہی
اور ہر ایک دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونون وقتون کے درمیان
ایک وقت ہی اور وہ یہ ہی کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک دن
رات کے لیے نصف رطل ہی اور یہ سزاوار ہی کہ عمل مین آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ
اور تنگ دلی اسیر اور انقباض وافسردگی ذکر مین نہ پیدا کرے اور جبکہ انمین سے کچھ
بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت مین یا ایک ہی
وقت مین تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع
کرے اور پھر ہر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار
سے سہولت کیجاے رطل پر قناعت نہ کرے اور نانخورش اور دل خواستہ چیزین
نفس طلب کریگا اور یہی پر قیاس کر لو پس اگر لالچ دیا جائے تو وہ للچائے اور اگر قناعت
کرایا جاے تو قناعت کرے ۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتی کہ نفس کو
بہت ہی کم قوت پر لاکر رکھا اور صالحین سے بعض ایسے تھے جو غذا چھوارے کی
گٹھلیون سے وزن کرتے اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے انمین سے
غذا گیلی لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب روٹی
کے ساتوین حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسوان حصہ ہی یہان تک کہ ایک
روٹی مہینے مین کم ہو جاتی اور بعضے انمین ایسے تھے کہ کھانے مین تاخیر کرتے اور
تقلیل غذا کا عمل نہ کرتے مگر اُسکی تاخیر مین رفتہ رفتہ عمل کرتے حتی کہ ایک شب سے

دوسری شب مین در آتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہے کہ انکا طے اور
بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
پہونچ گیا ہے اور ہر آئینہ سہل بن عبداللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
اور اُس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہے تو اُسکی بھوک کی سوزش اُس سے
کہان چلی جاتی ہے کہا اُسکو نور بجھا دیتا ہے اور بعضے صالحین سے اُسکا سوال
کیا گیا تو مجھ سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک فرحت اپنے پروردگار سے پاتا ہے جسکے ساتھ
آتش گرسنگی منطفی ہوجاتی ہے اور یہ بات خلقت مین موجود ہے کہ ایک آدمی
مین فرحت آتی ہے اور وہ بھوکا تھا تو اُس سے بھوک جاتی رہتی ہے اور ایسا ہی
خوف کی راہ مین یہ بات ہوجاتی ہے اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان اقسام
سے جنکا ہم نے ذکر کیا کسی مین کھپا دیا تو یہ امر اُسکے عقل کے نقصان اور
اُس کے جسم کے اضطراب مین اثر نہین کرتا جب کہ وہ صدق اور خلاص
کی حمایت مین ہوتا ہے البتہ یہ بات اور دوام ذکر اُس شخص کے لیے خوف
کا باعث ہے جسنے اللہ تعالی کے واسطے اخلاص حاصل نہین کیا۔ اور ہر آئینہ
کہا گیا ہے کہ بھوک کی حد یہ ہے کہ بھوکا روٹی وغیرہ مین جو کھانے کی چیزین ہین
تمیز نہ کرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکا نہین ہے اور یہ
بات کبھو تین دن بعد دو حار دن کے آخر مین پائی جاتی ہے اور یہ صدیقون کی
بھوک ہے اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہے کہ بدن بنا
رہے اور فرائض بندگی کے قائم رہین اور یہ حد ضرورت اُس شخص کے لیے
ہے جو بتدریج تقلیل غذا مین اجتہاد نہ کرے مگر جس نے کہ اسمین اپنے نفس کو
کھپا دیا تو وہ اُس سے زیادہ پر چالیس روز تک صبر کرتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا

اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ وہ تھوکے اور جب اُسکے تھوک پر
مکھی نہ بیٹھے تو یہ اُسپر دلیل ہی کہ معدہ اُسکا چکنائی سے خالی ہو اور اُسکے تھوک
مین ایسی صفائی ہو جیسے کہ پانی مین کہ مکھی اُسکا ارادہ نہین کرتی - روایت ہی کہ
سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تلک بھوکے رہتے اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ
عنہ سات دن بھوکے رہتے - اور ہمارے دادا محمد بن عبد اللہ مشہور عمویہ
رحمہ اللہ کا حال مشہور ہی اور وہ احمد اسود دینوری کے یار تھے کہ وہ چالیس
روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ مین انتہا درجہ کا ملے جو ہمارے کانون
تلک پہونچا یہ ہی کہ ایک شخص تھا جسکا زمانہ ہم نے پایا اور اُسکو دیکھا نہین
ابہر مین رہتا تھا زاہد خلیفہ کے نام سے ایک مہینے مین ایک بادام کھاتا اور
ہم نے نہین سُنا کہ اس امت مین کوئی شخص ملے اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو
اور ابتدا مین اُسکی حالت جیسا کہ منقول ہی یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے سُکھلانے
سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتی کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت
آگئی پھر یہ راہ کبھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق
بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوئی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہی کہ وہ غذا کے
ترک اُنپر آسان کردیتی ہی جب کہ اُسکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہی -
اور یہ عین نفاق ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق
اکثر اوقات ملے پر قادر ہوتا ہی جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات
اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہی جب کہ اُسکے ملے سے لوگ
واقف ہوجائین اسواسطے کہ صدق اُسکا ملے مین اور نظر اُسکی اُس اللہ کی
طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہی ملے کو اُسپر آسان کردیتی ہی پس جب کسی کو

اُسکا علم ہو تو اُسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہی اور یہ صادق کی علامت
ہی اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات کو دوست
رکھتا ہی کہ کسی غیر کی نظر سے دیکھا جاے تو نفس کو چاہیے کہ متہم کرے اسواسطے
کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہی اور جو کوئی اللہ کے واسطے طے کرتا ہی اللہ تعالی
اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین فرحت عطا کرتا ہی کہ اُسکو کھانا فراموش
ہو جاتا ہی اور کبھو نہین بھولتا مگر اُسکا قلب انوار سے بھر جاتا ہی کہ وہ فرحت
روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہی اور اُسکو اُسکے مرکز اور قرارگاہ کی طرف عالم
روحانی سے کھینچتا ہی اور اُسکے سبب شہوت نفسانی کی زمین سے نفرت
کرتا ہی دلیکن اثر جذبۂ روح کا جذبۂ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہی بہت
بڑھکر ہی جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو اُس حالت مین کہ نفس مطمئنہ
اور اُسپر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے منعکس ہوے ہون اسواسطے
کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہی جو مقناطیس کی ہمشکل
لوہے مین ہی تو جنسیت خاص کی وجہ سے اُسکو کھینچتا ہی پس جب کہ نفس مخنمر
روح کا اُس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہی جو اُسکو قلب کے واسطے سے
پہونچتا ہی تو نفس مین ایک روح حاصل ہوتی ہی کہ قلب اُسکی استمداد روح
سے اور ایصال اُسکا نفس کو کرتا ہی اسواسطے روح نفس کو اُس روح کی
جنسیت سے جو اُسمین پیدا ہو گئی ہی کھینچتی ہی پھر دنیا کے کھانے اور حیوانی
خواہشین حقیر ہو جاتی ہین اور اُسکے نزدیک اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے معنی متحقق ہو جاتے ہین - ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی مین رات
گذراتا ہون اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہی اور پانی پلاتا ہی
اور اس حالت پر جسکی مین نے تعریف کی نہین قدرت رکھتا مگر وہ بندہ

جسکے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہوجائین پس کھانا بھی بضرورت کھاتا ہی اور اگر فی المثل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو آئین بھوک کی آتش بھڑک اُٹھے جسطرح آگ لکڑی مین جلتی ہی اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ اُٹھتا ہی جو اُسکو جگادے اور جب وہ جاگ اُٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف کھینچتا ہی پس بندہ جو اُسکے ساتھ مراد ہی اگر سیاست نفس کو جانتا ہی اور اُسکو علم روزی ہوا ہی اُسپر طے آسان ہی اور تائید الٰہی اُسکو پہونچتی ہی خصوصًا جب کہ عطیات الٰہی سے کسی چیز کا اُسکو کشف ہوگیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی کہ اُسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اُسکا پیشہ تھا کہا جب انتہا درجہ کو بھوک عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیب عطا کیا تو مین نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اُسے مین کھاؤن جب اُسے مین نے توڑا تو ایک حور اُسمین سے نکلی کہ توڑنے کے بعد اُس سے مین نے کھایا پھر مجھے ایسی خوشی اُس سے حاصل ہوئی کہ بہت دنون تک مین کھانے سے مستغنی ہوگیا اور مجھ سے ذکر کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی۔ اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے ایک رکن ہی پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار نہین کیا گیا۔

اور سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ جسنے چالیس دن طے کیا اُسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی جسمین کچھ آمیزش نہو نہین کرتا مگر اُسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے کرلے۔

اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ہم نے ایسے شخص کو معلوم کیا جسنے تاخیر قوت مین نفس کی ریاضت چالیس دن کا طے کیا اور اُسکا حال یہ تھا کہ وہ افطار کو ہر شب چودھوین حصہ رات تک تاخیر مین ڈالتا یہان تک کہ آدھے مہینے مین طے لیل کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے طے کرتا تب ایام

دلیالی یعنی دن اور رات مندرج ہو جاتے اور سما جاتے تا آنکہ اربعین ایک دن کے برابر ہو جاتا۔ اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اُسکے لیے عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوے اور قدرت جبروت کے معنی اُسے کمشوف ہوے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جس طرح چاہی اور جاننا چاہیے کہ سطے اور قلت غذا اگر عین فضیلت ہوتی توکسی نبی سے فوت نہوتی اور رہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصی نماز کو پہونچتے اور اسمین شک نہین کہ اُسکے لیے ایک فضیلت ہی جس سے انکار نہین ہو سکتا الا عطیات آلٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے اُس سے فضل ہوتا ہی جو اربعین کی طے کرتا ہی اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت سے کچھ بھی منکشف نہین فضل اُس سے ہوتا ہی جسکو وہ معانی کشف ہوتے ہون جب کہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالےٰ نے کشف دیا ہو پس قدرت ایک اثر قادر سے ہی۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہو گیا اُسکو قدرت سے کسی چیز کا تعجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہی کہ عالم حکمت کے اجزا کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہی تو جب کہ بندہ اللہ تعالےٰ کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر اور قوت وغیرہ سے جنکا ہم نے ذکر کیا ہی کوشش اور جہد کی اس اربعین کی برکت اُسکے تمام اوقات وساعات پر پہونچتی ہی۔ اور وہ ایک اچھا طریقہ ہی جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہی اور صالحین کی ایک جماعت تھی جو اربعین کے لیے ذلقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہی۔ حجاج نے مکحول سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس نے اللہ تعالےٰ سکے لیے چالیس دن عبادت خالص کی

اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُبلے اُسکی زبان سے جاری ہوئے

اُنتیسواں باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان مین ہی

حضرات صوفیہ اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور لوگون سے زیادہ حصہ لیے ہوے ہین اور بڑے مستحق سب سے اُسکے احیار سنت کے ہین اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور احیار سنت سے ہی اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو اُسکی قدرت رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح پر کرے کہ تیرے دل مین کسی کی طرف سے میل نہو تو ایسا کر پھر فرمایا اے فرزند اور یہ میری سنت سے ہی اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو بیشک اُسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا پس صوفیہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنے شروع مین آپ کے اقوال کی رعایت کی توفیق دیئے گئے اور اپنے حال کے درمیان آپ کے اعمال کی اقتدا کی اور اسکا ثمرہ اُنکو یہ ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے ساتھ اپنے نہایات مین متحقق ہوسے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نہین ہوتی مگر جب کہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع کے اذعان اور مان لینے سے ہی اور بیشک حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ یعنی اور بیشک تو بڑے خلق پر ہی۔ ہرگاہ کہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے تو خلق مین بھی اُن سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علے خلق عظیم سے مراد ہی علی دین عظیم اور دین اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہی۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن تھا قتادہ نے کہا وہ یہ ہے کہ امر الٰہی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی الٰہی کے ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول مین کان خلقہ القرآن بڑا سر ہے اور علم غامض دپوشیدہ ہے جسکے ساتھ آپ نے کلام نہین کیا مگر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ۔ خذوا شطر دینکم من ہذہ الحمیرا یعنی حاصل کرو دین کا ایک حصہ اس حمیرا سے مخصوص کیا اور یہ اسوجہ سے کہ نفوس انواع واقسام کی سرشت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہین کہ یہ اُنکے لوازم اور ضروریات سے ہین بعضے مٹی سے پیدا کیے گئے اور اُنکی اُسکے موافق ایک طبع ہے اور بعضے پانی سے اور اُنکی اُسکے موافق طبیعت ہے اور اسی طرح حماء مسنون یعنی کالی مٹی سڑی ہوئی سے اور صلصال یعنی کچی کھنکھناتی مٹی سے جو مثل فخار یعنی پکے ہوے سفال کے ہے اور ان اصول کے موافق جو اُنکی پیدائیش کے مبادی یعنی ساز وسامان مین صفات بہیمی وسبعی اور شیطانی تھے کہ صفت شیطنت کی انسان مین حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ سے ہے من صلصال کالفخار۔ باین وجہ کہ آگ سفال اور پکے برتن مین داخل ہوتی ہے اور مقر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وخلق الجان من مارج من نار۔ اور جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ سے جسمین دھوان نہین اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پوشیدہ لطف اور بڑی عنایت سے شیطان کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اُس روایت کے موافق جو حلیمہ بنت الحرث کی حدیث طویل مین وارد ہے کہ اس درمیان مین کہ ہم اپنے گھرون مین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی یعنی دودھ شریکا

بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریوں میں تھے کہ اُنکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا
اور کہا میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے
اور اُنکو لٹا دیا اور اُسکے پیٹ کو چاک کیا تو مین اور میرا باپ دونون اُسکے پاس
دوڑتے ہوے گئے اور اُسکو ہم نے کھڑا پایا کہ رنگ اُسکا خوف سے بدلا ہوا تھا
پھر اسکو باپ نے گلے لگا لیا اور کہا اے فرزند کیا تیرا حال ہے کہا دو شخص میرے پاس آئے
سفید کپڑے پہنے ہوے پھر مجھے لٹایا اور میرا پیٹ چاک کیا تب اُسمین سے کچھ نکالا
اور اُسکو پھینکدیا پھر اُسکو ویسا ہی کردیا جیسا تھا اُسکے بعد اُسکو ہم لے کر چلے آئے
پھر اُسکے باپ نے کہا کہ اے حلیمہ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ صدمہ
نہ پہونچے ہمارے ساتھ چلو تاکہ اُسکو قبل اسکے کہ کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے
ہم ڈرتے ہین اُسکے کنبے قبیلے مین پہونچا آدین حلیمہ نے کہا کہ ہم نے اُسے اُٹھا لیا
اور اُسکی مان کے پاس پہونچا یا پیشتر اس سے کہ وہ خائف ہو اُسکی مان نے کہا کہ کس
سبب سے تم لے آئے اور حال آنکہ تمکو بڑی محبت اور حرص اُسکے رکھنے کی تھی ہم نے کہا
کہ واللہ کوئی دُکھ نہین ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آئینہ ہم سے اُسکا حق ادا کرادیا اور ہم نے
اُس بات کو پورا کردیا جو ہمارے ذمہ واجب تھا اور ہم نے کہا کہ ہم اُسکے ہلاک ہونے
اور کوئی بُرائی پیدا ہونے سے ڈرتے ہین اسلیے ہم اُسکے گھر پہونچائے دیتے ہین آپکی
مان نے کہا کہ وہ کیا چیز تمھارے پاس ہے جس سے تصدیق تمھاری اس حالت کی ہو پھر
ہمکو نچھوڑا جب تک کہ ہم نے اُسکی خبر نہ دی آپ نے کہا کہ تم شیطان کی طرف سے
اُسکے واسطے ڈرے حاشا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہین ہے اور
ہر آئینہ میرے اس بیٹے کے لیے ایک شان ظاہر ہونے والی ہے کیا مین تمھین اُسکی خبر سے
آگاہ کرون ہم نے کہا ہان آپ نے کہا مین اُسکی حاملہ ہوئی اور اُس سے خفیف تر کوئی
حمل مجھے نہین ہوا پھر جب اُسکے حمل سے مین ہوئی تو مجھے خواب مین دکھلایا گیا کہ ایک

مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب مین نے
جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اُسطرح کوئی مولود نہین گرا کہ اپنے ہاتھو نپر ٹھہرا ہو اپنا سر
آسمان کی طرف اُٹھائے ہوے تھا تو خیر تم اسکو یہان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفس زکی نبوی نفوس
بشری کے حد پر باقی رہا کہ اُنکے لیے صفات واخلاق کے ساتھ ظہور ہی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئین اور اس سے مقصود رحمت خلق کے حق مین
ہی اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت مین ظلمت
مزید کے ساتھ موجود ہین سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال مین اور امت کے حال مین تفاوت ہی سو ان صفات نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئین اُنکے مقابلہ مین آیات
محکمات کی تنزیل سے اعانت چاہی کہ اُن صفات مظلمہ کا استیصال کرین
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تا دیبا کہ رحمت خاص اُسکے نبی کے لیے اور رحمت عام
امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول
آیات کے ساتھ ہین قال اللہ تعالیٰ وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک
لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور کہنے لگے
وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اُترا اُسپر قرآن سارا ایک ساتھ اسیطرح اُتارنا تھا
تا کہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھین اور ٹھہر ٹھہر اُسے پڑھ سنایا اور دل کا
ثابت کرنا اُسوقت ہی کہ نفس کی حرکت سے جو ظہور صفات کے ساتھ ہووے شکر
اضطراب ہوا سواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہی اور
ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہی جسمین ایک خلق صالح اور
نورانی موجود ہی خواہ تصریحًا اور کھلا کھلا ہو یا کہ تعریضًا اور کنایۃً ہو جیسے نفس شریف

بنو یہ کو اُسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے دندان شریف زخم کے صدمہ سے منکسر ہوئے
اور خون تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پائے گی جسنے اپنے نبی کا
چہرہ کو سرخ رنگ کر دیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف اُنکو دعوت کرتا ہے
تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لیس لک من الامر شیئ اور اُسپر قلب نبوی
نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہوویں جبکہ آیات قرآنی
مختلف اوقات مین ظہور صفات پر متفرق نازل ہوئین تو قرآن سے اخلاق
نبوی صفات ہوگئے تاکہ آپ کا خلق قرآن ہو اور نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اندر اُن صفات کے ابقا مین معنی اس حدیث شریف کے حاصل ہون انما انا بشر
انسی کما تنسون یعنی مین بھی تو آدمی ہون بھلا دیا جاتا ہون جیسے تم بھولتے ہو
تو آپ کے نفس شریف کے صفات کا ظہور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی خواہش تھی
اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کرین اور مہذب ہون سبب اُسکا صرف
رحمت اُنکے حق مین ہے تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہو جائین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے پاس خزانہ مین رکھے ہوے ہین
تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اُس خزانہ سے اُسکو
ایک خلق عنایت کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اسی واسطے
بھیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا اور کمل کردون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق مین کہ جس
کسی کو اُنمین سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت مین داخل ہو ایسی
اُنکا شمار اور اُسکا حصر نہین ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے جو کسی رسول اور نبی کے
واسطے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسماء حسنیٰ اپنے خلق پر ظاہر کیے جو صفات الٰہی سے

خبر دیتے ہین اور یہ اُنکے لیے ظاہر نہین کیے مگر اس مقصود سے کہ اُنکو ان ہمارے
کی طرف بلائے اور اگر نہ ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق اللہ کی صفت قواے بشری مین
رکھتا تو اُن ہمارے صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا تاکہ اُنکی طرف دعوت خلق کرے
اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مختص کرے اور بعید نہین اور آگے خدا جانے کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن ہے اُسمین ایک رمز غامض
اور ایما ر خفی اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات کے صاف اور صریح کہنے مین
کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت الٰہی سے ڈرین پس اُس معنی کو
اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور بیان کیا انوار جلال کے شرم سے
اور لطف مقال سے حقیقت حال کا پردہ رکھا اور یہ اُنکے وفور علم اور کمال
ادب سے تھا اور اسمین ولقد آتیناک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم
اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم کے درمیان ایک مناسبت ہے جو قول عائشہ
رضی اللہ عنہا سے کہ کان خلقہ القرآن ہے مشعر ہے جنید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ
آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو اللہ تعالی کے سوا اور
ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اُسکی یہ وجہ ہے کہ آپ نے حق تعالے کے
بدلے دونون جہان کو دیدیا اور اُنسے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی بعض کا قول ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق سے لوگون کے ساتھ حسن معاشرت کی
اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب ہے جو بعضے صوفیہ
نے تصوف کے معنی مین کہا ہے کہ تصوف خلق کے ساتھ خلق اور حق کے ساتھ
صدق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اسوجہ سے عظیم ہے کہ مخلوقات
آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر ہوگئے اور یہ بھی کہا گیا
ہے کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہے کہ اسمین مکارم اخلاق اور بزرگ خصائل

جمع تھے ۔ اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دعوت حسن خلق کی طرف اُس حدیث مین فرمائی ہی جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تم مین سے زیادہ تر محبوب اور میرا مجلس مین قریب تر قیامت کے دن وہ شخص ہی کہ جو تم مین سے اخلاق کے اندر احسن ہوگا اور تم مین سے زیادہ تر لبغضی اور مجھ سے دور تر مجلس مین قیامت کے دن وہ لوگ ہین جو ثرثارون اور متشدقون اور متفیہقون ہین صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثارون اور متشدقون کو تو ہم سمجھے متفیہقون کون لوگ ہین فرمایا کہ وہ متکبر ہین اور ثرثار مکثار یعنے ترٹ ترٹ باتین کثرت سے کرنے والے اور متشدق وہ لوگ ہین جو کلام مین لوگون پر گردن اُٹھا کر جور کرنے والے ہین ۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم یہ ہی کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس سے خصومت کرے اور یہ بھی کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی اور ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہی اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتین جو تجھے مین نے دی ہین اُن کو بہت اچھی طرح سے قبول کیا ہی اُن انبیا کی نسبت جو تجھ سے پہلے تھے ۔ اور حسین نے کہا ہی اس سبب سے کہ جفا رخلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر نہین کرتا ۔ اور کہا گیا ہی کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق باخلاق اللہ ہی اسواسطے کہ اُسکے ہوتے ہوے خطرہ عوضون کے لیے نہین باقی رہا ۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اکمل ہی ۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ۔ یعنی اور اگر بنالاتا ہمپر کوئی بات تو ہم اُسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ جب اللہ تعالی نے بایں طور فرمایا وانک

اے اور البتہ تو بڑے خلق پر ہی تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو
آپ کو غفلت اور حجاب مین رکھا اور یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اتم ہے لاخذنا
لے ہم اُسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ اُسمین فنا ہی اور اس قائل یعنی
توجیہ و تفسیر کرنے والے کے قول مین نظر اور بحث ہی تو کیون نہین کہا اگر اسمین
فنا ہووے تو اُسکے قول وانک مین بقا ہی اور وہ بقا بعد فنا ہی اور بقا فنا سے
اتم واکمل ہی اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہی۔ اسواسطے کہ فنا کو
اسی واسطے اعزاز ہی کہ وہ وجود مذموم کے مزاحم ہی پھر جبکہ مذموم کو وجود
سے نکال ڈالا اور نعوت وصفات بدل گئے تو پھر کون عزت فنا مین باقی رہ گئی
پس حضوری اُسکی اللہ کے ساتھ ہی نہ کہ اُسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سے
حجاب یہان باقی رہے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس
وہ بزرگترین مقامات پر لایا گیا اسواسطے کہ مقامات کے لیے ارتباط حام ہی
اور خلق ایک ارتباط نعوت اور صفات کے ساتھ ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ اُسمین چار
چیزین جمع ہین سخا اور الفت اور نصیحت اور شفقت۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ خلق
عظیم یہ ہی کہ اُسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فنا نفس اور فناء مالوفات کے ساتھ
محکوم ہو۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ عظیم اللہ ہی اور اُسکے اخلاق سے جود ہی
اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہی کیا تم نہین دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول
کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہین جسمین ایک بھی خلق
اُسمین کا ہی تو وہ بہشت مین داخل ہو گا پس ہر گاہ اللہ تعالی کے اخلاق کے ساتھ
آپ متخلق ہوے تو اس قول کے ساتھ وانک لعلی خلق عظیم ۔ ثنا رحاصل کی اور
بعض کا یہ قول ہی کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا
اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھیرا یہان تک کہ تو ذات تک پہونچا اور

بعضے کہتے ہین کہ جب محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اُس کے
سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت مین ڈالا پھر جبکہ
اسکے ذریعہ سے صاف پاک بھلے اخلاق سے ہوے تو آپ کے واسطے فرمایا و
انک لعلی خلق عظیم ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ کہا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ مکارم اخلاق دس ہین جو آدمی مین ہوتے ہین
اور اُسکے بیٹے مین نہین ہوتے اور بیٹے مین ہوتے ہین اور اُسکے باپ مین نہین
ہوتے اور غلام مین ہوتے ہین اور اُسکے مالک مین نہین ہوتے اُسکی تقسیم اللہ تعالی
اُس شخص کے لیے کرتا ہو جسکے حق مین سعادت چاہتا ہو ۔ سچ بولنا اور دنیا کسے
سچی ناامیدی اور یہ کہ آپ پیٹ نہ بھر کر کھائے اور اُسکا ہمسایہ اور اُسکے ساتھی
بھوکے ہون اور سائل کو دینا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور
رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی ضیافت
اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہو ۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ زیادہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جائینگے فرمایا کہ اللہ کا
خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون لوگ جائین گے
فرمایا کہ غم اور خوشی ۔ غم تو دنیا کے حظوظ جاتے رہنے کا ہو اسواسطے کہ یہ غصہ اور
تنگ دلی کو متضمن ہو اور اُسمین اللہ تعالی پر اعتراض اور قضا سے ناضامندی
ہو اور خوشی وہ ہو جو دنیا کے حظوظ ممنوع سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے
موافق لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزون پر
غمناک نہو اور اُن چیزون کے ساتھ جو تم کو ملی ہین خوش نہو اور یہ وہ خوشی ہو جسکو
اللہ تعالی نے فرمایا ۔ اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنے جس وقت
قارون کو اُسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالی خوشی

کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جبکہ دیکھا اُسکی تنبیہوں کو زور آور گروہ مشکل
سے اُٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم آخرت ہین تو وہ محمود ہین کہ اُنہین حمد
کیا جاتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہو اللہ کے فضل اور رحمت سے تو اسکے ساتھ
چاہیئے کہ خوش ہون - اور عبداللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر کی ہی اور
کہا کہ وہ کشادہ اور شگفتہ رو ہو اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رُکنا ہے تو
صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدون اور سختیون سے کیا تا آنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس ہین جو اعمال کی اجابت کرتے ہین مگر اخلاق
کی اجابت نہین تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور رو گردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہین کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہی کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہی تو جو تیرے اوپر خلق مین زیادہ ہوا وہ
تیرے اوپر تصوف مین زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہین اُنھون کے نفوس نے اجابت
اعمال کی اسواسطے کہ وے نور اسلام کے ساتھ چلتے ہین اور جو زاہد ہین اُنکے
نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ
چلتے ہین اور صوفیہ اہل قرب ہین وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہین پھر جسوقت
اہل قرب اور صوفیہ کے باطنون نے نور یقین حاصل کیا اور یہ اُسکے بطون
مین جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب کی پیدا ہوئی
اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہی اور
بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور الیقان سے نورانی
ہوتا ہی پس جبکہ قلب روشن اور منور ہو گیا اُسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہی اور نفس کا

ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت اور سرشت کی جانب ہی اور جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف کل نہین متوجہ ہوتا اور اسوقت وہ ذو وجہین یعنی دو رخا ہوتا ہی ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جب کہ کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہی پھر اسکو روح باقی اور بھو بخشی ہی اور نور واشراق مین زیادہ ہوتی ہی اور جب کبھی قلب روح کی طرف منجذب ہوتا ہی نفس قلب کی طرف کھینچتا ہی اور جب کبھی وہ منجذب ہوا تو قلب کی طرف متوجہ ہوا اسی رخ کی طرف سے جو اسکے قریب ہی اور نفس منور ہوجاتا ہی اسواسطے کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اسی رخ سے ہوتا ہی جو قلب کے نزدیک ہی اور اسکی نورانیت کی علامت اسکی طمانینت ہی۔ قال اللہ تعالی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور جیسا کہ اسکے رخ کی جو قلب کے قریب ہی ایسے ہی ہی کہ جیسے سیپ کے ایک رخ کی ہوتی ہی کہ موتی سے حاصل ہوا اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہی وہ اسکے ایک رخ کے باعث ہوتی ہی جو سرشت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہی جسطرح کہ سیپ کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہی جو اسکے اندر کی نورانیت کے برخلاف ہی اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہوگیا تو وہ تہذیب اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے نام سے موسوم ہوے اور بڑا بھید اسمین یہ ہی کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہی تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہی اور اسوقت وہ مثل عرش ہوجاتا ہی عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کائنات ہی اور قلب عالم امر و قدر مین عرش ہی۔ اور سہل بن عبداللہ تستری نے کہا ہی قلب

عرش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہی کہ میری سمائی میری زمین اور میرے آسمان مین نہین ہی اور میری وسعت میرے مومن بندہ کے قلب مین ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرمہ آلود اور قرب کی ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی نہرین مین جاری ہوئین اور اخلاق اللہ تعالیٰ سے تخلق ثابت ہو گیا شیخ ابو القاسم گرگانی سے مروی ہی کہ اُسنے کہا ہر آئینہ ننانوے اسماء حسنیٰ بندہ سالک کیلیے اوصاف ہو جاتے ہین اور پھر بھی یہ شخص سلوک مین در اصل نہین ہی اور شیخ کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک وضوح حاصل کرتا ہی جو بشر کے ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالیٰ سے الرحیم کو بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لیے اور مشائخ کے کل اشارات اسماء و صفات مین جو اُنکے علوم مین سب سے زیادہ بزرگ ہین اسی معنی اور تفسیر کی بناء پر ہین اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اُسے ملے معاذ مین تجھے وصیت کرتا ہون خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور اداے امانت اور ترک خیانت اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن مین تفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین وصیت کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈر و ہر ایک پتھر اور درخت اور کلوخ کے نزدیک اور توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے اسکے

اللہ نے اپنے بندون کو ادب دیا ہی اور اُنکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب کی طرف
دعوت کی ہی - اور معاذ نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہی
کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھکا ہوا ہی - اور ابو درداء
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز اُن میں سے
جو میزان مین رکھی جائے گران تر حسن خلق سے نہین ہی اور نیک خلق والا اُسکے
سبب درجۂ نمازی اور روزہ دار کو پہونچتا ہی - اور یہ آئینۂ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس نہ دینار
رہتا اور نہ ایک درم اور اگر بڑھا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اُسکو آپ عطا
فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نہ فرماتے جب تلک کہ اُس سے
بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
اکثر چھوارے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا جو ہوتا
وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور اُنہین سے آپ اسقدر لیتے کہ اکثر اوقات
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑے دن مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور اُنکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے - اور آپ
حیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالے کی رحمت پہنچے
آپکے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہو

تیسوان باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل مین ہی

اخلاق صوفیہ مین سب سے اچھا خلق تواضع ہی اور بندہ کے لیے اس تواضع
سے افضل کوئی لباس نہین - اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ ہاتھ لگ گیا

وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہی جسکو وہ جانتا ہی
کہ اُسکو قائم رکھتا ہی اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ
پر جو اُسکے نزدیک ہی قائم رکھتا ہی اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ
وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہین جانتے اُسکو مگر وہ لوگ
جو عالم ہین حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر
بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نہ کرو ۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی
اس آیت کی تفسیر مین ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو
محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو نکوئی اور تقوی اور خوف اور ذلت نفس مین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے یہ بات تھی کہ آپ آزاد اور
غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی
گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے
اور اُسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اجابت پر غرور نہ کرتے ۔
اور سلیمان بن عمر و بن شعیب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ تواضع کی چوٹی کی یہ بات ہی کہ جس سے تو ملے اُسکو پہلے سلام
کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس مین ادنی مقام پر
بیٹھنے مین تو راضی ہو اور یہ بات ہی کہ اپنی تعریف اور تزکیہ اور نکوئی کو دوست
نہ رکھے ۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے تواضع
بلا نقص کی اور اپنے نفس مین تذلل بغیر مسکنت کیا ۔ جنیدؒ سے سوال تواضع
کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرتا ہی ۔ اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم دیا

اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے - اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی قیمت
کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع مین حصہ نہین ہی اور وہب بن منبہ نے کہا
کتاب اللہ مین لکھا ہوا ہی کہ مین نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا سو کوئی قلب تواضع
مین بڑھکر قلب موسیٰ سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو مین نے برگزیدہ کیا اور
اُس سے کلام کیا - اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کے اور تنہائی کو
جانا اور پہچانا اُسنے بلندی اور شرف مین طمع نہین کی اور تواضع کی راہ چلتا ہی
تو وہ خصومت اُس شخص سے نہین کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور اللہ تعالے کا
شکر کرتا ہی اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے - اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت مین
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی شدت تواضع سے جو اُنکے نفس مین ہی
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نہ کریگا - اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک شے
کی ایک سواری ہی اور علم کی سواری تواضع ہی - اور ثوری نے کہا ہی پانچ نفوس دنیا مین
عزیز ترین خلق ہین عالم زاہد - اور فقیہ صوفی - اور غنی متواضع - اور فقیر شاکر
اور شریف روشن اور علماء نے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطر
مین پڑتے - اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا
کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اُسے اپنے سے بہتر خیال
کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جب کہ مین اُنکے ساتھ
شام کی طرف سفر مین تھا اور ہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپ کے پاس اسیران
فرنگ کے سرون پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب
دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنون کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون
آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیون کو حاضر لا دو تاکہ دسترخوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھین

خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پر ایک صف مین اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے سے
اُٹھے اور ٹہلتے ہوے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ مین اسطرح بیٹھے کہ گویا
ایک اُنمین سے وہ تھے بعدازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے کھایا اور
ہمین آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے تواضع للہ اور
انکسار فی نفسہ اور اُنپر تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور عمل سے
نازل کی۔ اور ابوالحسین فارسی سے مسموع ہو کہ کہتے تھے مین نے حریری سے
سنا ہو کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہو کہ دین کے لیے سرمایہ
ہو پانچ ظاہر مین اور پانچ باطن مین ہین پس جو ظاہر مین ہین وہ صدق
زبان اور سخاوت مین اور تواضع ابدان مین اور اذیت سے رکنا اور اذیت کا
بلا عذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہین محبت وجود سید اپنے کی اور خوف فراق
اپنے سید کا اور امید وصول اپنے سید کی اور اپنے فعل پر ندامت اور
حیا اپنے رب سے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہو کہ تواضع خلق مین اچھی ہو مگر دولتمندون
مین زیادہ اچھی ہو اور تکبر خلق مین بُرا ہو اور فقرا مین بدتر ہو۔ اور ذوالنون کا
قول ہو کہ تواضع کی علامات سے تین یہ ہین نفس کی تصغیر اور عیب کی شناخت
اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر شخص سے
قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہو کہا جب اپنے نفس کے
لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
ہو اور خلق مین کسی کو آپ سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے۔ بعضے حکما نے کہا ہو
کہ ہم نے تواضع جہل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اُس کبر سے پائی جو ادب
اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعضے حکیمون سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت جانتا ہو
جسپر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نہ کرے کہا ہان وہ نعمت

تو تواضع ہی اور وہ بلا کبر ہی اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہی کہ تواضع رعایت اعتدال کی کبر اور ضعہ مین ہی پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ سے زیادہ اونچا کرتا ہی اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہ رکھنا جس سے بٹہ اور عیب لگتا ہو اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچا ہی اور ہر آئینہ اکثر اشارات مشائخ سے جو شرح تواضع مین بہت چیزین مفہوم ہوئی ہین اُس حد تک کہ تواضع کو اُسمین ضعہ کی جگہہ قائم کیا ہی اور اُسمین ہوا بلندی افراط سے تفریط کی پستی مین داخل ہوتی ہی اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہی اور اسمین اُنکا قصد مبالغہ مریدون کے استیصال نفس مین ہی اس خوف سے کہ مبادا عجب اور کبر تک نوبت پہونچے پس کمتر یہ بات ہی کہ مرید ابتدا ظہور سلطان حال مین عجب سے علیحدہ ہو جتی کہ ہر آئینہ بزرگون کی ایک جماعت سے ایسے کلمات نقل کیے گئے ہین جو موذی اور مفضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اس قبیل کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ اُنمین سکر بقایا موجود ہی اور شکر حال کے ضیق مین محصور ہین اور اپنی ابتدا امر مین میدان صحو و ہوشیاری تک نہین برآمد ہوے اور یہہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی یعنی چھپے ہوے سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب استراق سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس طور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور رفعت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے کلمات اس قسم کے جو تکبر تک پہونچتے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول ہی کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین کھینچی اور لگام دی مین نے

اور زمین کے کنارون پر مین پھرا اور کہا ہے کوئی جنگ آور تو میرے سامنے
نہین آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ اپنے وقت مین یکتا اور منفرد ہے اور
جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہو کہ یہ سب کچھ
استراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہے تو چاہیے کہ اُسکا وزن
میزان احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ اُن مین کیسی
تواضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اُسکو بعید
جانتے تھے کہ بندہ کے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ اور افتخار کرے الاصادقین کے
کلام کے لیے ایک وجہ صحت مین بتائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اوبال اُنکا
سکر حال مین ہے اور متوالے لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہے تو اُن مشایخین نے
جو صاحب تمکین ہین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا ہوا ہے تو تواضع
کی شرح مین اُنھون نے مبالغہ بیان تک کہ اُس حد کو پہونچادیا کہ وہ تواضع شامل
درجہ ضعہ کے ہوگئی تاکہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال
یہ ہے کہ انسان راضی اسپر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر فروتر جگہ
اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے ایمن ہووے تو وہ اُس حد پر
ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہے بدون اسکے کہ کچھ اسمین زیادتی یا کمی ہو مگر جبکہ گردنکشی
نفس کی جبلت مین ہے اسواسطے کہ پیدا ہوا ہے صلصال سے جو مثل فخار کے ہے یعنی
سوکھی مٹی سے جو مثل کچے برتن کے کھنکھنی ہے تو اُسمین ایک نسبت آتشی ہے اور
بالطبع مرکز آتش کی طرف اُسکو استعلا کی خواہش ہے تو اُسکے علاج کے لیے تواضع
کی احتیاج ہوئی اور جس جگہ کا وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرنے
کی ضرورت ہے تاکہ اُسمین کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن ہے کہ وہ دوسرے
سے بہت بڑا ہے اور تکبر اُسکے اظہار کا نام ہے اور یہ ایک صفت ہے جسکا مستحق

کوئی سوا اللہ تعالی کے نہین ہی اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا دعوی کیا وہ جھوٹا ہی اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت محاسن کے جہل سے پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ اللہ تعالی نے شان کبر کے عظمت فرمائی ہی اپنے اس قول سے کہ ہر آئینہ اللہ مستکبرون کو دوست نہین رکھتا اور فرمایا ہی کیا دوزخ مین متکبرین کا مسکن وماوی نہین ہی اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی اور عظمت میری شلوار ہی تو جو مجھ سے کسی ایک مین ان دونون سے نزاع کرے تو مین اُسکو توڑ کر الگ کر دون اور ایک روایت مین ہی کہ اُسے دوزخ کے باب مین پھینکدون اور حق عزوجل نے انسان کو طغیان مین اُسکی حد پر پھیرنے کے لیے فرمایا ہی اور زمین پر اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین کو نہین پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑون کے طول مین پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس چاہیے کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی وہ آب جہندہ سے پیدا ہوا ہی اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالی کا یہ ہی - قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ - مارا جاے انسان کیا ہی ناشکرا ہی کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا - اور بعض صوفیہ نے بعض متکبرین سے یہ کہا آغاز تیرا نطفۂ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار گندہ ہی اور تو ان دونونکے درمیان ہی کہ گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہی

شعر کیف یزہو من رجیعہ * ابد الدہر ضجیعہ * شعر کیونکر اترائے وہ غلیظ کے ساتھ * ہووے ہم خواب جو کہ دن اور رات * اور جب تواضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے اسمین جگہہ کی تو اُسکا اثر بعض اعضا مین پھیلتا ہی اور برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی سو کبھو اثر اُسکا گردن مین کجی سے

ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ مین ٹیڑھے پن سے پیدا ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ
اور لوگون کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا نہ کر - اور کبھو وہ سر مین نفس کی گردن کشی
سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی پھیرا اُنھون نے اپنے سرون کو اور
دیکھا اُنکو تو نے کہ اعراض اور انحراف کرنے مین اُس حال مین کہ مغرور ہین
اور جس طور سے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم ہوتا ہی اور اُس سے شاخین
پیدا ہوتی ہین اسی طور سے بعض اُنمین کے بعض سے کثیف اور بھاری ہوتے ہین
جیسے درزا اور نازش اور عزت وغیرہ مگر یہ کہ عزت کبر سے مشابہ صورت مین ہی مگر
اور حقیقت کی رو سے مختلف ہی جسطرح تواضع ضعہ کے مشابہ ہی اور تواضع
محمود اور ضعہ مذموم ہی اور کبر مذموم ہی اور عزت محمود ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ
اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے عزت ہی اور
مومن کے لیے نہین روا ہی کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے کہ عزت یہ ہی
کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے کہ اُسکو
دنیا کے اغراض جاننے کے لیے خوار نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے
جاہل رہنا اور اُسکا منزلت اُسکے سے اُتارنا ہی - بعضے صوفیہ نے کہا جن سے
ما اعظمک فی نفسک کہا گیا یعنی کیا ہی تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر
عزیز ہون اور عزت ہرگاہ مذموم نہ تھی اور وہ کبر کے ہم شکل ہی تو اللہ تعالی نے فرمایا
زمین پر بغیر حق کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہی اسکے
ثبوت کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہی پس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے کہ ضعہ کی
طرف میل اور انحراف ہو یہ ٹھہرنا صراط عزت پر ہی جو کبر کی دوزخ مین بنائی
ہوئی ہی - اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر انھین کے
قدم جو علماء راسخ اور مقتداء مقربین اور رئیس ابدال اور صدیقین ہین بعض

عسه عزت نفس کو اسکے استحقاق سے بلندی پر جانا اور ضعہ دنیاوی امور مین ذلیل و حقیر ہونا

صوفیہ نے کہا ہی کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومائگی سے خبر دی ہور جسنے
تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا - اور ترمذی نے کہا ہی کہ تواضع دو قسم ہی اول
یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے کہ نفس اپنی راحت
طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور رہٹتا ہی اور شہوت کے سبب جو اُسمین ہی
اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہی پس جبکہ نفس اُسکا امر و نہی الٰہی سے شیر خوار ہوا
تو یہ تواضع ہی اور قسم دوم یہ ہی کہ اپنے نفس کو عظمت الٰہی کے لیے پست کرے
تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے لیے چھوڑی گئین
کسی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہی اور ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ اُسکی
مشیت مشیت الٰہی پر چھوڑ دیجاے - اور معلوم کرو کہ بندہ تواضع کی حقیقت کو
پہونچتا ہی مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا چمکے پس اُسوقت نفس
اُسکا گداز مین آتا ہی اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر و عجب سے ہی اسوقت
وہ ملائم ہوتا ہی اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہی اسواسطے کہ آثار اُسکے مٹ جاتے ہین
اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہی اور تواضع کا حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات کو ہوتی ہی اس بات کی کہ آپ
کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو مین نے آپ کی ازواج کے
حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو سجدہ کرتے ہوے پایا
جیسے پرانا کپڑا ہو اور آپ سجدہ مین کہ رہے تھے تیرے لیے میرے سواد دل
اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا اور میری زبان نے
تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون اے عظیم اور اے بڑے

گناہ کے بخشنے والے ۔ اور قول حضرت علیہ السّلام کا سجدہ تیرے لیے میرے سویدا ر
دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہی کہ آثار وجود کو مٹاتی ہی اسواسطے کہ
ایک ذرّہ فی الحقیقت سجدہ سے نہین کیا نہ ظاہر مین نہ باطن مین اور ہرگاہ صوفی
کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر نہوا تو خلق کی تواضع سے بھی بہرہ اندوز
نہوگا اور یہ ایک سعادت ہی جب کہ وہ پیش آتی ہی تو پوری پوری آتی ہی اور
تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہی اور اخلاق صوفیہ سے مدارات
اور خلق سے اذیت کا اُٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہی
کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیون کے درمیان مقتول پایا
اور اُنپر تاوان نہ ڈالا اور امر حق پر افسردنی نہین کی بلکہ دیت یعنی خون بہا
اُسکا سو اونٹ عربی کے ساتھ اپنی طرف سے ادا کیا حالانکہ آپ کے اصحاب کو
ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل کرین ۔ اور آپ کے حسن
مدارات سے یہ ہی کہ کھانے کی مذمت نہین کی اور نہ خادم کو جھڑکی دی حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے اف تک نہ کیا اور کسی شے کی نسبت
جو مین نے کی نہین کہا کہ کس واسطے اُسے کی اور نہ اُس چیز کے لیے
جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہین کی ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور نہ مین نے ہرگز خز کو یا حریر کو یا اور کسی چیز
کو چھوا اور ہاتھ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے
ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا عطر جو زیادہ خوشبودار
عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ اہل اور اولاد
وہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ سے ہی

اور اذیت اُٹھانے سے جوہر نفس کا کھلتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ہر ایک چیز کا جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور اُنکی اذیت پر صبر کرے بہتر اُس شخص سے ہی جو اُنسے اختلاط نہ کرے اور نہ اُنکی اذیت پر صبر کرے۔ اور حدیث مین ہی کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہی جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا کہ ابو ضمضم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اُٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج کے دن عرض و آبرو اپنی اُس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی مجھے مارے مین اُسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اُسے نہ گالیان دونگا اور جو میرے اوپر ظلم کرے اُسپر مین ظلم نہ کرونگا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہ اندر آؤن اور مین آپ کے پاس تھی آپ نے فرمایا برا ہی ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتون مین ملاطفت کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شریر تر آدمیون سے وہ شخص ہی جسکو آدمی ترک کرین یا اُسکو راندہ کرین اسواسطے کہ اُسکے فحش سے محفوظ رہین اور ابو ذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کر جہان کہین تو ہو اور برائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو مٹا دے اور لوگون سے بحسن خلق پیش آ اسواسطے کہ کوئی شے نہین ہی جسکے ساتھ استدلال قوت عقل اور وفور علم وحلم ہر ایک شخص پر ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہی اور نفس ہمیشہ اُس شخص سے منقبض ہوتا ہی جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہی۔ اور غیظ اور غضب کو نیک کرتا ہی اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع اور طیش ولہب

اُسکی رد ہوتی ہو۔ اور تحقیق وارد ہوا ہو کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالے قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے بلائے گا تاکہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہو۔ اور جابر نے روایت کی ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ خبردار آگاہ ہو مین تمھین خبر دیتا ہون کہ دوزخ کسپر حرام ہو ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے پاس گئے اور اُس سے بتلایا تو وہ کانپا تب فرمایا کہ ڈر دمت کہ مین بادشاہ نہین ہون بلکہ مین صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت کھایا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت کی جانب مین ابیات کہے ہین جنکا یہ

یہ ترجمہ ہو ابیات سبک ہین اور ملائم ہین تو اگر ہین سہولت کے + کرامت اور کرم کے ہین محافظ اہل دولت ہین + نہین بکتے ہین وہ گالی نہ کہنے فحش جب بولین + اگر اُن سے کوئی جھگڑے نہ وہ صاحب خصومت ہین + کسی سے تو اگر اُنہین ملے سمجھے کہ ہو سردار + ستارہ ہو کہ چلتے دیکھ اُسے اہل سیاحت ہین +

اور ابو داؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا جو شخص کہ اُسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر آئینہ خیر سے اُسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق کے حصہ سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہین ملا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی میرے پانون مین بھاری جوتا تھا اور میرا پانون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانون پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک کوڑا مارا جو ہاتھ مین تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہو کہ تو نے مجھے تکلیف دی کہا مین رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو درد مند کیا کہا پھر مین نے رات بسر کی جیساکہ اللہ کو اُسکا علم ہی پھر جب مجھے
صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلان شخص کہان ہی مین نے کہا یہ
ہون واللہ وہ شخص کہ مجھ سے کل ماجرا گذرا کہا مین چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے
اپنے جوتے سے کل میرا پانون کچلا اور مجھے دُکھ دیا تو مین نے تیرے کوڑا مارا پس
یہ اشنی بھیڑیان ہین انکو لے جا ۔ اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات
ہی اور اسپر فرط شفقت اور رحمت اُنکو برانگیختہ کرتی ہی جو طبیعت سے اور شرعًا
قوت یقین سے ہوتی ہی وہ موجود کو خرچ کرڈالتے ہین اور مفقود پر صبر
کرتے ہین ۔ ابویزید بسطامی نے کہا ہی میرے اوپر کسی نے غلبہ نہین کیا جیساکہ
بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس مباحثہ کو آیا اور کہا اے بایزید
آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی مین نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور
جب ہمین کچھ نہ ملا تو صبر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہین تو مین نے
اُس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی تو کہا کہ جب ہم کو کچھ نہ ملا
تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کرڈالا ۔ اور ذوالنون کا قول ہی کہ زاہد جسکا سینہ
کشادہ ہی اُسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ مانگنا اور قوت کا
خرچ کرنا ۔ عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو اپنے مال اور ملک سے
بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم اُن کے شریک ہو اور جو تم چاہو تو
تمھارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم غنیمت کے مال سے تمھین کچھ
نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم اُنکو اپنا مال اور زمین بانٹ دینگے اور غنیمت
کا مال اُنھین دینگے اور ہم اُسمین شریک نہونگے سو تب اللہ تعالیٰ نے
نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ۔

یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ اُنکو احتیاج ہو۔
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج بہو پہنچا تھا اور کہا یا رسول اللہ
مین بھوکا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے پاس بھیجا کہ تمھارے
پاس کھانا کچھ موجود ہو تو سب نے کہلا بھیجا اُس کسی کی قسم ہو جسنے تجھے
حق کے ساتھ نبی کیا ہو کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہو اُسپر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آج کی رات کھلا دین
پھر فرمایا جو اُسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اسوقت انصار مین سے
ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر اُسے اپنے گھر لے گیا اور
اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو تو اُسکا اعزاز
اور اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نرکھ اُسنے کہا ہمارے پاس
تو سوا بچون کی خوراک کے نہین ہو کہا کہ اُٹھ اُنکو کھانے کی طرف سے ٹال بال دے
تاکہ وہ سو جائین اور کچھ نہ کھائین پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہو اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانون کو
اسطرح چلائین کہ کھا تا چبا رہے ہین مہمان رسول اللہ کی خاطر یہانتک کہ اُسکا پیٹ
بھر جاے پس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکون کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھائے سو گئے اور کچھ
نہین کھایا پھر وہ اُٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا
وہ اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہو اور اُسکو بجھا دیا اور اُن دونون میان
بی بی نے منھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان کیا کہ وہ
دونون اسکے ساتھ کھا رہے ہین یہانتک کہ مہمان نے پیٹ بھر کھا لیا اور یہ دونون
بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ین گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا
بعد ازان فرمایا کہ ہر آئینہ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے تعجب کیا فلان اور
فلانہ سے اور نازل یہ آیت کی دیو ثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصتہ۔
اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے اصحاب نے نبی علیہ السلام کے لیے
بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف مین تھے اور اُسنے اسے لے کر
اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس اور دوسرے نے
تیسرے کے پاس اور سات آدمیون نے دست بدست یون ہی پھرایا پھر
اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل ہوئی۔ اور
ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہو کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوے
ایک گانوئن مین جو رَے کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے روٹیون کے
تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنمین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا اور چراغ کو
بجھا دیا اور کھانے کے لیے بیٹھے پھر جب کھانا بڑھایا تو دیکھین تو وہ کھانا بدستور
موجود ہو کہ اُنمین سے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے نفس پر
دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا۔ اور خدیفہ عدوی سے حکایت ہو کہ یرموک
کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی
تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اُسمین کچھ رمق حیات کی ہو تو اُسکو مین پلاؤن اور
اُسکا مُنھ پوچھون تو اچانک مجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے
اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا تب میرے بھائی
نے کہا کہ یہ پانی اُس کے پاس لے جا تب اُسکے پاس لے گیا اور وہ ہشام
بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے
کو سُنا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لے جا مین اُسکے

پاس سے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مرچکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُٹھ کر آیا تو دیکھا
کہ وہ بھی مرگیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مرگیا تھا اور ابوالحسن
بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہی تو کہا میرے نزدیک فتوت وہ ہی
جسکے ساتھ وصف اللہ تعالی نے انصار کا اُس آیت مین کیا ہی۔ والذین
تبوؤا الدار والایمان۔ یعنی اور وہ لوگ جو گھر دن کو اور ایمان کو پکڑے
ہوے ہین۔ ابن عطا نے کہا ہی یوثرون علی انفسہم جود اوکرما ولوکان بہم
خصاصۃ یعنی جوعا و فقرا۔ یعنی اپنے نفسون پر جود اور کرم کو اختیار کرتے
ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور مفلسی کی ہو۔ ابو حفص نے کہا اثیار
وہ ہی کہ بھائیون کے خطوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین اپنے خطوظ پر
مقدم رکھے۔ اور بعض کا قول ہی کہ اثیار اختیار سے نہین ہوتا بلکہ اثیار
وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور اسمین تو امتیاز
نہ کرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی۔ یوسف بن حسین کا قول ہی
کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے اثیار صحیح نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنی ملک سمجھتا ہی بلکہ اثیار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے
پس جو کوئی اُسکو پہونچا وہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے
اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس
چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا
حقیقت اثیار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر اثیار کرے اسواسطے
کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے اثیار کے
لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی

کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر نہ کی پس اُسکے بھائی نے
یہ بات اُس سے بڑی سمجھی تو کہا اے بھائی مین نے سُنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت نازل
ہوتی ہین اُنمین سے نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو
اور دس رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین کم تجھ سے شگفتہ روئی
مین ہون تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو۔ ابوالقاسم رازی سے منقول ہی
کہ مین نے ابوبکر بن سعدان سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف
اپنے اسباب سے نظر کرے گا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی اور
سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح
سمجھے اور رویم کا قول ہی کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی فقر اور افتقار کو پکڑے رہے
اور بذل وایثار سے متحقق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہی کہ جب
صوفیہ کی برائی اور غمازی کی گئی اور جنید فقر کے باعث جدا ہوے اور شمام و
رقام و نوری پکڑے گئے اور اُنکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے
سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تو نے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون
کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہی کہ رودباری اپنے
بعض یارون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب
آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند ہو توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو لوگون نے
توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ملے اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل ہوکے سب اسباب
بازار لیگئے اور دام قیمت لی اور گھر مین بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ
نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوے تھی اور گھر کے اندر آئی

اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہی اور اُسے بیچ ڈالو
میان نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیون کیا وہ بولی کہ خاموش
مثل تیسخ ہمپر دست درازی اور تسلط کرے اور ہمارے اوپر حکم کرے اور
باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنیت رکھین ۔ اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیون نے اُسکی عیادت مین دیر کی
تو اُنکا حال پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ اس سے شرمائے ہین کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیون کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر ڈگی والے
کو حکم دیا کہ وہ ڈگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو حلال ہی تب
تو اُسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والون کی ہوئی اور
نقل ہی کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا تو جب وہ
باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چار سو درم کے لیے جو میرے اوپر قرض
ہین تو گھر مین گیا اور چار سو درم تولے اور اُسکو دیدیے اور گھر مین روتا ہوا گھس گیا
اُسکی بی بی نے کہا کیون نہین بہانہ کر دیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم ہوا کہا
مین اسلیے روتا ہون کہ اُسکے حال کی پرسش نہین کی تا آنکہ وہ محتاج اس بات کا
ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا ۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعریین جب لڑائی مین بے توشہ ہو جاتے ہین
اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہین جو کچھ اُنکے پاس ہوتا ہی
پھر اُسکو ایک برتن سے بانٹ دیتے ہین تو وہ مجھ سے ہین اور مین اُن سے ہون
اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہی کہ آپ
جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اے گروہ مہاجرین وانصار کے ہر آئینہ
ایک قوم تمھارے بھائیون مین سے ایسی ہی کہ نہ اُن کے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہو تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو یا
تین کو کرلے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی
ملے جیسے کہ انھین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انھین سے ایک
کی نوبت تھی۔ انس سے روایت ہو کہ جب عبد الرحمن بن عوف مدینہ مین آئے تو
اُسکے مواخات اور بھائی چارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال
آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو انمین سے طلاق
دیتا ہون جب اُسکے ایام عدت گذر جائین تو اُس سے نکاح کر لے تب عبد الرحمن
نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس ایثار پر صوفی کو
اُسکے نفس کی طہارت اور اُسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ کیا اور اللہ تعالی
اُسے صوفی اُسوقت بناتا ہو کہ جب اُسکی سرشت کو اس صفت کے لیے تیار
اور مستعد کر لیا اور جب کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہو کہ صوفی
ہو جاے اسواسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہو اور اُسکے مقابلہ مین شح یعنی
بخل ہو اور شح صفت نفس کے لوازم سے ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو اور جو اُس
نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہین وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اُسکے
لیے فرمایا جو بذل و انفاق کرین سو کہا و مما رزقنا ہم ینفقون ا ولئک علے
ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون۔ یعنی اور اُن چیزون سے جو ہم نے روزی
کی ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے
راستہ پر ہین اور وہ صاحب فلاح ہین اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع
ہو اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کر دیا تین مہلکات ہین

ف۔ یعنی جب رسول صلعم نے عبد الرحمن رضہ و سعد رضہ کے درمیان مین بھائی چارہ کرایا تو سعد انصاری رضہ نے کہا الخ

اور تین منجیات ہین پھر مہلکات سے ایک شح مطاع یعنی بخل پذیرفتہ گردانا ہی اور خالی بخل کو نہین فرمایا کہ وہ مہلک ہی بلکہ وہ مہلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر اُسکا غیر مطاع نفس مین ہونا سو وہ انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ وہ لوازم نفس سے ہی کہ اُسکی اصل پیدایش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی مین قبض و امساک ہی اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہین اور وہ جبلی اور پیدایشی ہی اور تعجب ہی تو اسکا ہی کہ سخاوت کا وجود سرشت مین ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو انکو بذل و ایثار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل بخل ہی اور سخا کے مقابل شح ہی اور جود و بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے اکتساب راہ پاتا ہی برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونون سرشت مین داخل ہین پس جتنے سخی ہین وہ سب جواد ہین اور ہر ایک جواد سخی نہین ہی اور حق سبحانہ و تعالےٰ سخا کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت سے ہی اور اللہ تعالیٰ سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود مین ریا کو دخل ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل مین لاتا ہی اس حالت مین کہ وہ خلق اور حق سے عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگون کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالیٰ سے ثواب ہو اور سخا مین ریا کو دخل نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے کہ عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہی پس جو چیز کہ خالص محض ہی وہ سخا ہی درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہی اور ایثار اہل انوار کے واسطے ہی اور جائز ہی کہ قول اللہ تعالیٰ مین انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا۔ یعنی اسکے سوا نہین ہی کہ ہم تمھین خالص للہ کے واسطے کھانا کھلاتے ہین نہ تم سے ہمین خواہش جزا اور بدلے کی ہی اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہین نفی عوض

مانگنے کے لیے ہی جیسے کہ فرمایا لانرید بعد اس قول لوجہ کے توجہ اللہ کے واسطے سب تو
عوض چاہنے کا اشعار نہیں کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف
منجذب ہوتی ہی نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل ترسخا پاکیزہ ترسرشتوں سے ہی ۔
اسماء بنت ابی بکر نے روایت کی ہی کہا مین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہین ہوتا
مگر اُسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہی پھر مین دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو مت بند کر ورنہ
تیرے اوپر دنیا بند کر دے گا ۔ اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور عفو ہی اور برائی
کا مقابلہ بھلائی سے ہی ۔ سفیان کا مقولہ ہی احسان اُسکو کہتے ہین کہ جو تیرے ساتھ
برائی کرے اُسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہے
جیسے بازار کی نقدی ہے کہ ایک چیز لے اور ایک چیز دے ۔ اور حسن کا قول ہی
احسان وہ ہی کہ عام ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور ابر ہی ۔ انس
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین نے محلات ایسے
دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا اے جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ
کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق مین برا بھلا کہنے لگا
اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی باتین
جو اُسنے کہی تھین اُلٹ کر اُسکو کہین تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام غصہ ہوے اور اُٹھے
آپکے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسنے مجھے گالیان دین اور آپ مسکراتے رہے
پھر مین نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسنے مجھے کہا تھا تو آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے
آپ نے فرمایا کہ جب تک خاموش تھا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو
اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے برا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ

نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھون جہان شیطان ہوا ے ابو بکر تین باتین ہین جو سب حق ہین
کوئی بندہ ایسا نہین ہی جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاے اور وہ اُسے عفو کرے مگر
یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ سوال کا دروازہ
کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس کو زیادہ کرے
اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے جسکے ساتھ
اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی کرتا ہی حذیفہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ہر جائی مت ہو کہ کہو تم
اگر لوگ احسان کرین تو ہم احسان کرین اور وہ ظلم کرین تو ہم ظلم کرین مگر اپنے نفسون کو
ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کرین تو تم احسان کرو اور اگر وہ برائی کرین تو تم ظلم نہ کرو
اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہی جسپر میرا گذر ہوتا ہی تو وہ نہ میری
دعوت کرتا ہی اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہی تو جب میرے پاس آئے تو اُسکے عوض
کرون یعنی نہ کھلاؤن نہ مہمان رکھون آپ نے فرمایا کہ نہین تو اُسکی دعوت کر
اور فضیل نے کہا ہی کہ فتوت بھائیون کی لغزشون سے درگذر اور مسامحت ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی واصل رحم وہ نہین ہی جو مکافات
کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن واصل وہ ہی کہ جب قطع
رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے ۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اُس شخص سے کرے جو تیرے اوپر
ظلم کرے اور تو وصل کرے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُسے عطا دے
جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ ہی صوفی کا
بکا اُسکی خلوت مین ہی اور بشر اور شگفتگی پیشانی اُسکی لوگون کے ساتھ ہی سو
اُسکے چہرہ پر بشاشت اُسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور ہر آئینہ باطن صوفی

منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ مین نزول کرتا ہو جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہو
اور فرح و سرور سے لبریز ہو جاتا ہو کہو اللہ کے فضل و رحمت سے سو اُسکے ساتھ
چاہیے کہ خوش ہون اور سرور جب کہ متمکن ہوا دل سے اُسکے آثار صورت پر پہونچتے
ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنے کتنے ہی چہرے آج کے دن روشن
چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہین یعنی خوش ہین بعض نے کہا ہو کہ چہرے
روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتون راہ خدا مین غبار آلودہ ہوے تھے اور
نور چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہو کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ اور
چراغدان پر گرتا ہو پس چہرہ مشکاۃ یعنی چراغدان ہو اور قلب شیشہ ہو اور
روح چراغ ہو تو جب دل مزہ دار ہمرازی سے خوش ہوتا ہو تو بشاشت چہرہ پر
ظاہر ہوتی ہو قال اللہ تعالیٰ تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ اُنکے چہرون مین نضرۃ نعیم کو پائے گا یعنی تازگی اور چمک اُنکی پائے گا
محاورۂ عرب مین کہا جاتا ہو نضر النبات ۔ جسوقت سبزہ ہرا بھرا ورکلیا تا ہو
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنی کتنے ہی چہرے اُسدن تازہ اور شگفتہ ہین کہ اپنے
پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہین پس جبکہ اُنھون نے دیکھا تو بس تر و تازہ ہوگئے
سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہین اُنکی چشم دل نور مشاہدہ سے روشن ہوگئین
اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہوگئے اور اُنمین جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور
جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہو تو دیوارین روشن اور درخشان
ہو جاتی ہین ۔ قال اللہ تعالیٰ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہو کہ نشانی اُنکی اُنکے چہرون مین سجدہ کے اثر سے ہو اور جب کہ ظلال کے
یعنی قالبون کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الٰہی مین وظلالہم بالغدو والآصال
تو کیونکر بشہود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا ۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک معروف اور نیکی صدقہ ہی اور معروف سے یہ بھی ہو کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن مین پانی ڈالے۔ اور سعد بن عبد الرحمن زبیدی نے کہا کہ مجھے بھاتا ہی فقرا سے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ رو ہنسوڑ ولیکن جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہی تو اللہ فقرا مین اُسکے مثل زیادہ نکرے اور اخلاق صوفیہ سے ہی سہولت اور جھکنا اور لوگون سے اُنکے اخلاق اور طبائع کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہی۔ اور ہر آئینہ اس معاملہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار اور احادیث ہین اور اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چربہ اُتارتے اور حکایت کرتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہان مین مزاح کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہی کہ ایک شخص تھا جسے زائر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ ایکدن آیا اور رسول اللہ نے اُسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا خریدتا تھا اور وہ اُسدن آپ کے پاس نہین آیا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے دونون ہاتھ سے گیھے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے دونون ہاتھ کو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہی جو اس بندہ کو خریدتا ہی اُسنے کہا کہ کون لیگا یا رسول اللہ مجھ کھوٹے کو تو فرمایا مگر اللہ کے نزدیک فائدہ والا ہی پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کے لیے ایک بادیہ یعنی صحرا نشین ہی اور بادیہ آل محمد کا زائر بن حرام ہی۔ اور حضرت انسؓ سے روایت

آئی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر
سوار کرا دیجئے آپ نے فرمایا تجھے ہم اُسی کے بچے پر سوار کرا دینگے اُسنے کہا کہ مین کہتا ہون
مجھے اونٹ پر سوار کرا دو اور آپ کہتے ہین کہ اُونٹنی کے بچے پر تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ
بچہ اُونٹنی کا ہی۔ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجورین تھین کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا
اِس کھانے مین سے کھاؤ سو مین بھی کھجورین کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا تو
کھجورین کھاتا ہی اور حالانکہ تو رمد یعنے آنکھ کا درد مند ہی مین نے کہا اب مین
دوسری طرف چباتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور انس
روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا اے دو کان والے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کسطرح رہتے جبکہ وہ گھر مین اکیلے ہوتے کہا سب آدمیون سے زیادہ ملائم
مسکراتے ہوئے ہنستے ہوئے۔ اور آپ نے روایت کی ہی کہ مجھ سے آپ سبقت
لیگئے پھر مین سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی اب از راہ
فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہی۔ اور حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط کرتے یہان تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے
فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی ابا عمیر کیا کیا نغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہی
اور روایت ہی کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا
رب کعبہ کی قسم ہی مین تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا
مجھے رب کعبہ کی قسم ہی کہ تیرے اوپر مین سبقت لے گیا اور عبداللہ بن عباس نے کہا
عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا آؤ مین تجھ سے پانی مین مناقشہ کرون کہ ہم دونون مین سے کون زیادہ
لمبی سانس کا ہی اور ہم محرم تھے۔ اور بکر بن عبداللہ سے روایت ہی کہ صحابہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادح کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے تو وہ
رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ مین بدح یبدح کہتے ہین جب کہ ایک چیز کو پھینکا
یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کے لیے مین حریرہ لائی جو اُنکے واسطے مین نے پکایا
تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اُسکے بیچ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہا
کہ کھا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اُسنے انکار کیا پھر مین نے اُس سے
کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے منھ کو اُس سے آلودہ کردونگی پھر اُسنے انکار کیا
تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اُسکا منھ اُس سے خوب آلودہ کیا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر آپ نے ران اپنی اُسکے واسطے جھکا دی اور
سودہ سے کہا کہ تو اُسکو آلودہ کر دے تو اُسنے میرا منھ اُس سے آلودہ کر دیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے
یا عبد اللہ یا عبد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہی وہ گھر مین چلے
آوین تو کہا تم دونون اُٹھو اور اپنے منھ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین
ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو مانتے تھے اور
بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہی اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور بوڑھے
کے ساتھ بوڑھے اور اُسمین مزاح اور جہل تھی جبکہ وہ نہین ہوتے اور معاذ بن عبد الکریم
سے مروی ہی کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور رود کہتے اور ہم
اُسکے سامنے ہنسی کرتے اور وہ ہم سے مزاح کرتے اور ہم اُسکے پاس سے
ہنستے ہوئے اُٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اُسکے پاس سے اُٹھتے تو
قریب تھا کہ ہم رو دیتے پس یہ اخبار اور آثار اسکی دلیل ہین نرمی سے جھکنا اچھی
چیز ہی اور احوال صوفیہ صحت کے ساتھ ہین اور اخلاق اُنکے اچھے ہین ان باتون

کیونکہ خانقاہ مین مزاج سے وہ اعتماد کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ اُن کے حال کے
موافق برتاو کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر رحمت الٰہی کی وسعت پر
ہر پھر جب وہ اکیلے ہوتے ہین تو رجال کے مقام پر کھڑے ہوتے ہین
اور اعمال وافعال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اس معاملہ مین حد
اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست اور
اُسکے اخلاق اور طباع عالم اپنے وفور حلم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو
تاآنکہ اسمین وہ صراط اعتدال پر افراط وتفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان
بتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ اُنکو علم اور معرفت
نفس کی کم ہی اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کرجائین اسواسطے کہ نفس کے
لیے ان موقعون پر کود پھاند ہی جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہی اور عناد کی طرف میل
کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہی جو اُن سے
بڑھا چڑھا ہو اور اُسنے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اُنکی
طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے۔ جب کہ وہ علم کے ساتھ نزدیک ہے
مگر جو شخص اپنی صفات حالی پر اُنسے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہ اُنکے طبائع اور نفوس
کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان وہ بُرے کامون کے ہین جب ان انکی محافل
اور مجالس مین درآئین تو نفس اپنا حظ اُٹھائے گا اور اپنے مطالب کو غنیمت کرنے گا
اور رخصت اور جواز کی طرف راحت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف اُترآنا
اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئے گا جو عزیمت کے اوپر سوار ہی اور یہ بتدی
کی شان نہین ہی پس صوفیہ صاحب علم کے لیے اُن باتون مین جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی ترویح اور تفریح ہی کہ وہ دل کی حاجت کو اسی کی ملک جانتے ہین جو ایک
چیز جب کہ حاجت کے لیے رکھی جاے تو بقدر حاجت اندازہ کیجاے اور مقدار

حاجت کی محک و میعار اس معاملہ مین ایک باریک علم ہی جو ہر ایک شخص
کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاح مین
اعتدال رکھ اسواسطے کہ افراط اسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرات کر سکے
اور اسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت مین ڈالتا ہی
اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہی
اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب اور مشکل ہی اسی طرح اعتدال کا ہنسی
مین پہچاننا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور انسان کو جنس حیوان
سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہو اور تعجب
فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور اعتدال کی معرفت
اسمین ہی شان ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو اور اسیواسطے
یہ قول زبان زد ہی ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب یعنی بچو کثرت ضحک
سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت ضحک کی
رعونت سے ہی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اسمین عجب ہو اور سخن چین کو
جو بے حاجت ہو اور بداعبہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ بداعبہ وہ ہی
جسکے جد غضب نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے جد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اُس سے حکم کیا اور کہا
گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہی یعنی جیسے خروج بول و براز سے بطلان
وضو ہوتا ہی ایسے ہی قہقہہ سے جو نماز مین گناہ ہی وضو باطل ہو جاتا ہی پس
مزاح اور ضحک مین اعتدال نہین حاصل ہوتا ہی الا اُس وقت کہ خوف اور قبض
اور ہیبت کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جاے اسواسطے کہ وہ ان مضائق

سے ہر ایک مضیق مین بعض تقویم کو قائم کرتا ہی تو اُسمین حال کو اعتدال
ہوجاتا ہی اور مستقیم ہوجاتا ہی پس بسط اور رجا ر دونون مزاح اور ضحک کو سبب
کرتے ہین اور خوف و قبض اُسمین عدل کے ساتھ حکم کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ
سے ترک تکلف ہی اور یہ اسواسطے کہ تکلف بناوٹ ہی اور تعمل اور نفس پر ظلم
لوگون کے سبب ہوتا ہی اور یہ احوال صوفیہ کے مباین اور خلاف ہی اور بعضے تکلف مین
مقدرات سے منازعت اور قسمت ازلی سے نارضامندی پوشیدہ ہی اور کہا گیا ہی کہ
تصوف ترک تکلف ہی اور تکلف مخالفت ہی اور عمادتین کے رستہ سے مخالفت ہی
انس بن مالک سے روایت ہی کہ رسول اللہ کے ولیمہ مین حاضر ہوا کہ اُسمین نہ روٹی تھی
اور نہ گوشت تھا۔ اور جابر سے مروی ہی کہ اُسکے پاس چند آدمی اُسکے اصحاب سے آئے تو
اُنکے لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ مین نے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے اچھا ہی نانخورش سرکہ کا اور سفیان بن سلمہ سے روایت ہی [illegible]
سلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کہا کھاؤ کہ
اگر رسول اللہ ہمکو منع نہ کرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے نکرے تو مین
تمہارے لیے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزون مین مذموم ہی جیسے پوشاک مین
تکلف لوگون کے دکھلانے کو بدون اسکے کہ کوئی نیت اُسمین ہو اور کلام مین
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تملق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہی تو بعید ہی کہ اُس سے
سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دو اور بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہین کہ جان
نہین پڑتا کہ وہ تملق کرتے ہین اور وہ تملق سمجھ مین نہین آتا اور بقدر ایک شخص تملق
کرتا ہی اُس حد تلک کہ صریح نفاق تک پہونچا دیتا ہی اور وہ حال صوفی کے خلاف ہی اور
ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا حیا اور عی یعنی کلام
مین درماندگی دونون شاخ ایمان کی ہین [illegible]

فحش ہی اور بیان سے یہان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگون کے خاطر جسمین
زیادہ خوشامد اور تعریف اُنکی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ شان اہل قصد
سے نہین ہی۔ اور ابی وائل سے حکایت ہی کہا مین اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ
سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جوکوب نمک پیش کیا تب
میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک مین پودینہ ہوتا تو اور اچھا اور خوشبودار ہو جاتا
تو سلمان باہر گیا اور لوٹا گرو رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا
کہ خدا کا شکر ہی جسنے ہم کو قانع اُس چیز پر کیا جو ہمین روزی کیا تب سلمان نے کہا
کہ اگر تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہوتا اور اس حکایت مین سلمان کی
طرف سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہی اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث مین ہی کہ اُسکے
بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے رکھا
اور اُنکے لیے ساگ کاٹا جو اُسے بویا تھا پھر کہا اگر نہ اللہ تعالی تکلف کرنیوالون پر
لعنت کرتا تو مین تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تو زیارت
کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اُسے سامنے رکھا اور جب تو کسی دوسرے کی
زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور زبیر بن العوام سے روایت ہی کہ
منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ الٰہی اُن لوگون
کی بخشش کر جو میری امت کے مردون کے لیے دعا کرتے ہین اور وہ تکلف
نہین کرتے آگاہ ہو کہ مین تکلف سے بری ہون اور میری امت کے صالحین بھی بری ہین
اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا و عنبا وقضبا وزیتونا
ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا یعنی پس ہم نے اسمین پیدا کیا غلہ اور انگور اور گیاہ
سبز کہ جانورون کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے ہجوم
آور وہ اور میوہ اور آب کو۔ پھر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا چیز ہی کہا راوی

نے کہ عمرؓ کے ہاتھ مین عصا تھا اُسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہی تو اے
لوگو جو تمھارے لیے بیان کیا جاوے پس جو کچھ تم جانو اُس پر عمل کرو اور جو تم نہ جانو
اُسکے علم اللہ کے اوپر حوالہ کرو۔ اور اخلاق صوفیہ سے اتفاق ہی بد دن اسکے کہ کمی
اُس مین کرو اور ذخیرہ جمع نکرو اور یہ اسواسطے ہی کہ صوفی فضل حق کی خرابی دیکھتا ہی
تو وہ ایسا ہی کہ کوئی دریا کنارے کھڑا ہو اور دریا کنارے کھڑا ہونے والا پانی بیشک
اور پکھال مین نہین بھرتا اور جمع کرتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کوئی دن ایسا نہین ہی
مگر یہ کہ دو فرشتے ہین جو ندا کرتے اور پکارتے ہین ایک اُنمین سے کہتا ہی الٰہی
خرچ کرنے والے کو بیشتر عطا کر اور دوسرا کہتا ہی کہ الٰہی بخیل کو تلف کر اور انس نے
روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شے دوسرے دن کے لیے
جمع اور ذخیرہ نہین کرتے تھے اور روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے تین پرند ہدیہ آئے آپ کے خادم نے ایک پرند کھلایا جب
دوسرا دن ہوا اُسکو آپ کے سامنے پکا کر لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کیا مین نے تجھے نہین منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے مت اُٹھا
رکھ کہ اللہ تعالی ہر صبح کو روزی دیتا ہی۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اُسوقت ایک
ڈھیری چھوارون کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اے بلال کہا یا
رسول اللہ اُسکو ذخیرہ کرتا ہون فرمایا کیا تو نہین ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہین ڈرتا خدا اے صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے۔ اور روایت ہی کہ عیسی بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالون کا کپڑا پہنا کرتے اور جہان تمام ہوتی وہان
رات کو رہتے اور اُن کے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑتا اور رکھ صبح کے لیے

نیت رکھتے۔ اور صوفی کا یہ حال ہی کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانون مین ہین اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہی پس دنیا صوفی کے لیے ایک مسافرخانہ کے مثال ہی کہ نہ اُسمین دھرنا دیکھتا ہی اور نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہی رسول علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ حق توکل ہی اللہ تمھین رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندون کو دیتا ہی صبح کو بھوکا اُٹھاتا ہی اور شام کو سیر کردیتا ہی۔ جابر سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہین مانگی گئی کہ کہا ہو نہین۔ ابن عبید نے کہا کہ جب آپکے پاس کوئی چیز نہوتی تو وعدہ نہوتا۔ عبدالعزیز بن محمد نے ابن اخی زہری سے روایت کی ہی کہا ہی آئینہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کنبہ قبیلہ گھرون سے نہین مگر یہ کہ مین اُنمین پھرا ہون تو مین نے کسی کو زیادہ بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہین پایا اور اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہی۔ ذوالنون مصری سے کہا ہی کہ جسنے قناعت کی اُسنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسرون پر غالب آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہی کہ اگر قناعت مین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا۔ اور بنان بن حمال نے کہا ہی ۔ الحر عبد ما طمع والعبد حر ما قنع ✤ ترجمہ نظم آزاد ہی غلام اگر وہ طمع کرے ✤ اور ہو غلام حر جو قناعت کا دم بھرے ✤ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ انتقام لے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہی۔ اور ابو بکر مراغی نے کہا ہی کہ عقلمند وہ شخص ہی جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے کی اور امر آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحییٰ بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کما لے گیا اور زندگی اُسکی خوش اور اچھی ہوئی اور

امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہی کہ وہ
زخم سے بغیر کام کیے نہین اچٹتی - عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے
روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی اُسوقت کہ آپ منبر
پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہی اُس سے کہ زیادہ ہو اور لہو ولعب مین مشغول
کرے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نجات
پائی ہی شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اُسکا رزق ہو پھر اُسپر اُس شخص نے صبر
کیا - اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا مانگی اور کہا الٰہی آل محمد کا رزق قوت کر - اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قناعت ایک مال ہی جو
کبھی نہین ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا تم کتاب اللہ کے
ظروف اور حکمت کے چشمے بنجاؤ اور اپنے نفسون کو مردون مین شمار کرو اور خدا تعالیٰ
سے روز کے روز مانگا کرو اور تمھین مضرت نہو گی ایسی کہ وہ زیادہ نہو - اور عبید اللہ
بن محیص نے اپنے باپ سے نقل کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جسنے امن سے گھر مین صبح کی اور اُسکا بدن درست ہی اور اُسکے پاس
ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اُسکے حاطہ مین آگئی - اور اس آیت کی تفسیر مین بیان
کیا گیا ہی - فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ یعنی پس البتہ ہم اُسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب
اور خوش آیندہ ہی کہ وہ قناعت ہی پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہی اور
نفس کے طبائع کا واقفکار رہی اور قناعت کے فوائد حاصل کرنے کا ماہر ہی اور نفس سے
اُسکے استخراج کی طرف واصل ہی اسواسطے کہ وہ جانتا ہی کہ اُسکا مرض کیا ہی اور
اسکی دوا کیا ہی - ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہی
جیسے ورع زہد سے - اور اخلاق صوفیہ سے ہی جھگڑے مٹانا اور غصہ کو چھوڑنا مگر

حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسہ کرنا اور یہ اسواسطے ہی کہ نفوس اُچھلتے کودتے ہین اور جھگڑالو گون مین ظاہر ہوتا ہی اور صوفی نے اپنے یار کے نفس کو ظہور کرتے ہوے دیکھا تو اُسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہی اور جب نفس قلب سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہی اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ اپنی تعلیم کے لیے فرماتا ہی۔ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ یعنی جواب مین تو اُسے بہت اچھی بات کہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اُسکے درمیان عداوت ہی ایسا ہو جائے گا کہ گویا بڑا گھرا یار ہی۔ اور مرا یعنی ستیزہ اور جدل نہین نکالا جاتا مگر اُن نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ اُن سے نکل گیا اور نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہی اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی جاتا رہا اور کبھو کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہی جو اُسکے مماثل اور مشاکل باہمی حسد کے باعث ہوتا ہی اور جو شخص کہ نفس کی گدازش مین زہد کی آتش سے دنیا مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہی اور اُنمین حسد دنیوی حظوظ فانیہ مین جاہ ومال سے باقی نہین رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے اُنکے سینون مین تھا۔ ابو حفص کا قول ہی کہ کینہ کسطرح باقی رہ سکتا ہی اُن قلوب مین جنکو اللہ کے ساتھ ایتلاف ہی اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوے ہین اور اُسکی مودت پر ڈٹے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ یہ قلوب ہوا جس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے سرمہ آگودہ ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہو گئے ہین پس ایسے اہل تصوف کے قلوب اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع اور رتلے ہوے ہین اور شرائط طریق کا التزام کیا ہی اور تحقیق کے ساتھ فتحیابی پر جھکے ہوے ہین۔ اور آدمی دو مرد ہین

ایک وہ مرد ہی جو طالب اُن چیزون کا ہی جو اللہ تعالی کے پاس ہین، اور جو چیزین
اللہ کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی دعوت کرتا اور بلاتا ہی پس
محقق صوفی کو ان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہوگا
اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہی اور اُسکا بھائی
اور اُسکا مددگار ہی اور مومنین دیوار بنیاد کے مثال ایک دوسرے کو قوت
اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہی حب جاہ اور مال اور ریاست اور
خلق کی نمائش پر مفتون ہی تو اُسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے کہ
اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس شان
صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہان
کہین اُسے محجوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کھائے گا اور نہ کسی
چیز پر ظاہر مین اُس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا ظہور
کر رہا ہی جو کہ بُرائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی۔ ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر اپنے بھائی
سے اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی جسنے جھگڑا
ٹنٹا چھوڑ دیا حالانکہ وہ مبطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر بنایا جائیگا
اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ محق ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط مین گھر
بنایا جائے گا اور جسکا خلق نیک ہی اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان تیار ہوگا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اس لیے حاصل کیا ہی تاکہ علما پر مباہات
اور افتخار کرے یا نادانون سے اُسکے ذریعہ سے جھگڑے یا اُسکا یہ ارادہ ہو کہ
اشراف لوگ اُسکی طرف رجوع کرین اور حاضر آئین اللہ تعالے اُسکو دوزخ مین

داخل کرے گا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ ابن جبل کے مجادلہ کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُن کے نفوس قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین - اور قہر و غلبہ شیطنت کی صفات سے آدمی مین ہین - بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ کرنے والا اپنے نفس مین جب کہ وہ جدال مین غور کرتا ہی یہ بات ٹھان لیتا ہی کہ کسی شی پر قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو قناعت کی طرف اُسکی راہ کیا ہی پس نفس صوفی نے اُسکی صفات بدل ڈالین اور اُس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہوگئی اور نرمی اور رفق اور سہولت اور طمانینت سے مبدل ہوگئین - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا قسم ہی اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کوئی بندہ مسلمان نہین ہی جب تک کہ اُسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہین ہی کوئی مومن جبتک کہ اُسکا ہمسایہ امن مین اُس کے ستم سے نہ ہو - دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہولت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک پتھر اُٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہی لوگون نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اُٹھا رہے ہین فرمایا خبردار ہو مین اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہون ایک آدمی تھا کہ اُسکے اور اُسکے بھائی کے درمیان غضب تھا پس اُسکے شیطان اور اُسکے بھائی کے شیطان نے غلبہ کیا پھر اُسنے اُس سے کلام کیا - اور روایت ہی کہ ہر آئینہ ایک لڑکا ابی ذر کے پاس آیا اور اُسکی بکری کا پانون ٹوٹا ہوا تھا ابو ذر نے کہا کہ اس بکری کا پانون کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ مین نے کہا کیون تو نے یہ کام کیا کہا مین نے قصداً یہ کام کیا کہا پھر کیون کہا مین تجھے غصہ دلاؤنگا تو سبب مجھے تو مارے گا پس تو گنہگار

ہوگا اسپر ابوذر نے کہا البتہ مین غصہ ہونگا جب تو مجھے غصہ سے برانگیختہ کرے گا پس اُسے آزاد کر دیا - اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہی کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہین جانتا کہ اُن دونون مین سے کونسا امر رشد کے ساتھ زیادہ ہی تو اُنمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو اسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہی جسمین ہوا کی متابعت ہو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالیٰ کا خوف ظاہر و باطن مین اور رضا مندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ حکم دنیا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی - اور مہلکات یہ ہین شح مطاع اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ حکم غضب اور رضا کے وقت دنیا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے نفس پر ہی کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پھیرے اور اسکی طرف بامید ثواب نظر کرے - نقل ہی کہ صوفیہ ایذاء مسلم سے ہاتھ دھوتے اور اُسکو ترک کرتے تھے بعض نے اُنمین سے کہا کہ اگر مین کلمہ خبیثہ سے ہاتھ دھوؤن تو یہ مجھے زیادہ مرغوب ہی اس سے کہ خوش آیندہ کھانے سے ہاتھ دھوؤن - اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ حدث دو حدث ہین ایک حدث تیری فرج سے اور ایک حدث تیرے مُنھ سے سو وقار اور علم کی گوشہ کو نہین کھولتا ہی مگر غصہ اور انصاف کی حد سے دشمنی کی طرف تجاوز حد سے خارج کرتا ہی پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہی پس اگر غصہ اُس شخص پر ہو جو اُس سے اوپر ہی اُن لوگون مین سے جسپر غصہ چلانے سے عاجز ہی تو خون باہر کی جلد سے جاتا ہی اور قلب مین جمع ہوتا ہی اور اُس سے غم اور حزن

اور اندوہ نہانی پیدا ہوتا ہی اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا ہواسطے
کہ وہ حوادث اور اغراض کو اللہ تعالی سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہی ہواسطے
وہ غم واندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح واقفہ ہی اور
حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہی کہ ہم اور حزن ثنک اور غصہ کے اندر ہین
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہی اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اُس
شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہی وہ غضب کو ظاہر کرتا ہی اور جو ایسے شخص سے
نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اُسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہی اور
حزن بھی غضب ہی مگر استعمال ہوقت کیا جاتا ہی کہ اُسپر کوئی غضب اور غیظ کرے
اور اگر غضب ایسے شخص پر ہی جو اُسکے برابر کا ہو کہ اُس سے انتقام لینے مین تردد
کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آتا جاتا ہی اور غل وحقد اُس سے
پیدا ہوتا ہی اور قلب صوفی مین ایسی چیز نہین رہتی حق سبحانہ وتعالی نے
فرمایا ہی اور نکال ڈالا ہم نے کینہ جو کچھ اُنکے سینون مین تھا۔ اور صوفی کی
صلاحیت قلب اور حال عداوت اور کینہ کے کف اسطرح باہر پھینکتا ہی جسطرح
سمندر اس سبب سے کہ انس اور ہیبت کی لہرین متلاطم ہین اور اگر غصہ ایسے
شخص پر ہی جو اُس سے کم درجہ کا ہی کہ انتقام اُس سے لے سکتا ہی۔ تو خون
دل جوش کرتا ہی اور قلب جب اُسکا خون جوش کرتا ہی تو وہ سرخ اور سخت
وصلب ہوجاتا ہی اور نرمی اور سپیدی اُس سے دور ہوجاتی ہی اور اُسی کے
سبب دونون رخسارہ سرخ ہوجاتے ہین ہواسطے کہ خون نے دل مین جوش کیا
اور غلبہ چاہا اور اُس سے رگین پھول گئین تو اُسکا عکس رخسارہ پر ظاہر ہوگیا اور
ہوقت مار پیٹ اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرتا ہی اور یہ بات صوفی مین

نہین ہوتی مگر اُسوقت کہ آبروریزی اور غصہ اللہ تعالی کے واسطے ہو ورنہ دوسری صورتون مین تو صوفی غصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرتا ہو پھر اُس کا تقوی اُسے برانگیختہ اسپر کرتا ہو کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان شرع و عدل مین وزن کرے اور نفس پر تہمت اُسکی لگائے کہ قضاء آلہی پر راضی نہین ہو بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا ہو کہ آدمیون سے کون شخص زیادہ نفس پر قہر کرنے والا ہو جواب دیا کہ جو مقدرات پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضون نے کہا ہو کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہین مگر قضاے منازعات کے مواقع ہین سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جب کہ وہ غصہ مین بھرا ہوا ہو تو اُسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا تیزہ جمکا قلب قوی اور نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور مقر کی طرف واپس آگیا اور حال معتدل ہوا اور رخسارہ کی سُرخی جذب ہو گئی اور علم کی فضیلت ظاہر ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ روش نیک اور دوستی میانہ روی نبوت کے چوبیس جزون مین سے ایک جزو ہو۔ اور حارثہ بن قدامہ نے روایت کی ہو کہ کہا مین نے یارسول اللہ مجھے وصیت کرو اور وہ قلیل ہو کہ شاید مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اُسی کا آپ نے اعادہ کیا اور فرماتے تھے کہ لاتغضب۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ غضب دوزخ کی ایک چنگاری ہو کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ دونون آنکھین اُسکی سُرخ ہوجاتی ہین اور رگین اُسکی پھول اُٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آوے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ بن عبد القیس کو کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہو

علم اور دنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہی کہ تو دد اور موالفت اور موافقت بھائیون
سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالے نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعریف مین فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ صحابہ کفار پر سخت
اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی
لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اگر تو
وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا جو زمین مین ہی تو بھی اُنکے دلون کو ملا نہ سکتا مگر یہ کہ
اللہ تعالی نے اُنکی باہم الفت اور پیوند دے دیا - اور تو دد اور تالف ارواح
کے ہیلان سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اُس حدیث مین وارد ہوا ہی جو ہم
کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہوگیا اُنکے آپس مین الفت ہوگئی اللہ تعالی
نے فرمایا ہی فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی پس اُسکی نعمت کی وجہ سے تم آپس مین
بھائی ہوگئے اور حق سبحانہ و تعالی نے فرمایا ہی - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالی کے عہد و پیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق
مت ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المومن الف مالوف
ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنی مومن الفت کرنے والا ہی اور مالوف ہے
اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو اُسمین بھلائی نہین ہی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون ملاقات کرین
دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن
کبھی مین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے
بھلائی حاصل کرتا ہی - اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ
دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون

کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے اردگرد قیامت کے روز کرسیان رکھی جائینگی جن کے چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبرائینگے اور وہ اولیاء اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے کو دیتے تو اُسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہی کہ عدالت خلیفہ محبت کا ہی جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہی جہان محبت نہین پائی جاتی اور بعض کا قول ہی کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہی اسواسطے کہ محبت کی طاعت اندر سے ہی اور خوف کی طاعت باہر سے ہی اور اس وجہ سے حضرات صوفیہ کی صحبت بعض سے موثر بعض مین ہی اسواسطے کہ ہرگاہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون نے باہم نصیحت کی اور ان کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اُٹھاتا ہی اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی کہ مساجد مین ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہون جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ مین ہون اور جامع مسجد مین ہفتہ کے اندر ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہون اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے ہون وہ عیدین مین ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہون اور متفرق شہرون کے باشندہ عمر بھر مین ایک بلد حج کے لیے جمع ہون یہ سب کچھ کامل حکمتون کے باعث ہی جسمین سے ایک تاکید مومنون کی الفت اور مودت کی ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہی

کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہی۔ نعمان بن بشیر نے کہا سُنا مین نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی
مین مثل بدن کے ہی جب ایک عضو بیمار آسمین کا ہو تو اور سب اعضاء اُسکے ساتھ
بیخوابی اور بخار مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ اور الفت اور محبت اسباب صحت کی
موکد ہی اور نیکون کی صحبت ضرور موثر ہی اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ بھائیون کی ملاقات
بارور کرتی ہی اور آسمین تنک نہین ہی کہ باطن باردار ہوتے ہین اور بعضے بعض سے
قوت حاصل کرتے ہین بلکہ اہل اصلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہی اور
صورتون مین نظر کرنا اخلاق پر ڈالتا ہی جو مناسبت اُس شخص کے ساتھ
رکھتے ہین جسکو کہ دیکھتا ہی جس طرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے سے
حزن حاصل ہوتا ہی اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہی
اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ من لاینفعک لحظہ لاینفعک لفظہ یعنے جو شخص کہ اُسکا
دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اُسکی بات تجھے فائدہ ندیگی اور شتر وحشی شتر رام
کی مقارنت سے رام ہو جاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات مین اور نباتات اور
جمادات مین ہوتی ہی اور آب و ہوا دونون فاسد ہو جاتی ہین مردار کی مقارنت سے
اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین
اور گھاس بُری زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہر گاہ کہ ان چیزون مین مقارنت
موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کرے گی اور انسان کا نام
انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہو جاتا ہی جسکو وہ دیکھتا ہی
خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بُری ہو۔ اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہی
اور عزلت و وحدت جسکی تعریف کی جاتی ہی سو وہ بہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر
کے ہی اور جو اہل علم و صفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین اُنکی مقارنت مغتنم

ہوتی ہی اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالی کے ساتھ انس کرنا ہی جسطرح
کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہی اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابط حق ہی اور اُنکے
غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہی توصوفی غیر جنس کے ساتھ موجود مباین ہی اور
جنس کے ساتھ موجود معائن ہی اور مومن آئینہ مومن کا ہی جب اپنے بھائی کی طرف
دیکھتا ہی تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُس طرف تجلیات الٰہی کی جانب
جھانکتا ہی اور تعریفات وتلویحات جو خدا ے کریم کی طرف سے ہین مخفی ہین کہ غیار
سے غائب ہین اور اُنکو اہل انوار ادراک کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا
شکر احسان پر کرنا ہی اور اُسکے لیے دعا ہی اور یہ فعل اُنکی طرف سے باوجود سے کہ
اُنکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہی اور اُنکی توحید صافی ہی اور
اعتبار سے اُنھون نے قطع نظر کی ہی اور نعمتون کو منعم جبار سے دیکھتے ہین اسواسطے
کہ اسمین اقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بنا بر اُس حدیث کے جو
وارد ہوئی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ کوئی نہین ہی آدمیون سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحبت
اور مال خرچ کرنے مین بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ
سے اور اگر مین دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور
فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہین دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا پس خلق بخل اور
عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالی سے محجوب ہو گئی سو صوفی پہلے ہی خلق سے
فانی ہو جاتا ہی اور سب اشیا اللہ کی طرف سے دیکھتا ہی اس طرح کہ توحید
اُسکے ناصیہ سے ٹپکتی ہی اور اُس پردہ کو چاک کر دیا جو خلق کو توحید خالص
سے روکتا ہی اور خلق کے لیے وہ ثابت نہین کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو
اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہی اور جب کہ وہ توحید کے ہو نیچے کنگورہ پر

پڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہی اور اُنکا وجود منع اور عطا مین ثابت
کرتا ہی بعد ازان کہ وہ سبب کو اول دیکھ لیتا ہی اور یہ اُسکے علم کی وسعت
اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہی - پس اُسکے لیے
خلق حجاب حق نہین ہی جیسے کہ عام مسلمانون کو ہی اور نہ اُسکے لیے حق حجاب
خلق ہی جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین - سو اُسکا شکر
حق تعالے کے واسطے ہی اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا
اور سبب ہے اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہی کہ وہ واسطہ اور سبب
ہین - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف
بلائے جائینگے وہ لوگ حمادون ہین - جو اللہ تعالے کی حمد نفع اور نقصان مین
کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا ڈکار لی اور
اُسنے کہا الحمد للہ علی کل حال تو اللہ تعالے اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی کہ
جنمین سے ادنی بیماری جذام ہی - اور جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت
کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مامن عبد ینعم علیہ بنعمۃ
فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنی نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا
کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُسکی افضل اُس سے ہو گی پس
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا - کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال
رکھتا ہی کہ اللہ تعالی اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ حمد
نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہو گی جسپر
اُسنے حمد کی پھر جب کہ اُنھون نے منعم اول یعنی حق تعالی کا شکر کیا تو جو کوئی دینے مین
واسطہ منعم کا ہو اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس

روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا اور ابرار نے
تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس
کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری
کی۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیون اور مسلمانون کے گروہ کے لیے مرتبہ کا
بذل اور خرچ کرنا ہی پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات و
شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف متوجہ
ہو بذل جاہ سے اور صلاح ذات البین یعنی صلح مصالحہ کی مدد دینے مین مصروف
ہو اور اس معاملہ مین زیادہ علم کی حاجت ہی اسواسطے کہ وہ ایسے امور مین جو خلق
کے متعلق ہین اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہین
اور نہین سزاوار ہی الصوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی ہو زید بن اسلم
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی
انبیا مین سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ اُسکی موالفت اس ذریعہ سے حاجات
خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطا نے کہا ہی کہ ایک شخص اگر برسون ریا
اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جسمین مومن زندگی بسر کرے تو وہ
اتم اور اکمل ہی اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے
اور یہ ایک باریک مسئلہ ہی جس سے ایمن جاہل لوگ فتنہ سے نہین ہوتے
جو دعویدار ہوتے ہین اور یہ امر نہین سزاوار ہی مگر ایک ایسے بندہ کے لیے
جسکو اللہ تعالی نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ
اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شے کی طرف جاہ اور مال سے نہین ہی اور بالفرض اگر
بادشاہ روے زمین کے اُسکی خدمت مین کھڑے ہین تو وہ حد سے تجاوز نکرے

اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی آتشدان کی طرف جائے جو کہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو
اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نہ کرے اور یہ امر نہین شائستہ ہی
مگر ایک دو شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صادقین سے ہون
کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہو گئے ہین اور اُنکو اللہ تعالے
کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگون سے ہی سو وہ اشیا مین اللہ تعالی کی
مراد سے داخل ہوتے اور در آتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالے
اُنسے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُس مین
در آتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ قوین مر گئین پھر
جی اُٹھین اور فنا کے مقام کو اُنھون نے مستحکم کیا پھر اسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک در آمد بر آمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان
ہی اور اللہ تعالی کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بصیرت پر ہین کہ اُنھین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی
اُسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے ہمیشہ اپنا
وقت لیتا ہی اور اشیا نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور یہ کسی طرف
مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو
ابو عثمان حمیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تلک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی منع اور عطا اور عزت اور ذلت مین نہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی۔ اور سہل ابن عبداللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین
ہوتا جبتک کہ اُنمین تین خصلتین نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور
لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے قبضہ مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو

کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اس ریاست کی
ورا ئی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بقدر درت اُسکے صدق اور
سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہی
تاکہ اُسکی خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حقوق آداب
کے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہی

اکتیسوان باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپ نے
کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب
ظاہر اور باطن کی تہذیب ہو اور آراستگی ہی پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ
اور پیراستہ ہوگیا تو وہ صوفی اور ادیب ہوگیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے
رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیا پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر
کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی
سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضون نے اُنمین سے
کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد
ہوا ہی۔ فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنی فارغ تمھارا پروردگار
ہوا خلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ
لا تبدیل لخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی
کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہی جسپر قدرت اور اختیار رہی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہی اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہی کہ اللہ تعالےٰ
نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے مہیا اور مستعد
کیا اور اُسکو ادب اور مکارم اخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہی اور اُسمین
اہلیت کا وجود ہی جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہی پھر
اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی اصلاح
پر قادر تربیت سے گردانا حتی کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاے اور چقماق کو استعمال
اور کرتب سے حتی کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین بحالت
اصلاح اور افساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہی اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت
رکھی ہی تو اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ونفس وما سواہا فالھمہا فجورہا وتقوٰہا
یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹھائی کی اور
بچ چلنے کی۔ تو اُسکا ٹھیک بنانا اُسی مین ہی کہ ان دونون چیزون کی اُسمین
صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اُسکی شان ہی قد افلح من زکّٰہا وقد خاب
من دسّٰہا یعنی مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جس نے
اُسے خاک مین ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہوگیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی
اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ
اور درست اور آداب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہی جو قوت
مین ہی اور یہ اُس شخص کی خاطر ہی جسمین سجیہ نیک کی ترکیب دی گئی ہو اور سجیہ
فعل حق کا ہی کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہی جسطرح کہ چقماق
مین آگ کی پیدائش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالے کا فعل ہی
اور اُسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب و گرد آوری مین ہی اسی طرح آداب کا چشمہ
عادات اور سجایاء صالحہ اور عطیات الٰہیہ ہین ۔ اور ہرگاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے

باطنون کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو انمین ہین
تو اُنھون نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزون کے نکالنے اور
اُبھارنے مین جو اللہ تعالی کی پیدایش سے نفوس مین مرکوز اور دبے ہوے ہین
پیوستگی کی - اور وہ مہذب اور مؤدب ہو گئے اور بعض آدمیون کے حق مین آداب
بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہین اُس شے کی قوت سے جو
اللہ تعالی نے اُنکی طینت اور سرشت مین رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب دینا
میرا - اور بعضے آدمیون مین وہ ہی جنکو زیادہ مشق اور مزاولت کی حاجت ہوتی ہی
اس سبب سے کہ سرشت مین اصل قوی اُنکے ناقص ہین تو اسوجہ سے مریدون کو
صحبت مشایخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزون کے اُبھارنے
مین مدد حاصل ہو جو اُنکی طبیعت مین ہین - اللہ تعالی نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانون
کو اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے - ابن عباس رض نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھاؤ اور
اُن کو تم ادب دو اور دوسری لفظ مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ادب دیا مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہی ادب دینا میرا اور مجھے حکم بزرگ اخلاق
کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنی تو بخشش کو
اختیار کر اور حکم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے منھ پھیر لے - یوسف
بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ مین آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہے
اور عمل سے حکمت ملتی ہی اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہی اور زہد سے
دنیا متروک ہوتی ہی اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہی اور
آخرت مین رغبت ہوئے سے اللہ تعالی کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہی - منقول ہی
کہ جب ابو حفص عراق مین وارد ہوے جنید اُنکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا

جو سیدھے کھڑے تھے اور وہ اُسکے امر کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ انمین سے کوئی خطا
نہین کرتا تھا تب جنید نے کہا ای ابا حفص تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہی جو
بادشاہون کا ہوتا ہی تو کہا نہین لے ابا القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان
باطن کے ادب کا ہی - ابو الحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اُسکے بندہ مین
کوئی مقام نہین نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی معرفت ہی جسکے ساتھ آداب شریعت
ساقط ہو جائین اور آداب شریعت حلیہ ظاہر ہی اور اللہ تعالی جوارح کا بیکار
ہونا اس بات سے نہین جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ
ہون - عبد اللہ بن مبارک کا قول ہی کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہی
ابی جبید القاسم بن سلام سے منقول ہی کہا مین مکہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات
مین کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات مین لیٹ رہتا اور اپنے پانون
پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئین اور کہا اے ابا جبید مشہور ہی کہ تو علما سے ہی مجھ سے
ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اُسکے پاس مگر ادب سے ورنہ دیوان قرب سے تیرا نام
مٹ جائے گا - ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارفہ تھی - اور ابن عطا نے کہا ہی کہ نفس
بے ادبی پر مجبول اور مخلوق ہی اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہی اور
نفس اپنی طینت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان مین چلتا ہے
اور بندہ اُسے حسن مطالبت کی طرف کوشش کر کے پھیرتا ہی پس جس شخص نے کوشش
سے منہ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے
غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اُسکا شریک ہوا - اور جنید کا قول ہی کہ
جسنے اپنے نفس کی ہوا مین اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل مین شریک ہوا
اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی - اور جابر بن سمرہ سے
روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا

آدمی کے لیے اس سے بہتر ہی کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے۔ اُسی نے
یہ بھی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ کسی باپ نے
اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہین کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی
کہ آپ نے فرمایا ہی اولاد کا حق باپ پر یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح
اُسے رکھے اور ادب اُسکو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ بندہ اپنی طاعت
سے جنت کو پہونچتا ہی اور اپنی طاعت مین ادب سے اللہ تعالیٰ کو پہونچتا ہی۔
ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ اُستاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہین
بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس مین وہ تھا مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی بیٹھ کے پیچھے
تکیہ رکھدون اسواسطے کہ مین نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر
ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ
یا مصلّا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا مین نہین چاہتا پھر مین نے اُسکے
بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہین بیٹھتا اور
جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہی تو جسکو ایمان نہین توحید نہین اور
ایمان موجب شریعت ہی تو جسکو شریعت نہین اُسے ایمان نہین اور نہ توحید ہی اور شریعت
موجب ادب ہی تو جسکو ادب نہین اُسے نہ شریعت ہی نہ ایمان ہی اور نہ توحید
ہی۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ادب کو ظاہر اور باطن مین ساتھ رکھ لیں کوئی
ادب ظاہر مین نہین بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہرا شکنجہ مین کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب
باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن مین اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جو دقاق
کا غلام تھا کہ مین نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف
دیکھا اور مین اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ مین پڑیگا

اگرچہ برسون بعد ہو۔ کہا بیس برس بعد مین اندوہ و رنج مین پڑا کہ مین قرآن بھول گیا۔ اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو راتون مین سے اپنا وظیفہ پڑھا اور پائون اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ ای سری اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہی تو مین نے پائون سکوڑ لیے اُسکے بعد مین نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہی کہ مین اپنے پائون ہمیشہ کبھی نہ پھیلاؤنگا جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یا رات کو اپنا پائون نہین پھیلایا۔ عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے ادب کو حقیر جانا اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا وہ فرائض کے حرمان سے تشکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا اور سبک اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا۔ اور سری سے سوال کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہی تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو اُسکے پائون پر چلنے لگا اور اُسے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت آپ سے کہا گیا کہ کیون نہین اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا مین اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہون کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت مین جانتا ہون اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ عمل مین ادب علامت ہی قبول عمل کی۔ اور ابن عطا نے کہا کہ ادب وقوف مستحسنات کے ساتھ ہی پوچھا گیا کہ اسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن مین تعامل اور برتاو کرے پھر جب تو ایسا ہو جائے تب ادیب ہوگا اور اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ پڑھا ۵ اذا نطقت جاءت بکل ملیحۃ ✦ و

ان سکنت جاءت بکل ملیح * ترجمہ نظم جب کہ بولا کلام شیرین ہی * گر نہ بولا تمام شیرین ہی * اور حریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پائون اپنا نہین پھیلایا اسواسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہی۔ اور ابو علی نے کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہی پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مواشی کی سیاست تک پہونچایا گیا

تیسوان باب بارگاہ الہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن مین مجمع آداب ہین اور اللہ تعالی نے اُنکے حسن ادب سے کلام اللہ مین اپنے قول سے خبر دی ہی مازاغ البصر وما طغی یعنی بہکی نہین نگاہ اور حد سے نہین بڑھی۔ اور یہ آداب کے غوامض سے ایک نازک اور باریک چیز ہی جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص ہوے ہین۔ اللہ تعالے نے آپ کے اعراض و اقبال مین قلب پاک کے اعتدال سے خبر دی کہ آپنے ماسوا اللہ سے مُنھ پھیرا اور اللہ کی طرف توجہ کی اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور دار دنیا کو اُنکے حظوظ سمیت اور آسمان اور دار آخرت کو اُسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزون سے آپ نے اعراض کیا اُنکی طرف پھر التفات نہین کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا اُن چیزون کا جو آپ کے اعراض سے فائب ہو گئین اور ہاتھ سے جاتی رہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم یعنی تاکہ تم نا امید نہو اُسکے اوپر جو تم سے فوت ہو گئی

پس یہ خطاب عام کے لیے اور مازاغ البصر حال نبی علیہ السلام سے خبر دینا
ایک وصف کے ساتھ ہی جو خاص ہی اُس معنی سے جسکے ساتھ عام کو خطاب
کیا ہی پس مازاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض مین ہی اور طرف اقبال
مین ملا اُس سے جو اُسپر وارد قاب قوسین کے مقام مین روح اور قلب کے
ساتھ ہوا پھر اللہ تعالے سے شرماکر خوف اور بزرگی کے سبب آپ سنے
گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور افتقار کی شکنون
اور پیچیدگیون مین اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پاؤن نہ پھیلائے اور
طغیان نہ کرے اسواسطے کہ طغیان استغنار کی حالت مین نفس کا وصف ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ کوئی نہین آدمی سر چڑھتا ہی اس سے کہ دیکھے آپکو محظوظ
اور نفس اُسوقت کہ روح اور قلب پر عطیات وارد ہوتے ہین استراق سمع یعنی پوشیدہ
کان لگاتا اور سُنتا ہی اور ہرگاہ بخشش کے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہی مستغنی اور طاغی
ہوتا ہی کہ مزید انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہی اور بسط کے افراط اور طغیان نفس سد باب
ترقی کا ہو جاتا ہی اسواسطیکہ ظرف اُسکا مواہب اور بخششون سے تنگ اور کم ہی
پس موسی علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین طرفین مازاغ البصر سے ایک
طرف ٹھیک اور صحیح اُتری اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو فوت
ہوے اور اپنے حسن ادب سے اُسپر تاسف کر کے طغیان نہین کی ولیکن بھر گئے وہ
نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے اُنکو سُن لیا اور لینے حصہ اور
خط کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پاچکا تو مستغنی ہو گیا ہور جو اُسے
پہونچا چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہ ہوئی گویا کہ اُسکا ٹھکانا تنگ ہو گیا تو وہ فرط انبساط
کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف
مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین چھوڑے گئے

اور ظاہر وہ فرق ہوگیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہی۔ اور ایک دقیقہ
اُنکے واسطے ہی جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ مین پس ہر فیض ایک
عقوبت پایا جاتا ہی اسواسطے کہ ہر ایک فیض باب الفتوح کے مقابل ایک
سد اور رکاوٹ ہی اور عقوبت بالفیض افراط بسط کو واجب کرتی ہی اور
اگر بسط مین اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالفیض روا جب ہوتی اور
بسط میں اعتدال اُس عطیہ کے اتفاق اور ٹھہرانے سے ہوتا ہی جو
روح اور قلب پر نازل ہوتی ہی اور اتفاق روح اور قلب اُس چیز کے سبب
ہوتا ہی جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے نفس کو انکار کے
لپیٹ مین پوشیدہ کردیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ انتہا کا ادب ہی
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میان
یا اس سے نزدیک تر اور اُس شرح کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہی جسکو ہم نے
بیان کیا ہی قول ابی العباس بن عطاء کا آیت مازاغ البصر وما طغی مین کہا
نہین اُسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے
اس شرط پر کہ قوی مین اعتدال ہو۔ اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہین کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور
نہ اُسکے مشاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہین کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ
کرنے والے تھے دیکھتے تھے اُن چیزون کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھین صفات سے
جنھون نے اس محل مین ثبوت کو واجب کردیا اور یہ کلام اُس شخص کے
لئے جو غور کرے موافق ہو اُس چیز کے جسکو ہم نے ایک رمز کے ساتھ اس مسئلہ
مین سہل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہی اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہی جو

ہمارے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری سے
کی ہی کہا کہ علم انقطاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہوتا وسیلہ اور
سبب ہی اور درماندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہی اور علم قرب سے گریز
کرنے کے ساتھ پناہ لینی وصلہ وپیوستگی ہی اور جواب نہ ملنے کی استمداد
ذخیرہ ہی اور خطاب سُننے کے داعیے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہی اور اندیشہ
اُن چیزون کے علم مین جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان مین منطوی ہین
گناہ ہی اور اُن چیزون کے ملنے کی طرف مائل ہونا جو پیچھے اپنے معدن سے
علیحدہ ہونگی بُعد اور دوری ہی اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکانا
جراءت اور محل انس مین انبساط فریفتگی اور مغروری ہی اور یہ سب کلمات
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہین۔ اور اس قول مین اللہ تعالے کے
مازاغ البصر وما طغیٰ ایک اور بھی وجہ ہی جو وجوہ گذشتہ سے لطیف تر ہے
مازاغ البصر یعنی بھکی نہین نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پچھڑی ہو
اور نہ ٹھٹھکی اور ما طغیٰ یعنی بصر نے بصیرت سے سبقت نہین کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر اور
مستقیم رہی اور ظاہر باطن کے سنگھ اور قلب قالب کے ساتھ اور نظر بہ قدم
اسواسطے کہ نظر کی بیشی قدم پر طغیان ہی اور نظر سے مقصود علم ہی اور قدم سے
مراد قالب کا حال ہی سو قدم سے نظر نہین بڑھی کہ وہ طغیان ہوا اور نہ قدم نظر سے
ٹھٹھک رہا کہ وہ پچھلاہٹ ہو سو جبکہ احوال مین اعتدال ہوا اور قلب
اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہو گیا اور ظاہر اُسکا جیسا باطن
اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی بصیرت سے اور بصیرت اُسکی
بصر سے اس طرح پر کہ جہان اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ ہی قدم

اُسکا اور حال اُسکا بھی پہونچا اور اسی معنی کے لیے حکم اُسکے معنی کا منعکس ہوگیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا براق لایا گیا جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اُسکی نظر پہونچتی تھی نہ اسکا قدم وہان سے پچھڑتا تھا جہان کہ اُسکی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج مین آیا ہی تو براق اُسکے قالب کے ساتھ مشابہ اور مشاکل اُسکے معنی سے تھا اور اُسکی صفت کے ساتھ متصف بوجہ اُسکی قوت حال اور اُسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی طرف اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیا کو دیکھا اس رمز سے کہ اُنکی بیش قدمی اور اُسکے پایہ سے ہٹے اور پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو جو شخص کہ بعضے آسمانون مین ہو اُسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پچھڑنا نظر سے ہوتا ہی اور یہی ایک فروگذاشت ہی ایک وصف کی اُن دو وصفون مین سے جو اس قول مین اللہ تعالیٰ کے ہین مازاغ البصر وما طغیٰ لہذا رسول اللہ قدم اور نظر جوڑکر حیا اور تواضع کے خانہ عروسی مین در آئے اس انداز سے کہ ناظر پر قدم اور قادم اپنی نظر تھی۔ اور اگر حیا و تواضع کے خانۂ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم سے تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پر وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے سوا انبیا سے اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ عروسی مین حال کے ادب سے شرمائے ہوے بیٹھے رہا کرتے۔ یہان تک کہ آسمانون کے حجاب ہٹ گئے اور گوناگون قرب کی چھتری آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک ایک کرکے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوسے اور کھل گئے حتی کہ آپ مازاغ البصر وما طغیٰ کے صراط پر مستقیم ہوے تب آپ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذرائے اور یہ غایت ادب کی ہی اور

نہایت کامرانی کی ہی۔ ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا
کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہان مسافر کا قلب ٹھہرے وہین
مسافر اُترے۔ ہمارے شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب نے وساطت روات کے ساتھ
ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین
نہ دیکھیگا الا جبکہ وہ مرجاے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ
وہ پراگندہ ہوجاے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین
نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پرانے ہوکر جاتے رہتے ہین۔ اور آداب حضرت
سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک
ادب ہی اور یہ بعض احوال اور اشیاء کے ساتھ سوا بعض کے مختص ہی علی الاطلاق
نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور رُک رہنا قول
ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط
سے رُک رہے یہان تک کہ اللہ تعالی نے قرب کے ایک مقام مین اسکو اُٹھا لیا
اور انبساط مین اُسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ اگرچہ نمک تیرے
خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھولا تو وہ کھُل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الی
من خیر فقیر یعنی رب میرے مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے
بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ
الٰہی کو بزرگ تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ شرمگینی
کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اُس کے واسطے ظاہر مین ایک
مثال ہی کہ سلطان معظم سے بڑی چیزون کا سوال کیا جاتا ہی اور حقیر
چیزون کے طلب کرنے مین شرم اور لحاظ ہوتا ہی پھر جبکہ حشمت کا پردہ اُٹھ گیا تو

قرب کے مقام خاص مین ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ عارف کا ادب سب ادب کے اوپر ہے اسواسطے کہ معروف اسکا تادیب کرنے والا اسکے قلب کا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو مین نے لگا دیا ہے کہ وہ میرے اسماء و صفات کے ساتھ قیام کرے تو اسکے ساتھ مین نے ادب کر دیا ہے اور جس شخص پر مین نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہے اسکے لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول قائل کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسماء و صفات ایسے وجود کے ساتھ ٹھہرتے ہین جو ادب کا محتاج ہے اسواسطے کہ رسوم بشریت اور حظوظ نفس اسمین باقی ہین اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست و نابود ہو جاتے ہین اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور رہت و درست ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہے اور ابو علی دقاق نے اس قول مین اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہے وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین یعنی اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا رب اپنے کو کہ مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والون سے زیادہ ہے فرمایا کہ ارحمنی نہین کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اسنے فقط کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنی اگر مین اسکو کہتا تو البتہ تو اسکو جان لیتا اور نہ کہا کہ مین نے نہین کہا سو اسواسطے کہ بارگاہ الٰہی کے ادب کی رعایت کی اور ابو نصر سراج نے کہا ہے کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانون کی وفا اور وقت کی حفاظت اور خواطر اور عوارض اور بداتین اور موانع کی طرف کم توجہی اور ظاہر باطن کی

یکسانی ہی اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب اور اوقات حضوری
مین ہی - اور ادب دو ادب ہین ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسنے اللہ تعالیٰ
سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اُسکو محبت قلوب عطا فرمائی اور ابن مبارک
کا قول ہی کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہین بہ نسبت اُسکے کہ
کثرت علم کی ہم کو حاجت ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ عارف کے لیے ادب ایسا ہی
کہ مبتدی کے لیے توبہ ہی اور ثوری کا مقولہ ہی کہ جو شخص وقت کے لیے
متادب یعنی ادب یافتہ نہین ہی تو وقت کو دشمن بناتا ہی - اور ذوالنون
نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر نکل جاوے تو ہر آئینہ
وہ مراجعت اُسی طرف کو کرے گا جس طرف سے آیا ہی اور ابن مبارکؒ
نے بھی کہا ہی کہ ادب کے بارہ مین لوگون نے بہت کچھ کہا ہی اور ہم کہتے ہین
کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہی اور یہ اُسکی طرف سے اشارہ اس
بات کی طرف ہی کہ نفس جہالتون کا چشمہ اور منبع ہی اور ادب کا ترک کرنا
جہل کی آمیزش سے ہی تو جب نفس کو پہچان لیا تو معرفت کے نور کو پہونچا
اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا
اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہین کرتا مگر یہ کہ وہ صریح
علم کے ساتھ استیصال اُسکا کر ڈالتا ہی اور تب وہ صاحب ادب ہو جاتا ہی
اور جو کوئی درگاہ الٰہی کے ادب کی مداومت کرتا ہی تو وہ اُسکے غیر کے
ساتھ زیادہ مستحکم اور اُسپر زیادہ قادر ہی فقط

تینتیسوان باب طہارت اور اُسکے مقدمات کے آداب مین

اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہ کی تعریف مین فرمایا ہی فیہ رجال یحبون ان

تیطہروا واللہ یحب المتطہرین یعنی اسمین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین
پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون
مین بیان کیا گیا ہے کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی
حاجتون اور ناپاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو۔ کلبی نے کہا ہے کہ وہ پانی سے
مقعدون کا دہونا ہے اور عطاء نے کہا ہے کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے
اور رات کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کے لوگون سے کہا جبکہ
یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالے نے طہارت مین تمھاری ثنا وصفت کی ہے
تو وہ کیا ہے۔ اُن لوگون نے کہا کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہین اور پہلے یہ
بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جب تم مین
سے کوئی شخص بیت الخلا سے آوے تو چاہیے کہ تین پتھرون سے استنجا
کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہان تک کہ اہل قبا کے حق مین
آیت نازل ہوئی۔ سلمان سے لوگون نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھاری نبی نے
سکھلا دی حتے کہ قضاے حاجت بھی بتلائی سلمانؓ نے جواب دیا کہ ہان ہم کو
منع اس سے کر دیا ہے کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے
استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین
یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے بواسطہ
رواۃ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مین تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون
سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے
اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ

تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے۔ اور فرض استنجا مین دو چیز ہین پلیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک ہونا اور وہ یہ ہی کہ رجیع نہو اور وہ سرگین ہی اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہو اور نہ رمہ ہو اور رمہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر ہون یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کالینا سنت ہی - اور آیت کے معنی مین بعضون نے کہا ہی جو یحبون ان یتطہروا ہی اور جب اُن لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی اور استنجے کے پیچھے مٹی سے ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اس طرح جنگل مین ہوتا ہی جب کہ زمین پاک ہو اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چگونگی یہ ہی کہ پتھر کو یا ڈھیلے کو اپنے بائین ہاتھ مین لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل اسکے کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوے کھینچے اور اُس کھنچائی مین پتھر کو پھیرے تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کرنہ لگے ایسے کرتا رہے یہان تک کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سرے تک پہونچے اور دوسرا پتھر یا ڈھیلا لے اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح پر رکھے اور اول کے سرے تک مسح کرے اور تیسرا پتھر لے اور اُسے مبرز کے گرد پھیرے اور اگر تکونے پتھر کے ساتھ استنجا کرے تو جائز ہی - اور استبرا یعنی استنجا بول مین کہ جب بول ہو چکے تو عضو کو تین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنی بہرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا نہ اُچھلے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرا مین استنقار کے ساتھ احتیاط کرے اور وہ یہ ہی کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنی کھنکارے اور کھنکارے اسواسطے کہ حلق سے عضو تک رگین پھیلی ہوئی ہین اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہین اور

جو کچھ بول کے راستے مین ہو اُسکو پھینک دیتی ہین پھر اگر چند قدم مشی کرے
اور چلے اور تنحنح اور کھنکارنے مین بیشی کرے تو جائز ہی ولیکن حد علم کی رعایت
کرے اور وسوسہ سے شیطان کو اپنی طرف راہ ندے کہ وہ وقت کو ضائع کرے
پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہان تک کہ
رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہی
اور کہا کہ ہمیشہ اُسمین سے رطوبت ظاہر ہوتی ہی جبتک کہ اُسکا امتداد رہے
تو اُسمین رعایت کی حد کرے اور طاق کا لحاظ اسمین بھی کرے اور مالش مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت مین اُسکے چھوٹے
ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ مین اور عضو کو بائین مین لیکر
پتھر سے مالش کرے اور بائین سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے استنجا
کرنے والا نہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر
قناعت اُسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استبرا یعنی انتقا
کے ترک مین وعید ہی جو وارد اُس حدیث مین ہی کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے
تو فرمایا کہ یہ دونون عذاب کیئے جاتے ہین اور وہ دونون کسی کبیرہ سبب سے
عذاب مین نہین ہین مگر یہ تو استبرا نہین کرتا تھا یا کہ بول سے استنزاہ
اور طہارت بول سے نہین کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا اور ایک
کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر چھڑی منگائی
اور اُسکے دو ٹکڑے کیے بعد ازان ایک اُسکے اوپر اور ایک اُسکے اوپر بٹھادی
اور فرمایا کہ شاید اُن دونون سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک نہون
اور جب ایسے جنگل مین ہو تو آنکھون سے دور ہو ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے سواءت

کی ہی کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہان تک کہ
آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا مین
ایک سفر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضائے
حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
اپنی قضائے حاجت کے لیے نزول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر مین آتا ہی
اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور
جائز ہی کہ آدمی جنگل مین اپنے کجاوہ سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ
کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین مین یا ڈھالو مٹی پر کرنا
مستحب ہی۔ ابو موسی نے کہا ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ مین نرم زمین پر گئے
اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم مین سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو
چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور سزاوار یہ ہی کہ قبلہ کو منھ کرے
نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منھ ہو اور مکانات مین قبلہ رو
ہونا مکروہ نہین ہے اور اولے یہ ہی کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب
سے کہ بعضے فقہا اُسکی کراہت کی طرف مکان مین بھی گئے ہین اور نہ کپڑے
کو اپنے اُٹھائے اور نہ سمیٹے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہو جائے
اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب کرے۔ کسی شخص نے
بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال مین کہ اُس سے
جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ مین تجھے نہین گمان کرتا کہ اچھی طرح سے قضائے
حاجت کرتا ہو کہا ہان تیرے باپ کی قسم مین اُسمین خوب زیرک وصادق
ہون کہا تو اُسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے موجود

رکھ اور گھانس کی طرف منھ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اُکڑون ہرن کی بیٹھک بیٹھ اور شتابی قضائے حاجت شتر مرغ کی طرح کر یعنی درندہ وغیرہ گھانس کی طرف رُخ کر اور ہوا کی طرف پشت کرتا کہ چھینٹ سے بچے اور اقعاء کے معنی یہان یہ ہین اُکڑون پنجون کے بل بیٹھے اور اجفال یہ ہو کہ اپنی سرین کو اونچا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنی اللہ میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریا سے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی حد سے زیادہ بدزنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہو۔ عبداللہ بن مغفل نے روایت کی ہو کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہو اس سے کہ آدمی اپنے حمام مین پیشاب کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہو اور ابن مبارک نے کہا ہو کہ حمام مین جبکہ اُسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمین دیجائے اور جب کہ عمارت اور مکان مین بیت الخلا ہو تو اُسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بایان پاؤن رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون اور اللہ کے ساتھ مین پلیدی اور پلید چیزون سے پناہ مانگتا ہون۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی نے بواسطۂ روات کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہو کہ یہ حشوش محتضرہ ہین تو جب تم سے کوئی قضائے حاجت کو جائے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش سے کنف یعنی آڑ چاہیے ہو اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہین جن مین قضائے حاجت کرتے تھے اُسوقت مین کہ گھرون کے اندر بیت الخلاء نہ بنے تھے

اور قول آپ کا محتضرۃ یعنی شیاطین اُسمین حاضر و موجود رہتے ہین اور قضاے حاجت کے لیے نشست مین بائین پاؤن پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین مین نہ ٹکائے اور نہ بیٹھتے ہوے زمین پر لکیرین کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرم گاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اُسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے۔ کہ ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نہ نکلین دو مرد قضاے حاجت کے لیے اس حالت مین کہ وہ اپنی شرم گاہین کھولے ہوے باہم باتین کرتے ہون اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اُس سے عداوت ہی اور بیت الخلا سے نکلتے وقت کہے الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینی وابقی علی ما ینفعنی یعنی اُس اللہ کا شکر ہی جسنے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہی اُسپر مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ سے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اللہ تعالے سے شرماؤ کہ مین ہر آئینہ بیت الخلا مین جاتا ہون تو اپنے رب عز وجل سے شرماکر اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہون اور اپنا سر ڈھک لیتا ہون

چونتیسوان باب وضو اور اُسکے اسرار کے آداب مین

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو النجیب نے رواۃ کے واسطے سے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر مین اپنی امت پر دشوار تر نہ جانتا تو عشا کی نماز تہائی رات تک مؤخر کرتا اور اُنکو مین ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

کہ مسواک مُنھ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنود کرنے والی ہی اور حذیفہ رض سے
منقول ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک سے اپنے منھ کو پاک و پاکیزہ کرتے اور شوص مالش کو کہتے ہیں اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہی اور ہر ایک دفعہ کہ
لب بند رہنے وغیرہ سے مُنھ کے مزہ میں تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتوں کا ایک
دوسرے پر ٹھہرانا ہی اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہی اسواسطے کہ دانت تلے اوپر
منطبق ہو جاتے ہیں اور اس سے مُنھ کا مزہ متغیر ہو جاتا ہی اور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہی اور زوال کے قبل اُسکے لیے مستحب ہی اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اُسکا استحباب زیادہ ہی اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول و عرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولیٰ یہ ہی کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون اور ہاتھ دھونے
کے وقت کہے اللھم انی اسالک الیمن والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والھلکۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللھم صل علے محمد و علے آل محمد واعنی علے تلاوۃ
کتابک وکثرۃ الذکر لک اور ناک میں پانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللھم صل علے محمد و علے آل محمد واوجدنی رائحۃ الجنۃ وانت عنی راضٍ اور
ناک سنگنی کے وقت کہے اللھم صل علے محمد و علے آل محمد واعوذ بک من
روائح النار وسوء الدار اور منھ دھونے کے وقت کہے اللھم صل علے
محمد و علے آل محمد وبیض وجھی یوم تبیض وجوہ اولیائک ولاتسود وجھی یوم تسود
وجوہ اعدائک اور داہنے ہاتھ کے دھوتے وقت اللھم صل علے محمد و علے آل

محمد واتنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابًا یسیرًا اور بائیں ہاتھ کے دھوتے
وقت اللھم انی اعوذ بک ان تو تینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری اور سر
کے مسح کے وقت اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد واغشنی برحمتک وانزل علے
من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لاظل الاظل عرشک اور دونوں
کانوں کے مسح کے وقت اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد واجعلنی ممن یسمع
القول فیتبع احسنہ اللھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار اور گردن کے
مسح کے وقت اللھم فک رقبتی من النار واعوذبک من السلاسل والاغلال
اور داہنے پانوں کے دھونے کے وقت اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد
وثبت قدمی علے الصراط مع اقدام المومنین اور بائیں پاؤں کے دھوتے
وقت کہے اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد واعوذبک ان تزل قدمی
عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین ۔ اور جب وضو سے فارغ ہو
تو آسمان کی طرف سر اُٹھائے اور کہے اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ
واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبحانک اللھم وبحمدک لاالٰہ الاانت عملت سوء
ظلمت نفسی استغفرک واتوب الیک فاغفرلی وتب علے انک انت
التواب الرحیم اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد واجعلنی من التوابین واجعلنی
من المتطھرین واجعلنی صبورا وشکورا واجعلنی اذکرک کثیرا واسبحک
بکرۃ واصیلا اور فرائض وضو کے نیت منھ دھونے کے وقت
اور منھ کا دھونا اور منھ کی حد منھ کی لمبائی کے شروع سے تھوڑی کی انتہا تک
اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکی ہو اور ایک کان سے دوسرے
کان تک عرض میں اور منھ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہے جو دونوں کان
اور ڈاڑھی کے درمیان ہے اور پیشانی کی جگہ جہاں بال نہوں : درجہاں کہ

بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونون جگہ سر سے پیشانی کے دونون طرف
ہین اور اُن دونون کا منھ کے ساتھ دھونا مستحب ہی اور تحذیف کے بالون تک
پانی پہونچایا جاوے اور بال تحذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین اُن کو
منھ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنی ریش بچہ اور بروت اور ابرو اور دونون طرف
کے خط ریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہی پھر ریش اگر ہلکی ہو تو
بشرہ یعنی منھ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہی کہ اُسکے
نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہی اور آنکھ کے کوئے پر
اکھٹے ہوے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے تیسرا واجب دونون ہاتھ
کا کہنیون تک دھونا ہی اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہی اور
آدھے آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہی اور اگر ناخن اسقدر
بڑھے ہوے ہون کہ اُنگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رُخ اُنکا
دھونا قول اصح کے موافق واجب ہی۔ چوتھا واجب سر کا مسح ہی اور وہ اُسی قدر
کافی ہی جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہی یعنی سر کے جزو پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت
ہی اور وہ یہ ہی کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملائے اور سر کے آگے
کے رخ پر رکھے اور گدی تک اُنکو کھینچے پھر اُن دونون کو اُس جگہ تک پھیر لائے
جس سے شروع کیا تھا اور دونون پنجون کی تری کو آگے اور پیچھے آدھون آدھ
کردے اور پانچوان واجب دونون پانون کا دھونا ہی اور دونون ٹخنون کا غسل یعنے
دھونے مین داخل کرنا واجب ہی اور آدھی آدھی پنڈلیون تک اُن دونون کا
دھونا مستحب ہی اور دونون پانون کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہی
اور ملی ہوئی اُنگلیون مین خلال کرنا واجب ہی تو بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پانون کی اندرونی جگہ مین خلال کرے اور داہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع

اور بائین پانون کی چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانون مین درزین اور بوئین
ہون تو اُنکے اندر پانی پہونچانا واجب ہے اور جو کچھ خمیر یا چکنائی سے اُس مین
چھوڑی گئی ہو تو اُس چیز کو دور کرنا واجب ہے۔ چھٹا واجب ترتیب ہے اسطرح پر
جیسے کہ وہ کلام اللہ مین مذکور ہے۔ ساتوان واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم
مین ہے اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پے درپے ہونے کو قطع کرے یہہ ہے کہ اعتدال
ہوا کے وقت عضو کی تری سوکھ جائے۔ اور وضو کی سنتین تیرہ ہین بسم اللہ
کہنا اول طہارت مین اور دونون ہاتھ کا کلائی تک دھونا اور کلی اور استنشاق
یعنی ناک مین پانی دینا اور اُن دونون مین مبالغہ یعنی تمامی کو پہونچانا پھر کلی
مین تین غرغرے کرے حتی کہ حلقوم کے سرے تک پانی اُلٹا آوے اور استنشاق
مین پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیچ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُسمین رفق
اور نرمی کرے اور گھنی داڑھی کا خلال اور کھلی اُنگلیون کا خلال اور داہنی طرف
سے ابتدا اور غرغرے کی درازی اور پورے سر کا مسح اور دونون کان کا مسح اور
تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید مین تتابع ہے اور اُسکا اجتناب
کرے کہ تین بار سے ہر چیز مین زیادہ نہو اور وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے
اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھینٹا منھ پر مارے اور وضو کا تازہ کرنا مستحب ہے
اس شرط سے کہ اسی وضو سے نماز پڑھے جو نہ پڑھی ہو ورنہ مکروہ ہے

بیتیسواں باب وضو کے اندر آداب خاصہ صوفیہ کے بیان مین ہے

صوفیون کا ادب بعد ازان ہے کہ معرفت احکام پر قائم ہو جائے۔ اُنکا ادب
وضو مین حضور قلب کا اعضا کے دھونے مین ہے۔ بعضے صالحین کو مین نے کہتے
سُنا ہے کہ جب وضو مین قلب حاضر ہو تو نماز مین بھی حاضر ہوگا اور جب اُسمین سہو یا

دخل پایا تو نماز مین بھی وسوسہ داخل ہوگا۔ اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ باوضو
رہنا ہی اور وضو مومن کا سلاح ہی اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت مین ہون جو شرعی ہی تو اُنمین شیطان کی روش کمتر ہوگی۔ عدی بن حاتم نے کہا ہی کہ جس وقت
سے کہ مین مسلمان ہوا کبھی نماز کی جماعت نہین کھڑی ہوئی مگر یہ کہ مین باوضو
تھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ نبی علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے اور
اُسوقت مین آٹھ برس کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اے فرزند اگر تجھ سے ہوسکے کہ ہمیشہ
طہارت یعنی وضو سے رہے تو کر اسواسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہی اور
وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہی سو عقلمند کا یہ کام ہی کہ ہمیشہ موت
کے لیے مستعد رہے اور استعداد و طیاری مین سے باوضو رہنا ہی۔ اور حصری
سے حکایت کی گئی ہی کہ البتہ اُسنے کہا ہی کہ جب کبھی مین رات کو جاگا تو میرے
اوپر حملہ نیند نہین کرتی مگر بعد اسکے کہ مین اُٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہو
کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو نہون اور شیخ علی بن ہیتی کے یارون سے
مین نے سُنا ہی کہ ہر آئنہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اسی
طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سو رہا اب کرون
سو وہ اُٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا۔ اور ابوہریرہ نے روایت
کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا
کہ اے بلال مجھ سے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تو نے اسلام کی حالت مین
کیا ہو اس لیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سُنی تھی۔ اُسنے
عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک اس سے
نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت مین وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے خدا ے
عزوجل کے لیے اُس وضو سے نماز نہ پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے مقرر کر دی تھی

نماز پڑھون - اور ادب صوفیہ سے طہارت مین پانی کے اسراف کا ترک ہے اور
حد علم پر قائم ہونا ہے - اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کی ہے کہ آپ نے ہر آئینہ فرمایا ہے کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسنے ولهان
کہتے ہین تو پانی کے وسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبداللہ رودباری نے
کہا کہ ہر آئینہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہے کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے
اپنا حصہ لے سو وہ نہین پروا کرتا اپنے حصہ لینے مین اسکے ساتھ کہ مامورات مین
زیادتی کرین یا کمی اور وہ سب کمی بیشی اُسکے حصہ مین ہے - اور ابن کرنبی سے
منقول ہے کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہوگئی اور اُسکے بدن مین ایک مرقع
سخت پر کار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اُسکا نفس
پانی کے اندر جانے سے کسمساتا تھا اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈ غضب تھی تو اُس نے
اپنے تئین اُس مرقع سمیت پانی مین ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ مین نے
قول و پیمان کرلیا کہ اُسکو مین بدن سے نہ اُتارون گا جبتک کہ بدن مین وہ خشک
نہ ہوجائے سو مین نے پھر اُس قول کے موافق وہ مرقع اُسکے بدن مین رکھا ہوا سواسطے
کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹا تھا اس عمل کے ساتھ اُسنے اپنے نفس کو ادب دیا
اسوجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالیٰ کی تعمیل سے کسمسایا تھا - اور روایت ہے کہ سہل بن
عبداللہ اپنے یارون کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم گرنے پر برانگیختہ کرتا تھا
اور اسکا یہ منشا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت
اور قوت کی شکستگی ہوتی ہے - اور افعال صوفیہ سے ہے کہ وضو کے لیے پانی
موجود رکھنے مین احتیاط کرین نقل ہے کہ ابراہیم خواجہ کبھی جنگ مین جاتی
تو اُنکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے
قلیل اور وضو کے لیئے بچا رکھتے اور کہتے ہین کہ وہ مکہ سے کوفہ کو جاتے اور سامنے

تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی پر پینے کے لیے قناعت کرتے۔ اور کہا گیا ہی کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس مشک یا کوزہ نہین ہی تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرنا چاہا یا انکار کیا۔ اور بعضے صوفیہ کی حکایت ہی کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین کی ہی اس حد تک کہ اُسنے ایک ساعت فقرا کے ہمراہ بیٹھے کتنے ہی روز قیام کیا اور وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنمین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اُسوقت کرتا جب کہ اُس جگہ کوئی نہوتا نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا۔ اور مذکور ہی کہ خواص نے رے کی مسجد جامع مین پانی کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ وہ اُٹھتا تو پانی مین جاتا اور اپنے تئین غسل دیتا سو ایکبار پانی مین گیا اور اُسمین مرگیا۔ یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لئے تھا۔ اور منقول ہی کہ ابراہیم ادہم نخعی قیام اور تہجد اختیت کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو ایک رات مین کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھتے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور مذکور ہی کہ بعضے صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہان تک کہ اُس سے ریح خارج نہوتی مگر براز کے وقت اور یہ خلوت مین کرتا تھا اور وضو کے بعد اعضا کا پونچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہی اور کہا ہی کہ وضو کا پانی وزن کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہی اور اُنکی دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا کا پانی خشک کرتے تھے۔ اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہی کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے منھ کو اسپنے

کپڑے بکے کنارے سے ملتے تھے۔ اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنون کی طہارت مین صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہی نہ حد درجہ کی کوشش طہارت ظاہر مین اس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہی باوجودے کہ وہ لوگ شراب سے پرہیز نہین کرتے اور جریان امر ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے + اور ننگے پاؤن راہون مین چلتے پھرتے تھے اور ہر آئنہ سوتے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے مین بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھرون پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت مین تساہل اور سہل انگاری پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت مین بڑی جد وجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا شغل ہی اور کبھی بعض اشخاص مین بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہی اور اُسکی وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہی پس اگر اُسکا کپڑا میلا ہوگیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہی اور وہ پروا اسکی نہین کرتا جو اُسکے باطن مین کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریا اور نفاق ہی اور شاید اُس شخص کو جو ننگے پاؤن زمین پر پھرتا ہی برا جانتا ہی حالانکہ شرع نے اُسکی اجازت دی ہی اور اُسکو برا نہین سمجھتا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے دین اُسکا خراب خستہ ہوتا ہی اور یہ سب اسوجہ سے ہی کہ علم کم ہی اور ان سچون کی صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہی جو علماے راسخ ہین اور کثرت مالش کو استبرا مین مکروہ جانتے ہین اسواسطے کہ وہ اکثر رگون کو سُست کرتی ہی اور پیشاب کو بند نہین کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اُس سے پیدا ہوتے ہون اور وضو وطہارت مین حکایات متصوفہ سے یہ ہی کہ ابو عمر زجاجی مکہ مین تیس برس مجاور رہا اور وہ کبھی حرم مین قضاے حاجت نہ کرتا اور بیرون حرم جایا کرتا اور

اقل درجہ دورہ ڈھائی کوس تھا - اور کہتے ہین کہ بعضون کے منھ پر زخم تھا
جو بارہ برس تک نہین بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اُسکو مضر تھا
اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرنا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعضے
اُنمین ایسے تھے کہ اُنکی آنکھ مین پانی اُتر آیا اور لوگ اُنکے پاس طبیب کو لائے
اور اُسکے لیے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اُسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا
بہت دنون تک ترک وضو کی محتاج ہی اور پیٹ کے بھل لیٹا رہے بس دوا نہین
کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پر اختیار کیا

چھتیسواں باب فضیلت نماز اور اُسکی بزرگی شان کے بیان مین ہی

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ ہرگاہ خدا ے تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُسمین وہ
چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سُنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین مخطور ہوئین اُس سے فرمایا کہ اے جنت کلام کر تو اُسنے تین بار کہا
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون - یعنی البتہ چھٹکارا پایا اُن
مومنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے ہین
اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہی - اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبرئیل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہی کہ صلوۃ مشتق صلی
سے ہی اور وہ آتش ہی اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کرین تو اُسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہی اور بندہ مین
کجی اُسکے نفس کے سبب سے ہی جو برائی کا حکم دیتا ہی اور انوار ذات الٰہی

جل شانہ کے ایسے ہین کہ اگر اُسکے پردے کھولے جائین تو جو پائین اس کو
جلادین اُنسے مصلی شعلۂ سطوت الٰہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہین
جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہو بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا متحقق ہوتا ہو تو مصلی
کی وہی مثل ہو جیسے آگ سے کوئی سینکتا اور تاپتا ہو اور جس شخص نے صلوۃ کی
آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی زائل ہوگئی وہ جہنم کی
آتش پر عرض نہین کیا جاے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہوجائے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عز وجل کہتا ہو کہ مین نے
اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھون آدھ تقسیم کردیا تو جسوقت بندہ
کہتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عز وجل فرماتا ہو مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا
اور عظمت و مجد میری کی پھر جب اُسنے کہا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالے فرماتا ہو
میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالے فرماتا ہے
میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہو میرے
بندہ نے میرے تفویض اور سپرد اپنے تئین کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ
تعالے کہتا ہو یہ معاملہ میرے اور میرے بندے کے بیچ مین ہو پھر جب کہا اہدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اللہ تعم فرماتا ہو یہ میری بندے
کے واسطے ہو اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہو جو وہ مانگے پس نماز رب اور بندے
کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہو اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالی کے درمیان
صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق یہ ہو کہ وہ خاشع اور گڑگڑانے والا ربوبیت کے دبدبہ
سے بندگی پر ہو اور ہر آئنہ وارد حدیث شریف مین ہوا ہو کہ اللہ تعالی جب کسی شے
کے لیے تجھ سے فرماتا ہو تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور زمنتی کرتا ہے اور جو شخص
نماز مین وصال کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہو تو وہ

خشوع اور فروتنی کرتا ہی اور نجات ورستگاری اُنھین لوگون کے لیے ہی جو اپنی نماز
مین گڑگڑاتے ہین اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہو جاتا ہی اور اسد تعم
فرماتا ہی اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہو گی اسمین کیونکر
بھول اور نسیان واقع ہو سکتی ہی اسد تعالی نے فرمایا ہی نماز کے پاس نہ جاؤ
اُس حال مین کہ تم متوالے ہو یہان تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص ایسا
ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا نہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہی درحالیکہ اسد
تعالی نے اس سے منع کیا ہی سو متوالا ایک شی کہتا ہی کہ عقل اسمین حاضر نہین اور
غافل نماز پڑھتا ہی کہ اُسمین بھی عقل حاضر نہین تو وہ ایک متوالے کی مثال ہی اور
غرائب تفسیر مین بعض نے بیان کیا ہی اس قول الٰہی کے معنی مین فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے
ساتھ ہی تو غیر اسد تعم کے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز مین ایک نشہ ہی اور منقول ہی
کہ اصحاب رسول اللہ صلی اسد علیہ وسلم اپنی آنکھین نماز مین آسمان کی طرف اُٹھاتے
تھے اور داہنے بائین دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم
خاشعون تو انھون نے اپنے مُنھ اُس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
پھر نہین روایت کی گئی کہ اُنمین سے کوئی دیکھتا ہی مگر زمین کی طرف اور ابوہریرہ
رضی اسد عنہ نے رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ جب بندہ
نماز مین کھڑا ہو تو اسد تعالی کے سامنے ہی سو جب اُسنے کسی کی طرف التفات
او توجہ کی تو اُسے اسد تعالے فرماتا ہی کسکی طرف تو پھرا کیا وہ اے پسر آدم
بہتر مجھ سے تیرے لیے ہی میری طرف مُنھ کر کہ مین تیرے حق مین بہتر ہون اس شخص سے
جسکی طرف مڑتا ہی اور رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز مین
داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اُسکے جوارح بھی

خشوع کرتے اور ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب وقت تو نماز پڑھے تو صلوٰۃ مودع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہے کہ اپنی ہوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شی ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہے اور صلوٰۃ لغت مین دعا ہے تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا تمام اعضاو جوارح کے ساتھ کرتا ہے تو اُسکے سب اعضا زبان بنجاتے ہین جنکے ساتھ بندہ ظاہراً اور باطناً دعا کرتا ہے اور ظاہر شریک باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی سی خوشامدی صورت بدنی مین ہوجاتا ہے پس جب کہ بتمامہ دعا کرتا ہے تو اُسکا مالک قبول کرتا ہے اسواسطے کہ اُسنے وعدہ اُسکا فرمایا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو مین تمھارے لیے قبول کرونگا۔ خالد ربعی کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا کہ اُنکو دعا کے لیے حکم دیا اور اُنسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اُسکے درمیان کوئی شرط نہین ہے اور استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہے پس جو سچا دعا مانگنے والا ہو شخص کو جسسے وہ دعا مانگتا ہے چاہنے والا ہو اُسکے نور تعین سے دعا پردون کو چاک کر ڈالتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کھڑی ہوتی ہے اور اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فاتحۂ کتاب یعنی سورۃ الحمد کے نازل کرنیکے ساتھ مخصوص کیا اور اسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہے تاکہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہے اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنی سات آیات دوبار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ بعضون نے کہا ہے کہ مثانی اسواسطے نام اسکا رکھا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور ایک بار مدینہ مین اور ہر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

واسطے ہر بار کہ اُسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی
حال اُن محقق نمازیون کا آپ کی امت مین سے ہو کہ اُنکو عجیب اسرار اُنکے منکشف
ہوتے ہین اور ہر ایک دفعہ اُنکے لیے موتی اُسکے دریا کے پھینکے اور دیے جاتے ہین
اور بعضون نے کہا ہو کہ مثانی اسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہو کہ وہ دوسرے رسولون سے
استثنا کی گئی اور اُنکو نہین عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہین۔ اور ام رومان نے
روایت کی کہا ابو بکرؓ نے مجھے دیکھا اور اُسوقت مین نماز مین جھکتی تھی تو مجھے
بہت جھڑکا قریب تھا کہ مین اپنی نماز سے پھر آؤن پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا ہو کہ آپ فرماتے تھے جب تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو تو چاہیے
کہ اُسکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤن یہودیون کی طرح خم نہون ہر آئنہ اطراف کا سکون
نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع
نفاق کیا چیز ہو آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہو اور یہود کا
جھکنا سو کہا گیا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کرایا
کرتے تھے اُس چیز کی قلت سے کہ جو اُنکے باطن مین تھی تو وہ امور کی ہیئت دلاتے ہوئے
اُنکی عظمت کراتے تھے اور اسی وجہ سے اُسکی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ توریت
کو طلا سے محلی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب مین یہ القا ہوا اور اللہ
زیادہ دانا ہو کہ موسیٰ عزیز اُسکی نماز مین اور مناجات کے محل مین واردات نازل
ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اُسکا متموج کرتا تھا جیسے ایک سمندر ہو ٹھہرا ہو کہ اُسپر
ہوا چلے تو لہرین تلاطم کرتی ہین سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے قلب
کی لہرون کا تلاطم تھا جبکہ اُسپر فضل اور مہربانی کی ہوائین چلتی ہون اور سباوقات
روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہو تو وہ اوپر کو ہلتی ہو اور قالب کو اُس سے

متاجوڑی ہی اور میل جول ہی اسواسطے قالب بے قرار ہوتا اور تلملاتا ہی اور پیچ و تاب
کھاتا ہی سو بہو دنے اُسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ٹپکنے لگے بدون اُنکے
کہ باطنوں کو اُنکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوے اُن لوگون پر جو وسوسہ والے ہین کہ اسی طرح
اللہ تعالی کی عظمت بنی اسرائیل کے دلون سے جاتی رہی یہان تک کہ اُنکے
بدن حاضر رہے اور دل اُنکے غائب ہو گئے اللہ تعالی نہین قبول کرتا اُس شخص کی نماز
کو جسمین اُسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اُسکا بدن حاضر ہوتا ہی اور یہ ہر آئنہ آدمی ہمیشہ
نماز پڑھا کرتا ہی اور اُسکے لیے دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا جبکہ اُسکا دل بھولا ہوا
اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے پانچ نماز فرض کی ہین اور
ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز ستون دین کا ہی تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہو گیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات ہے
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا ہے صلوۃ کی تحقیق کے وسائل مین سہل
بن عبداللہ نے کہا ہی کہ بندہ سنن موکدہ کا تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہی اور تکمیل
سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہی۔ اور ادب سے
ایک ترک دنیا ہی۔ اور جو چیز کہ اُسکا ذکر سہل نے کیا ہی وہ معنی اس قول کے ہین جو
عمر نے منبر پر کہا ہی کہ آدمی اپنے بال اسلام مین سفید کر دیتا ہی اور حالانکہ اللہ تعالی
کے واسطے اُسنے نماز کو کامل نہین کیا سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہی۔ فرمایا
کہ نماز مین اُسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالی کی طرف اُسکی رجوع پوری اور کامل
نہین ہوتی۔ اور احادیث مین ہر آئنہ وارد ہوا ہی کہ جب نماز مین بندہ کھڑا ہوا تو اللہ
اُس حجاب کو جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہی اُٹھا دیتا ہی اور اپنے وجہ کریم سے اُسکے
مواجہہ ہوتا ہی اور ملائکہ اُسکے دونون شانون کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے

ہوتے ہین اور اُسکی صلوۃ کے ساتھ صلوۃ پڑھتے ہین اور اُسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور مصلی کی یہ
حالت ہوتی ہی کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اُسکے سر پر نثار کیجاتی ہی
اور اُسکو منادی پکارتا ہی کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کسکے ساتھ مناجات اور
سرگوشی کرتا ہی تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ مُنھ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیون کے لیے
اللہ تعالے نے ہر ایک رکعت مین جمع کیا ہی اُن چیزون کو جو اہل آسمانون پر تقسیم
کیا ہی اور اللہ تعالے کے واسطے بہت سے ملائک ہین رکوع مین کہ وہ جب سے
اللہ تعالیٰ نے اُنکو پیدا کیا ہی قیامت تک رکوع سے نہین اُٹھے اور اسی طرح
سجدہ مین اور قیام اور قعود مین ہین اور بندہ حاضر اور آگاہ بیدار اپنے رکوع
مین اُنمین سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہی اور سجدے مین ساجدین کی
صفات سے اور پھر ایک ہیئت مین یہی اُسکا حال ہی اور وہ بندہ گویا اُن فرشتون
مین سے ایک اُنکے درمیان مین ہوتا ہی اور غیر فریضہ مین مصلی کے سزاوار ہی کہ وہ
اپنے رکوع مین مکث اور درنگ کرے رکوع سے لذت اُٹھاتا ہوا رفع سے غیر متہم ہو
اور اگر ماندگی بحکم خلقت اور بشریت اُسمین راہ پائے تو اُس سے استغفار کرے
اور اس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاک مین اسکے رہے کہ خشوع
کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہی تاکہ اُسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئین دیکھ پڑتا ہی کہ اُسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت مین اسپر سبقت لے گیا ہی کہ اُس رکوع یا سجود سے اُٹھے جبتک
کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اُسکا قصد کرنا اس ہیئت مین مستغرق
اُسمین ہونا ہی اور اُسی کے ساتھ مشغول رہنا ہی فارغ اُن ہیئتون سے جو اس
ہیئت کے سوا ہین۔ تو اُس سے زیادہ خدا اُسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید
ہوتا ہی اسواسطے کہ عجلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہی باب فتوح کو بند کردیتی ہی اور

نفحات الٰہیہ کے مہکنے کے مقامات مین قرار پاتا ہی یہان تک کہ بندہ کا نصیب اور حظ
پورا اور کامل ہوجاتا ہی اور اُسوقت اُسکے آثار حسن ہونست جوئی سی محو ہوجاتے ہین
اور وصال کے مقام مین قرار پاتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز مین چار ہیئت ہین
اور چھہ ذکر ہین۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہین اور چھہ ذکر یہ
ہین تلاوت تسبیح حمد استغفار دعا اور درود بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب
عشرۂ کاملہ ہوے کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفون پر منقسم ہین کہ ہر ایک صف دس
ہزار کی ہی پس دو رکعتون مین وہ چیزین جمع ہوتی ہین جو ایک لاکھ فرشتون کو
تقسیم ہین۔

سینتیسواں باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اسکی ہیئتون اور شرطون اور آداب ظاہری اور
باطنی کے ساتھ پوری پوری اُس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا ہی
ہر ایک چیز مین اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کر کے بیان کرینگے اسواسطے کہ اُسمین
کثرت ہی اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جاے گا اور اللہ ہی کے ساتھ
توفیق ہی۔ بندہ کو سزاوار ہی کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو کی
طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطیکہ یہ امر نماز کی محافظت
سے ہی اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت ہوگی
اسواسطے کہ دن کبھو بڑا ہوتا ہی اور کبھو چھوٹا ہوتا ہی اور زوال معتبر اسطرح ہی کہ سایہ
جبتک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہی اور جب سایہ مین کمی شروع ہوئی
تو زوال نصف آخر دن کا ہی اور ہر آئینہ سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان
کا ہی اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہی تو وقت نکا

اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جاسے گا اور منازل کی شناخت کی
حاجت ہوتی ہی تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہون اور
شرح اسکی طولانی ہی اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو۔ سو
جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے اسمین سر اور حکمت ہی یہ امر اور
اسد زیادہ دانا ہی اس لیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اسکی اُمنگ بھٹکی بھٹکی
ہوجاتی ہی جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغولی
یا بھول چوک جو خلقی طور پر رہے یا عادت سکے موافق کھانے یا سونے کی طرف ہمت
اُسکی مصروف ہو اُسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اُسکا باطن نماز کی
طرف کھینچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت موکدہ سے تمام اُسکی
غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن مین صلاحیت آجاتی ہی
اور فرض کے لیے مستعد اور آمادہ ہوجاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہی جس سے برکات
آثاری جاتی ہین اور نفحات کو راہ ملتی ہی اُسکے بعد فرض کے وقت اسد تعالیٰ کے
ساتھ توبہ نئے سر سے کرے ہر گناہ سے جو اُسنے کیا ہو اور گناہون سے عام ہین اور
خاص ہین سو عام تو کبیرہ اور صغیرہ ہین جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ
اور حدیث مین آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہین پس ہر شخص خواہ کوئی ہو
اُسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اُسکے ہوتے ہین کہ جو اُس کے حال
کو چھوجاتے ہین اور اُنکو صاحب حال جانتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ابرار لوگون کے
حسنات مقربین کے سیآت ہین۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ
فضیلت مین زیادہ ہی پھر قبلہ کی طرف ظاہر مین منھ کرے اسد درگاہ الٰہی کی
طرف باطن مین توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل مین

آیت توجہ یکے یعنی اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور یاری اور کشودگی طلب اُسکے ظاہر کے مُنھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص اُسکے جہت کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہی بعد ازان دونون ہاتھ اپنے دونون شانون کے برابر اُٹھائے اسطرح سے کہ اُسکی دونون ہتھیلیان برابر اُسکے دونون شانون کے ہون اور اُسکے دونون انگوٹھے اُسکے دونون کان کی لَو کے پاس ہون اور اُنگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور اُنگلیان آپس مین ملی ہوئی ہون اور جو اُنکو کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہی اور ملانا اولی ہی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہی کہ نشر کھولنا ہتھیلی کا ہی نہ اُنگلیون کا کھولنا ہی اور تکبیر کہے اور اکبر کی ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور اللہ کی لفظ مین مد کرے اور اُسنے بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین پیش کو زیادہ نہ بڑھائے اور تکبیر شروع نہ کرے الا اُسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر ٹھہر جائین اور اُن دونون ہاتھ کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑ دے ۔ سو وقار یہ ہی کہ جب قلب کو سکون و قرار ہو جائے تو اُسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین اور اولی اور اصوب کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت اور تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت مین اُسکے قلب سے یہ بات جاتی نرہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہی ۔ جنید سے حکایت کی گئی ہی کہ اُسنے کہا ہر ایک شی کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اُسکا ہی اور نماز کا صفوہ تکبیر اولی ہی اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولی صفوہ ہی اسکے سوا نہین کہ وہ محل نیت اور ابتداے نماز ہی ۔ ابو نصر سراج کا قول ہی کہ مین نے سالم سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہی اور آفتین جو بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہون

اُس نیت کے ہم وزن نہین ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہون اور
ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید خرازؒ سے پوچھا گیا کہ نماز مین کس طرح
داخل ہونا چاہیے تو اُسنے کہا کہ تو اللہ تعالےٰ کے حضور مین اسطرح آوے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہو اور اللہ تعالیٰ کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو
جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے۔ اور بعضے عارفون نے پوچھا گیا کہ
آپ کسطرح تکبیر اولے کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر
تو وہ عظمت اور کبریا مین غائب ہو گیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا
اُسکے شرح سینہ کی فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت و بیابان کی
زمین مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ جھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے ڈریگا
اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ جھٹکا دی گئی پس
ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کرینگی اور حالانکہ مطالعۂ عظمت
اور اُسمین ربودگی وجود نیت سے غٹ پٹ ہو گئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت حال سے
روح مطالعۂ عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہے اور قلب نیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے
تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نور عظمت مین ایسی
مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر اپنے
داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ اپنا پکڑے بعد اُن دونون کو سینہ اور ناف کے درمیان
اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی
اُنگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی اُنگلیون کے ساتھ

بائین ہاتھکو پکڑے - اور پھر آئمہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ فرمایا ہی کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہی اور یہ سلیے کہ سینہ کے نیچے کو عرفاً ناحر کہتے ہین یعنی اپنا ہاتھ ناحر پر رکھ - اور بعض صوفیہ نے کہا ہی وَانْحَرْ یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اسمین ایک راز مخفی ہی جو پردہائے غیب سے اس طرف مکشوف ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت لطیف کے ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اسکو اپنی نظر کا محل اور وحی کا درودگاہ بنایا اور اپنی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا روحانی ہی اور جسمانی ارضی ہی اور سماوی راست قامت اور مرتفع صورت سو اسکے اوپر نصف دل کی حد سے ہی جسمین اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہین اور اسکے نیچے کا نصف سو اسمین زمین کے اسرار رکھے ہوے ہین سو اسکے نفس کا محل اور مرکز نصف اسفل ہی اور اسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہی تو روح کے جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہین اور انکی مدافعت اور انکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی آمد اور قربت ہوتی ہی اور نماز کے وقت زیادہ تطارد اور مقابلہ ہوتا ہی اسو سطے کہ ایمان اور طبیعت مین باہم کشمش ہوتی ہی اس حالت مین نمازی جسکا قلب سماوی ہو گیا ہی فنا اور بقا کے درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہی اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے مرکز سے بلندی کو جاتے ہین اور جوارح اور انکی گردش ور حرکت کے لیے باطن کے معانی کے ساتھ ارتباط اور موازنہ ہی پس داہنے ہاتھ کے بائین پر رکھنے سے نفس کا اپنے جاذبون کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جانا ہی اور اسکا نشان وسوسہ کے دفع ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز مین ظاہر ہوتا ہی - پھر جبکہ روح کے جذبے غالب ہوتے ہین اور وہ سر سے پائون تک مالک ہو جاتی ہی اسوقت کہ

انس کامل اور آنکھون کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور زندگی
ہو جاتا ہی اور روح نور سے اُسکا مرکز تابان اور روشن ہو جاے اور اُسوقت نفس کی
کشمکشین جاتی رہتی ہین اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہی اُسقدر عبادت کی گرانی
اور ماندگی دور ہو جاتی ہی اور اُسوقت نفس کے مقابلہ سے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے
نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہو جاتا ہی تو اُسوقت نمازی اسبال کرتا ہی یعنی ہاتھ
چھوڑ دیتا ہی اور شاید اسی واسطے اور اسرار دانا تر ہی وہ حدیث ہی جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑ کر اور وہ مالک رحمۃ اللہ
مذہب ہی پھر پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے منھ پاک صاف
کرنے کے لیے ہی اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی قالب کے منھ کے لیے تھی بعد ازان کہے
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اللَّهُمَّ أَنْتَ
الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ
فَإِنَّهُ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا فَإِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا
أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ ۔ اور اپنے قیام مین اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اُسکی سجدہ کی
جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور کامل ہوتا ہی
اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونون زانو اور پیٹھ کی گاہ اور بدن کے موڑ توڑ کے
مقامون مین ہو وہ سب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت
زمین کی طرف دیکھ رہا ہی سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہی اور قلب مین خشوع
ہونے سے بدن مین خشوع پیدا ہوتا ہی اور دونون قدم کے درمیان چار انگلیون
کے برابر فرق رکھے اسواسطے کہ دونون ٹخنون کا مل جانا صفد اور قید ہی جو ممنوع

ہی اور دو پاؤن مین سے ایک کو نہ اُٹھائے ہو واسطے کہ وہ صفن ہی جس سے منع کیا ہی
(صفن گھوڑے کا تین پاؤن پر کھڑا ہونا اور چوتھے پاؤن کا سم زمین پر ٹکانا)
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہر گاہ
صفن ممنوع ہی تو ایک پاؤن پر بوجھ دینے مین ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہین
پس اعتدال کی رعایت پوری دونون پاؤن پر بوجھ دینے مین ہی اور اشتمال صماء
بھی مکروہ ہی اور وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل
سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے جامہ کے کنارون کو زمین کی طرف لٹکائے
کہ اسمین تکبر کے معنے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے تئین
کپڑون مین لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کرے پھر رکوع کرے اور سجدہ
کرے ایسا ہی ہی اور اُسی مین داخل ہی جب کہ اپنے دونون ہاتھ قمیص اور کرتہ
مین کرلے۔ اور کفت سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے لباس کو سجدہ کے
وقت اپنے دونون ہاتھ سے اُٹھائے اور اختصار مکروہ ہی اور اختصار اپنے
ہاتھ کا تہی گاہ پر رکھنا ہی۔ اور صلب مکروہ ہی اور وہ دونون تہی گاہ یعنی کوکھون
پر دونون ہاتھون کا برابر رکھنا ہی اور دونون بازو پسلیون سے علیحدہ کرے
سو جب کہ نماز مین کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہم نے ذکر کیا سب مکروہات سے
بچا ہوا تو ہر آئنہ قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا ہی بعد اُسکے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک رکعت میں
قرارت سے پہلے کہے اور سورۂ فاتحہ پڑھے اور مابعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے جسمین حظ وافر قرب اور وصل
اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور سرگوشی سے ہو
اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور مابعد فاتحہ کے دوسرے سکوت مین یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَا يَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ تو بہتر ہی اور اگر اُسکو پہلے سکوت مین پڑھے تو بہتر ہی حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہی کہ آپ نے اُسکو فرمایا ہی اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اُسے قرارت سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اُسکی تلاوت زبان کی گویائی ہی اور اُسکے معنے دل کی گویائی ہین اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان مین کلام کرتا ہی اور اُسکی زبان اُس بات کی تعبیر کرتی ہی جو اُسکے دل مین ہی اور اگر متکلم کو اُس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہی دوسری زبان مین ممکن ہی تو ایسا کرتا ہی ولیکن جہان فہمایش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہے سو جب کہ زبان سے کہے اور قلب اُسکے موافق نہو تو زبان اُسکی ترجمان ہی اور نہ قاری متکلم ہی جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی حاجت سنادے اور نہ وہ اللہ سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہی جس سے کہ وہ اِس مطلب کو سمجھے جسکا اُسے مخاطب کرنا ہی اور اُسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہین ہی ایسے قلب کے ساتھ جو غافل اُس مطلب کے قصد سے ہی جو وہ کہتا ہی تو یہ سزاوار ہی کہ وہ کلام کرنے والا سرگوشی کے ساتھ ہو یا کہ سُننے والا یا درکھنے والا ہو پس نماز مین خصوصیت والون کا کم سے کم مرتبہ یہ ہی کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی مین دل اور زبان دونون جمع اور متحقق ہون اور اسکے سوا اور احوال بھی خواص لوگون کے ہین جنکی شرح دراز ہی بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کبھی نماز مین نہین مشغول ہوا کہ اپنی قرارت کے سوا کسی دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عامر بن عبداللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ نماز مین دنیا کے کامون سے کچھ پاتے ہین تو کہا اگر نیزون کی نوک میرے چبھوئی جائین تو مجھے زیادہ اس سے لگتی ہین کہ وہ مین پاؤن جو تم نماز مین

پاتے ہو۔ اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو
انابت کے معنی کو پہونچتے اور اُس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے انابت یعنی رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ
وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ سے
ڈرتا ہی اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے بری اور بیزار ہوتا ہی اور ایسے سینہ سے جو
اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہی نماز پڑھتا ہی سو
ایک کلمہ قرآن کا اُسکی زبان سے نکلتا ہی اور اُسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہی پھر وہ
کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہی جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہی تب اُسکا
مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے بنجاتا ہی اور حلاوت استماع اور
یادداشت کامل سے اُسکو مزہ لے کر پی جاتا ہی اور اُسکے معنی لطیف اور نحوی
شریف کا ادراک کرتا ہی اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف تر ہین اور
فکر خفی کے ساتھ متشکل ہوتے ہین اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس ہوجاتا ہی سو نفس مطمئنہ
معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہی اسواسطیکہ وہ معانی قرآن
معانی ظاہرہ ہین جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہین جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہی جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہی اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہی قوت قلب ہین اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
پھر اکر پردہاے جبروت تک پہونچاتے ہین اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال
دریاہاے اشواق مین ہوتا ہی جیساکہ مسلم بن یسار سے منقول ہی کہ اُسنے ایک روز مسجد
بصرہ مین نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والون نے
سُنی اور وہ نماز مین کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
قرارت مین سے رکوع مین جاوے بعد ازان قد کو جھکاتے ہوے رکوع کرے اور اُسوقت

آدھا نیچے کا بدن قیام مین بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونون زانوؤن مین
کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونون کہنیون کو علیحدہ اپنے دونون پہلوؤن سے کرے
اور گردن کو اپنی پیٹھ سے دراز کرے اور اپنی ہتھیلیان اپنے دونون زانوون پر انگلیان
کھولکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہے کہ مین نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی
تو مین نے اپنے دونون ہاتھ دونون گھٹنون اور رانون کے بیچ مین رکھے اور اُن دونون
کو ملا دیا تو میرے ہاتھون پر ضرب دی اور کہا اپنی دونون ہتھیلیون کو اپنے دونون
زانوؤن پر رکھ اور کہا اے فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمین حکم دیا گیا کہ
گھٹنون پر ہاتھون کو رکھین اور کہین سبحانہ ربی العظیم تین بار اور وہ کمال
اور پورے کا ادنے درجہ ہے اور پورا کامل یہ ہے کہ گیارہ بارہ کہے اور جس قدر
پڑھے تو اُسوقت پڑھے کہ رکوع مین متمکن اور رجا سے گرفتہ ہو جائے اور بدون اسکے
کہ سر اُٹھانے کے ساتھ اُسکے آخر کو ملائے اور رکوع مین جانے کے لیے اور رکوع سے
سر اُٹھانے کے لیے رفع یدین کرے یعنی دونون ہاتھ اپنے اُٹھائے اور اپنے رکوع
مین اپنے دونون قدمون کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے اقرب
اُسکی نسبت ہے کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام کو اُسی وقت دیکھے کہ جب
وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللهم لک رکعت ولک خشعت
وبک امنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری وعظمی ومخی وعصبی اور قلب
اُسکا رکوع مین رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور فروتنی ہے بعد
ازان سر اُٹھائے کہتے ہوے سمع اللہ لمن حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل
مین اُس چیز کو جانتا ہو جو کچھ کہ وہ کہتا ہے پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے تو جہر
کرے اور کہے ربنا لک ملا السموات وملاء الارض وملاء ما شئت من شئ بعد
بعد ازان کہے اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت

ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور اگر نوافل مین قیام کو رکوع سے سر اُٹھاکر
طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لربی الحمد دو بارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے مگر
فرض مین طول بین زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اُٹھانے مین اسپر
قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پیٹھ سیدھی کرے ۔ حدیث مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہو کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہو کہ اللہ اُس شخص
کی طرف نہین دیکھتا ہو جو رکوع اور سجود کے بیچ مین اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے
پھر سجدہ کرتے ہوے گرے اور اس گرنے مین وہ تکبیر کہتا ہوا بیدار
حاضر خشوع کرتا ہوا خبردار اُس چیز سے جسمین وہ گرتا ہو اور جسکی طرف وہ گرتا ہو
اور جسکے واسطے گرتا ہو پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جن کو کشف
اسکا ہوتا ہو کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہو ملک کے اجزا مین ناپدید ہوتا ہو
اس سبب سے کہ قلب اُسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہو اور روح اُسکی کبریاے الٰہی سے
آگاہ ہو جیسے کہ وارد ہوا ہو کہ ہر آئینہ جبریئل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے
چھپ رہتے ہین اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین ۔ اور بعضے سجدہ
کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اُسکا ہوتا ہو کہ وہ اپنے سجدہ سے
بساط کون ومکان کو طے کرتا ہو اور قلب اُسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ
سیر کرتا پھرتا ہو اور اُسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اُسکی
قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہو جاتی ہین اور وہ رداے عظمت کے کنارہ پر
سجدہ کرتا ہو اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اُسکا ہو جسکی طرف ہمت بشری کا پرند
پہونچتا ہو اور جسکو پہونچنے کے لیے قواے انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا
مراتب عظمت اور اُسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو اُنمین سے اپنے
مرتبہ کے بقدر اُس سے حظ حاصل ہو اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم

ہی - اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جسکا ظرف وسیع ہی اور اُسکی
روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازودون کو
کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے جلالًا تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت
و افضال سے بلند ہوتا ہی سو اُسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور اور غیبت اور فرار
و قرار اور سہار و جہار مجتمع ہوجاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دریاے شہودانی مین
شناوری کرتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیسا کہ سید البشر نے اپنے
سجدہ مین کہا سجد لک سوادی وخیالی وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعًا
وکرہًا - طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہی اُس اہلیت
اور قابلیت کے سبب سے جو اُن دونون مین ہی اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی نفس
کی طرف سے اس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدہ مین کہے تین بار
سبحان ربی الاعلیٰ دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے
اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے رکھے
پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین اپنی ناک
کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کے لیے زیادہ
خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتھیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین اُنکو
نہ لپیٹے اور دونون ہتھیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اُسکے
دونون شانون کے مقابل رہین نہ اُنکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور تسبیح
یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد کہے اللھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت
سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین -
اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح

کہے تو اچھا ہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ ہر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے۔ اور اپنی دونون کہنیان سجدہ مین اپنے دونون پہلوون سے جدا رکھے اور اپنی انگلیون کا رخ سجدہ مین قبلہ رو رکھے اور اپنے دونون ہاتھون کی انگلیان انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے دونون ہاتھ زمین پر نہ بچھائے بعد ازان تکبیر کہتے ہوے سر کو اٹھائے اور اپنے بائین پانون کے اوپر بیٹھے اور داہنے پانون کو کھڑا رکھے اس طرح پر کہ انگلیون سے قبلہ رو ہوے اور دونون ہاتھ اور دونون زانوؤن پر بے تکلف بغیر سلائے اور ملائے رکھے اور کہے رب اغفرلی وارحمنی واہدنی واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس نشست کو فرض مین زیادہ طول نہ دے مگر نوافل مین مضائقہ نہین جبتک اسکو رب اغفر وارحم مکرر کہتے ہوے طول دے بعد ازان دوسرا سجدہ تکبیر کہتے ہوے کرے اور قعود یعنی نشست مین اقعا رکروہ ہی اور وہ اس مقام پر اس معنی مین ہی کہ دونون سرین اپنے دونون پاشنون پر رکھے اور جب دوسری رکعت مین کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیفہ کرے اور اسی طرح باقی رکعتون مین کرے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور نماز سر معراج ہی اور وہ معراج قلوب ہی اور تشہد قرارگاہ وصول کا ہی بعد ازانکہ قطع مسافات علوی درجہ بدرجہ طبقات آسمانی کی کی ہو اور التحیات پروردگار خلائق پر سلام ہی پس چاہیے کہ جو کہے اسکو ذہن مین لائے اور جس سے کہتا ہے اسکے ساتھ باد رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور اپنے دل کی آنکھون کے سامنے اسکو موجود جانے اور صالح بندگان الہی پر سلام بھیجے پس اس صورت مین بندگان الہی سے کوئی بندہ آسمان اور زمین مین باقی نہین رہتا مگر یہ کہ اسپر نسبت روحانی اور خاصیت فطرہی کے

ساتھ سلام نہ بھیجے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ اُنگلیاں
بندھی ہوئی ہون مگر انگشت شہادت اور شہادت مین انگشت شہادت کو الا اللہ
کے اوپر اُٹھائے نہ کلمۂ نفی مین جو لاالہ کے اندر ہی اور اس انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اُٹھائے بلکہ اسکا سر ران کی طرف جھکا ہوا پیچیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہی اور خشوع قلب کی سرایت کی ذیل اُسکی طرف ہی اور
اپنی نماز کے آخر مین دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا مین منفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیون کے لیے دعا کرے
اسواسطے کہ امام جو نماز مین بیدار ہشیار ہو ایک دربانی کی مثال ہی جو کہ سلطان
کے حضور مین حاضر ہو اور اُسکے پیچھے اہل حاجت ہین کہ اُنکے لئے دربان سوال
اور التماس کرتا ہی اور اُنکی حاجتون کو عرض کرتا ہی اور مومنین دیوار کی مثال
ہین کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالےٰ
نے اُنکی تعریف اپنے اس قول سے فرمائی ہی کانہم بنیان مرصوص اور اس امت
کے وصف مین کتب سابقہ مین ہی کہ اُنکی صفوف نماز مین ایسی ہین کہ جیسے
صفوف اُنکی لڑائی مین ہین - مروی ہی کہ معن ابن عیسیٰ نے کعب احبار سے
سوال کیا کہ توریت مین نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہے اُسنے
جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہین کہ محمدؐ بن عبداللہ مکہ مین پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اُسکا شام مین ہوگا اور وہ نہین ہی فحاش یعنے
بسیار زشت سخن و زشت کار اور نہوہ بازارون مین سخاب یعنی چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلا برائی سے نہ کرے گا مگر وہ عفو کرے گا اور بخشاوے گا اُنکی امت کو جو
حماد ہین کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور نرمی اور آسوائگی مین کرینگے اور ہر ایک بلندی پر تکبیر
سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پانون کا وضو کرینگے اور نصف

ساق تک ازار پہننگے وہ اپنی نمازون مین ایسی ہی صف باندھینگے جیسی کہ وہ
اپنی لڑائی مین صفین باندھینگے اُنکی آوازین اُنکی مسجدون مین ایسی ہونگی کہ جیسے
شہد کی مکھیان بھن بھناتی ہین آسمانون کے درمیان مین آوازین سُنائی دینگی سو نماز
مین امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی مین ہو تو وہ خشوع اور ادا ے مراتب
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیون سے اولی اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
ہوشیار نمازی کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو اُنکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک
دوسرے کی یاوری اور مددگاری کرتے ہین اور ایک سے دوسرے کو خدا انوار اور
برکات اثر و سرایت کرتے ہین بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف مین نماز پڑھنے
والے ہین قلوب و سنت سلام و رابطہ ایمان سے اُنکے درمیان باہمدیگر یاوری
اور امداد ہو بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے اُنکی امداد کرتا ہو جس طرح کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والون سے روز بدر کی تھی سو
اُنکی حاجتین شیطان کی لڑائی مین بڑھکر اُنکی حاجات سے ہین جو کفار کی لڑائی
مین تھین - اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجعنا
من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
بازگشت کی پس اُنکو فرشتے متلاقی ہوتے ہین بلکہ اُنکے سچے انفاس سے افلاک
قائم ہین پھر جب کہ نماز سے باہر آنا چاہے اپنے داہنے طرف سے سلام پھیرے اور
سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہو اور وہ سلام فرشتون
پر ہو اور حاضرین پر جو مومنین سے ہین اور قوم جن سے جو مومن ہین اور اپنا
رخسارہ داہنے طرف والون کے لیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام مین
اور بائین طرف کے سلام کے درمیان مین فصل اور علحدگی کرے اسواسطے کہ ہر اللہ
مواصلت سے نہی وارد ہوتی ہو اور مواصلت پانچ ہین دو انمین سے امام کے ساتھ مخصوص

ہین اور وہ یہ ہی کہ امام تکبیر سے قرارت کو نہ ملائے اور رکوع کو قرارت سے نہ ملائے اور
دو مقتدیو نپر ہین اور وہ یہ ہی کہ تکبیر اولی کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اُسکے سلام کو
اپنے سلام سے ملائے اور ایک مواصلت دونون یعنی امام اور مقتدی پر ہی اور وہ یہ ہی کہ
فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو جزم سے پڑھے اور اُسکو بہت
نہ کھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا اُسکے دین کا ہو اور
سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہی اور
جس شخص نے پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت مین بر و بحر کو
عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑ اور زبدہ پانچون وقت کی
نماز باجماعت ہی اور وہ سر دین ہی اور مومن کا کفارہ ہی اور خطاؤن کو محو کرتی ہی اس
روسے کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ نے روایت کیا اپنے
سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی پانچون وقت کی نمازین خطاؤن کی کفارہ ہین اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو
ان الحسنات یذہبن السیات ذلک ذکری للذاکرین +

اٹھتیسوان باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان مین ہی

نمازی کے بہترین آداب سے یہ ہی کہ وہ کسی چیز مین دل بستہ نہو خواہ وہ چیز تھوڑی ہو
یا بہت ہو اسواسطے کہ عقلمندون نے ترک دنیا کو نہین کیا مگر اس لیے کہ وہ نماز کو ادا
کرین جس طرح پر کہ مامور ہوے ہین سبب یہ ہی کہ ہر گاہ دنیا اور اشغال دنیا قلب کے
مشغول کرنے والے تھے تو اُنکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر موجب غیرت تھے اور قرب کے
مقام کی انھین رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو ملتے اور فرمانبردار تھے وجہ یہ
کہ ظاہر مین ادائے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز مین ماسوے اللہ سے فارغ

ہونا اطاعت باطنی ہی سو اُنھون نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہین خیال کیا جبتک
کہ اُنکی اطاعت مین خلل نہ پڑے اور اُنکی عبودیت مین شکستگی آئے تو نمازی ان باتون سے
پرہیز کرے کہ اُسکا باطن اُسوقت خیر مین لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے۔ اور کہا گیا ہی کہ آدمی
کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہی کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے اور اسی
واسطے حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب کھانا اور عشا کی نماز ایک ساتھ آئے تو کھانے
کو نماز عشا پر مقدم کرو اور نہ اُسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ
اُسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حازق اور
ہونچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہی اور اُس حالت مین بھی نماز نہ پڑھے جب کہ موزہ
اُسکا ایسا تنگ ہی جو اُسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہی سو سوال کیا گیا کہ حازق کے
بابت کوئی راے اور تعیین نہین ہی تو جواب اُسکا دیا گیا کہ حازق وہ شخص ہی جسکے ساتھ
کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہی کہ آداب کی بات نہین ہی کہ آدمی
نماز اُس حالت مین پڑھے کہ جب اُنکے پاس ایسی شی ہو جو اُسکے باطن کے مزاج کو اعتدال
سے متغیر کردے جیسے کہ وہ چیزین جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور غم شدید اور غضب مفرط بھی
اُسمین داخل ہین۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ کوئی تم مین سے نماز شروع نکرے
اُسوقت کہ ترشرد اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو
جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین کھڑا ہو مگر اُسوقت
کہ اپنی پوری ہیئت سے محلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی کہ ہاتھ پانؤن مین اُسکے
سکون ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے نہ مُنھ پھیرے اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے
پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے
سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات یسیر کی رخصت دی ہی جو تین سے کم ہو
اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کردیا اور ایک دفعہ نماز مین

میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جہال مین سے میرے برابر
کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہوکر اُلٹا پھرا تو اُسنے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اُس حرکت کو برا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہو کہ بندہ جب نماز مین
کھڑا ہوا تو اُسے چاہیے کہ وہ ایسا چُپ چاپ نچلا رہے کہ اُس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف مین وارد ہو کہ نماز مین سات چیزین شیطان
کی طرف سے ہین۔ تکبر۔ نیند۔ وسوسہ۔ جمائی۔ خارش۔ التفات۔ کسی چیز سے
کھیلنا۔ اور بعض نے کہا ہو کہ سہو اور شک۔ اور ہر آئینہ عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ نماز مین خشوع یہ ہو کہ نماز پڑھنے والا
نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون طرف ہو اور بائین طرف کون۔ اور سفیان رضؓ سے
منقول ہو کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی۔ اور معاذ
بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہو کہا جسنے قصداً
داہنی اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی اور
بعضے علما نے کہا ہو کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہوا اپنی نماز کے اندر
پڑھا تو اُسکی نماز باطل ہو اور اُنھین سے بعض نے کہا ہو کہ یہ اسواسطے کہ وہ عملا
اُسکے مخالف ہو اور اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہو والذین ہم علی صلاتہم
دائمون کہ وہ ہاتھ پانوٴن کا سکون اور طمانینت ہو بعض نے کہا ہو کہ جسوقت تکبیر اولے
کہی جاوے تو جان لے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ تیرے شخص کی طرف ناظر اور
تیرے مافی الضمیر کا عالم ہو اور اپنی نماز مین اُسکی مثال خیال کر کہ تیرے داہنے
طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہو اور بہشت و دوزخ کی صورت باندھنے کا
جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہو کہ جب ذکر آخرت مین دل مشغول ہوگا تو اُس سے
وسواس منقطع اور دور ہو جائینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھے گی

تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بواسطات روایت کی ہو کہ سہل رح کا قول ہو کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اُسے وساوس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اسکا باطن صفائی قلب اور نور معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب مستغنی اس سے ہے کہ مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہو کہ جسوقت رکوع کرے تو ادب اُسکے رکوع مین یہ ہو کہ کھڑا رہے اور نزدیک ہو اور جھکے اپنے رکوع مین یہان تک کہ اسکا کوئی جوڑا اور عضو باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ عرش بزرگ کی جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہان تک کہ اُسکے دل مین اللہ تعالیٰ سے بزرگتر کوئی چیز نہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتی کہ بھنگے سے بھی کمتر ہو اور جب سر اپنا اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو جانے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اسکو تکتا ہو۔ اور یہ بھی کہا ہو کہ اُسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہے کہ اُس سے گداخت ہو جائے۔ سراج نے کہا ہو جبکہ بندہ تلاوت شروع کرے تو اُسمین ادب یہ ہو کہ وہ مشاہدہ کرے اور اسکا دل سماعت کرے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے سن رہا ہو گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہو۔ اور یہ بھی سراج نے کہا ہو کہ ادب صوفیہ سے یہ ہو کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب کے خطرات اور عوارض سے کرے اور ماسوی اللہ جو چیز ہو اُسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کیلیے حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز مین کھڑے ہوئے تو ایسے نفس اور عقل کے ساتھ ہوگا کہ اُنکے ساتھ نماز مین داخل ہوئے پھر جب نماز سے باہر ہو تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی لیں گویا کہ وہ ہمیشہ نماز مین ہین سو یہ نماز کا ادب ہو۔ اور کہا گیا ہو کہ بعضے صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عدد اُن سے کمال استغراق کے سبب نہو سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ کے رکعت پڑھین اور ایک

شخص اُنکے ساتھیون مین سے شمار کیا کرتا کہ کے رکعت پڑھین - اور بعض نے کہا ہی
کہ نماز کی چار شاخ ہین حضور قلب محراب مین اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک
ہی اور خشوع قلب بلا اشتباہ ہو اور خضوع ارکان نگاہداری کے ساتھ اسواسطے
کہ حضور قلب کے وقت پردے اُٹھ جاتے ہین اور شہود عقل کے وقت عتاب دور
ہوتا ہی اور حضور نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہین اور ارکان کے خضوع کے
وقت ثواب حاصل ہوتا ہی تو جو شخص نماز مین بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی
کھیلنے والا ہی اور جو شخص بلا شہود عقل نماز مین کھڑا ہو وہ نمازی بھولکڑ ہی اور جو
بلا خضوع نفس پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطا کار ہی اور جو بلا خشوع ارکان
پڑھتا ہی وہ نمازی جفا کار ہی اور جو ایسی نماز پڑھتا ہی جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی
صاحب وفا ہی - اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ
جب بندہ نماز فریضہ مین کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اُسکا منھ اور کان
اور آنکھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہوکر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ
جیسے اُسدن کہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر آئینہ اللہ تعالی منھ دھونے سے
اُسکا گناہ جو اُس سے ہوا اور اُسکے دونون ہاتھون کے دھونے سے اُسکے گناہ اور
اُسکے دونون پاؤن دھونے سے اُسکے گناہ دھوتا ہی اور دور کرتا ہی حتی کہ وہ نماز مین
اسطرح در آتا ہی کہ اُسکے ذمہ کوئی گناہ نہین ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہی
تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اُسکا داناتر ہی پھر آپ نے فرمایا کہ سب
چوریون سے بدتر یہ ہی کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے - لوگون نے عرض کی کہ آدمی
اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہین کرتا
اور نہ اُسکا سجدہ اور نہ اُسکا خشوع اور قرارت کو پورا کرتا ہی جو نماز مین ہی - ابو عمر

بن علائی سے روایت ہی کہ وہ امامت کے لیے بڑھایا گیا تو اُسنے کہا کہ مین اُسکی
صلاحیت نہین رکھتا پھر جب اُس سے الحاح کی گئی اُسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اُسے
غش آگیا سو لوگون نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اُسے ہوش آیا تو اُس سے
سوال کیا گیا تو کہا جب مین نے کہا استوو العینی برابر صف کرو تو ہاتف نے
مجھے آواز دی کہ آیا تو اسد کے ساتھ کبھی مستوی اور برابر ہوا ہی لیعنی باادب
اور منقاد ہوا ہی - اور حضرت رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب
بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اُسکی وقت پر پڑھی اور اُسکے رکوع و سجود
اور مواقیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہی کہ اسد تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے
میری حفاظت کی ہی پھر وہ بلند ہوتی ہی کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہی یہان تک کہ
وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہی پھر اپنے نمازی
کے لیے شفاعت کرتی ہی اور جب بندہ نماز کو ضایع کرتا ہی تو اُسکو نماز کہتی ہی کہ خدا
تجھے ضایع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہی پھر وہ اونچی چڑھتی ہی کہ اُسکے ساتھ
تاریکی ہوتی ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور اُسکے لیے دروازہ بند
ہوجاتا ہی پھر وہ لپیٹی جاتی ہی جس طرح کہ دھرانے کپڑا لپیٹا جاتا ہی پھر وہ اُسکے
نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہی - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ جب بندہ نماز
مین کھڑا ہوا تو اسد تعالی فرماتا ہی کہ اُٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ کے
درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اسد تعالی کی طرف سے دوسری جانب منھ پھیرتا ہی تو
اسد تعالی فرماتا ہی کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ مین ہی اور میرے
بندہ کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسنے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہی - اور ابو بکر
وراق نے کہا ہی کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑھتا ہون اور اُن سے مین
منصرف اور اُلٹا پھر آتا ہون اور مجھے اسد سے ایسی ہی حیا آتی ہی جیسے اُس

مرد کو شرم آتی ہی جو زنا سے اُلٹا پھر کے آتا ہی پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک
بڑا ادب ہی اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر جانتا ہی جسقدر کہ قرب
سے حصہ ہوتا ہی - اور موسی بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپ کی نماز
آپ کے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون وہ
وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت
زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے
باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا
آپ فرماتے کہ تم جانتے ہو کسکے سامنے مین جانے کا ارادہ کرتا ہون - اور عمار بن یاسر نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ
کے لیے اُسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ مین وارد
ہی تم مین سے بعضے وہ ہین جو پوری نماز پڑھتے ہین اور بعضے تم مین سے نماز آدھی
پڑھتے ہین اور چوتھائی اور پانچوان حصہ یہان تک کہ دسوین حصہ تک پہونچتے ہین
خواص کا قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان
پورے ہون اور اگر اُسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمین یہ روایت
پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہین کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرے - اللہ
تعالیٰ فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی کہ قبل اسکے کہ قرض ادا کرے ہدیہ
اور تحفہ کا بھیجنا شروع کرے - اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالیٰ سے دو خصلت کے
سبب منقطع اور علیحدہ ہو گئی ایک اُنمین سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا
اور دوسری یہ ہی کہ اُنھون نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمین صدق ورنیک خواہی
کے ساتھ اپنے دلون کو نہ لگایا اور اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہی کہ کسی عامل سے کوئی عمل
قبول نہ کرے جبتک اُسمین صدق اور حق اس سے نہو اور نماز مین آنکھ کا کھلا رکھنا

اس سے بہتر ہی کہ اُسکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اسکے
ادھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھون کو بند کرے تاکہ خشوع کے لیے مدد ہو پہنچے
پھر اگر جمائی نماز مین آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے ہونٹھون کو ملائے اور اپنی تھوڑی
کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور نہ دوسرے سے نماز مین مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہی کہ مرحوم
یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا اور
بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑ دی کہ پہلی صف
والون کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف مین کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالے
صف اول کے برابر ثواب دیگا بغیر اسکے کہ صف اول والون کے ثواب سے
کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز مین کھڑے
ہوتے تو اُنکے قلب کی طپش اور تڑپ ایک میل کے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سُننے مین آتی ہی جیسے دیگ سے آتی ہی جسے کہ
مدینہ کے گلی کوچون مین سن پڑتی تھی۔ اور جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہی
جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر
ہونا۔ اور حسن نے کہا ہی تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین سے ہی جو بزرگ تر ہو
درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہی کہ بعض انبیا کی طرف
اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز مین مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع
اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اُس وقت مین
قریب ہون۔ اور ابوالخیر اقطع نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپ نے
فرمایا یا اباالخیر نماز اپنے اوپر لازم کر اسواسطے کہ مین نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُسنے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ مین سب سے
زیادہ قریب اسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز مین ہوتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا ہے کہ دو رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین۔ اور منقول ہے کہ
محمد بن یوسف فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگو نکو وعظ کہتا تھا تو
اُس سے کہا کہ ای حاتم مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہے کیا تو
نماز اچھی پڑھتا ہے کہا ہان کہا کیونکر نماز پڑھتا ہے کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون
اور چلتا مین خوف سے ہون اور داخل ہیبت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ
اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے قرارت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور
سجدہ سے تواضع اور تشہد کے لیے پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور
اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہون اور اُسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون
اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہون اور اُسکا خوف مین
کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید قبول کی رکھتا ہون اِس
خوف ورجا کے درمیان مین ہون اور جسنے مجھے علم سکھایا اُسکا شکریہ کرتا ہون
اور مین اُسکو علم سکھاتا ہون جو مجھ سے مانگتا ہے اور مین اپنے پروردگار کی حمد
کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہے تو محمد بن یوسف نے کہا تجھ سا شخص
صلاحیت اِسکی رکھتا ہے کہ واعظ ہو۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ
وَاَنْتُمْ سُکٰارٰی یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ مین ہو اِس مین متوالا
حب دنیا سے مراد ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ متوالا رنج اور غم خوارگی سے ہو۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے نماز دو رکعتین
پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس نے نہین کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے
گناہ جو پہلے کیے ہون بخش دیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز غربت اور مسکنت

اور تواضع اور تضرع اور پشیمانی ہو اور تو اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور کہے اللھم اللھم سوجو کوئی یہ نہین کرتا ہو تو وہ نماز ناقص ہے۔ اور ہر آئینہ وارد ہوا ہو کہ مومن جسوقت نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اطراف زمین مین شیطان اُسکے خوف کے سبب اُس سے دور بھاگتا ہو اسواسطے کہ اُسنے تیاری اسکی شروع کی ہے کہ بادشاہ کے حضور مین آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہو تو شیطان اُس سے چھپ جاتا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہو کہ اُسکی طرف وہ نہین دیکھتا ہو اور خداے جبار اُسکو اپنے رُخ کے سامنے متوجہ کرلیتا ہو پھر جب اُسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالے اُسکے قلب مین دیکھتا ہو پھر اگر اُسکے دل مین اللہ تعالی سے بزرگتر کوئی نہین ہوتا تو فرماتا ہو کہ تو نے اللہ کی اپنے دل مین تصدیق کی جیسا کہ تو کہتا ہے کہ اللہ اکبر۔ اور اُسکے دل سے نور شعاعین پھیلاتا ہو کہ وہ عرش کے ملکوت کو جاملتا ہو اور اُس نور کے سبب اُسکو زمین و آسمان کے پردے کھل جاتے ہین اور اُس نور کے درمیان اُسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہین اور جب ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہو تو اُسکو شیاطین گھیر لیتے ہین جس طرح مکھیان شہد کے نقطہ پر چارون طرف سے آن گرتی ہین پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو اللہ تعالی اُسکے قلب مین دیکھتا ہو جب کہ اُسکے دل مین کوئی چیز بھی اللہ تعالے سے اُسکے نزدیک بڑی ہوتی ہے تو اُسکے لیے فرماتا ہو کہ تو جھوٹا ہو اللہ تعالے تیرے دل مین سب سے بزرگتر نہین ہو جیسا کہ تو کہتا ہو اُسوقت اُسکے دل مین سے ایک دھوان اُٹھتا ہو جو آسمان کے برابر پہونچتا ہو اور وہ حجاب اُسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہو پھر یہ حجاب اُسکی صلابت زیادہ کردیتا ہے اور شیطان اُسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہو پھر ہمیشہ اُسمین پھونک مارتا ہے

اور فضلہ ڈالتا ہے اور اُسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہی اور تزئین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے کرتا ہے یہان تک کہ وہ اپنی نماز سے اُلٹا پھرتا ہی اور وہ نہین جانتا کہ اُسمین کیا تھا اور حدیث مین وارد ہے کہ اگر شیاطین نبی آدم کے قلوب کے اِردگرد نہ گھومتے تو البتہ وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب اُنکے قالبون کے کمال ادب سے کامل ہوگیا ہی وہ آسمانی ہوجاتے ہین کہ تکبیر کے ساتھہی آسمان مین داخل ہوتے ہین جسطرح کہ وہ غار مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے آسمان کو شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصئون کیا ہے توجو قلب آسمانی ہین اُنکی طرف شیاطین کو راستہ نہین ہی پھر اُسوقت ہوا جس نفسانی اُس مین باقی رہ جاتے ہین کہ وہ آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہین قطع ہوتے جس طرح کہ تصرف شیطانی قطع ہوجاتا ہی اور جو قلوب کہ مراد (یہان مراد اصطلاحی ہے جو مرید کے مقابل ہی) ہین وہ درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہین اور آسمانون کے طبقون مین عروج کرتے ہین اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ مین ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور ہٹتے جاتے ہین اور اُسکے اندازہ سے ہوا جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہین یہان تک کہ وہ آسمانون سے گذرجاتا ہے اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہی پس اُسوقت نور عرش کی روشنی سے ہوا جس نفسانی اور خطرات اُسکے بالکل زائل ہوجاتے ہین اور نفس کی تاریکیان قلب کے نور مین چھپ جاتی ہین جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب ہوجاتی ہی اور اُسوقت مین آداب کے حقوق اچھی طرح ادا ہوتے ہین اور جسقدر ہمنے نماز کے ادب بیان کیے وہ بہت آداب ہین اُنمین سے تھوڑے اور معدود ہین اور شان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہی اور ہمارے ذکر سے کامل تر ہے اور بہت اقوام نے غلطی کی

اور کہا ہی کہ نماز سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اور جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہی اور گمراہی کے راستون پر وہ لوگ چلے اور خیالات باطل کیطرف جھکے اور ان لوگون نے آئین اور احکام کو محو و نسی کر دیا اور حلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قومون نے سمین ایک اور طریق اختیار کیا جس سے نقصانات حال تک پہونچا یا جہان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے اسواسطے کہ انھون نے فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی راحت حال پر فریفتہ ہوگئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر ایک صورت مین صورتون سے اور ہر ایک حرکت مین حرکات سے اسرار اور حکمتین ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہین ہین تو احوال اور اعمال ایک روح اور دو جسم ہین اور جبتک بندہ دنیا مین ہی اُسکے اعمال سے روگردانی عین طغیان اور سرکشی ہی تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا حالانکہ احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہی

انتالیسوان باب روزہ اور اُسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا صبر نصف ایمان ہی اور روزہ نصف صبر ہی اور کہا گیا ہی کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز نہین ہی مگر وہ ردّ مظالم اور تاوان مین جاتی ہی بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص اسمین دخل نہین پاتا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہی تو کوئی شخص اُسمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ روزہ میرے واسطے ہی اور مین اُسکی جزا ہون۔ بعض نے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اپنی ذات کی طرف مضاف اور منسوب کیا ہی اسواسطے کہ اُسمین اخلاق صمدیت سے ایک خلق ہی۔ اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہی از قبیل ترک کہ اُسپر

ترک

اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہین ہوتا۔ اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین
السّٰا ئحُونَ صَا ئمُونَ مراد ہی اسواسطے کہ انھون نے بھوک پیاس مین اللہ تعالیٰ
کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہی اور اس قول اللہ تعالیٰ مین اِنّمَا یُوَفّی الصّابِرُونَ
اَجرَہُم بِغَیرِ حِسابٍ کہا گیا ہی کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے کہ صبر ایک اسم
ہماے سوم سے ہی اور روزہ دار کے لیے فراغت تامہ دیجاتی ہی اور اُسکے لیے
تخمینہ اور اندازہ اجر کا کامل کیا جاتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اس قول
اللہ تعالیٰ مین فَلا تَعلَمُ نَفسٌ مَّا اُخفِیَ لَھُم مِن قُرّۃِ اَعیُنٍ جزاءً بما کانو یَعمَلُونَ لیک
وجہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہے کہ اُنکا عمل صوم ہی۔ اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے
جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوتا ہے ملائکہ شفقت کے سبب گریہ و بُکا کرتے
ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہی تو ہر آئینہ وہ شہوت کی آگ مین
جلایا گیا اور بنی آدم کے نفس مین سٹرکے ہزار عضو ہین جو سب کے سب شیطان کے
قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق ہے تو جسوقت اُسنے پیٹ کو خالی اور بھوکا
رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا راضی ہوا تو تمام عضو خشک ہو جاتے ہین اور
بھوک کی آتش مین جلتے ہین اور شیطان اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی اور جب اُسنے
پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق اُسکا چھوڑ دیا تاکہ شہوات کے مزے خوب چکھے تو اُسکے
اعضا فربہ اور تازہ ہوتے ہین اور شیطان کو قوت ہوتی ہے اور سیری اور شکم پری
نفس مین ایک نہر ہی جسپر شیاطین وارد ہوتے ہین اور بھوک روح مین ایک نہر ہی
جسپر ملائکہ وارد ہوتے ہین اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہی پھر اُسکا کیا
حال ہوگا جبکہ وہ قائم ہو اور شیطان پیٹ بھرے قائم سے بغلگیر ہوتا ہی اور کیا اُسکا حال
ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو سوم مرید صادق کا نفس جبکہ کھانا پینا مانگتا ہی اللہ تعالیٰ کی
طرف فریاد کرتا ہی۔ ایک شخص طیالسیؒ کے پاس آیا اور وہ اُسوقت سوکھی روٹی

کھا رہا تھا جسکو پانی میں بھگویا تھا نمک کے ساتھ جو نیم کوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی آپ خواہش کرتے ہیں آپ نے کہا اُسے میں چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اُسکی خواہش مجھے ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے کے اندر اسراف اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت شتابی کرتی ہی۔ اور صوفیہ سے بعضوں کہا ہی کہ بڑا دروازہ جسمیں سے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی۔ اور بشیرؒ نے کہا ہی کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہے اور علم دقیق اُسکا ورثہ ہی۔ اور ذوالنونؒ نے کہا ہے کہ میں نے کبھی نہیں کھایا حتی کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہیں پانی پیا حتی کہ سیراب ہو گیا مگر یہ کہ معصیت الٰہی اور نافرمانی میں پڑ گیا یا یہ کہ کسی معصیت کا میں نے قصد کیا اور قاسم بن محمدؒ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پورا اور آدھا مہینا آیا کرتا کہ ہمارے گھر میں آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے لیے نہ کسی دوسری چیز کے لیے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ پھر کس چیز سے آپ زندہ رہتی تھیں فرمایا کھجوروں سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ میں انصار لوگ رہتے تھے جنکو اللہ جزائے خیر دے کہ اُنکے پاس مستعار دودھ کے جانور تھے سو بسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش آپ کھانا زیادہ اُس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے اِس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ میں ہر آئینہ تجھ سے مخاصمت تیرے نفس کی طرف کرتا ہوں کیا ایسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا اُسکو بار بار کہتے تھے تو حفصہؓ رو دیں پھر فرمایا واللہ کہ میں اُس کے شدید

زندگی دنیاوی مین شریک ہونگی شاید کہ اُسکے فراخ عیشی آخرت مین شریک ہون۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ عمر کے لیے مین نے کبھی آٹا نہین چھانا مگر یہ کہ مین نے اُسکی نافرمانی کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو کہ تین دن بھی گیہون کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کھائی یہان تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمھارے لیے کھل جائے گا لوگون نے کہا ہم کس طرح اُسکی مداومت کرین کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور منقول ہو کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پر ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر جال اور پھندے اور کمندین تھین سو کہا یہ کیا چیز ہین کہا یہ شہوات ہین جنمین بنی آدم کو پھاندتا ہون کہا تو اسمین میرے لیے بھی کوئی شہوت پاتا ہو کہا کہ نہین بجز اسکے کہ تونے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے تجھے نماز اور ذکر سے گران اور الکسی کر دیا آپ نے کہا ضرور ہے کہ مین آیندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہ کھاؤن ابلیس نے کہا ضرور ہو کہ مین کبھی کسی کو نصیحت نہ کرون۔ اور شفیق کا قول ہو کہ عبادت ایک حرفہ ہو اور خلوت اُسکی دُکان ہو اور بھوک اُسکے اوزار ہین اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ تو بھرے تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ پانون عبادت سے باز رہینگے۔ اور حسن نے کہا ہو کہ دو لگاون مت دسترخوان پر اکٹھے کرو کہ یہ منافقون کے کھانے مین سے ہے اور بعضون نے کہا ہو کہ مین اللہ کے ساتھ پناہ ایسے زاہد تارک الدنیا سے مانگتا ہون جسکے معدہ کو انواع واقسام کی غذاؤن نے فاسد کر دیا ہو پس مرید کے لیے یہ بات مکروہ ہو کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت مین عادت کی طرف مائل ہو جائے گا اور شہوت مین اُسکو وسعت ہوگی۔

اور بعضون نے کہا ہے کہ دنیا تیرا پیٹ ہے تو جسقدر تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہے وہ تیرا زہد دُنیا کے بابت ہے اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہین بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو۔ بنی آدم کے لیے چند لقمے چھوٹے چھوٹے کافی ہین کہ اُسکی پیٹھ کو مضبوط رکھین پھر اگر ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہو۔ اور فتح موصلی نے کہا ہے مین تیس شیخ کی صحبت مین رہا ہر ایک نے علیحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانون کی صحبت ترک اور کھانے مین قلت ہو

چالیسوان باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہے

مشائخ صوفیہ سے ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین روزہ رکھتی تھی یہان تک کہ وہ اللہ تعالی سے جا ملی۔ اور ابو عبد اللہ بن جابار کا یہ معمول تھا کہ کچھ اوپر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر مین افطار کرتے اور نہ حضر مین تو اُسکے یارون نے ایکدن کوشش کی اور اُسنے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت دن بیمار رہا۔ پس جب کہ مرید اپنی صلاح قلب دوام صوم مین دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک اُسکے لیے ایک اچھی کمک اُس بات کے لیے ہے جسکا وہ ارادہ رکھتا ہے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اُسپر دوزخ اس طرح تنگ ہو جاتا ہے اور نوی کا عقد انامل باندھا اس سے یہ مراد ہے کہ روزہ دار کے لیے دوزخ مین جگہ نہ ہوگی اور دین کا سونا صائم الدہر کے لیے مکروہ ہے اور اس بارے مین جو ابو قتادہؓ نے

روایت کی ہے وارد ہے اُسنے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہے اور اُسکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا
کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اُسکی یہ تاویل کی ہے کہ
صوم الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہے کہ عیدین اور ایام تشریق مین افطار نکرے
تو وہ مکروہ ہے اور جوان ایام مین افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہین ہے جو مکروہ ہونے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ ایکدن
روزہ رکھین اور ایک دن افطار کرین اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ
روزون مین سے فضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ
وہ ایکدن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اُسکو صالحین سے
ایک قوم نے پسند کیا ہے تاکہ روزہ دار حال صبر اور حال شکر کے درمیان رہے۔
اور صوفیہ مین سے بعض وہ ہین کہ دو دن روزہ رکھتے اور ایکدن افطار کرتے یا کہ
ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے اور اُنمین سے بعضے وہ ہین جو
دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور منقول ہے کہ سہل بن عبداللہ
ہر ایک پندرہ دن مین ایک دن مین ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور رمضان بھر
مین ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے لیے خالص پانی سے افطار
کرتے تھے۔ ور جنید رح سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے پھر جب اُسکے
پاس اُسکے بھائی آتے تو اُنکے ساتھ افطار کرلیتے اور فرماتے کہ مساعدت اخوان کا
فضل روزہ کے فضل سے کم نہین ہے علاوہ اِسکے کہ یہ افطار محتاج علم ہے کہ کبھی
اُسکی خواہشمند حرص نفس ہوتی ہے نہ کہ نیت موافقت کی داعی ہو اور نیت کا
محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ حرص نفس موجود ہو سخت ہے۔ اور
مین نے اپنے شیخ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساٹھ برس ہوے کہ مینے کوئی چیز

نفس کی خواہش سے نہین کی ہی جو ابتدا اُڑا اور استدعا ہو بلکہ میرے سامنے
پیش ہوتی تھی تو مین اُسے اللہ تعالےٰ کے فضل اور نعمت اور اُسکے فعل سے
اعتقاد کرتا تھا پس مین حق کی موافقت اُسکے فعل مین کرتا تھا اور مذکور ہی کہ اُسے
اکدن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہ ہوا کہ کھانا اُسکی طرف پیش کیا جاتا
کہا مین نے اُس مکان کا دروازہ کھولا جسمین کھانا تھا اور مین نے ایک انار لیا
تاکہ مین اُسے کھاؤن اس اثنا مین ایک بلی گھُس آئی اور ایک مرغی اُسنے پکڑ لی
جو وہان تھی سو مین نے کہا کہ یہ میرے اوپر عقوبت ہی کہ جو مین نے انار کے لینے مین
تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو مین نے بارہا دیکھا کہ دن کو کھاتا
کھا رہے تھے جب کسی وقت کھانا لایا گیا تو اُسمین سے کھا لیا اور معلوم ہوتا کہ اُسکا
کھانا اس لیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا حال اللہ کے
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات مین تھا اور اُسکا حال یہ تھا
کہ فعل حق کے ساتھ جاتا اور ٹھہر رہتا تھا اور ہر آئینہ اُسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل
عزیز الوجود اور کمیاب ہی یہانتک کہ منقول ہی کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا
اور کوئی اُسکے حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا
اور نہ کسی کے چیز کھانے کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے
کہ اُسکے پاس رزق پہونچاتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے
آگاہ نہ ہوتا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکے حال کو ظاہر کر دیا اور اُسکے لیے صحاب اور
تلامذہ مقرر کر دیے اور وہ لوگ کھانا بتکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے
اور وہ اس باب مین فضل حق اور موافقت کو دیکھتا۔ مین نے اُس سے سُنا ہی
کہ وہ کہتے تھے ہر روز مین صبح کو اُٹھتا اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور
اللہ تعالےٰ میرے روزہ درست پر اپنے فعل سے نقض کرتا تھا تو مین حق سے

اُسکے فعل مین موافقت کیا کرتا اور بعض صالحین سے حکایت کی گئی ہی جو اہل واسط
شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس روزے رکھے اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل
غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد غروب افطار کرتا۔ اور ابونصر سراج نے
کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ روزہ نفل تھا اور اور
لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا ارادہ اِس سے یہ تھا
کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متمتع نہوا ور
یہ مسلسل ہے اور لائق تر یہ ہی کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اہل صدق
جو ہوتے ہین اُنکے لیے اُن اعمال مین جو کرتے ہین نیتین ہوتی ہین اِس لیے وہ معاف
نہین کیے جاتے اور صدق بالذات محمود ہی خواہ وہ کسی طرح ہو۔ اور صادق آدمی
اپنے وفاے عہد پر ثابت ہوتا ہی چاہے جسطرح بنے اور بعضون نے کہا ہی کہ جب
کسی صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے نوافل رکھتا ہی تو اُسکو متہم کرو اسواسطے کہ اُسکے
ساتھ ہر آئینہ دُنیا سے کوئی چیز جمع ہوئی ہے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جب ایک
جماعت متوافق اشکال کے ہون اور اُنکے درمیان کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر
اُسکو برانگیختہ کرین پھر اگر اُسکی مساعدت نہ کرین تو اُسکے لیے کوشش افطار کی کرین
اور اُسکے لیے تکلیف نکرین تاکہ اُسکے ساتھ موافقت اور ملائمت ہو اور اُسکی ہل کو
اپنے احوال پر خیال نکرے اور اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اُسکے روزہ
کے ساتھ روزہ رکھین اور اُسکے افطار کے ساتھ افطار کرین ماسوا اس شخص کے
جسکو شیخ دوسرا حکم دے۔ اور منقول ہے کہ بعض صوفیہ نے ایک جوان آدمی کے
خاطر برسون روزے رکھے جو اُسکی صحبت مین تھا تاکہ یہ جوان اُسکی طرف نگاہ
کرے پھر اُس سے ادب حاصل کرے اور اُسکے روزہ کے ساتھ روزہ رکھے

اور ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم الدہر کے رکھا کرتا اور بصرہ
مین وہ مقیم تھا اور شب جمعہ کے سوا روٹی نہ کھاتا اور ایک مہینے مین اسکی خوراک
چار دانگ ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پوست خرما بٹا کرتا اور اسکو بیچتا تھا۔ اور شیخ
ابو الحسن بن سالم کہتے ہین کہ مین اسکو تسلیم نہین کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھولتا اور
کھانا کھاتا ہو اور ابن سالم اسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے کہ وہ لوگون
مین مشہور تھا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خالص للہ نہین ہو مگر جسنے
چاہا کہ وہ ایک غیر مشہور گوشہ مین رہے اور جسنے زیادہ کھانا کھایا زیادہ باتین کین
اور منقول ہو کہ ابو الحسن تنکسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مین سات دن رہا جنمین
انھون نے کچھ نہین کھایا تو اسکے اصحاب مین سے طہارت کے لیے ایک شخص باہر
نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اسے لیکر کھا گیا اسوقت اسے ایک شخص نے دیکھا
اور اسکے پیچھے پیچھے آیا اور روٹیان لایا اور اس گروہ کے سامنے رکھدین اسوقت
شیخ نے کہا کہ تم مین سے کسنے یہ گناہ کیا یعنی جس سے ہمارا حال جانا گیا تو ایک نے
کہا کہ مین نے تربوز کا چھلکا پایا اور اسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہو اور تیرا گناہ اور
تیری روٹیان وہ بولا کہ مین اپنے گناہ سے تائب ہون تو کہا توبہ کے بعد کلام
نہین ہو اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ تیرھوین
اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ کے ہین۔ روایت ہو کہ آدم علیہ السلام زمین پر
اتارے گئے تو گناہ کے اثر سے انکا بدن سیاہ ہوگیا تھا پھر جب اللہ نے انکی توبہ
قبول کی تو انکو حکم دیا کہ روزے ایام بیض کے رکھے تب ہر ایک روزہ سے ایک تہائی
انکے جسم کا سفید ہوجاتا یہانتک کہ ایام بیض کے روزون سے انکا تمام بدن سفید
ہوگیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول مین روزون کو اور اسکے نصف اخیر مین
افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملادے تو کچھ مضائقہ نہین ہے

لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو دن کے روزوں سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب روزہ رکھیں اِس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ سمجھتے اور ذی الحجہ اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور اشہر حرم یعنی رجب اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ و محرم میں پنجشنبہ اور جمعہ او شنبہ کا روزہ مستحب ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ جس نے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوا

اکتالیسوان باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان مین

روزہ مین صوفیہ کے آداب یہ ہین کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہے اور گناہون سے ہاتھ پانون وغیرہ اعضا کا روکنا ہے جسطرح نفس کو کھانے سے روکا جاتا ہے بعد ازان نفس کو روکنا کھانے کے تمام انواع و اقسام سے ہے مین نے سُنا ہے کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اُسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب کبھی قبل از وقت افطار انکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر ڈالتے اور روزہ نہ کھولتے مگر اُسی چیز سے جو افطار کے وقت انکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہین ہے کہ مرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ ابوالدردا نے کہا ہے عجب لطف کی بات ہے کہ عقلمندون کا سونا اور انکا روزہ نہ رکھنا حمقا کے قیام اور روزون کو ضرر پہونچاتے ہین اور اہل یقین و تقوے کا ایک ذرہ مغرورون کے اعمال جو پہاڑون کے برابر ہین اُنسے افضل ہے اور روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اِس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا کم کردے جبکہ وہ روزہ سے نہ تھا و گرنہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے

کھانے مین جمع کردیا تو نی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اُسکو حاصل کرلیا
اور قوم کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہی اور نفس کا وسعت پانے
سے روکنا اور کھانے سے اُسی قدر لینا جو ضرورت ہو اِس وجہ سے کہ وہ
جانتے ہین کہ ضرورت پر اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال اور اقوال سے
ضرورت کی طرف کھینچتا ہی اور نفس کی ذاتی بات ہی کہ جب وہ کسی چیز مین
اللہ تعالی کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہی تو اُسکے تمام احوال کی طرف
اثر پہونچتا ہی تو کھانے اور سونے سے اور قول و فعل سے ضرورت پر آرہتا ہے
اور یہ اللہ تعالے کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے ہے کہ اسکی رعایت
اور جستجو واجب ہے اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے ساتھ کوئی شخص
مخصوص نہین ہے مگر وہ بندہ کہ خداے تعالے چاہتا ہی کہ اُسکو اپنا قرب عطا
فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اُسکو برگزیدہ کرے اور اُسکی تربیت کرے
اور اپنے روزہ مین بی بی کے ساتھ لمس کرنے کے کھیل سے باز رہے اسواسطے
کہ وہ روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہی اور سنت کے لیے استعمال
سحری کھانے کا کرے اور وہ روزہ گذرانے کے لیے دو معنی کی رو سے زیادہ تر
داعی اور مقتضی ہے ایک یہ کہ سنت کی برکت اُسپر عود کرتی ہی اور دوسرے یہ کہ
روزون کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہے۔ انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا روزون مین سحری
کھاؤ اسواسطے کہ سحری مین برکت ہی اور روزہ کھولنے مین سنت کی رو سے
عمل بہ عجلت کرے پھر اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا نہ کھائے مگر بعد عشا کے اور
ارادہ کرے کہ مغرب اور عشا کا احیار نوافل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی
سے روزہ کھولے یا کہ نقے بخیر گن کر کھائے یا کہ چھوہارے یا کہ چھوٹے لقمے کھائے

اگر نفس تنازع کرتا ہو کہ عشائین کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو
تو اُسکی احیا مین بڑی فضیلت ہو ورنہ سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت
کرے مجھے شیخ عالم ضیاء الدین عبد الوہاب بن علی نے بوساطت رواة
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار سے حکایت ہو اللہ عزوجل نے
فرمایا ہو کہ مجھے اپنے بندون مین سے زیادہ محبوب تر ہے جو روزہ بہت
جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ لوگ ہمیشہ خیر کے
ساتھ ہین جب تک کہ روزہ کھولنے مین عجلت کرین اور افطار نماز سے پہلے کرنا
سنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ یا
دودھ کی چاشنی سے یا چھوہارون سے روزہ کھولتے تھے۔ اور حدیث مین وارد
ہے کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ روزون سے اُنکا حصہ بھوک اور پیاس ہے
بعضون نے کہا ہو کہ یہ وہ شخص ہے کہ دن مین بھوکا رہے اور حرام چیز سے
روزہ کھولے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہو کہ حلال کھانے سے
مُنھ بند کرے یعنی روزہ رکھے اور لوگون کے گوشت سے غیبت کے ساتھ
افطار کرے سفیان نے کہا کہ جس شخص نے غیبت کی اُسکا روزہ فاسد ہو گیا
اور مجاہد سے منقول ہو کہ دو خصلتین ہین جو روزہ کو فاسد کرتی ہین غیبت
اور جھوٹ شیخ ابو طالب مکی نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے سننے کو اور
گناہ کی بات کہنے کو حرام گناہون کے ساتھ جمع کیا اور یکجا کیا ہو۔ اور فرمایا
سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اور حدیث مین وارد ہو کہ ہر آئینہ دو عورتون
نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھا اور شام کے وقت
بھوک اور پیاس نے انکو یہان تک ڈالا تھا کہ قریب تھا کہ دونون ہلاک ہو جاتین

تو اُن دونون نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ روزہ
کھولنے کے لیے اجازت مانگتی تھین، آپ نے اُنکے پاس ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا
کہ اُن دونون سے کہدو کہ اسمین قے کر ڈالو جو اُنھون نے کھایا ہی تو ایک نے اُنھین سے
قے کی کہ اسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت تازہ تھا اور اُسی کے مثل
دوسری عورت نے قے کی یہانتک کہ اُسکو دونون نے بھر دیا تو لوگون نے اُس سے
تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے
روزہ رکھا اُن چیزون سے جسکو اللہ تعالےٰ نے اُنکے لیے حلال کیا تھا اور دونون نے
افطار اُن چیزون سے کیا جو اُنپر حلال نہین۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان بکے
پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے کہ مین روزہ دار ہون۔ اور
حدیث مین ہی کہ روزہ ایک امانت ہی تو چاہیے کہ ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت
کرے۔ اور صوفی وہ ہے کہ رزق معلوم کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ دریافت
کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہونچایا جائیگا پھر جبکہ اللہ تعالیٰ اُس کے پاس
رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ نوش کرے اُس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ
اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار مین اِس شخص سے افضل ہے
جسکے لیے رزق تیار ہی پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے تو حقیقت مین کہ وہ
فضل مین کامل تر ہی۔ ردیم سے منقول ہی کہ کہا بغداد کے گلی کوچون مین
ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھے پیاس معلوم ہوئی سو مین ایک مکان
کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکایک ایک لڑکی باہر نکل آئی
اور نئی صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی تو جب مین نے
اُسسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُسنے کہا صوفی اور دن مین پانی پیئے اور صراحی کو

زمین پر ٹیک دیا اور اُلٹے پھر گئی ردیم نے کہا کہ مجھے شرم آئی اور مین نے عہد کیا کہ
مین کبھی بغیر روزہ کے نہ رہونگا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہے
تو وجہ اُنکے کراہت کی یہ ہو کہ ممکن ہو کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہو جاوے اور
اُسکی عادت پڑ جائے تو اُسپر افطار مشکل ہوگا اور اسیطرح افطار کی عادت سے
اُسکو روزہ مکروہ معلوم ہوگا پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی
عادت کی طرف مائل نہ ہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایکدن کا افطار اور ایکدن
کا روزہ نفس پر سخت تر ہو۔ اور فقرا کے ادب سے یہ ہو کہ جب ایک شخص کسی جماعت
مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور
یہ اسواسطے ہو کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ
اُنکے لیے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو
کسی چیز کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین
ساتھ اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر آینہ
اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہو الا اُس حالت مین کہ روزہ دار
رفق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف الجثہ اپنے
کبر سن وغیرہ کے باعث ہو اور اسیطرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہو کہ
وہ اپنا حصہ لے اور اُسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
ہے پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے
اور جو ہم نے بیان کیا ہو وہ اُن لوگون کے لیے ہو جنکے پاس کھانے کو نہین ہو اور
جو صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو تو اُنکے سزاوار
حال یہ ہو کہ روزہ رکھین اور اُنکو جماعت کی موافقت افطار مین لازم نہین ہے
اور یہ امر ایک جماعت کے اندر رہنے سے جنکے پاس کھانا موجود ہے ظاہر

ہو جائیگا کہ اُنکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو اُنکے پاس نہین ہی تو
اس بارہ مین کہا گیا ہی کہ روزہ دارون کی مساعدت غیر روزہ دارون کے لیے بہتر
اس سے ہی کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگونکی طرف سے روزہ دارون کے
واسطے ہو اور قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت و احوال
نفس کی تلاش اور جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمین نیت صحیح ہو روزہ پر یا افطار
اور موافقت ہو یا ترک موافقت ہی افضل ہی ولیکن سنت کے رو سے یہ بات ہی
کہ جسکو ایک وجہ موافق ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے
اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت نہ کرے تو اُسکے لیے ایک وجہ ہی اُنمین سے وجہ
اُس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے
کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب کے لیے کھانا تیار
کیا سو جب اُنکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے کہا کہ مین روزہ دار ہون
اُسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمھارے بھائی نے بلایا ہی
اور تمھارے لیے اپنے اوپر تکلیف اُٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ مین روزہ سے ہون روزہ افطار کر
اور ایکدن قضا اُسکی جگہ کر اور اُن لوگونکی وجہ جو موافقت نہین کرتے یہ ہے کہ
حدیث مین آیا ہی کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور
بلال روزہ سے تھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم رزق کھاتے ہین اور بلال کا رزق
بہشت مین ہی پس جبکہ یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر ایک قلب ہی جو ایذا پاتا ہی
یا ایک فضل ہی جو اُس شخص کی موافقت سے حاصل ہونیوالا ہی جسکی موافقت
مغتنم ہی تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُسکے تقاضے
سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سزاوار نہین ہی کہ حرص اور داعیہ نفس نیت کے
ساتھ اُسکے لاحق ہو اور چاہیئے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے

کہ داعیۂ نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہو نہ اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا کرے۔ اور فقیر طالب حق کے احسن آداب سے یہ ہو کہ جب اُسنے روزہ افطار کیا اور کھانا کھالیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہو تو قلب متغیر کے مزاج کا تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتون سے جو پڑھے اور آیتون سے جو پڑھے یا اذکار اور سنتون سے جو وہ کرے تحلیل کرے اُسکو گلائے اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہو کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہو حتی الامکان اخفا اسکا ہو مگر اُس حالت مین کہ اخلاص کے سبب روزہ متمکن اور مستقل ہو تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہوا یا پوشیدہ رہا

بیالیسوان باب طعام اور اُن چیزون کے بیان مین ہے جو صلاح و فساد اُسمین ہو

صوفی کے عادات اُسکے حسن نیت اور صحت مقصد اور وفور علم اور اُسکے آداب بجالانے سے عبادت ہو جاتے ہین اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے سب ہو جاتا ہو اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو بطور امر کے فرمایا ہو قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین یعنی کہو اے رسول ہر آئنہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے واسطے ہو جو عالمین کا پروردگار ہو۔ سو صوفی پر عادت کی باتین اُسکی حاجت کی جگہ اور اُسکی بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہین اور اُسکی بیداری کا نور اور اُسکی نیک نیتی اُسکی عادت مین پوشیدہ ہو جاتی ہین تو عادات روشن اور متشکل بعبادات ہو جاتی ہین اور سیواسطے

حدیث مین وارد ہوا ہو کہ عالم کی نیند عبادت ہو اور سانس اُسکی تسبیح ہو باوجودیکہ نیند عین غفلت ہو لیکن ہر ایک چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہے پس تناول طعام ایک بڑا اگر ہو جو بہت علوم کا محتاج ہو اس وجہ سے کہ مصالح دینی اور دنیاوی کو مشتمل ہو اور اُسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہے اور اُسکے ساتھ بدن کا قیام وقوام ہو کہ اسپر سنت الٰہی جاری ہو اور قالب قلب کی سواری ہے اور ان دونون سے دین اور دنیا کی آبادی ہو اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہو کہ جنت کی زمین ہموار ہو اُسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہو اور قالب بالانفراد حیوانات کی طبیعت پر ہو کہ اُس سے آبادی دین کے لیے استعانت کی جاتی ہو اور روح اور قلب فرشتون کی طبیعت پر ہو کہ اُن دونون سے آبادی دین آخرت مین مدد لیجاتی ہو اور ان دونون کے صلح سے جمع ہونے سے دونون جہان کی آبادی کے لیے مدد لیجاتی ہو اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات اور روحانیات سے مرکب کیا ہو اور اُسکو خلاصۂ زمین وآسمان کا مستودع اور قرارگاہ بنایا ہو اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت اور اُن چیزون کو جو اُسمین نباتات اور حیوانات سے ہو بنایا اللہ تعالیٰ اُنے فرمایا ہو تمھارے واسطے سب اُن چیزون کو جو زمین مین پیدا کیا ہو پھر طباع کو خلق کیا اور وہ حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہو اور اُسکے واسطہ سے نباتات کی آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر ومنقاد کیا کہ اُنسے آدمی امر معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیے کرتا ہو سو طعام معدہ مین پہونچتا ہو اور معدہ مین چار طبیعتین ہین اور طعام مین چار طبیعت ہین پھر جبکہ مزاج بدن کا اعتدال اللہ چاہتا ہو تو معدہ کے طبائع سے ہر ایک طبیعت کو جو اُس کے ضد

طعام سے لیتا ہے پھر حرارت برودت کو اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہے اور مزاج
معتدل ہوجاتا ہے اور کجی سے امن اور حفظ رہتا ہے اور جب اللہ چاہتا ہے کہ
قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک طبیعت اپنے جنس کو ماکول سے لیتی ہے
اور اُسوقت طبائع مائل اور منحرف ہوجاتے ہین اور مزاج مین اضطراب پیدا
ہوجاتا ہے اور بدن سقیم بن جاتا ہے۔ یہ تقدیر خداے عزیز علیم کی ہے۔ وہب
بن منبہ سے روایت ہے کہا مین نے توریت مین آدم علیہ السلام کی صفت پائی
ہے کہ مین نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو چار اشیاے رطب و یابس اور
بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ مین نے اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ
خشک ہے اور اُسکی تری پانی سے ہے اور حرارت اُسکی نفس کی طرف سے اور
برودت اُسکی روح کی طرف سے ہے اور بدن مین اس پیدائش کے بعد
چار انواع خلق سے پیدا کین وہ میرے حکم سے جسم کی اصل مین اور اُنھین سے
اُسکا قوام ہے تو جسم نہین قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور اُنمین سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہین رہ سکتے اُنمین سے قوت سودا اور قوت صفرا اور خون اور بلغم
پھر مین نے بعض اس خلق کو بعض مین جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا
مین بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا مین اور حرارت کا مسکن خون مین اور برودت
کا مسکن بلغم مین کیا پس جو بدن کہ اُسمین یہ چار پیدائش جنکو مین نے اصل بنایا ہے
معتدل ہوئین تو اُسمین ان چارون مین سے ایک ایک چوتھائی ہوگی جو نہ گھٹے اور
نہ بڑھے اُسکی صحت کامل ہوگی اور اُسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر اُنمین سے ایک
اُنسے زیادہ ہوگی تو پھر ایک ہزیمت دیگی اور اُنکے ساتھ میل اور جوہر کرے گی
اور اُسپر بیماری اُسکے گرد پیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اُس ایک کا غلبہ ہوگا
حتے کہ بدن اُنکی طاقتون سے ضعیف ہوجائیگا اور اُنکی مقدار سے عاجز ہوگا

پس طعام مین ضرورترین امور سے یہ ہی کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شی جس کی
مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصۃً اور رحمۃً حلال اللہ تعالےٰ کی طرف اُس کے
بندون کے لیے ہی اور اگر شرع کی طرف سے رخصت نہ ہوتی تو بڑی مشکل ہوتی
اور طلب حلال دشواری مین ڈالتی اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ منعم یعنی اللہ تعالےٰ
کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہی تو یہ عمل نفی فقر کا
موجب اسواسطے ہی کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے
ساتھ ہی اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہی پس
ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔ اور انس بن مالک نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جو شخص چاہے کہ
اُسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وضو کرے جب کہ غذا اُسکے سامنے
آئے پھر اللہ تعالےٰ کا نام لے پس اللہ تعالےٰ کا قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ
علیہ اُسکی تفسیر اللہ تعالیٰ کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہی اور امام شافعی
اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اُسکے واجب ہونے مین اختلاف کیا ہی اور صوفی کی
فہم اس سے بعد از انکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہی کہ وہ کھانے کو نہ کھائے مگر اُس وقت
کہ وہ مقرون بذکر ہو تو اُسنے فرض و سنت اور اُسکے ادب کو ملا دیا اور اعتقاد کرتا
ہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہی کہ نفس کی اقامت اور اُسکی
ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالےٰ کو اُسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہی عائشہ رضی اللہ
عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ کے
ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقمون مین وہ سب کھانا
نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ

تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم مین سے کھانا کھائے تو چاہیے
کہ بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہٖ وآخرہ
اور مستحب ہی کہ پہلے لقمہ مین بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ مین بسم اللہ الرحمن اور
تیسرے لقمہ مین تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس مین پانی پیے
پہلی سانس مین الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری مین الحمد للہ
رب العالمین اور تیسری مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور جسطرح
معدہ کے لیے طبائع مقدر اور مقرر ہین جیسا کہ ہم نے اُنکا ذکر کیا جو طعام کے
طبائع کے موافق ہین تو اسی طرح قلب کے لیے بھی مزاج اور طبیعتین ہین مگر
اُنھین کے واسطے جو ارباب جستجو اور رعایت اور بیداری کے ہین کہ مزاج
قلب کا انحراف لقمہ سے پہچانا جاتا ہی کبھی تو لقمہ سے فضول کی طرف
جانے سے حرارت تپش یعنی سبکی عقل کی پیدا ہوتی ہی اور کبھی قلب مین سستی
اور الکسی کی برودت وظیفۂ وقت کے باز رہنے کے ساتھ حادث ہوتی ہی اور
کبھی سہو اور غفلت کی رطوبت پیدا ہوتی ہی اور کبھی رنج اور غم کی یبوست
حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہی سو یہ سب عارضے اور بیماریان ہین
جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہی اور ان عوارض سے قالب کے تغیر کو تغیر مزاج
قلب اعتدال سے جانتا ہی اور اعتدال جیسا کہ اُسکی خواہش قالب کے لیے
ضروری ہی تو قلب کے لیے ضرور تر اور اولی ہی اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ
پانا اُس سے زیادہ سریع ہی کہ جو قالب کی طرف راستہ پاتا ہی اور انحراف کے
سبب سے وہ چیز ہی کہ اُس سے قلب بیمار ہو جاتا ہی پھر وہ مر جاتا ہی جیسے کہ
قالب مر جاتا ہی اور اللہ تعالے کا اسم ایک دوا ے نافع و آزمودہ ہی کہ وہ اعتدال
کو محفوظ رکھتا ہی اور یہ بیماری کو دور کرتا ہی اور صحت کو کھینچتا ہے

حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرے تو اُنکے سامنے
ایک مرد صالح کی تعریف بعض قریات مین کی گئی تو زیارت کے لیے اُس کے
پاس جانے کا ارادہ کیا اور اُس سے ملاقات کی اُسوقت وہ ایک جنگل مین
اپنے تھا کہ زمین مین گیہون بوتا تھا سو جب اُسنے شیخ محمد غزالی کو دیکھا تو اُسکی
طرف چلا اور اسکی طرف متوجہ ہوا اتنے مین ایک شخص اُسکے اصحاب سے آیا
اور اُس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اِس کام مین نیابت اُسوقت تک
کرسکے وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے تو اُسے منع کیا اور بیج اُسے نہ دیا تو غزالی
نے منع کرنے کا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ مین اِس بیج کو قلب حاضر
سے بوتا ہون اور لسان ذاکر سے اِس اُمید سے کہ اسمین برکت ہر ایک شخص
کے واسطے ہو جو اُسمین کچھ تناول کرے تو مین نہین چاہتا کہ اُسکو سپرد اس
شخص کے کرون کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا
کھانے کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے قلب کو حاضر کرتے
تھے تاکہ اجزاے طعام انوار ذکر مین ڈوب جائین اور کوئی مکروہ اور تغیر مزاج
قلب مین کھانے کے بعد نہ آئے۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی
کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون اور مین نماز پڑھتا ہون اِس سے اشارہ کھانے
مین حضور قلب کیطرف کرتے اور اکثر اوقات اُن مشاغل کو جو اُسکے کھانے
کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُسکی ہمت اور قصد کھانے کے وقت متفرق
نہ ہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک بڑا اثر سمجھتے تھے جسکی
غور و گذاشت کسی کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فکر اُن چیزون مین کرنا
جنکو اللہ تعالے نے مہیا کیا ہو داخل ذکر مین کیا ہو اور وہ دانت جو کھانے مین
مدد دیتے ہین سو اُنمین سے بعضے ٹکڑے چورا کرنے والے ہین اور بعضے

کاٹنے والے اور بعضے پیسنے والے ہین اور وہ چیزین کہ اللہ تعالیٰ نے پانی بنایا ہین شیرین منھ مین ہے تاکہ ذائقہ متغیر نہ ہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہو اُس چیز کے لیے کہ جو جمع ما ہے تاکہ وہ فاسد نہ ہو جائے اور یہ کہ کس طرح تری کو بنایا ہے جو زبان کے اطراف اور منھ مین سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہے تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے مین مدد ہو پہنچے اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہے کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکرے ٹکرے کرتی ہے جسکی مدد جگر سے متعلق ہو اور جگر آگ کی مثال ہے اور معدہ ہانڈی کے مانند ہے اور فساد جگر کے موافق قوت ہاضمہ کم ہوتی ہے اور غذا فاسد ہو جاتی ہے کہ وہ نہ علیحدہ ہوتی ہو اور نہ ہر ایک عضو تک پہونچتی ہو وہ غذا جو اسکا حصہ ہے اور ایسے ہی سب اعضا کی تاثیر ہے جگر اور تلی اور گردون کی اور اُسکی شرح دراز ہے سو جو کوئی اسمین خوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالیٰ سے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو مدد کرتے ہین اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح مین ہے اور اُس سے اعضا کے لیے قوت کھنچتی ہے اور اُسکا منقسم ہونا خون اور ثقل کی طرف دیکھے اور دودھ بچہ کی غذا کے لیے من بین فرث و دم لبنا خالصًا سائغا للشاربین فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والونکے گلے سے نیچے اُتر جاتا ہو پس اللہ احسن خالقین بڑا برکت والا ہے۔ تو اُن چیزون مین کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتون کا پہچاننا اور اُسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہے اور اُس قسم کی چیزون مین سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر کرتی ہے یہ ہے کہ شروع طعام مین دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اِس غذا کو طاعت کا

معین ہو جائے اور اُسکی دُعا مین یہ ہو اللّٰھم صلّ علےٰ محمد و علےٰ آل محمد و ما رزقتنا مما تحب اجعلہ عونا لنا علیٰ ما تحب وما زویت عنا مما تحب اجعلہ فراغا لنا فیما تحب

تینتالیسوان باب کھانے کے آداب مین

ان آداب مین سے یہ ہے کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اُسی کے ساتھ ختم کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کرو اور نمک کے ساتھ ختم کرو اسواسطے کہ نمک ستر بیماری کی شفا ہے۔ انمین سے جنون ہے اور جذام اور برص اور درد شکم اور ڈاڑھون کا درد ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائین پانون کے انگوٹھے مین سانپ یا کژدم نے کاٹا حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر مین ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لے گئے تو آپ نے اُسے ہتھیلی پر رکھا بعد ازان آپ نے اُسمین سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اُسکا کاٹی جگہ پر رکھا تو اُس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ مین ہے۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جسپر ہاتھون کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور پیٹ ہمارا نہین بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو اکٹھے ہو اور اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالےٰ تمھارے لیے اُسمین برکت دیگا اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہین اور وہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکرجہ مین کہا
پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو کہا سفرہ یعنی دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے
اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والون کا
منھ نہ دیکھے اور اپنے بائین پانون کے اوپر بیٹھے اور داہنے پانون کو کھڑا کھے
اور تواضع کا بیٹھنا بیٹھے تکیہ نہ لگائے اور نہ متکبرانہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی تو آپ زانو بزانو
دوزانو بیٹھے ہوے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یا رسول اللہ
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بندۂ مخلوق
کیا ہے اور جبار دینداریعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہین بنایا اور
کھانے کی ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہ رضہ سے
روایت ہے کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا
کھانے بیٹھتے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ کھتا تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھاتے۔ ابوہریرہ رضہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے چاہیے کہ ہر ایک تم مین سے
کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیے اور چاہیے کہ اپنے داہنے
ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اسواسطے کہ شیطان ہر آئنہ اپنے
بائین ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ سے پیتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ
سے لیتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ سے دیتا ہے اور اگر کھانے کی چیز چھوارے
ہون یا ایسی چیز جسمین گٹھلی ہو تو اسمین جو چیز پھینکی جاتی ہے اور جو چیز کھائی
جاتی ہے طبق اور رکابی مین جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ مین بلکہ اسے اپنے

موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور زہد یعنے چوری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ مین ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیہ یعنی اردگرد سے لو اور اُسکے درمیان چھوڑ دو اسواسطے کہ اُسکے بیچ مین برکت نازل ہوتی ہے۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہین تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر پڑے تو اُسے کھالے اسواسطے کہ ہر آئنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھاجائے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ ہر آئنہ جابر رضؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور بھرتا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے صاف کرنے کا امر فرمایا ہے۔ اور کھانے مین پھونک نہ مارے اسواسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کھانے کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیز مین اور نہ آپ کبھی برتن مین سانس لیتے تھے پس یہ ادب سے نہین ہے اور سرکہ اور ساگ سبزی دسترخوان پر

سنت ہی۔ کہا گیا ہی کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہین جب کہ اُسپر سبزی ہوتی ہی
ام سعد رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مین اُنکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ ہے کچھ
صبح کی غذا اُسنے جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے ہین اور سرکہ ہی تو
حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاون ہے الٰہی سرکہ مین برکت دے
کہ وہ انبیا کا مجھ سے پہلے لگاون تھا اور جس گھر مین سرکہ ہو وہ محتاج نہ ہوگا اور
کھانے پر چپ نہ ہو کہ یہ عجمیون کی سیرت ہی اور گوشت اور روٹی کو چھرے سے نہ کاٹے
کہ اسمین نہی اور ممانعت آئی ہے اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک کہ
جماعت نہ کھا چکے کہ ہرآئنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان پھیلایا جائے تو کوئی
شخص نہ اُٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے
اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہان تک کہ قوم فارغ ہوجائے اور چاہیے کہ تعلل یعنی بہانہ
کھانے کا کرے اسواسطے کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہی اور
اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور قریب ہے کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی
رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے اسواسطے کہ ہرآئنہ ابوموسیٰ اشعری رض سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو
اسواسطے کہ اللہ تعالے نے تمھارے لیے برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند
اور بنی آدم کو تسخیر اور تابع کر دیا ہے۔ اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ
کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا کھانا بند کرے پہلے اس سے کہ
پیٹ بھرے کہ ہرآئنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کوئی
آدمی نہین جسنے برتن ایسا بھرا ہو جو اُسکے پیٹ سے بدتر ہو۔ اور صوفیہ کی عادت سے ہی

کہ خادم کو لقمہ دے جبکہ وہ مجلس مین قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور وہ سنت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کے پاس اُسکا خادم کھانا لائے تو اگر اُسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو لقمے دے دے اسواسطے کہ وہ اُسکی گرمی اور دھوئین کے پاس رہا ہے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالے کا شکر ادا کرے۔ ابو سعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقنا وجعلنا من المسلمین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھایا اور کہا الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور خلال کرے کہ ہر آئنہ روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخللوا فانہ نظافۃ والنظافۃ تدعوا الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی الجنۃ یعنے رسول علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسواسطے کہ وہ نظافت ہی اور نظافت یعنی پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہی اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت مین ہے ہی۔ اور ہاتھ اپنا دھوئے اسواسطے کہ ابوہریرہ نے کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سوئے اور اُسکے ہاتھ مین چربی لگی ہو جسکو نہ دھویا ہو تو اسکو اذیت کچھ پہونچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک طشت مین ہاتھون کا دھونا سنت ہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ طاسون کو لبریز کرو اور چھلکاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو اور آنکھون کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو اور اپنے ہاتھون کو نہ جھاڑو اسواسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہین۔ ابوہریرہ سے

پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو مین کہا ہان وضو مین اور غیر وضو مین اور ہاتھ کے دہونے مین داہنے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون لے اور خلال مین جو کچھ دانتون سے خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اُتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے اُسکا مضائقہ نہین کہ نگل جائے اور کھانا کھانے مین تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے اور اُسکا کھانا جماعت کے اندر لیا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے اسواسطے کہ ریا اور دکھلاوٹ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہے۔ بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف کیا گیا تو عالم نے اُسکی ثنا نہین کی اُس سے کہا گیا کہ آپ اُسمین نا جائز بات جانتے ہین کہا ہان مین نے اُسے دیکھا کہ کھانے مین تصنع کرتا ہے اور جسنے کھانے مین تصنع کیا تو عمل مین تصنع سے اُسپر ایمنی نہین کیجاتی یعنی ممکن ہے کہ عمل مین بھی تصنع کرے اور اگر اکل حلال ہو تو کہنا چاہیے کہ الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وتنزل البرکات اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد اللھم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہہ کا ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللھم صل علے محمد ولا تجعلہ عونا علی معصتیک اور چاہیے کہ کثرت سے استغفار اور حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہین اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ مثل اسکے نہین ہے جو کھائے اور ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواسطے کہ ہر آئینہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ نہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق ہوگیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسری لفظ اُسکی ہے دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی وہ سارق ہو کر داخل ہوا اور مغیر یعنی لوٹیرا خارج ہوا الا اُس صورت مین کہ اسکا آنا ایسی قوم کے پاس ہو جنسے اُنکی فرحت اُسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی کا اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہے اور مہمان بلا اجازت

صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان تکلف سے اجتناب کرے مگر اُسوقت
کہ اُسکی نیت کھلانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد
ہو افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ یعنی روزہ دار تمھارے
یہان روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے اوپر
درود بھیجین۔ اور یہ بھی روایت ہی علیکم صلوۃ قوم ابرار لیسوا آثمین ولا فجار یصلون
باللیل ولصیومون بالنہار یعنی تمھارے اوپر درود ہو اُس قوم ابرار کا جو گنہگار نہین
ہیں اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے ہین۔ بعضے
صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب سے یہ بات ہی کہ جو اُسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے
اُسکا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہا کرتے کہ ہم نہین جانتے کہ انمین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی آیا وہ شخص
جو حقارت اُسکی کرے جو اُسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اُس چیز
کی کرے جو اُسکے پاس ہی کہ اُسے پیش کرے اور طعام مباہات ونمود کا کھانا مکروہ
ہی اور جو کھانا کہ بیاہ شادی اور غمی مین تبکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا نوحہ
کرنے والون کے لیے تیار ہوتا ہی نہ کھایا جائے اور جو اہل ماتم پرسی کے لیے تیار ہو
اُسکا کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اُسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص نے بھائی کے
حال کو جانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اُسکے کھانے
مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اُسکے کھانے مین سے بغیر اُسکی اجازت کے کھائے
اللہ تعا نے فرمایا ہی او صدیقکم۔ روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس ایک
جماعت آئی اور اُسکو موجود نہ پایا تو اُنھون نے دروازہ کھولا اور دسترخوان
بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد دلائے

کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہی
اور سمین زیادہ والا ولیمہ ہی اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف
کرتے ہین اور یہ خطا ہے اور جو یہ بات بناوٹ کی ہو اور ریا سے تو وہ کمتر تکبر سے
ہے۔ روایت ہی کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستو نپر
لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے
اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور
اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ ای فرزند آپ صبح کا کھانا حاضر ہی آپنے
فرمایا ہان اللہ تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی
سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور آکر کھانے لگے پھر اُنکو سلام
کیا اور سوار ہو گئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا کمینے کے ساتھ
کھانا کھانے سے افضل ہے۔ روایت کیا کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو
بُلایا اور اکرام کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے
پانی اُسکے ہاتھونپر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہو تو ابا معاویہ پوچھا تہا ہی
کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین تھے کہا ای امیر المومنین
اسکے سوا نہین کہ تونے علم کا اکرام واعزاز واجلال کیا ہی اللہ تعالی تیرا اجلال کرے
اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تونے علم کا اکرام کیا

چوالیسواں باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکی نیات اور اُسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہے اور اُسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے
کے لیے ہے جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہی اور جیسا کہ

نفس طعام سے مقدار حاجت پر قانع نہین ہی بلکہ زیادات اور خواہشین طلب کرتا ہے سو اسی طرح لباس بھی انواع و اقسام کی پوشاک مانگتا ہی اور نفس کیلئے اسمین طرح طرح کی خواہش اور ہوا ہوتی ہے پس صوفی نفس کو لباس مین صریح علم کی متابعت کی طرف پھیرتا ہے بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس پھٹا ہوا ہی کہا لیکن وجہ حلال سے ہے اور اُس سے کہا گیا ہی کہ وہ میلا ہی کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہی تو صادق کی نظر اپنی پوشاک مین یہ ہی کہ وہ وجہ حلال سے ہو اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث مین وارد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جسنے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور اُسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہے تو اللہ تعالے اُس سے صرف اور عدل نہین قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفل پھر اسکے بعد نظر اسکی اسمین ہی کہ وہ لباس پاک ہو اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہی اور ان دو نظر کے سوا اُسکی نظر اسمین ہی کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہے اور اسکے بعد جو نفس چاہتا ہی وہ سب فضول اور زیادت ہی اور نظر خلق کی طرف ہے اور صادق کے لیے سزاوار نہین ہی کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے اور وہ ستر عورت ہے یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو **حکایت** ہے کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن مین کپڑا تھا جسکو اُلٹا پہنا تھا سو اُس سے کہا گیا اور اُسکو علم اِسکا نہ تھا پس اُسنے قصد کیا کہ اُسے اُتارے اور سیدھا کر کے پہنے بعد ازان اُسکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب مین نے پہنا تھا تو نیت کی تھی کہ مین اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہون اور اب مین اُسے نہین بدلتا ہون مگر خلق کی نظر کے واسطے سو مین اُس سے پہلی نیت کو نہین توڑتا اور صوفیہ طہارت اخلاق کے ساتھ مخصوص ہین اور اُنکو طہارت اخلاق

نہین نصیب ہوئی مگر صلاحیت اور اہلیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالےٰ
نے اُنکے نفوس کے لیے مہیا کیا ہو اور اخلاق کی طہارت اور اُنکی معاونت مین
ایک تناسب ہو جو ہیئت نفس کے سبب واقع ہے اور ہیئت نفس کا تناسب
وہی مشار الیہ قول اللہ تعالےٰ کا ہو فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی یعنی پس
جسوقت کہ مین نے اُسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی روح مین نے اُسمین پھونکی
پس تناسب وہی تسویہ ہو پس مناسب یہ ہو کہ لباس اُنکا مشاکل و مشابہ
اُنکے طعام کے ہو اور طعام اُنکا ہمشکل اُنکے کلام کے ہو اور اُنکا کلام ہمشکل
ہونے کے ہو اسواسطے کہ تناسب جو نفس مین واقع ہو علم کے ساتھ مقید ہے اور
تشابہ اور تماثل احوال مین جو ہو اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہو اور زبان حال کے متصوفین
کسی قدر التزام تناسب کا آمیزش ہوا کے ساتھ کرتے ہین اور اُنکے پاس جو کچھ
واقفیت تناسب ہو وہ ایک تراوش اُنکے سلف کے حال کی ہو جو وجود تناسب
مین تھی۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک اُنمین سے تین درم کی عبا پہنتا ہے
اور اُسکے پیٹ مین خواہش پانچ درم کی ہو اسکا انکار اسنے اسواسطے کیا کہ تناسب
نہین ہے۔ پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو سزاوار یہ ہو کہ اُسکی غذا بھی اُس کے
جنس سے ہو اور جبکہ لباس اور طعام مختلف ہووے تو وہ دلیل انحراف کے
وجود کی ہے وجود ہووے سے جو دو طرف سے ایک طرف مین مخفی ہو یا وہ طرف
لباس نہین ہو اس سبب سے کہ وہ نظر خلق کا مقام ہو یا کہ وہ طعام کے
طرف مین ہے اسواسطے کہ حرص اور شرہ با فراط ہو اور یہ دونون وصف مرض
ہین جو دوا کے محتاج ہین پس چاہیے کہ حد اعتدال کی طرف عود
کرے ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو اُس سے احمد نے
کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب و ر قلوب مین

ایسا ہوتا جیسا کہ میرا قمیص کپڑون مین ہے تو فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات چھیڑے گھورون کے اوپر سے اُٹھا لیتے اور اُنسے اپنے کپڑون مین پیوند لگاتے اور ہر آئینہ اہل صلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہو اور یہ وہ لوگ تھے جن کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اُسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے اُنکے پیوند گھورون کے چیتھڑون سے تھے گداگری سے اُنکے لقمے تھے۔ ابو عبداللہ خاعی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا اور جب کبھی فقر اسکے لیے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اِس بارہ مین اُس سے کہا جاتا وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور مین حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہون بعد اذان عشائین کے درمیان دروازون سے بھیک مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اِس شخص کی شان ہے جو مال کی طرف رجوع نہ کرے اور زیر احسان کسی کے نہ ہو نقل ہے کہ خرقہ پوشون کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو اُنسے آپ نے کہا اے قوم خدا سے ڈرو اور اِس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اِسکے باعث پہچانے جاتے ہو اور اُسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک لڑکے نے اُنمین سے اُسے کہا الحمد للہ الذی جعلنا ممن یعرف بہ ویکرم بہ یعنی شکر ہے اِس اللہ کا جسنے ہمکو اُن لوگون سے گردانا جو اُس سے پہچانے جاتے ہین اور اُسکے لیے اکرام کیے جاتے ہین اور اللہ کی قسم ہر آئینہ یہی لباس غالب رہے گا تا آنکہ دین سب اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اُس سے کہا شاباش اے لڑکے مثل تیرے جو کوئی مرقع پہنے تھے تو ایک اُنمین کا تھا کہ زمانۂ دراز تک نہ کوئی کپڑا تہ کر رکھتا تھا اور نہ مالک اُس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوے تھا اور روایت ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو

خریدا تھا پھر اُنگلیون کے سرے سے اُسکی آستین کاٹ ڈالین اور اُنھین سے روایت ہو کہ عمر بن الخطاب سے کہا اگر تو چاہے کہ اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص مین پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی خواہش اور امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کھا اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بغداد کی جامع مسجد مین ایک شخص تھا کہ اُسکو نہین پاتا مگر ایک کپڑے مین جاڑے ہون یا گرمی تو اُس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو اُسنے کہا کہ مجھے حرص تھی کہ بہت سے کپڑے پہنون سو ایک رات مین نے سپنے مین دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہو گویا کہ مین بہشت مین داخل ہوا سو مین نے ایک جماعت کو اپنے یارون سے جو فقرا سے تھے کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو مین نے چاہا کہ اُنکے ساتھ مین بھی بیٹھون کہ یکایک فرشتون کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اُٹھا لیا اور مجھ سے کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہین اور تیرے پاس دو کپڑے ہین تو اُنکے ساتھ مت بیٹھ تب مین جاگا اور عہد کیا کہ مین ایک کپڑے کے سوا نہ پہنونگا یہان تک کہ اللہ تعالےٰ سے ملون۔ اور کہا گیا ہو کہ ابو یزید مر گیا اور اس کرتہ کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا جو اُسکے بدن مین تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو اُسے اُسکے مالک کو پھیر دیا اور یہ حکایت ہمکو شیخ حماد ہمارے شیخ کے شیخ سے پہونچی ہے کہ اُسنے بڑا زمانہ بسر کیا کہ وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہان تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہین پہنی۔ اور ابو حفص حداد نے کہا ہو جب تو کسی فقیر کی نیاس روئی اپنے کپڑے مین دیکھے تو اُسکے خیر کی امید نہ رکھ اور نقل ہو ابن کرنبی مرا اور وہ جنید کا اُستاد تھا اور اُسکے بدن مین مرقعہ تھا منقول ہو کہ اُنکی ایک آستین اور تیر بز جامہ کا تیرہ رطل تھے (رطل نیم من) سو کبھی ایک جماعت صالحین ایسے سخت لباس مین ہوتی ہو اور کبھی صالحین کی ایک جماعت تکلف کرتی ہو کہ مرقعہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس پہنین اور اُسمین

اسکے بدن مین
ن

نیت اُنکی اخفاے حال ہو یا اسکا خوف ہو کہ حق مرقع واجب طور سے ادا نہو گا منقول ہو کہ ابو حفص حداد نرم کپڑے پہنا کرتے اور اُنکا ایک گھر تھا جسمین ریت بچھی ہوئی تھی شاید کہ اُسکے اوپر سو یا کرتا تھا بدون اسکے کہ بچھونا ہوا اور صحاب صفہ سے ایک قوم تھی جو اس بات کو مکروہ جانتی تھی کہ اُنکے اور مٹی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابی حفص کا نرم کپڑا پہننا علم اور نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالی اُسکی صحبت سے ملے اور اسیطرح صادقین کا حال ہو اگر اُنھون نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو اُنکے لیے اسمین ہو پس اُنپر اعتراض نہ کیا جائے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہننا تمام فقرا کے لیے لائق ہو اس نیت سے کہ دنیا اور اُسکی روشنی چمک اور خوبی سے قلت کرے اور ہر آئنہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہو کہ جس شخص نے خوش آیندہ کپڑا ترک کر دیا حال آنکہ وہ اسکے پہننے پر قادر ہو تو اللہ تعالے اُسکو جنت کا لباس پہنائیگا ولیکن نرم کپڑے کا پہننا تو وہ لائق نہین ہو مگر اُس شخص کے لیے جو اس بارہ مین اپنے حال کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا جویا ہو اللہ تعالی اسمین حسن نیت کو قبول کرے پس نیت کے سبب اِس مسئلہ مین بہت سی وجوہ ہین کہ اُنکی شرح طویل ہے اور لوگونمین سے بعض ایسے بھی ہین کہ جو ایک کپڑا پہننے کا خاص قصد نہین کرتے نہ اُسکی سختی سے نہ اُسکی نرمی سے بلکہ وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین جو حق اُنکو پہنا دے تو وہ وقت کے حکم سے ہو اور یہ حسن ہے اور اس سے احسن ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ مین ٹٹولے اور جو پائے کرے پھر اگر اس کپڑے مین جسکو اللہ تعالے نے اس کے پاس بھیجا ہو نفس کے لیے شر یا اُسکی شہوت پوشیدہ یا ظاہر دیکھے تو اُسے اُتار ڈالے الا اُسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک اختیار ہو پس اِس صورت مین اُسے گنجائش نہین ہو الا اس بات کی کہ وہ اُسی کپڑے کو پہنے جو اللہ تعالے نے

اُسکے پاس بھیجا ہے۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کا یہ حال تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس مین نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد اور تکلف و اختیار کیف ما اتفق ملجاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک آنگ کے درم کا چھٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا۔ اور شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ ایک ہیئت مخصوص کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہے کہ کاندھے پر ڈالتے ہین) اور شیخ علی ہیتی فقیرون کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابو بکر فراز رنجان مین (ملک زنگ) احاد الناس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اُسکے لباس اور ہیئت مین ایک نیت صالحہ ہے اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح سے اس کتاب مین طول ہوتا ہے اور شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ کا حال اللہ تعالےٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور ہر آئنہ اُسکے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اُسے پہنتے تھے اور اُس سے ذکر کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دل مین انکار سبقت کرتا ہے آپکی نسبت جو یہ کپڑا آپ پہنتے ہین تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہین ہوتی مگر دو آدمیوں سے کسی ایک کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ ظاہر حکم شرع کا کرتا ہے تو ہم اس سے کہتے ہین کہ آیا ہمارے کپڑے کو شرع مکروہ کرتی ہے تو اُسکو حرام کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ نہین اور ایک وہ شخص ہے جو ہم سے مطالبہ اُس حقائق کے ساتھ کرتا ہے جو ارباب عزیمۃ کی قوم کے ہین تو ہم اُس سے کہتے ہین کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے مین جو ہم اُسے پہنتے ہین کوئی اختیار ہے یا تو ہمارے پاس اپنی خواہش اور شہوت دیکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہین اور کبھی لوگ نہین وہ ہوتے ہین جو نرم کپڑون کے پہننے کا مقدور رکھتے ہین اور سخت کپڑے پہننے اپنے لیے مکروہ جانتا ہے چاہتا ہے کہ اللہ اُسکے لیے ایک ہیئت خاص پسند فرمائے پس وہ اللہ تعالےٰ سے التجا اور اختیار کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ ایسے دکھلاوے ایسا لباس

جو اللہ تعالیٰ کے پسند ہو اور اُسکو لائق اور صالح اُسکے دین اور دنیا کے لیے کرے
اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و ہوا نہین ہے
پس اللہ تعالیٰ اُسپر کشود کر دیتا ہو اور اُسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہو اور معلوم
کرا دیتا ہو تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہو پھر اُسکا لباس للہ ہوتا
ہو اور یہ اتم و اکمل ہو اُن سب لباسون سے جنکا پہننا للہ ہو اور بعضے وہ آدمی
ہوتے ہین جنکا حصۂ علم سے وافر ہوتا ہو اور منبسط اُس سے ہوتا ہو جسکا بسط اللہ
اُسکو کرتا ہو تو وہ علم اور ایقان سے لباس پہنتا ہو اور پروا اسکی نہین کرتا کہ وہ کپڑا
نرم ہو یا سخت ہو اور بسا اوقات اُسنے نرم لباس پہنا اور اُسمین اُسکے نفس کے لیے
اختیار ہو اور حظ ہے اور یہ حظ اسمین موجب کمی گناہ و کنارہ کا اُسکے لیے اور
اُسکے اوپر پھیرا ہوا اور اُسکو بخشا اور رہبہ کیا ہوا ہو گا کہ اُسکے ارادہ نفس سے
اللہ تعالیٰ موافق ہے اور یہ شخص تزکیہ مین کامل اور طہارت مین تمام محبوب
مراد ہو گا کہ اُسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالےٰ مسارعت فرماتا ہو بغیر اسکے
کہ یہان پر قدم کو لغزش ہو جو اکثر مدعیون کے لیے ہے یحییٰ بن معاذ رازی سے
حکایت ہے کہ وہ صوف اور پرانے کپڑے ابتداے عمر مین پہنا کرتے تھے بعد ازان
آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا تو اُسنے کہا جب مسکین
یحییٰ نے صبر اونے پر نہ کیا تو کیونکر تحفون پر صبر کرتا اور بعضے وہ لوگ ہین جنکو
پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہے جو لباس کی قسم سے اُسکے یا جائے گا تو
اُسکو وہی سمجھکر پہنتا ہو اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے
وہ سب مستحسن ہین قُل کُلٌّ یَّعمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُم اَعلَمُ بِمَن ھُوَ اَھدٰی سَبِیلًا یعنی تو کہہ
ہر کوئی کام اور پر طریقہ اپنے کے کرتا ہو پس رب تمھارا خوب جانتا ہو اُس شخص کو کہ وہ
راہ کو پانے والا ہے اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم

یعنی مصون ہی اور آفات سے دور تر ہی۔ مسلم بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز
کے پاس مین گیا کہ مرض مین اُسکی عیادت کرون تو مین نے اُسکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے
اُسکی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُسنے کہا انشاء اللہ تعالےٰ
ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر مین نے
کہا اے فاطمہ کیا مین نے تجکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھوڈالو اُسنے جواب دیا
کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اسکے سوا نہین ہی۔ اور سالم نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز
ملائم ترین لوگون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُسکو خلافت سپرد کیجائے پھر جب کہ
خلافت اُسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانو ون کے درمیان مارا اور
روئے پھر اُسنے پرانے کپڑے اور کمل موروثی منگائے اور پہنے۔ منقول ہی کہ جب
ابو الدرداء رضنے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اسکی عطا
چار ہزار تھے۔ اور زیاد بن وہب نے کہا علی ابن ابی طالب نے ایک قمیص رازی پہنا
اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو اُنگلیون کے سرے تک
پہونچتی خارجیون نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو
ایسے لباس پر جو غرور سے بہت دور ہی اور اس لائق ہی کہ مسلم میری اقتدا کرین۔
اور منقول ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی پر دو باریک کپڑے دیکھتے درہ مارکر اُسے
اُٹھاتے اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ ہر آئینہ
وہ دنیا مین مذلت ہی اور آخرت مین نور ہی اور بچاؤ تم اپنے تئین اس سے کہ تم اپنے دین کو
لوگون کی تعریف وثنا سے فاسد کرو۔ اور روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جوتے کا جوڑا پہنا پھر اُنکی طرف دیکھا تو اُنکا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ
کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ مین پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ مین ڈرا ایسا نہو

کہ میرا پروردگار مجھ سے مُنھ پھیرے سو اُسکی مین نے تواضع اور عاجزی کی ضرور ہے
کہ یہ جوڑا جو تارات کو میرے گھر مین نہ رہے اِس خوف سے کہ اللہ تعالی کیطرف دشمنی
اُنکے سبب نہ ہو اور پھر اُنکو اُتار ڈالا اور اُنکو بھیجدیا اُس مسکین کے لیے جو اول اُسے
ملے پھر حکم دیا اور آپکے لیے نعلین خریدی گئین جو پرانی گٹھی ہوئی تھین۔ اور روایت
ہو کہ سرآئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہو اور پرانا گٹھا ہوا جوتا
پہنا اور غلامون کے ساتھ کھانا کھایا اور جسوقت نفس محل آفات مین ہو تو
اُسکے پوشیدہ حیلون اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئی پر اطلاع پانا نہایت دشوار
ہو پس لائق وسزاوار اور اولی یہ ہو کہ احوط امر کو پکڑے اور چھوڑدے اُنکو جو شک
مین ڈالے اُسکی طرف جو شک نہین دلائین اور بندہ کے لیے نہین جائز ہو کہ
وسعت مین داخل ہوا لابعد اُسکے کہ علم وسعت کا مضبوط اور قوی اور نفس
زکی کامل ہو اور یہ جب ہو کہ نفس اپنی ہوا تبع کی غیبت کے ساتھ غائب اور
پوشیدہ ہوجائے اور نیت خالص اور تصرف علم صریح واضح کے ساتھ راست
اور درست ہوجائے اور عزیمت کے لئے قوتین ہین کہ اُسپر سوار ہوتی ہین اور اُسکی
مراعات کرتی ہین رخصت کی طرف نزول کرنا نہین چاہتی ہین اس خوف سے
کہ فضیلت ترک کردینا اور ملائم لباس دُنیا کے فوت نہ ہوجائین۔ اور سرآئینہ کہا گیا
ہو کہ جس شخص کا لباس باریک ہو اُسکا دین باریک ہو اور کبھی اس بارہ مین رخصت
دیجاتی ہے لیے شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شرع کی رخصت پر ٹھہرے
علقمہ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہ آپ نے فرمایا ہو بہشت مین وہ شخص داخل نہ ہوگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے
وزن پر کبر و غرور ہوگا پس ایک شخص نے کہا ہو کہ آدمی دوست رکھتا ہو اس بات کو
کہ کپڑے اُسکے اچھے ہون اور جوتا اُسکا اچھا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے پس یہ رخصت
اُس شخص کے حق مین ہے جو اُسے پہنے اور ہواے نفس سے آئین اتخاذ کرے
اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس اسواسطے پہنا کہ دنیا اور اُسکے تکاثر سے
تفاخر کرے اور شیخی مارے تو ہر آئینہ اِس کے حق مین وعید ہے۔ ابوہریرہؓ نے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کا پاجامہ
آدھی پنڈلی تک ہے اُس مقدار مین جو اُسکی پنڈلی اور ٹخنون کے مابین ہے اور
جو ٹخنون سے نیچا ہو تو وہ دوزخ مین ہے جس شخص نے اپنی ازار کو نافرمانی سے
کھینچا قیامت کے دن خداے تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھیگا اِس درمیان مین
ایک شخص اُن لوگون سے تھا جو تم سے پہلے تھا وہ تبختر اور نازش اپنی چادر
پر کرتا جسوقت کہ اسکو چادر اُسکی اچھی معلوم ہوتی تھی تو اللہ تعالےٰ نے اُسکے
ساتھ زمین کو دھسادیا پس وہ زمین مین گھستا چلا جاویگا قیامت کے دن تک
اور احوال مین اختلاف ہوا کرتا ہے اور جو شخص کہ اُسکا حال اُسکے صحت علم کے
ساتھ صحیح ہو اسکی نیت ماکول وملبوس اور تمام کاروبار مین صحیح ہوتی ہے اور
کل احوال مین وہ مستقیم رہتا ہے اور باطن کی استقامت سے جو اللہ تعالیٰ کے
ساتھ ہے راست اور مستحکم ہوتا ہے اور اُسکے موافق بندہ کے کاروبار اللہ تعالےٰ
کے حسن توفیق سے مستقیم ہوتے ہین

پینتالیسوان باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر مین ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم
بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان یعنی جب تمکو اونگھ گھیرے اُس سے امن ہے
اور اُتارتا ہے تم پر آسمان سے پانی تو سبب اسکے تمکو پاک کرے اور شیطان کی

پلیدی تم سے لیجائے۔ یہ آیت مسلمانون کے حق مین جنگ بدر کے دن نازل
ہوئی جہان کہ وہ ایک ریت کے ٹیلے پر اُترے جسمین آدمیون کے قدم اور گھوڑون
کے سُم دھسے جاتے تھے اور اُنپر مشرکون نے بدر عظمیٰ کے پانی تک سبقت کی
اور اُنپر وہ غالب ہوگئے اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور جنب اُٹھے
اور اُنکو پیاس معلوم ہوئی اور شیطان نے اُنکو وسوسہ مین ڈالا کہ تمھارا زعم ہی
کہ تم حق پر ہو اور تمھارے درمیان نبی اللہ ہین حال آنکہ مشرکین پانی پر غالب
اور قابض ہوگئے اور تم بے طہارت اور بغیر غسل کے نمازین پڑھ رہے ہو پھر تم
کیونکر اُمید فتحیابی کی اُنپر رکھتے ہو تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینھ برسایا جس سے
میدان جنگل بہہ نکلے پس مسلمانون نے اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے
اور گھوڑون کو پانی پلایا اور برتن اور مشکین بھر لین اور زمین سخت ہوگئی یہانتک کہ
قدم اُسپر ثابت ہوے اور رحم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ویثبت به الاقدام اذ یوحی ربک
الی الملائکة انی معکم یعنی بسبب اُسکے پانؤن ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے
فرشتون کو حکم کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون۔ اللہ تعالے نے اُنکو فرشتون سے
مدد دی حتی کہ مشرکین پر وہ غالب ہوگئے اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے
ایک ظاہر اور ایک باطن ہی اور حد ہی اور مطلع ہی اور اللہ تعالے نے جسطرح
اونگھ کو اس واقعہ اور حادثہ مین صحابہ کے لیے رحمت اور امن بنادیا تو وہ ایک
رحمت ہی جو تمام مومنین کو عام ہی اور اونگھ ایک قسم صالح اقسام عاجلہ سے
مریدون کے لیے ہی اور وہ ایک امن ہی اُنکے قلوب کے لیے اُن منازعات
سے جو نفس کرتا ہی اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہی اور ماندگی
کا شکوہ نہین کرتا اسواسطے کہ شکایت اور تعب مین قلب کی کدورت ہے
اور اسکی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی راحت ہے

باین وجہ کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدون سالک کے لیے
نفس کی طمانینت پر ہی سو ہر آئنہ کہا گیا ہے کہ سزاوار ہی کہ ایک تہائی رات
اور دن کی نیند ہو تاکہ بدن مضطرب نہ ہو پس آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہین دو گھنٹے
انمین مریدون مین گردانے اور چھ گھنٹے رات مین کرے اور ان دونون مین سے
ایک مین زیادہ کرے اور دوسرے مین کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور
قصر جاڑے اور گرمی کے موسم مین ہو اور کبھی حسن ارادت اور صدق طلب سے
ایسا ہوتا ہی کہ نیند کو ایک تہائی کی مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان
نہ پہونچائے جبکہ رفتہ رفتہ اُسکی عادت ہو جائے اور کبھی بیداری کی ثقالت
اور نیند کی قلت کو روح اور انس کا وجود اُٹھا لیتا ہے اسواسطے کہ نیند جس کی
طبیعت سرد تر ہے بدن اور دماغ کو نفع دیتی ہے اور گرمی اور خشکی سے جو مزاج
مین پیدا ہوتی ہے تسکین دیتی ہے پس اگر ایک تہائی سے کم کی جائے تو دماغ کو
ضرر پہونچاتی ہے اور اُس سے اضطراب جسم کا خوف ہوتا ہے پس جسوقت کہ نیند
کے بابت راحت قلب اور اُسکا انس ہو جاتا ہی تو اُسکا نقصان اور کمی ضرر
نہین کرتی اسواسطے کہ روح اور انس کی طبیعت سرد تر ہی جیسے کہ نیند کی طبیعت
سرد تر ہی اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم ہو جاتی ہے تو اُسوقت
روح کے سبب بڑے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہین جیسا کہ مقولہ ہے کہ
سنۃ الوصل سنۃ وسنۃ الہجر سنۃ یعنی وصل کا برس ایک اونگھ ہی اور ہجر کا برس ایک
قحط کا برس ہے پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہے علی بن بکار سے منقول
ہے کہ اُسنے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نہین غمگین کیا مگر طلوع فجر نے اور بعضون سے
سوال کیا گیا تمھارے اور رات کے کیسی بنی کہا کہ مین نے کبھی انتظار نہ کیا کہ وہ
مجھے اپنی صورت دکھلاتی ہی بعد ازان وہ واپس پھر جاتی ہی اور حال آنکہ مین نے

انھین اندیشہ بھی نہین کیا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی رات مین زیادہ مزہ مین اُس سے رہتے ہین جو کھیل کودوالے اپنے کھیل کود مین مزہ پاتے ہین۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی دُنیا مین کوئی شی ایسی نہین ہی جو بہشتیونکی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنیوالی حلاوت مناجات سے رات کو اپنے دلون مین پاتے ہین پس مناجات کی حلاوت شب بیدارون کیلئے ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہی۔ اور بعضے عارفون نے کہا ہی کہ ہر آئنہ اللہ تعالیٰ صبح کے وقتات مین شب بیدارونکے دلونپر نظر کرتا ہی پھر اُنکو نور سے بھر دیتا ہی سو وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہین اور وہ دل روشن اور منور ہوجاتے ہین پھر اُن کے قلوب سے غافلون کے قلوب پر پھیلتے ہین اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی کہ ہر آئنہ اللہ تعالےٰ نے اُن وحیون مین سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئنہ میرے لیے ایسے بندے ہین جو مجھے دوست رکھتے ہین اور مین اُنکو دوست رکھتا ہون اور وہ میرے مشتاق ہین اور مجھے اُنکا اشتیاق ہی اور وہ مجھے یاد کرتے ہین اور مین اُنھین یاد کرتا ہون اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اُنکی طرف نظر کرتا ہون پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو مین تجھے دوست رکھون اور جو تو اس سے عدول کرے تو مین دشمن رکھونگا اُس نبی نے کہا اے میرے پروردگار اُنکی علامت کیا ہے فرمایا وہ لوگ سایون کی نگہداشت دن مین کرتے ہین جس طرح چرواہا اپنی بکری کی نگہداشت کرتا ہی اور وہ مشتاق غروب آفتاب کے ہوتے ہین جیسے کہ پرند اپنے آشیانون کے مشتاق ہوتے ہین پھر جب کہ رات کو چھپا لیتی ہے اور تاریکی ملجاتی ہے اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہے تو وہ لوگ میری طرف اپنے قدمون کو گاڑ دیتے ہین اور میری طرف اپنے چہرون کو بچھا دیتے ہین اور مجھ سے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہین اور میری خوشامد چاپلوسی میرے انعام کے سبب

کرتے ہیں اور وہ اس اثنا مین چیخین مارتے اور گریہ و بکا کرتے ہین اور کبھی وہ
آہ کش اور شاکی ہین مجھے اپنے حشم کی قسم ہو جو میرے واسطے تحمل اور برداشت کرتے
ہین اور مجھے قسم ہو اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے شکایت کرتے ہین اول اُن
چیزون مین سے جو مین اُنکو عطا کرونگا یہ ہے کہ اُنکے قلوب مین اپنا نور نازل کرونگا
تو وہ مجھ سے خبردار ہونگے جیسا کہ مین اُنسے خبردار ہون اور دوسرے اگر ساتون
آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہین اُنکے اوزان مین ہون تو اُن کے لیے
مین اُنکو تھوڑا سمجھون اور تیسرے مین اپنی وجہ سے اُنپر اقبال کرون کیا تو دیکھتا
ہے اس شخص کو جسکا اقبال مین اپنی وجہ سے کرون کیا کوئی شخص اُس چیز کو جانتا ہو
جسکا مین ارادہ رکھتا ہون کہ اُسکو مین عطا کرون پس سچا مرید جب رات مین
اپنے پروردگار کی مناجات مین تنہا اور خلوت نشین ہو تو اُس رات کے انوار
اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتے ہین اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت مین آجاتا
ہے اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونے سے ہوتی ہو درین صورت اُسکے
حرکات اور اُسکے کاروبار جوان مین ہوتے ہین اُس چشمۂ انوار سے صادر ہوتے
ہین جو رات سے اُسمین جمع ہوتے ہین اور اُسکا قالب ایک قبہ مین قباب
حق سے ہوتا ہے جسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہین اُسکے سکنات
موفر ہوتے ہین اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہو کہ جسنے رات کو نماز پڑھی اُسکا مُنھ
دن مین حسین ہوگیا ہو اور جائز ہو کہ یہ بات دو وجہ سے ہوتی سے ایک
اُن دونون مین سے یہ ہے کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہو تو جسوقت چراغ
یقین روغن عمل شب کی کثرت سے چمکدار روشن ہوتا ہو تو چراغ کی روشنی زیادہ
ہوتی ہو اور قالب قندیل نور اور ضیا حاصل کرتا ہو۔ سہل بن عبداللہ کہا
کرتے تھے کہ یقین آتش ہے اور اقرار بتی ہے اور عمل روغن ہو اور ہر آئنہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہی سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی پہچان اُنکے منھون مین اُنکے سجدون کے اثر سے ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح یعنی مثل اسکے نور کی مانند اس طاق کے ہی کہ اُسمین چراغ ہی پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ مین روشنی کو روغن عمل سے زیادہ کرتا ہی تو دل کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال باقی رہجاتا ہی اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہوجاتے ہین اور یہ بھی ہو کہ قلب نور کی آتش سے نرم ہوجاتا ہی اور اسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہی پس نرمی قلب سے قالب نرم ہوجاتا ہی پس یہ دونون قلب اور قالب مشابہ اس نرمی کے وجود سے ہوجاتے ہین جو اُن دونون مین عام ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی پھر جلدین اُنکی اور دل اُن کے طرف ذکر اللہ کے نرم ہوتے ہین۔ جلدون کو اللہ تعالے نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اُس چیز سے جو اسمین انس و سرور سے اثر کرتی ہے نرم ہوگیا تو اسوقت زمان اور مکان نور قلب مین مندرج ہوجاتا ہی اور اُسمین کلام اور آیات اور سورتین درآتی ہین اور زمین قالب کی اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اسواسطے کہ قلب آسمان ہوجائے گا اور قالب زمین ہوگا اور تلاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل مین وجود کا نشان کو چھپالیتی ہی اور کلام مجید اُسکے سبب صفائے شہود کی مزاحمت مین سارے وجود سے غائب ہوجاتا ہی تو اُسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہے اور کسی وسوسۂ نفسانی کی کوئی بھنبھناہٹ نہین سنائی دیتی اور ایسی حالت مین قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور ہوتی ہے اور یہ فضل عظیم ہے۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہے کہ جس شخص نے رات دن مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین

حسین ہو گئی اُسکے یہ معنی ہین کہ اُسکے کامون کی صورتین کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی
ہے حسن دار ہو جاتی ہین اور خداے کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار ہین
پہونچتی ہے اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور مورد مین ہوتا ہے اسواسطے صورت
اُسکے مقاصد اور افعال کی دلربا ہو جاتی ہے اور اُسکے اقوال سلک راستی اور
درستی مین منتظم ہو جاتے ہین اسواسطے اقوال قلب کی استقامت سے
مستقیم ہوتے ہین

چھیالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر مین ہے جو قیام شب اور آداب کے خواب کے مددگار ہین

ازانجملہ ایک یہ ہے کہ بندہ غروب آفتاب کے وقت تجدید وضو سے پیشوائی
رات کی کرتا ہے اور قبلہ رو ہو کر نماز شب اعنی نماز مغرب کا منتظر بیٹھتا ہے اور انواع
اقسام کے ذکر اس جلسہ مین کرتا ہے اور اذکار مین سے اوکی تسبیح و استغفار ہے
اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کیلئے فرمایا ہے واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی
والابکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے
شام اور صبح تسبیح پڑھ اور ازانجملہ یہ ہے کہ عشائین مین صلوٰۃ اور تلاوت
یا ذکر کے ساتھ پیوند اور ملاپ کرے اور افضل انمین سے نماز ہے اسواسطے
کہ ہر آئینہ اُسنے مغرب کو عشا سے ملا دیا تو اُسکے باطن سے آثار اس کدورت
کے جو دن کے اوقات مین لوگون کے دیکھنے اور ملاقات اور اُنکے کلام
سننے سے پیدا ہوتے ہین سب ڈھل جاتے ہین اسواسطے کہ یہ سب ایسی
چیزین ہین جسکا اثر اور خراش اُسکے دل مین ہوتا ہے جتنے کہ اُنکی طرف
دیکھنا کدورت قلب مین اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے جسکو وہ شخص ادراک کر لیتا ہے

جسکو صفائی قلب نصیب ہوتی ہو پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کیلئے
اِس تنکے کی مثال ہو جو چشم ظاہری مین ہوتا ہو اور عشائین کے ملا دینے سے
اس اثر کے جاتے رہنے کی اُمید کی جاتی ہو۔ اور از انجملہ ایک یہ ہو کہ عشا کے بعد
بات کا کرنا چھوڑ دے اسواسطے کہ اُسوقت مین بات کرنی طراوت اس نور کی
دور کر دیتی ہو جو قلب مین عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہو اور قیام شب کا
روکتی ہو خصوصًا جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد ازان عشا کے بعد
تازہ وضو کرنا بھی قیام شب پر معین و مددگار ہوتا ہو۔ بعض فقرا نے اپنے
شیخ کا جو خراسان مین تھا مجھ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا
ایکبار عشا کے بعد اور ایکبار رات کے درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایکبار
صبح کے قبل پس وضو اور غسل کے لیے عشا کے بعد قیام شب کی سہولت مین
اثر ظاہر ہو اور اُسکے منجملہ یہ ہو کہ ذکر اور نماز مین کھڑے ہونے کی عادت کرے
یہان تک کہ نیند غالب ہو اسواسطے کہ اُسکا عادی ہونا جلد بیدار ہونے کا
معین و مددگار ہو الا اس صورت مین کہ اپنے نفس اور عادت پر اُسے اعتماد ہو
تو نیند کو بلائے اور اپنی طرف کھینچے تا کہ اپنے وقت معہود مین اُٹھ کھڑا ہو وگرنہ غلبہ
کی نیند وہی ہو جو مریدون اور طالبون کے لائق ہو اور اسی کے ساتھ محبون کی
توصیف کی گئی ہو کہتے ہین کہ نیند اُنکی ڈوبے ہوؤن کی نیند ہو اور کھانا اُن کا
بیمارون کا کھانا ہو اور کلام انکا ضرورتًا ہو سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
کہ خاطر جمع قیام شب مین دل لگا ہو ہو تو وہ قیام شب کی توفیق دیا گیا ہو اور جب
نفس للچایا اور نیند پر اُسنے چھاؤنی ڈالی تو اُسمین وہ پانوٴن پھیلاتا ہو اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ استقرار مین نہین پانوٴن پھیلاتا اور یہ جنبش
نفس مین جو صدق عزیمت سے ہوتی ہو دبی نہ جائے اور جدائی اور یکسوئی

ازخواب ہو کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو تتجافی جنوبہم عن المضاجع یعنی وہ اپنی پسلیون کو
بچھونے سے الگ کرتے ہین اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت پسلی
اور بچھونے کے درمیان دوری اور علحدگی کردیتی ہو اور یہ آئینہ کہا گیا ہو کہ نفس کیلئے
دو نظر ہین ایک نظر اُسکی نیچے کیطرف ہو تاکہ اقسام بدنی کو پڑاٹے اور ایک نظر اُسکے
اوپر کیطرف ہو تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل عزیمت اپنی
پسلیون کو خوابگاہون سے علحدہ اور دور کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر اوپر
کیطرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہو تو نفوس کو نیند سے اُسکا حق اور حصّہ دیا
ہو اور اُسکو منع اُسکے خط سے کیا ہو پس اس چیز کے سبب جو اُسمین مٹی اور پتھر ین سے
مرکوز ہین نیچے کو بیٹھا جاتا ہو اور گدگدے بچھونے بچھانا چاہتا ہو اور نیند سے مزہ لینے کا
ارادہ کرتا ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہو کہ ہوالذی خلقکم من تراب یعنی وہ ایسا ہے کہ
جسنے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل مین اپنی صول خلقت سے
ایک طبیعت ہو جو اُسکو لازم ہو اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہو اور سستی اور ٹھہرے
رہنا اور سو رہنا اسکے سبب سے انسان مین ایک طبیعت ہو سو ارباب ہمت وہ علم
ہین جنکے لیے اللہ تعالے نے علم کے ساتھ حکم کیا ہے اپنے اس قول مین امن ہو قانت
آناء اللیل ساجدا و قائما اس آیت تک قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون
اُن لوگون کے لیے جو رات کو قیام کرتے ہین علم کے ساتھ حکم کیا ہو تو وہ اپنے علم کے
مقام ہونے سے ایسے ہین کہ نفوس کو اُنھون نے جنبش اُنکی قرارگاہ طبیعت سے
دی ہے اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے اُنکو ترقی اُنکے صنعت کی بلندیون
تک دی ہے اسواسطے اُن لوگون نے اپنی پسلیون کو خوابگاہون سے علحدہ کیا اور
غافل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آئے اور اُسی کے منجملہ ایک
عادت کا بدلنا ہے تاسو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک کرے اور اگر

عالم

بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ اگر مین گھر
مین شیطان کو دیکھوں تو وہ زیادہ مجھے مجرب اس سے ہے کہ مین تکیہ دیکھوں اسواسطے
کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلنے کو تکیہ اور لحاف اور بچھونے مین
ایک تاثیر ہے اور جسنے انمین سے کوئی چھوڑی ہے اور اللہ عالم اسکی نیت اور
عزیمت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت معقود کا دیتا ہے اور اسی کے منجملہ معدہ
کا کھانے سے سبک رکھنا ہے پھر جو کھانا کھاتا ہے وہ کھائے جبکہ ذکر الٰہی و بیداری
باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا اسواسطے کہ ذکر سے
اسکا دکھ دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ مین پایا جاوے تو سزاوار ہے جانا
اسکا کہ اسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہے تو جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے
کھانے کو گلائے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر مین اپنی غذا شب سے
ایک لقمہ کم کروں تو مجھے یہ بہت مرغوب ہے اس سے کہ مین رات بھر قیام کروں اور
احوط یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کیا حادثہ
آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے اور اسی حالت
مین سووے کہ با وضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بندہ جب
سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اسکے خواب صادق
ہوتے ہین اور جو بلا وضو سو رہے تو اسکے پہونچنے سے قاصر رہے اور خواب اضغاث
احلام اور خیال ہوتے ہین کہ وہ صادق نہین ہوتے اور اہل ارادہ مرید جب بچھونے
پر زوجہ کے ساتھ سوئے اور اسکا وضو لمس سے ٹوٹ جائے اور اس سے با وضو
سونے کا فائدہ نہ جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل
نہ کرے اور بیداردلی کو معدوم نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرنے مین داخل
ہوا اور غافل ہو جائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہے اسواسطے کہ اسکے

بے بہرہ ہونے کا موقع ہوتا ہی اور طہارت جو مثمر صدق خواب ہی وہ طہارت
خراش ہوئی اور کدورت محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد وکینہ سے
پاک صاف ہوتا ہی اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اپنے بچھونے مین رہے کہ
اُسوقت نہ کسی پر ظلم کی نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہین بخشے
جائینگے اور جب رذائل سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہوجاتا ہی اور نیند
مین لوح محفوظ کے مقابل ہوتا ہی اور اُسمین غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب
منقش ہوتے ہین اور صدیقین مین بعضے وہ ہوتے ہین جنکو خواب مین بات چیت
اور مکالمہ اور محادثہ ہوتا ہی پس اللہ تعالیٰ اُسکو امر کرتا ہی اور نہی کرتا ہی اور اُسکو
خواب مین سمجھتا ہی اور اُسے پہچانتا ہی اور موضع و مورد اُن چیزون کا جو اُسکے لیے
خواب مین امر و نہی سے مفتوح ہوتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہی خدا تعالیٰ کا گنہگار ہوتا ہی
جو اِس امر اور نہی مین خلل ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام وقعت مین زیادہ تاکید کے اور عظمت کے ہین اسواسطے کہ
مخالفات ظاہری کو توبہ محو و منسی کردیتی ہی اور گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی ہوجاتا ہی جیسے کہ اُسکا
کوئی گناہ نہین اور یہ دو امر خاص ہین اور تعلق اِس حال سے رکھتے ہین جو اُسکے
اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین تو جب اُسمین خلل ڈالے تو اِس بات سے ڈرے
کہ اُسکا طریق ارادت منقطع ہوجاتا ہے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور رجعۃ القہقری ہی
اور دشمنی اور محبت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرنا ہی۔ پھر اگر بندہ بعض اوقات
سستی اور فتور عزیمت مین مبتلا ہوجائے جو سوتے وقت بعد حدث تازہ وضو
کرنے سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرلے تاکہ اسقدر سے وہ زمرہ
غافلین سے باہر ہوجائے جسوقت کہ بیدار ہوشیار لوگون کے فعل سے باز رہے
اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسائے تو اُسمین کوشش کرے اور مسواک
کرے اور اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرے تاکہ وہ اُلٹ پلٹ اور بیداریون مین

غافلین کے گروہ سے خارج ہوجائے سوسین اُس شخص کے لیے بہت فضیلت ہے جسے نیند زیادہ آتی ہو اور قیام اُسکا تھوڑا ہو روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سونے مین قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہے یا تو داہنے پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہے یا پیٹھ پر کہ مُنھ قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ سبھی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور کہے باسمک اللہ

اللھم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللھم ان امسکت نفسی فاغفرلہا وارحمہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللھم انی اسلمت نفسی الیک ووجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظہری الیک رہبۃ منہ ورغبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد للہ الذی حکم فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی ہو یحیی الموتٰی وہو علٰی کل شئی قدیر اللھم انی اعوذ بک من غضبک وسوء عقابک وشر عبادک وشر الشیطان وشرکہ پورایع آیتین سورۂ بقر کی چار اول اور پانچوین ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور اُنکو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے جن سے وہ اپنے مُنھ اور بدن کو ملے اور اُسپر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہی دس آیت اول سورۃ الکہف کی اور دس اُسکے آخر کی تو اور اچھا ہے اور کہے اللھم ایقظنی فی احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک زلفی وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی وادعوک

فتستجیب لی اللهم لاتؤمنی مکرک ولاتولنی غیرک ولاترفع عنی سترک ولاتنسنی ذکرک ولاتجعلنی من الغافلین۔ حدیث مین آیا کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالےٰ اُسکے پاس تین فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اُسے جگاتے ہین پھر اگر اُسنے نماز پڑھی تو اُسکی دُعا پر آمین کہتے ہین اور اگر وہ نہین اُٹھتا تو اُلٹے ہوا مین عبادت کرتے ہین اور اُنکی عبادت کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح وتحمید وتکبیر کے اُنمین سے ہر ایک مین تیس بار اور سو عدد کو پورا اُس سے کرے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنیکے بیان مین ہے

جبکہ مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو خفیف رکعتین اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر مین پڑھا کرتے ہین اسمین عجلت کرتے ہین قبل اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلین تاکہ وہ لوگ گمان نہ کرین کہ وہ دو رکعت سنت مؤکدہ ہین اور اُنکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگین کہ وہ سنت ہین اور جبکہ مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے اُنمین جلدی کرے کہ وہ دو سنت فرض کے ساتھ بلند ہوتی ہین اُنمین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے پھر ملائک شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین کتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان الجنۃ حق والنار حق والحوض

حق والشفاعۃ حق والصراط حق والمیزان حق وشہدان الساعۃ آتیۃ لاریب فیہا
وان اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم
احفظ بہا وزری واغفر بہا ذنبی وثقل بہا میزانی واوجب لی بہا امانی وتجاوز
عنی یا ارحم الراحمین۔ پھر اگر دونوں عشا یعنی مغرب اور عشا مین مواصلت اپنی
مسجد جماعت کے اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور مواصلت عشائین مین نیا
ہے اور اگر یہ راے ہو کہ اپنے گھر واپس جائے اور عشائین مین مواصلت اپنے
گھر مین کرے اُسکے دین کے لیے اسلم ہو اور اخلاص کے قریب تر ہو اور ارادہ
کے لیے جامع تر ہو تو ایسا ہی کرے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہین تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے
فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کی ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ اپنے ذمہ کر دانو نماز عشائین کے درمیان کی کہ یہ دن بھر کے لغویات کو دور
کرتی ہین اور اُسکے آخر کو سنوارتی ہین اور عشائین کے درمیان دو رکعتین سورۂ
بروج اور طارق سے پڑھے پھر اُن دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی
پہلی رکعت مین دس آیت اول سورۃ البقر کی اور دو آیت والہکم الہ واحد آخر
آیتون تک اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت مین آیۃ الکرسی
اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پچھلی دو رکعتون مین
سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اُسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو
اُسوقت نماز مین اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے
سورۂ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین مین مواصلت دو رکعت سے
کرے جنکو وہ طول دے تو اچھا ہے اور ان دو رکعتون مین قیام کو قرآن سے طول دے
کہ قرآن پڑھنے کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جسمین دعا ہو

اور تلاوت جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر یا
کوئی اور آیت ہو جو اُسکے معنی مین ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع
ہوگی کہ اُسمین جمعیت قصد اور ظفر بالفضل ہے پھر بعد ازان چار رکعت عشا
کے قبل پڑھے اور بعد اُسکے دو رکعتین پھر اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت
کے مکان مین اور چار رکعت اور پڑھے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم چار رکعت اپنے گھر مین جاکر بیٹھنے سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت
مین سورہ لقمان اور یس اور حم دخان اور تبارک الذی پڑھے اور چاہے تو
تخفیف اُسمین کرے تو اُسمین پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور اول سورۃ الحدید
اور آخر سورۃ الحشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جنمین تین سو
آیت قرآن شریف کی از ابتدار والسمار والطارق آخر قرآن تک پڑھے کہ اسمین
تین سو آیت ہین۔ اسیطرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور چاہے تو
اسقدر اس سے تھوڑی رکعتون مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے آخر قرآن
تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہے اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو
ہر ایک رکعت مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے
پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر نہ کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد
رکھتا ہو کہ اُسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہے اور اس صورت مین وتر کی
تاخیر آخر تہجد تک افضل ہے۔ اور ہر آئنہ بعضے علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے
وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو
ساتھ اُس رکعت کے شفع کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے
آخر مین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر
اذا زلزلت و الھکم التکاثر پڑھے اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک

رکعت سکئے ہے جو کھڑے ہو کر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہے حتے کہ جب تہجد کا ارادہ
کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد مین وتر پڑھے اور ان دو رکعتون کی نیت نفل
کی ہی نیت ہو اور نہ دوسری اور بہت سے آدمیون کو مین نے دیکھا ہے کہ وہ
اُنکی نیت کی چلگونگی مین گفتگو کیا کرتے ہین اور جو ہر شب مسبحات یعنی پانچ سورتین
سورۂ حدید۔ سورۂ حشر۔ سورۂ صف۔ سورۂ جمعہ۔ سورۂ تغابن پڑھے اور
اُنکے ساتھ سورۂ اعلےٰ کو ملائے تو چھ صورتین ہو جائینگی کہ ہر آئنہ علماان سورتون
کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے سو جب کہ سونے سے اٹھے
تو حسن ادب سے جاگنے کے وقت یہ ہے کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے
اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شی مین ماسوی اللہ سے
لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو اسواسطے کہ صادق ایک بچہ کی مثال ہے
جو ایک شی کا حریص اور شیفتہ ہو جب وہ سوتا ہے تو اسی شی کی محبت پر سوتا ہے
اور جب وہ جاگتا تو اُسی چیز کو مانگتا ہے جسکا دیوانہ ہو اور اسی حرص اور
حل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے
دیکھے جب وہ نیند سے اُٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہے اسواسطے کہ اسیطرح قبر سے
اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہے تو اُسکا وہی ارادہ ہو وگرنہ
ارادہ اُسکا غیر اللہ ہو اور بندہ جب نیند سے جاگتا تو اُسکا باطن طہارت
فطرت کی طرف راجع اور عائد ہو تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ
کے متغیر ہو جب تک کہ اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہو نہ جاتا رہے اور وہ
اپنے پروردگار کی طرف اپنے باطن کے ساتھ قرار کرے اس خوف سے
کہ مبادا ذکر اغیار ہو اور جسقدر اس معتاد کے ساتھ باطن وفا کرے
اُسی قدر طریق انوار اور رہ گذار نفحات الٰہی کے صاف اور برگزیدہ ہونگے

پس سزاوار یہ ہو کہ اُسکی طرف رات کے حصون مین مائل اور متوجہ ہو اور جناب
قربت اُسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتین پڑھے اسکے
بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالے نے فرمایا ہو وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم
بہ اور آسمان سے اوپر تمھارے پانی نازل کرتا ہو تاکہ تم کو ساتھ اُس پانی کے
پاک کرے اور حق عز وجل نے فرمایا ہو انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا
یعنی اللہ تعالے نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل
جاری ہو گئے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہے
اور جنگل قلوب ہین سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہو گئے اور اُٹھا لیا اُس
پانی مین سے جسقدر اُنکی وسعت اور سمائی ہوئی اور پانی مطہر ہو اور قرآن مطہر ہو
اور قرآن پاک کرنے کے لائق تر ہو پانی تو اُسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی
ہے اور قرآن اور علم کے قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور اُنکے
نائب مناب کوئی چیز نہین اور پاک پانی ظاہر کو پاک کرتا ہو اور علم و قرآن
دونون باطن کو پاک کرتے ہین اور شیطان کی نجاست کو دور کرتے ہین کہ
سو نیند غفلت ہو اور وہ آثار طبع سے ہو اور سزاوار ہو یہ بات کہ وہ پلیدی
شیطان سے ہو اس وجہ سے کہ اُسمین غفلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو
اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی بھر
مٹی لائی جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہو اور
باطن اُسکا اُدمت ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہو کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا
کرنے والا ہون پس بشرہ اور بشر اُسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہے
اور اُدمت اُسکے باطن اور آدمیت سے عبارت ہو اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا

مجمع ہے اور مٹی ابلیس کے قدم تلے کی اُڑی ہوئی تھی اور اسی سبب سے ظلمت
اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی طینت مین خمیر اور معجون ہو گئی اور
اُس سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ ہین اور اُس سے غفلت اور سہو
ہے پس ہرگاہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اکٹھے دو مطہر اور پاک
کرنے والی چیزون کو لایا اور اُس سے پلیدی شیطان دور ہوتی ہے اور
اثر اُسکے روندنے کا جاتا ہی اور اُسکے لیے علم کے ساتھ اور احاطۂ جہل سے
نکلنے کا حکم کرتا ہی پس طہور اور پاکیزہ کا استعمال مین لانا امر شرعی ہے کہ
اُسمین قلب کے روشن کرنے کی تاثیر ہے اُس نیند کے مقابلہ مین جو ایسا حکم
طبعی ہی کہ اُسکی تاثیر قلب کو مکدر اور گندلا کرتی ہی اسواسطے اُس کا نور
اُسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور اسی واسطے بعضے علمانے آگ کی گرم کی ہوئی
چیز سے وضو کو جائز رکھا ہی اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز مین قہقہہ لگانے
سے وضو کرنے کا حکم دیا ہی اس وجہ سے کہ اُسکو حکم طبعی قرار دیا ہی جو گناہ
کو کھینچتا ہی اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہے اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور
کرتا ہی یہان تک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے
تھے اور غصہ کے وقت اس سبب سے کہ نفس غلبہ و ظہور کرتا ہی اور شیطان
ایسے موقعون مین تصرف کرتا ہی اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب
جب کبھی نفس کسی مباح چیزون مین خواہ وہ کلام ہو یا ملاقات لوگونکی
یا اُسکے سوا دوسری چیزون کی طرف جائے منجملہ اُن چیزون کے جو عقد عزیمت
کے کھولنے کے باعث ہون جیسے کہ اُن باتون مین غور کرنا جسکا کچھ حاصل
نہین ہی فعل مین ہو یا قول مین اور اُسکے پیچھے تازہ وضو کرے تو قلب
اپنی طہارت اور نزاہت پر ثابت اور قائم ہو جائیگا اور البتہ وضو

صفائی چشم باطن سے اِس پلک کی مثال مین جائے گا جو ہمیشہ اپنی ہلکی
ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہے اور اُسکو نہین جانتے مگر وہی لوگ
جو عالم ہین پس فکر کر اُن چیزون مین جنپر مین نے آگہی کی ہے تو اسکی برکت
اور اثر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کر ڈالے اُسوقت مین کہ یہ نئے حادثات
اور عوارض پیش آوین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی
تنویر مین مؤثر ہوگا اور ہر آئنہ سزاوار زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز
فریضہ کے لیے غسل کرے اِس حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو اسمین صرف
کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی اور سرگوشی مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور
صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ اور مجدد کرے اور ہر آئنہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ انابت اور رجوع کو
مقدم کیا ہے اسکے لیے کہ وہ نماز مین داخل ہو مگر اللہ تعالےٰ کی رحمت
اور حکم سے تخفیف سے جو آسان اور سہل ہے یہ باعث ہے کہ حرج اور تنگی کو دور کردیا اور وضو
سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور مفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز
کر دیا تاکہ گروہ امت سے حرج دور ہو اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت
ہین اُنکے لیے اُنکے باطنون سے بہت کچھ مطالبے ہین کہ اُنپر اولیٰ کے ساتھ
حکم کرتے ہین اور اُنکو طریق اعلےٰ کے جانے پر مضطرب کرتے ہین پھر جسوقت
کہ نماز مین کھڑا ہو اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ
کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور کہے سبحان اللہ والحمد للہ یہ کلمات
دس مرتبہ کہے اور کہے اللہ اکبر ذوالملک والملکوت والجبروت والکبریاء
والعظمۃ والجلال والقدرۃ اللھم لک الحمد انت نور السموات والارض ولک
الحمد انت بہاء السموات والارض ولک الحمد انت قیوم السموات والارض

ولک الحمد انت رب السمٰوات والارض ومن فیہن ومن علیہن انت الحق ومنک الحق ولقاءک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد علیہ السلام حق اللہم لک اسلمت وبک آمنت وعلیک توکلت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت اللہم آت نفسی تقوٰہا وزکہا انت خیر من زکٰہا انت ولیہا ومولاہا اللہم اہدنی لاحسن الاخلاق لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا لا یصرف عنی سیئہا الا انت اسألک مسئلۃ البائس المسکین وادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسؤلین ویا اکرم المعطین۔ پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد آیت ولو انہم اذ ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت مین ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازان نماز دو ہلکی رکعتون سے شروع کرے چاہے تو ان دونون مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے سوا اُسکے اور کچھ پڑھے بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسیطرح حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اِس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہون پڑھے اور اسیطرح درجہ بدرجہ اُترتا چلا آئے یہان تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اِسپر بڑھائے اسواسطے کہ اسمین بہت فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ داناتر ہے

اڑتالیسواں باب قیام شب کی تقسیم مین ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی اور وہ لوگ کہ

گذارتے ہین رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوے اور کھڑے اور
بعضے علمانے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر
مین کہا ہے کہ عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعضے علمانے آیت استعینوا بالصبر والصلوٰة
کی تفسیر مین کہا ہو کہ صلوٰة سے مراد صلوٰة لیل ہو جو مجاہدہ نفس اور مصابرت
دشمن پر ہے اور حدیث مین آیا ہو علیکم بقیام اللیل فانہ مرضاة لربکم یعنی اپنے
اوپر قیام شب کو لازم کرو اسواسطے کہ وہ تمھارے رب کو پسندیدہ ہو اور وہ
آداب اور قاعدہ ہو صالحین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہون سے باز
رکھنے کا آلہ ہو اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہو اور مکر شیطانی کا دفع کرنیوالا ہے
اور بدن سے دُکھ کا نکالنے والا ہو۔ اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی
کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہان تک کہ چالیس تابعین سے نقل
کی گئی ہو کہ وہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے تھے اُنھین مین سے
سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن ورد اور ابو سلیمان دارانی
اور علی بن بکار اور صہیب عجمی اور کہمش بن المنہال اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر
اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور اُنکے سوا ہین جنکو شیخ ابوطالب مکی نے اپنی کتاب
قوة القلوب مین شمار کیا اور اُنکے نام اور اُنکے نسب لکھے ہین۔ پھر جو شخص
اس سے عاجز ہو تو اُسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب ہو اور استحباب سے
اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصہ ہو اور یا یہ ہو کہ پہلے تہائی رات مین
سوئے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصہ رات کا رہا اسمین
سو رہے یا کہ اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی مین قیام کرے
اور ایک چھٹا حصہ رات کا جو رہے اُسمین سو رہے۔ اور روایت ہے کہ
داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار مین چاہتا ہون کہ تیری

عبادت کرون سو مین کس وقت قیام کرون تو اللہ تعالےٰ نے اُسکو وحی بھیجی
کہ اے داؤد نہ رات کے اول مین قیام کر اور نہ اُسکے آخر مین اسواسطے کہ
جس شخص نے اُسکے اول مین قیام کیا تو اُسکے آخر مین سو رہا اور جو آخر مین
کھڑا ہوا وہ اول مین رہ گیا و لیکن رات کے وسط مین قیام کر تاکہ تو مجھ سے
خلوت رکھے اور مین تیرے ساتھ خلوت رکھون اور میرے سامنے اپنی
حاجتین پیش کر اور دو نیندون کے درمیان قیام ہو وگرنہ اول شب سے
نفس غلبہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر
جب جاگے تو وضو کرے اور اُسکے لیے دو قیام ہو نگے اور دو نیند ہونگی
اور یہ امر اُسکے اِس فعل سے جو کر رہا ہے افضل ہو گا اور نماز اُسوقت نہ پڑھے
کہ اُسے نیند آ رہی ہو جو نماز اور تلاوت سے اُسکو فارغ اور بے فکر کر دے
اُسوقت کہ وہ سمجھے جو وہ کہتا ہے۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ
سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہے پھر جب اُسپر نیند
غلبہ کرتی ہے تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہے سو جناب رسول اللہ ؐ نے اس
فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے
تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اُسپر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچو
اِسواسطے کہ وہ مضبوط ہے اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہے تو اُسپر غالب آتا ہے
اور اللہ کی عبادت کو مبغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ
بات نہین ہے اور نہین سزاوار ہے کہ طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ
ہر آئنہ رات مین اُسکے قیام مین طول ہوا تو اسمین وہ معذور ہوتا ہے اسکے علاوہ

کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا
رات مین ہوا تو یہ افضل اس سے ہے کہ قیام طویل کیا اور فجر نکلنے کے بعد
سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے پڑھے اور اُس ساعت
کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات مین نماز پڑھے تو ہر دو رکعت بعد تھوڑا
بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائے گا۔ اور کہہ آئینہ
بعض صالحین کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہے سو اگر مین جاگون بعد ازان دوسری
نیند سوؤن تو اللہ تعالے میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھ سے بعض فقرا
نے اپنے شیخ کی حکایت کی کہ وہ اپنے یارون کو رات مین ایک نیند لینے
کا اور رات دن مین ایک دفعہ کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئینہ حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ رات کو اُٹھ اگرچہ اسی قدر ہو کہ جتنے مین بکری کا دودھ
دوہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مقدار چار رکعت اور دو رکعت کے
برابر ہے۔ اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین توتی الملک من تشاء
وتنزع الملک ممن تشاء کہا کہ مراد ملک سے قیام لیل ہے اور جو شخص
کسل اور فتور عزیمت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب سے
محروم رہا اسواسطے کہ اُسکو شمار اور اعتداد مین کم رکھا یا اپنے حال پر
فریفتہ اور مفتون ہوا تو سزاوار ہے کہ اُسپر گریہ کیا جائے اسواسطے کہ حقیقت
مین خیر وبرکت کا ایک بڑا راستہ اُس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب
احوال سے ایسے بھی ہوتے ہین کہ مقام قرب اُسکا مادہ ہوا اور ایسی
چیز پاتا ہے فراخی عیش سے کہ داعیۂ شوق مین موجب فتور ہے اور وہ
دیکھتا ہے کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق مین ہے اور اُس مین

بہت لوگ مدعیون مین سے مغالطہ مین پڑتے ہین اور ہلاک ہوتے ہین
اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اُسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کیلئے
اُس حالت شوق کا رہنا متعذر ہے اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور
شبہہ پیش آتا ہے اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حال سے بڑھکر کوئی حالت نہین ہے کہ آپ نے قیام شب سے کبھی
بے پروائی نہین کی اور آپ کھڑے رہے یہان تک کہ آپ کے دونون
پانوُن ورم کر آئے اور اس مسئلہ مین بعضے محبت کرنے والے کہتے ہین کہ
ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بحکم تشریع کیا ہے یعنی جسطرح
مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لاتے اور پلاتے ہین اسیطرح آپ بھی نفس کو عبادت
کے بعد واپس لاتے تھے تو ہم کہتے ہین کہ ہمین کیا ہوا ہے اور ہمارا کیا حال ہے
جو ہم اُسکی تشریع اور سستانے کا اتباع اور تقلید نہ کرین اور یہ ایک بہت
باریک بات ہے پس اب تجھے معلوم ہوگا کہ ترک قیام مین فضیلت کا دیکھنا
اور حضرت قرب مین جگہ پانے کا دعوے کرنا اور سونے اور جاگنے کو لینے
اور پر برابر کردینا امتلا اور ابتلاے حالی سے ہے اور بندہ کا مقید ہونا حال
سے ہے اور بندہ مین حال کے واسطے نفس کا حاکم گرداننا اور حال کیطرف
سے حکم کا سے جانا اور صاحب قوت مین حال حکم نہیکن کرتا اور حال کو
اعمال کی صورتون مین گھماتے ہین اس صورت مین وہ لوگ حال مین
تصرف کرنے والے ہین نہ یہ کہ حال انمین تصرف کرنے والا ہو اور بندہ کو
یہ امر جان لینا چاہیے۔ اسواسطے کہ بعضے صحیح لوگون سے جو کچھ علت
نہ رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہے جو [illegible] ہین بعد ازان [illegible] الٰہی
منکشف ہوا کہ یہ امر قوت اور قصور ہے۔ ایک شخص نے [illegible]

کہا کہ ای ابا سعید مین تندرست رات بسر کرتا ہون اور قیام شب کو دوست
رکھتا ہون اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہون میرا کیا حال ہی
کہ مین قیام شب نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہون نے تجھے تقید
کر رکھا ہی تو چاہیے کہ بندہ اپنے دن مین اُن گناہون سے بچے جو رات کو
قید اُسے کرتے ہین۔ اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین سات مہینے ایک
گناہ کے سبب جو مین نے کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُنسے سوال کیا گیا
کہ وہ کیا گناہ تھا کہا مین نے ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دلمین کہا
کہ یہ شخص ریا کار ہی۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ مین زمین دبرہ پر گذرا
اور وہ اُسوقت رو رہا تھا مین نے کہا کہ تیرا کیا حال ہی آیا تیرے کسی شخص کی
اپنے قبیلہ سے خبر وفات آئی ہے تو اُس نے کہا کہ اُس سے بھی سخت تر پھر مین نے
کہا کوئی درد ہی جو الم پہونچاتا ہی کہا کہ اس سے بھی سخت تر پھر پوچھا مین نے
کہ وہ کیا ہی کہا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہی اور مین نے ایک
ایک رات کا وظیفہ نہین پڑھا اور یہ نہین ہی مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے
جسکو مین نے کیا ہی۔ اور علما سے بعضون نے کہا ہی کہ احتلام ایک عذاب
گناہ کا ہی اور یہ صحیح ہی اسواسطے کہ مرد بیدار کہ غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال
کے علم سے اسکی قدرت اور اختیار رکھتا ہی کہ احتلام کا سد باب کرے
اور احتلام نہین راہ پاتا مگر اُس شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف
اور جاہل ہو یا اپنے حکم وقت اور ادب حال کو اُسنے مہمل چھوڑا ہو جسکا
حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہوا ہو تو کبھی اسکے
گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھنا ہی جبکہ وہ تکیہ چھوڑنے میں
... اسباب عزیمیہ ہو۔ اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہ ہوا اور اُس کے لیے

یہ نیت ہو کہ قیام پر اسکو مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہی اور تکیہ پر سر رکھتا ہی۔ اور یہ کبھی بعض آدمیون کی نسبت گناہ ہوتا ہی پس ہر گاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہی کہ وہ ایک گناہ ہی جو احتلام کی کشش کرتا ہی تو اسپر قیاس احوال گنا ہون کا کرکہ وہ مخصوص انکے ارباب سے ہین اور انکے اصحاب انکے پہچانتے ہین۔ اور جب کہ وہ عالم صاحب کی نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہی تو وہ انواع واقسام کے رفق و مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہی اور احتلام وغیرہ اپنے فعل پر مواخذہ اور معذب نہین کیا جاتا۔ اور بہت سے سونیوالے ہین جو قیام شب کرنے والے پر سبقت لیجاتے ہین اس سبب سے کہ اُسکو علم وافر اور نیت اُسکی نیک ہی۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ لگا دیتا ہے پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالے کا ذکر کیا تو اُسکی ایک گرہ کھُل جاتی ہی اور اگر اُس نے وضو کیا تو دوسری گرہ کھُل جاتی ہے اور اگر دو رکعت نماز پڑھی تو سب گرہین کھُل جاتی ہین اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہے وگرنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح کرتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُس کے کان مین بول کرتا ہے اور جو چیزین کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہین وہ کثرت اہتمام امور دُنیا اور کثرت اشتغال دُنیوی اور اعضا وجوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور بات چیت اور بیہودہ کلام اور شور وغل کی کثرت اور خواب جاسنت کا چھوڑ دینا ہی۔ اور صاحب توفیق وہ شخص ہی کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنے درد اور اپنی دوا کو جانے اور فروگذاشت نکرے کہ وہ خود مہمل ہو جائے

انچاسوان باب دن کے استقبال ورسمین ادب اور عمل کے بیان مین ہی

اللہ تعالے نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم رکھو مفسرین نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہی کہ احد الطرفین سے فجر مراد ہی اور نماز فجر کا حکم دیا ہی اور دوسری طرف مین انھون نے اختلاف کیا ہی ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہی اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہی اور ایک قوم کا قول ہی کہ نماز فجر وظہر ایک طرف ہی اور نماز عصر ومغرب ایک طرف ہی اور زلفا من اللیل نماز عشا ہی بعد ازان اللہ تعالے نے نماز کی بڑی برکت اور اسکے فائدہ اور ثمرہ سے خبر دی ہے اور فرمایا کہ نیکیان برائیون کو لیجاتی اور دور کرتی ہین یعنی پانچون وقت کی نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور روایت ہے کہ ابوالبشر کعب بن عمرو انصاری کھجورین بیچا کرتے تھے سو ایک عورت آئی جو کھجورین خریدا چاہتی تھی سو اُس سے کہا کہ یہ کھجورین اچھی نہین ہین اور اس سے اچھی میرے گھر مین ہین کیا تجھے انکی خواہش ہی عورت نے کہا کہ ہان سو وہ اُسے اپنے گھر لے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوما چاٹ کی عورت نے اُنسے کہا کہ خدا سے ڈر تو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہین اس شخص کے حق مین جسنے غیر عورت سے بری خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتون کے ساتھ مرد کرتے ہین اُسمین سے کوئی بات باقی نہ رکھی بلکہ اسکا ارتکاب کیا بجز اس کے کہ اُس سے مجامعت نہین کی عمر بن الخطاب نے کہا ہر آئنہ اللہ تعالے نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر رہ اور
عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز
پڑھی پھر جبکہ آپ فارغ ہوے تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے اَقِمِ الصَّلوٰۃَ
طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ حضرت نبی علیہ السلام
نے فرمایا کہ کہان ہو ابو البشر اُسنے کہا مین حاضر ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا
کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز مین موجود تھا عرض کی ہان حاضر تھا آپ نے
فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہو جو تونے کیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یہ
خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے فرمایا بلکہ عام سب کے
لیے ہے۔ سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے سے پہلے
تیار ہووے اور فجر کا تجدید شہادت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے اول
شب مین ذکر کیا ہو بعد ازان اذان دے اگر مؤذن کی اجابت نہ کی ہو اُسکے بعد
دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد قُل یا ایہا الکافرون
اور دوسری رکعت مین قُل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی مین قولوا
آمنا باللہ وما انزل الآیۃ سورۂ بقرکی اور دوسری مین ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا
الرسول پڑھے بعد ازان استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد مین اُسے آسان
معلوم ہو اور اگر اس کلمہ استغفر اللہ لذنبی سبحان اللہ بحمد ربی پر اقتصار کرے تو
اُسکا مقصود تسبیح اور استغفار کا حاصل ہوگیا اُسکے بعد کہے اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد اللھم اسالک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھا شملی وتلم بھا
شعثی وترد بھا الفتی وتصلح بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاہدی وتزکی بھا
عملی وتبیض بھا وجھی وتلقنی بھا رشدی وتعصمنی بھا من کل سوء اللھم اعطنی ایمانا
صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال بھا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ

اللهم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشهداء وعيش السعداء والنصر على الاعداء ومرافقة الانبياء اللهم انی انزل بک حاجتی وان قصر رائی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور یا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوة الثبور ومن فتنة القبور اللهم ما قصر عنه رائی وضعف فیه عملی ولم تبلغه نیتی وامنیتی من خیر وعدته احدا من عبادک وخیر انت معطیه احدا من خلقک فانا راغب الیک فیه واسالک ایاه یا رب العالمین اللهم اجعلنا هادین مهدیین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللهم هذا الدعاء منی ومنک الاجابة وهذا الجهد وعلیک التکلان انا لله وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ذی الحبل الشدید والامر الرشید اسالک الامن یوم الوعید والجنة یوم الخلود مع المقربین الشهود والرکع السجود والموفین بالعهود انک رحیم ودود وانک تفعل ما ترید سبحان من تعطف العز وقال به سبحان من لبس المجد وتکرم به سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا له سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی الجود والکرم سبحان الذی احصی کل شیء بعلمه اللهم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی قبری ونورا فی سمعی ونورا فی بصری ونورا فی شعری ونورا فی بشری ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی نورا من بین یدی ونورا من خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا من تحتی اللهم زدنی نورا واعطنی نورا واجعل لی نورا۔ اور اس دعا میں بہت اثر ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اُسکے پاس خیر ظاہر اور برکت ہے اور وہ وصیت صادقین سے ہے جو بعض نے بعض کو اُسکے حفظ اور حفاظت کے لیئے کی تھا بہ دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

منقول ہے کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھا کرتے تھے
پھر مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے
وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک
سلطانا نصیرا اور راستہ میں کہتے اللھم انی اسالک بحق السائلین علیک وبحق
ممشای ہذا الیک لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک و
ابتغاء مرضاتک اسالک ان تنقذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر
الذنوب الا انت۔ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو پڑھے جبکہ وہ نماز کے لیے باہر نکلے
اللہ ستر ہزار فرشتے اُسپر تعینات کرتا ہے کہ وہ اُسکے لیے استغفار کرتے ہیں
اور اللہ تعالے اپنے وجہ کریم کے ساتھ اُسکا اقبال کرتا ہے یہان تک کہ وہ
اپنی نماز کو ختم کرے اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے
بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح
لی ابواب رحمتک اور داہنا پانوں دخول کے وقت اور بایان پانوں مسجد
یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ صوفی کا سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے
ہے پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور جب سلام پھیرے تو کہے لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو
علی کل شئی قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ و
ھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ اہل النعمۃ والفضل والثناء الحسن لا الہ الا اللہ
ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور یہ دعا پڑھے
ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم ننانوے اسم آخر تک پھر جب اس سے
فارغ ہو تو کہے اللھم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی و

علی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء واعط الوسیلۃ والمقام المحمود
الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ہو اہلہ واجزہ عنی فضل اجازیت نبیا عن امتہ
وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اللھم
صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین وصل علی محمد الی یوم الدین
اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد واجعل
شرائف صلواتک ونواحی برکاتک رافتک ورحمتک وتحیتک صلواتک
علی محمد عبدک ونبیک ورسولک اللھم انت السلام ومنک السلام والیک
یعود السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یاذوالجلال
والاکرام اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر
بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللھم لا تشمت بی عدوی ولا تسوئ
صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی
اللھم ہذا خلق جدید فافتحہ علی بطاعتک واختمہ لی بمغفرتک ورضوانک
وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلہا منی وتزکہا وضعفہا وما فعلت فیہ من سیئۃ فاغفرلی
انک غفور رحیم ودود رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبیا اللھم اسالک خیر ہذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ واعوذ
بک من شر طوارق اللیل والنہار ومن بغتات الامور وفجاءۃ الاقدار ومن شر
کل طارق یطرق الا طارق یطرق منک بخیر یا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما
واعوذ بک ان اذل او اذل او اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجہل
او یجہل علی عز جارک وجل ثناؤک وتقدست اسماؤک وعظمت نعماؤک
اعوذ بک من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج
فیہا اعوذ بک من حدۃ الحرص وشدۃ الطمع وسورۃ الغضب وسنۃ الغفلۃ

وتعاطی بکلفۃ اللّٰھم انی اعوذ بک من مباھاۃ المکثرین والازراء علے
المقبلین وان انصر ظالما او اخذل مظلوما وان اقول فی العلم بغیر علم او
اعمل فی الدین بغیر یقین اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک
لما اعلم اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک
منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علے نفسک اللھم انت
ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت
اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علے وابوء بذنبی فاغفرلی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اللھم اجعل اول یومنا ھذا صلاحا وآخرہ نجاحا
واوسطہ فلاحا اللھم اجعل اولہ رحمۃ واوسطہ نعمۃ وآخرہ مکرمۃ اصبحنا واصبح
الملک للہ والعظمۃ والکبریاء للہ والجبروت والسلطان للہ واللیل والنہار
وما سکن فیھما للہ الواحد القھار اصبحنا علے فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص
وعلے دین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وملۃ ابینا ابراھیم حنیفا مسلما وما کان
من المشرکین اللھم انا نسالک بان لک الحمد لا الٰہ الا انت الحنان المنان
بدیع السمٰوات والارض ذو الجلال والاکرام انت الاحد الصمد الذی لم یلد
ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یا حی یا قیوم یا حی حین یا حی فی دعوم ملکہ
وبقائہ یا حی محی الموتے یا حی ممیت الاحیاء ووارث الارض والسماء اللھم
انی اسالک باسمک بسم اللہ الرحمن الرحیم وباسمائک اللہ لا الٰہ الا ھو
الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم اللھم انی اسالک باسمک الاعظم
الاجل الاعز الاکرم الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت
یا نور النور یا مدبر الامور یا عالم ما فی الصدور یا سمیع یا قریب یا مجیب
الدعاء یا لطیفا لما یشاء یا رؤف یا رحیم یا کبیر یا عظیم یا اللہ یا رحمٰن

14-7-73

یا ذا الجلال والاکرام الم اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم وعنت الوجوہ للحی
القیوم ویا الیہ والٰہ کل شئ الٰہا واحدا لا الٰہ الا انت اللھم انی اسألک
باسمک یا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ الذی لا الٰہ الا ہو رب العرش العظیم
تعالی اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ہو رب العرش الکریم انت الاول و
الآخر والظاہر والباطن وسعت کل شئ رحمۃ وعلما کھیعص حم عسق الر
الم ن یا واحد یا قہار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا ودود یا غفور ہو اللہ
الذی لا الٰہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا انت
سبحانک انی کنت من الظالمین اللھم اعوذ بک باسمک المکنون المخزون
المنزل السلام المطہر الطاہر القدوس المقدس یا دہر یا دہور یا دیہار یا
ابد یا ازل یا من لم یزل ولا یزول ہو یا ہو لا الٰہ الا ہو یا من لا ہو الا ہو یا من
لا یعلم ما ہو الا ہو یا کان یا کنیان یا روح یا کائن قبل کون کل یا کائن بعد
کل کون یا کونا لکل کون اھیا اشراھیا اوا یای اصبارت یا مجلی عزائم
الامور فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش
العظیم لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع
وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ الدجال وعذاب القبر
ومن فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من شر ما علمت وشر ما لا اعلم
واعوذ بک من شر سمعی وبصری ولسانی وقلبی اللھم انی اعوذ بک من القسوۃ
والغفلۃ والذل والمسکنۃ واعوذ بک من الفقر والکفر والفسوق والشقاق
والنفاق وسوء الاخلاق وضیق الارزاق والسمعۃ والریاء واعوذ بک من الصمم

والبکم والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام اللهم انی اعوذ بک من
زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجارۃ نقمتک ومن جمیع سخطک اللهم
انی اسألک الصلوٰۃ علی محمد وعلی آلہ واسألک من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ
ما علمت منہ وما لم اعلم واسألک الجنۃ وما قرب الیها من قول وعمل اعوذ بک
من النار وما قرب الیها من قول وعمل، واسألک ما سألک بہ عبدک ونبیک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم واستعیذک بما استعاذک منہ عبدک ونبیک محمد صلی اللہ
علیہ وسلم واسألک ما قضیت لی من امر ان تجعل عاقبتہ رشدا برحمتک یا
ارحم الراحمین یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین و
اصلح لی شانی کلہ یا نور السموات والارض یا جمال السموات والارض یا عماد السموات
والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا صریخ المستصرخین
یا غوث المستغیثین یا منتهی رغبۃ الراغبین ویا مفرج عن المکروبین والمروح
عن المغمومین ومجیب دعوۃ المضطرین وکاشف السوء وارحم الراحمین وآلہ العالمین
منزول بک کل حاجۃ یا ارحم الراحمین اللهم استر عوراتی وآمن روعاتی و
قلنی عثراتی اللهم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی و
من فوقی واعوذ بک ان اغتال من تحتی اللهم صعنت حقوتی رضاک ضعفی
وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتهی رضائی اللهم انی ضعیف فقونی اللهم
انی ذلیل فاعزنی اللهم انی فقیر فاغننی برحمتک یا ارحم الراحمین اللهم انت تعلم سری
وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی
ذنوبی اللهم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا
ما کتبت لی والرضا بما قسمت لی یا ذا الجلال والاکرام یا هادی المضلین ویا
راحم المذنبین ومقیل عثرۃ العارفین ارحم عبدک ذا الخطر العظیم والمسلمین کلهم

اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین آمین یا رب العالمین اللہم عالم الخفیات رفیع الدرجات
صفی الروح من امرک علی من تشاء من عبادک غافر الذنب وقابل التوب شدید
العقاب ذی الطول لا الٰہ الا انت والیک المصیر یا من لا یشغلہ شان عن شان
ولا یشغلہ سمع عن سمع ولا تشتبہ علیہ الاصوات ویا من لا تخلطہ المسائل ولا تختلف
علیہ اللغات ویا من لا یتبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک وحلاوۃ رحمتک
اللہم انی اسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا اسألک من خیر ما تعلم
واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللہم
انی اسألک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد وقرۃ عین الابد ومرافقۃ نبیک محمد اسألک
حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللہم بعلمک وقدرتک
علی خلقک احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاۃ خیرا لی اسألک
خشیتک فی الغیب والشہادۃ وکلمۃ العدل فی الرضاء والغضب والقصد فی الغنی
والفقر ولذۃ النظر الی وجہک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرۃ
وفتنۃ مضلۃ اللہم اقسم من خشیتک ما تحول بہ بینی وبین معصیتک ومن طاعتک
ما یدخلنی جنتک ومن الیقین ما تہون بہ علینا مصائب الدنیا اللہم ارزقنا حزن
خوف الوعید وسرور رجاء الموعود حتی نجد لذۃ ما نطلب وخوف ما منہ نہرب
اللہم البس وجوہنا منک الحیاء واملأ قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا عظمتک
مہابۃ وذلل جوارحنا لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا
اخشی لک ممن سواک نسألک تمام النعمۃ بتمام التسویۃ ودوام العافیۃ بدوام
العصمۃ واداء الشکر بحسن العبادۃ اللہم انی اسألک برکۃ الحیوۃ وخیر الحیوۃ و
اعوذ بک من شر الحیوۃ وشر الوفاۃ واسألک خیر ما بینہما احینی حیوۃ السعداء

حیاۃ من تحب لقاءہ و توفنی وفاۃ الشھداء و وفاۃ من تحب لقاءہ یا خیر الرازقین
و احسن التوابین و احکم الحاکمین و ارحم الراحمین و رب العالمین اللھم صل علی
محمد و علی آل محمد و ارحم ما خلقت و اغفر ما قدرت و طیب ما رزقت و تمم ما
انعمت و تقبل ما استعملت و احفظ ما استحفظت ولا تھتک ما سترت فانہ لا الہ
الا انت استغفرک من کل لذۃ بغیر ذکرک و من کل راحۃ بغیر خدمتک و من کل
سرور بغیر قربک و من کل فرح بغیر مجالستک و من کل شغل بغیر معاملتک اللھم
انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ اللھم انی استغفرک من کل
عقد عقدتہ ثم لم اف بہ اللھم انی استغفرک من کل نعمۃ انعمت بھا علی فقویت بھا
علی معصیتک اللھم انی استغفرک من کل عمل عملتہ لک فخالطہ مالیس لک اللھم
انی اسالک ان تصلی علی محمد و علی آل محمد و اسالک جوامع الخیر و فواتحہ و خواتمہ
و اعوذ بک من جوامع الشر و فواتحہ و خواتمہ اللھم احفظ فیما امرتنا و احفظنا عما نھیتنا
و احفظ لنا ما اعطیتنا یا حافظ الحافظین و یا ذاکر الذاکرین و یا شاکر الشاکرین ذکرتکم
ذکرا و نعمتک شکرا و یا غیاث و یا مغیث یا مستغاث یا غیاث المستغیثین
لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین فاھلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلاءنی کلاءۃ
الولید ولا تخل عنی و تولنی بما تتولی بہ عبادک الصالحین انا عبدک ابن عبدک
ناصیتی بیدک جار فی حکمک عدل فی قضائک نافذ فی مشیتک ان تعذب
فاھل ذلک انا و ان ترحم فاھل ذلک انت فافعل اللھم یا مولای یا الہی یا رب
یا انت لہ اھل ولا تفعل اللھم یا رب یا اللہ ما انا لہ اھل انک اھل التقوی و
اھل المغفرۃ یا من لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ ھب لی مالا یضرک و عطنی
مالا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین
انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا و انت خیر الغافرین ربنا علیک توکلنا و الیک

انینا والیک المصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وارزقنا العون علی الطاعۃ والعصمۃ من المعصیۃ وافرغ الصبر فی الخدمۃ وادار الشکر فی النعمۃ واسألک حسن الخاتمۃ واسألک الیقین وحسن المعرفۃ بک واسألک المحبۃ وحسن التوکل علیک واسألک الرضا وحسن الثقۃ بک واسألک حسن التقلب الیک اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد فرجا عاجلا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد وارحمھا کما ربیانی صغیرا واغفر لاعمامنا وعماتنا واخوالنا وخالاتنا وازواجنا وذریاتنا ولجمیع المؤمنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات یا ارحم الراحمین ویا خیر الغافرین۔ اور ہرگاہ کہ دعا مغز عبادت ہے تو یہی ہمکو اچھا معلوم ہوا کہ اُمین سے بہتر حصہ پورا لکھدنیا کہ جسکی برکت کی ہمین امید ہے اور یہ وہ دعائین ہین جنکو شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب مین چھاپا اور نکالا ہے اور اسکی نقل پہ پورا اعتماد ہے اور سمین برکت ہے تو چاہیے کہ ان دعاؤن کے ساتھ دعا مانگے اکیلا ہو یا جماعت مین امام ہو یا مقتدی اور ہمین سے جسقدر چاہے مختصر کرے

پچاسوان باب عمل کے ذکر مین ہے جو تمام دن مین ہون اور تقسیم اوقات مین ہے

از انجملہ یہ ہے کہ ایسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے جسمین قبلہ رو ہوکر نماز پڑھے

الا یہ کہ انتقال اپنا اُسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے اور کسی شی کیطرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو اسواسطے کہ خاموشی اسوقت مین اور ترک کلام کا ایک اثر ظاہر ہے کہ اہل معاملہ اور ارباب قلوب اُسکو جانتے ہین اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کیطرف بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول سورۃ البقر المفلحون تک اور دو آیتین الٰہکم الہ واحد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین اُسکے بعد کی اور آمن الرسول اور آیت اُس سے پہلے کی اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض کو المحسنین تک اور لقد جاءکم رسول آخر تک اور قل ادعوا اللہ دو آیت اور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا اور ذوالنون اذ ذہب مغاضبا سے تا خیر الوارثین اور دو آیت فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون اور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۂ والصافات اور لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحدید تا بذات الصدور اور آخر سورۃ الحشر لو انزلنا کو پڑھے بعد ازان تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ سے کرے جب اِس سے فارغ ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اوراد و اذکار سے اشتغال کرے اور برابر اسیطرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا اسوقت قطعًا مکروہ ہے پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلی پر قیام قبلہ رو کرے اور قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کیطرف چلے اور اسیطرح اُلٹے قدمون سے پیچھے ہٹے اور پشت قبلہ کیطرف نکرے اسواسطے کہ دوام استقبال قبلہ اور ترک کلام و خواب اور دوام ذکر مین اسوقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہے جسکو ہمنے الحمد للہ مین پایا اور ہم بھی وصیت

طالبین کو کرتے ہین اور اسکا اثر اس شخص کے حق مین جو اذکار کے درمیان قلب اور زبان سے جمع کرتا ہے اکثر اور اظہر ہے اور یہ وقت اول نہار ہے اور دن آفات کا مقام ہے پھر جبکہ اُسکا دل اس رعایت سے مستحکم ہو جائیگا تو اُسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اس بنیاد پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور وہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ہے جو ابراہیم تیمی کو اُنھون نے سکھلایا تھا اور ذکر کیا کہ اُسنے یہ مسبعات عشر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب اُسپر مداومت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبعات عشر دس چیزین سات سات بار ہین سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس اور والدین اور مومنین اور مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللھم افعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف رحیم۔ اور روایت ہے کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازان کہ خضر سے اسکو سیکھا تو خواب مین دیکھا کہ وہ بہشت مین داخل ہوا اور فرشتون اور انبیا علیہم السلام کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شاید اسواسطے تھا کہ اُسنے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جبکہ مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف آوے یہانتک کہ ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سر آئینہ جو مین ایک مجلس مین بیٹھون جسمین فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرون تو وہ مجھے محبوب تر اس سے ہے کہ چار غلام آزاد

کرون بعد ازان دو رکعت نماز ادا قبل اسکے کرے کہ اپنی نشستگاہ سے پھرے اسواسطے کہ ہر آئینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کہ آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اُسوقت کی رعایت کا ظاہر ہوتا ہی اور جب دو رکعتین ارادہ کو جمع اور فہم کو حاضر اور جو پڑھتا ہی اسکو سوچ بچار کر پڑھ چکے تو اپنے باطن مین افزاور نورا ور روح و انس پاتا ہی جب کہ وہ صادق ہوا اور جو شخص کہ اسکو برکت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کا ملے تو واجب ہے کہ ان دو رکعتون مین سے پہلی رکعت مین آیۃ الکرسی اور دوسری مین آمن الرسول اور اللہ نور السموات والارض آخر آیت تک پڑھے اور ان دو رکعت مین نیت اسکی شکر الٓہی اور اسکی نعمتون پر ہو جو اسکے دن اور رات مین پہونچین پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین معوذتین ایک ایک رکعت مین ایک سورت پڑھے اور یہ نماز اسکی اس لیے ہی تاکہ وہ اپنے دن اور رات کے شر سے پناہ اللہ تعالی کے ساتھ مانگے اور ان دو رکعتون کے بعد کلمات استعاذہ اور پناہ مانگنے کا ذکر کرے اور کہے اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر السامۃ و الہامۃ و اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر عذابہ و شر عبادہ و اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر ما یجری بہ اللیل والنہار ان ربی اللہ لا الٰہ الا ہو علیہ توکلت و ہو رب العرش العظیم اور پہلی دو رکعت کے بعد اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو و اصبحت مرتہنا بعملی و اصبح امری بید غیری فلا فقیر افقر منی اللھم لا تشمت بی عدوی ولا تسئ بی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی اللھم اعوذ بک من الذنوب التی تزیل النعم و اعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم۔ بعد ازان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات مین کرے

اسکے واسطے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی وگرنہ استخارہ
جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ کرتا ہی
پڑھتا ہی اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور
دعاء استخارہ پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہ گذرا ہی اور سمجھتا
رہے کہ ہر قول اور عمل جسکو مین آج چاہتا ہون تجھمین خیر ہے اور [illegible] دو رکعت اور پڑھے
پہلی رکعت مین سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ [illegible] اسکے بعد یہ

اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف
الاشیاء عندی واقطع عنی حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین
اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر عینی بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شیء منی یا ارحم
الراحمین پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو
پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کر اسے دنیا کا کوئی شغل نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ نفل اور
شغل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر دو پہر تک ادا کرے اور اگر ان لوگون سے
ہو جنھے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے عیال کے لیے تو چاہیے کہ
اپنی حاجت اور مہمات کا امضا کرے بعد اسکے کہ دو رکعت نماز گھر سے باہر نکلنے
کے لیے پڑھے اور اسیطرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر نہ نکلے مگر
بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو باہر جانے کی برائی سے
بچا لے اور گھر مین نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو اندر
آنے کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازان جب گھر والون کو دیکھے وتیرہ سے سلام
کرے اور جو گھر مین کوئی نہ ہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علے عباد اللہ
الصالحین المومنین اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اسوقت تک نماز چاشت
پڑھے اور اگر سہر قضا ہو تو ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ

رکعتین لانبی لانبی پڑھے اور قرآن اسمین پڑھے اسواسطے کہ ہر آئمہ بعض صالحین سے وہ تھے جو نماز مین قرآن ایک دن رات مین ختم کرتے تھے و گرنہ چند رکعات خفیفہ سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے ساتھ پڑھے جنمین دعا ہو جیسے یہ آیت ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر اور مثل اس آیت کے ہر ایک رکعت مین پڑھے خواہ ایک مرتبہ پڑھے خواہ اُسے دُہرائے جسقدر رکہ چاہے اور طالب کے حق مین یہ اندازہ کیا جاتا ہی کہ اس نماز کے جسکا ہمنے ذکر بعد طلوع آفتاب کیا ہی اور نماز چاشت کے درمیان سو رکعت خفیفہ پڑھے اور صالحین سے بعضے وہ تھے جنکا ورد رات دن مین سو رکعت اور دو سو رکعت اور پانسو رکعت اور ہزار رکعت تک تھا اور جسکو دنیا کا کوئی شغل نہ ہو اور اُسنے دُنیا کو اہل دنیا پر چھوڑ دیا ہو تو اُسکی کیا آرزو ہی اور کیا شان ہی کہ بفائدہ وقت گذرانے اور اللہ تعالے کی خدمت اور عبادت مین عیش نہ کرے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ اُس بندہ کا دل اللہ تعالی کے ساتھ پورا مشغول نہین ہوتا درحالیکہ اُسکو دُنیا مین حاجت ہو پھر جبکہ آفتاب بلند اور صبح کی نماز سے ظہر تک وقت ادھیا جائے جس طرح کہ عصر ظہر اور مغرب کے درمیان تنصیف کرتا ہی تو نماز چاشت پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل اوقات ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہی کہ بچہ شتر آفتاب کی گرمی سے ماں کے سایہ مین سوئے اور بعض نے کہا کہ چاشت کو اُسوقت ادا کرین کہ آفتاب کی گرمی سے پانون کو پسینا آجائے اور نماز چاشت کی کم سے کم دو رکعت ہین اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہین اور ہر دو رکعت کے پیچھے اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر یہان پر کوئی حق ہو جو مستحب ہی اُسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار پرسی یا جہان جاوے

وگرنہ علی الدوام اللہ تعالے کے لیے کام کرے بدون اسکے ظاہر و باطن اور
قلب و قالب باطن سستی آوے ؛ گرنہ باطن مین عمل کرے اور اُسکی ترتیب یہ ہے
کہ وہ پڑھے جبتک کہ انشراح خاطر ہو اور نفس اُسکا اجابت کرے۔ پھر اگر
تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اسواسطے کہ صرف تلاوت
نفس پر نماز سے سبک تر ہے پھر اگر تلاوت سے بھی تھک جائے ذکر اللہ تعالے
بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرأت سے سبک تر ہے پھر اگر ذکر سے بھی
تھک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور
مراقبہ قلب کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے ہے سو جبتک یہ علم اسکے قلب کے
ساتھ ہے تو وہ مراقبہ ہے اور مراقبہ عین ذکر ہے اور اُس سے افضل ہے پھر اگر اس سے
بھی عاجز ہو اور اُسکے وسوسے مالک بنجائین اور حدیث نفس اُس کے
باطن مین ہجوم کرین تو چاہیے کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند مین سلامتی ہے وگرنہ
کثرت حدیث نفس کی قلب کو سخت کر دیتی ہے جس طرح کہ کثرت کلام کی دل کو
سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام بغیر زبان کے ہے سو اس سے پرہیز کرے
سہل بن عبد اللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث نفس ہے اور طالب اپنے باطن کا
اعتبار اسیقدر رجا رہتا ہے جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار رجا رہتا ہے اسواسطے کہ وہ
نفس کی حدیث اور اُن چیزون کے سبب سے جو اُسے متخیل ہوتی ہین اُن
چیزون کے یاد کرنے سے جو گذر گئین اور دیکھین اور سنین مثل ایک دوسرے
شخص کے اپنے باطن مین ہے پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی
مقید کرے جس طرح کہ ظاہر کو عمل اور روح ذکر سے مقید کرتا ہے اور جائز ہے
اُس طالب کے لیے جو بجہ ہو کہ نماز چاشت کی استوا سے روز تک سو رکعتین
اور پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعتا ہین جنکو خفیف پڑھے یا کہ ہر دو رکعت مین

ایک حصہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات کے سونا بہتر ہی۔ سفیان نے کہا ہی کہ اِس قوم کو اچنبھے کی بات معلوم ہوتی تھی جبکہ وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اِس غرض سے کہ طلب سلامت کرین اور اِس سونے مین بہت سے فوائد ہین از انجملہ ایک یہ ہی کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار ہی اور ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہی اور قالب باقی دن اور اُسکے عمل کے لیے مصفا ہوتا ہی اور نفس جب آرام پا چلتا ہی تو وہ پھر تازہ دم کام مین ہوتا ہی سو دن کی نیند سے جاگنے کے بعد نفس باطن مین اور ہی فرحت اور شوق کو پیدا کرتا ہی جیسا کہ صبح کے وقت نہانا پس طالب صادق کے لیے دن مین دو دن ہوتے ہین جنکو اللہ تعالے کی خدمت اور عمل مین کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہی اور سزاوار ہی کہ قیلولہ سے ایک ساعت پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استوا و زوال تیار ہو رہے اس طرح کہ وقت استوا وہ قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا ہو قال اللہ تعالے واقم الصلٰوۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم کر اور فرمایا کہ پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا قول ہی کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہی اور قبل از غروب آفتاب نماز عصر ہے اور من انا اللیل فسبح سے مراد نماز عشا کے آخر ہی اور اطراف النہار سے مراد ظہر اور مغرب ہی اسواسطے کہ ظہر دن کی طرف اول کے آخر مین نماز ہی اور دوسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہی اور اُسی مین نماز مغرب ہی تو ظہر طرف اول سے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر پس طرف آخر کا استقبال بیداری اور ذکر سے

کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور ہر آئینہ خواب روز اور قیلولہ
کی طرف از سر نو عود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال
مین سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا وقت
قبل از ظہر اُسکے اول اوقات مین ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول وقت
کی اس نماز سے رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گذر
گیا ہو قبل از موذن وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے
اور اذان اس حال مین سنے کہ اس نماز کو ادھیا چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے
مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن مین اُسکو کدورت معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت
سے جسکا اتفاق پڑا ہو تو اللہ تعالے سے استغفار کرے اور اُسکی طرف تضرع
اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر اسوقت کہ باطن کو پھر اپنے
حال پر صفائی سے نہ پائے اسواسطے کہ جو لوگ حلاوت مناجات کا ذائقہ
پانے والے ہین اُنکے لیے ضرور ہے کہ نماز مین صفائی اُنس حاصل کرین اور
تھوڑے مباح مین جانے سے مکدر ہو جاتے ہین اور اُس سے اُنکے باطنو نپر
ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات صرف اختلاط اور صحبت
اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالطت اور مجالست کو عبادت
ٹھہرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیات مقربین ہین تو نماز مین کھڑا نہ ہولا
جب کہ یہ بستگی دور اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا رفع ہونا اس طریق
سے ہے کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالی صدق سے کرے
اور یہ جو کدورت کہ اہل اور اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہی اُسکی دوا یہ ہے
کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو اُنکی طرف میلان تمام نہ کرے اور قلب مین

چوری کی نظر سے اللہ تعالےٰ کی طرف ناظر رہے سو یہ نظرات اس مجالست کی
کفارہ ہو جاتی ہین مگر جبکہ قوی الحال ہو کہ اُسکو خلق محجوب حق سے نہ کرے
اور اس صورت مین بستگی اُسکے باطن مین نہ آئے گی پس جب وہ داخل ہوا
نماز مین نہ پایا اُسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ خوش ہوا نفس
اسکا طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اُسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے
اسواسطے کہ مجالست اور مخالطت کرتا تھا اور آنکھ ظاہر کی دیکھتی ہے خلق کو اور
آنکھ قلب کی دیکھتی ہے حضرت الٰہی کو پس اس صورت مین بستگی اسکے باطن
مین نہ آئے گی۔ اور نماز زوال جبکا ہم نے ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہے اور
باطن کو ظُہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نماز زوال مین بقدر سورۂ بقر کے
بڑے دنون مین پڑھے اور چھوٹے دنون مین جو اُس سے قلیل ہو اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے وعشیا وحین تظہرون اور وہی اظہار ہے پھر اگر سنت کے بعد فرض کیلیے
جماعت کے اکھٹے ہونے کا انتظار کرے اور وہ دُعا جو نماز فجر کے فرض و سنت
کے درمیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسیطرح وہ ہے جو وارد ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے اُسکے ساتھ فجر کی نماز مین دُعا کی پھر جب کہ ظُہر کی نماز سے فارغ ہو
تو سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس ۳۳
تینتیس ۳۳ بار پڑھے جیسا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر اُن تمام آیات
جنکا فجر کی نماز کے بعد ہمنے ذکر کیا ہے اور دعاؤن پر بھی اندازہ کیا جائے تو یہ
خیر کثیر اور فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالےٰ
کے لیے زیادہ نہین سمجھتا بعد ازان ظُہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو زندہ
اور آباد کرے جسطرح کہ عشائین کے بعد اُس ترتیب کے موافق جسکا ہم نے
ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہے اور جو ہمیشہ شب بیدار ہو تو

وہ بڑے دنون مین ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو ظہر عصر کے
درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جسمین ایک چوتھائی قرآن
پڑھے یا کہ اُسکو چار رکعت مین پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہے اور جو ارادہ
اُسکا کرے کہ اُسوقت کو بڑے دنون مین سو رکعتون سے زندہ کرے تو یہ
ممکن ہے یا بیس رکعتون سے جسمین قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھے کہ ہر ایک
رکعت مین پچاس ہوئین اور زوال سے پہلے مسواک کرے جبکہ وہ روزہ دار نہ
ہوا اور روزہ نہ ہو تو جسوقت مُنھ کے مزہ مین فرق آوے اور حدیث مین ہے
کہ مسواک مُنھ کی پاک کرنے والی ہے پروردگار کی پسندیدہ ہے اور فرضون کے
ادا کرنے کے وقت مستحب ہے۔ بعض علما کا قول ہے کہ نماز جو مسواک کرنے کے
ساتھ ہو اسکو بغیر مسواک کی ہوئی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہے اور بعض کا قول ہے
کہ یہ خبر وارد ہے اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز مین بیس رکعت
مین ہر ایک رکعت کے اندر ایک آیت یا بعض آیت پڑھے تو پہلی رکعت مین
پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار بعد ازان
دوسری رکعت مین ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم
الکافرین بعد ازان ربنا لا تواخذنا آخر سورۃ تک بعد ازان ربنا لا تزغ
قلوبنا الآیۃ بعد ازان ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان الآیۃ بعد ازان
ربنا بما انزلت بعد ازان انت ولینا فاغفر لنا بعد ازان فاطر السموات والارض
انت ولیی بعد ازان ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن الآیۃ بعد ازان وقل رب زدنی
علما بعد ازان لا الہ الا انت سبحانک بعد ازان رب لا تذرنی فردا بعد ازان
وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین بعد ازان ربنا ھب لنا من ازواجنا
بعد ازان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل

صالحا ترضاه وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین بعد ازان یعلم خائنۃ
الاعین وما تخفی الصدور بعد ازان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت
علے الآیہ سورۃ الاحقاف سے بعد ازان ربنا علیک توکلنا بعد ازان رب
اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات ولا تزد الظالمین
الا تبارا جب کبھی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے اور نماز مین ان
آیات کی پاس اور حفظ سے جو دل وزبان کی موافقت سے ہو قریب ہے کہ
بندہ مقام احسان تک پہونچ جائے اور اگر کسی ایک آیت کو ان آیات مین سے
ظہر یا عصر مین دہراوے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے سرگوشی کرنیوالا ہوگا
اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور نماز پڑھنے والا ہوگا اور عمل مین
کوشش اور دن کے اجزا مین پوری لذت وحلاوت کا حاصل ہے زحمت
کرنا نہین راست آویگا مگر اُس بندہ کے لیے جسکا دل کمال تقوی اور کمال
زہد فی الدنیا سے پاک اور صاف ہو اور اُس سے ہوی کی متابعت لے لی گئی
ہو اور جبتک کسی ایک شخص مین تقوی اور زہد اور ہوی سے بقیہ موجود
ہو تب تک عمل مین اُسکی فرحت دائمی نہ ہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہوگا
اور ایک وقت غمناک ہوگا اور نوبت اسمین نشاط اور کسل کی ہوگی بواسطے
کہ کسی قدر ہوی کی متابعت باقی ہے کیونکہ اُسکا تقوی ناقص ہے یا محبت
دنیا کی اُسمے ہے اور جب کہ زہد اور تقوے مین صحیح اور پختہ ہوگیا تو جوارح
کا عمل ترک بھی ہوگیا تو وہ عمل قلب سے فتور مین نہ پڑیگا پس جو شخص چاہیے
کہ ہمیشہ اُسے راحت ملے اور عمل اسکو کوشش مزہ دار معلوم ہو تو اُسپر واجب ہے
کہ مادہ ہوی کو گداختہ کرے اور ہوی و راحت نفس بھی زائل نہین ہوتی
مگر اُسکی متابعت دور ہوجاتی ہے اور نبی علیہ السلام سنے وجود ہوی سے

پناہ نہین مانگی مگر اُسکی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہی اور فرمایا
اعوذ بک من ہوی متبع اور نہ پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت
نفس کی ہی مگر اُسکی طاعت سے پناہ مانگی اور فرمایا شح مطاع اور متابعت
ہوی کے دقیقے اور باریکیان اُسیقدر ظاہر ہوتی ہین جسقدر کہ قلب مین
صفائی اور حال مین علو اور بلندی ہو اسواسطے کہ بندہ کبھی ہوی کا تابع
ہوتا ہی اس طرح پر کہ خلق کی صحبت اور اُنکی بات چیت شیرین اور اچھی معلوم
ہوتی ہی یا کہ اُنکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہی اور کبھی ہوی کا تابع اس طرح
پر ہوتا ہی کہ وہ سونے اور کھانے پینے مین اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور اسکے
سوا اور چیزون مین جو اقسام ہوی سے ہین جسکی تبعیت کیجاتی ہی اور یہ شخص
اُس شغل کا ہی جسکے لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہین ہی۔ بعد اذان عصر کے
قبل چار رکعتین پڑھے پھر اگر اُسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے
ممکن ہی تو یہ اتم واکمل ہی اور اگر غسل کر لیا کرے تو اور بھی افضل ہی کیونکہ
یہ سب باتین ایسی ہین کہ باطن کی نورانی اور نماز کے تکمیل کرنے مین اُنکا اثر
ظاہر ہی اور عصر کے پہلے چار رکعتون مین اذا زلزلت اور والعادیات اور القارعۃ
اور الہٰکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض ایام مین اُس کے اندر
والسماء ذات البروج کو داخل قرأت کرے اور مین نے سُنا ہی کہ سورۃ البروج
کا عصر کی نماز مین پڑھنا دنبلون سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور عصر کی نماز
کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات اور دُعا اور دوسری چیزون سے لکھی ہین جو کچھ
آسان معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا نماز کے نوافل کا وقت گیا
ذکرون کا اور تلاوت کا وقت باقی ہی اور اُس سے افضل اس شخص کی مجالست
اور صحبت ہی جو اُسکو دُنیا سے بے رغبت کرے اور اُسکا کلام تقوی و تشنگی کو

اُست اور درست کرے یعنی وہ علما جو دُنیا سے بے رغبت ہین اور اُن باتون کے
ساتھ کلام کرنے والے ہین جو مریدون کی عزیمت اور آہنگ کو تقویٰ کرتے ہین
پھر جبکہ کہنے والے اور سننے والے کی نیت صحیح ہوئی تو یہ صحبت اور ہمنشینی اس سے
افضل ہی کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر اذکار کی مداومت کرے اور اگر یہ صحبت موجود
نہ ہو اور متعذر ہو تو پھر چاہیے کہ انواع اقسام کے اذکار کا ورد زائد رکھے اور
اگر اسوقت اپنے حوائج اور امور معاش کے لیئے اُسکا باہر جانا ہو تو یہ اولے اور
افضل اس سے ہی کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے او گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ کہ
با وضو ہو اور علما کی ایک جماعت نے نماز عصر کے بعد تحیت طہارت کی نماز کو مکروہ
رکھا ہی اور مشائخین اور صالحین نے اُسکی اجازت دی اور جب کبھی اپنے
گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ ماشاء اللہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللھم الیک خرجت
انت اخرجتنی اور چاہیے کہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز جسقدر
ہو سکے صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو اسلیئے کہ
تھوڑا احسن نیت کے ساتھ بہت ہی۔ اور روایت ہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے
سائل کو ایک انگور فقط دیا ہی اور فرمایا کہ ہر آئینہ اسمین بہت سے ذرون کا وزن
ہے اور حدیث مین آیا ہی کہ ہر ایک شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے
زیر سایہ ہے اور بندہ ابن ذکر سے از عصر تا بمغرب سو مرتبہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول ہی کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ اسکو کہا تو اُس کے لیے
دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہو گا اور اُسکے لیے سو نیکیان لکھی جائینگی اور
اُس سے سو برائیان مٹائی جائینگی اور اسکو شیطان سے حفظ اُس دن مین ہو گا
تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اُس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے

زیادہ پڑھے گا اور دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اسواسطے کہ ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے اپنے دن بھر مین دو سو مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین تو کسی نے اپنے دن مین عمل نہین کیا کہ افضل اُسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور سو مرتبہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اور سو مرتبہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسالہ التوبۃ اور سو مرتبہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور مغرب کے بعضے فقراء کو مین نے دیکھا ہے کہ اُنکے پاس تسبیح تھی جسمین ہزار دانے تھے اور ایک ہتھیلی مین رکھتا تھا نذکور ہوا کہ اُسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اُسکو بارہ مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ ورد جناب رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایکدن رات مین تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک دن رات مین اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید الارکان سبحان من یذہب باللیل ویاتی بالنہار سبحان من لا یشغلہ شان عن شان سبحان الحنان المنان سبحان المسبح فی کل مکان۔ روایت ہے کہ بعضے ابدال سمندر کے کنارے سو رہے تو اس تسبیح کو اُسنے رات کو سوتے ہوے سنا کہا کون ہے جسکی آواز مین سنتا ہون اور اُسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اُسنے کہا کہ مین فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالے کی تقدیس اس تسبیح کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے تو کہا حیلہائیل ہے پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہے جواب دیا کہ جس نے اُسے سو بار کہا تو وہ نہین مرے گا یہان تک کہ

وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا اُسکو دکھلائی جائے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام سے دریافت کی کہ مقالید السموات والارض آپ نے فرمایا کہ تمنے مجھ سے ایسی بڑی چیز کی نسبت سوال کیا جسکو تمھارے سوا کسی دوسرے نے نہین پوچھا اور وہ یہ ہے لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ عز وجل واستغفر اللہ الاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وہو علے کل شی قدیر۔ جسنے دس مرتبہ صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا اُسے چھ خصلتین عطا کیجاتی ہین تو پہلی خصلت یہ ہے کہ وہ شیطان اور اُسکے لشکر سے محفوظ و مصون رہتا ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسرے یہ کہ اُسکا درجہ بہشت مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسکو حوران کشادہ چشم سے متزوج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلب آمرزش کرتے ہین چھٹے یہ کہ اُسکے لیے اجر اتنا ہی ہوتا ہی جیسے کہ کسی نے حج اور عمرہ کیا اور شام کے وقت یہ بھی کہے اور صبح کے وقت اللہم انت خلقتنی وانت ہدیتنی وانت تطعمنی وانت تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی انت ربی لارب لی سواک ولاالٰہ الا انت وحدک لاشریک لک اور کہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمت من اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ اور کہے حسبی اللہ لاالٰہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم بعد ازان وضو اور طہارت کے شب کا استقبال کرنے کو تیار ہو اور مسبعات غروب سے پہلے پڑھے اور برابر تسبیح اور استغفار مین ہو اور غروب کے وقت بھی پڑھے سورۂ والشمس واللیل اور معوذتین اور استقبال شب مثل استقبال روز کے کرے اللہ تعالے

نے فرمایا ہو وھو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورًا
سو جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہو اور دن کے پیچھے رات تو یہ سزاوار ہے
کہ ذکر اور شکر سے ایک کو دوسرے کے پیچھے لاوے کہ انکے درمیان کوئی چیز
نہ ہو جس طرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حائل نہین ہوتی اور
ذکر کل اعمال قلب ہین اور شکر اعمال جوارح ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہو
اعملوا ال داؤد شکرًا یعنی ای آل داؤد شکر کرو اور اللہ تعالی توفیق دینے والا
اور مدد کرنے والا ہو

اکیانوان باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان مین ہے

مریدون کا ادب شیخون کے ساتھ حضرات صوفیہ کے نزدیک ضروری آداب
سے ہے اور سنین قوم کو اقتدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے
صحابہ علیہم الرضوان کی ہو اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے فرمایا ہو یا ایہا الذین آمنو
لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی ای ایمان والو
پیشدستی مت کرو روبرو اللہ اور اسکے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے رہو تحقیق
اللہ سننے والا جاننے والا ہو۔ عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت ہو کہ کہا ایک گروہ
بنی تمیم کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ
قعقاع بن معبد کو امیر کر اور عمر نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا
کر ابو بکر نے کہا تم نے نہین ارادہ کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ مین نے
تیرے خلاف کا ارادہ نہین کیا سو وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ ان دونون کی
آوازین بلند ہوئین تب اللہ تعالے نے نازل فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا
الآیۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لا تقدموا کے معنی ہین لا تتکلموا

بین یدی کلامی یعنی آپکے کلام کے سامنے مت کلام کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ لوگ
قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرلیا کرتے تھے سو وہ تقدیم
قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے گئے اور بعضوں نے
کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اس امر مین یہ نازل
کیا جاتا سو اللہ تعالے نے اسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ اپنے نبیؐ کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تاکہ وہ فرمان وہ تمھارا ہو وے
اور اسیطرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ مسلوب الاختیار ہو کہ نہ وہ اپنے
نفس مین تصرف کرتا ہی اور نہ اپنے مال مین مگر شیخ کی طرف رجوع اور اُسکے
امر کے ساتھ کرے اور ہر آئنہ اس بات کو ہمنے باب مشیخت مین پورا لکھا ہی
اور بعض نے کہا لاتقدموا لاتمشو بین یدی رسول اللہ یعنی تقدم اور سبقت مت
کرو اپنے رسول اللہ کے سامنے اور آگے مت چلو۔ اور ابو الدرداؓ نے روایت
کی کہا مین ابی بکرؓ کے آگے چلتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تو اُس شخص کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے دُنیا اور آخرت مین بہتر ہی اور بعض نے
کہا یہ آیت اُن اقوام کے حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوتے پھر جب کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ
لوگ اُسمین غور کرتے اور قول و فتوے کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اُس سے
نہی کیے گئے اور اسیطرح مرید کا ادب شیخ کی مجلس مین ہی سزاوار یہ ہے کہ
کہ خاموشی کو لازم پکڑے اور اُسکے حضور مین کچھ کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ
شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب مین اُسکے لیے گنجائش پائے اور مرید
کی شان مین الشیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہے کہ جو دریا کے کنارے

بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہو جو اُسکی طرف بھیجا جائے اور استماع کی طرف تاک
رکھین اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اِسکی ارادت اور طلب کو متحقق
کرتا ہو اور فضل آلہی سے جو اُس سے مزید ہوا ور قول کی طرف نظر کرنا اُسکو مقام
طلب اور افزون خواہی سے اِس مقام کی طرف رد کرتا اور پھیرتا ہو جسمین ایک
شئی کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہوا اور یہ مرید کا گناہ ہو اور سزاوار یہ ہو کہ اُسکی
نگہداشت مبہم اپنے حال کی طرف ہو جسکا انکشاف و استفسار شیخ سے سوال
کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری مین زبانی سوال کا محتاج نہ ہو بلکہ
شیخ اِسکو جو چاہے وہ ابتداءً کہے اِسواسطے کہ شیخ چاہتا ہو کہ جو کہے وہ حق کے
ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی مین اپنے قلب کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلند
کرتا ہو اور اُنکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور انکو پلانا چاہتا ہو سو اُس کی
زبان اور اُس کا دل دونون اُن طالبون کے احوال سے جو محتاج
اُس کے ہین کہ جس کے ساتھ اُس پر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف
ماخوذ اور منجر ہین اِس واسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور چشمداشت اپنے
قول کی طرف جانتا ہے اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار مین لانا
اور اعتبار اِس کا کرنا سمجھتا ہے اور قول تخم کی مثال ہے جو
زمین مین پڑتا ہے سو جب کہ تخم خراب ہوتا ہے تو وہ نہین جمتا اور
کلمہ کی خرابی اور فساد اِس سبب سے ہوتا ہے کہ اُس مین ہوی کو دخل
ہوتا ہے پس شیخ کلام کے تخم کو ہوی کے شائبہ سے پاک صاف
کرتا ہے اور اُسے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ سے
مدد اور راستی مانگتا ہے اُس کے بعد بات کہتا ہے لہذا کلام اُس کا
حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہے اسی واسطے

شیخ مریدون کے لیے امین الہام ہو جس طرح سے کہ جبرئیل امین وحی ہو سو جس طرح کہ جبرئیل وحی مین خیانت نہین کرتا ہو شیخ الہام مین خیانت نہین کرتا اور جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوا سے نطق نہین کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسول اللہ کا ہو ہوائے نفس سے کلام نہین کرتا اور ہوائے نفس قول مین دو شے کے ساتھ ہو اُن دو مین سے ایک خواہش جلب قلوب کی اور منھون کو اپنی طرف پھیر لیتا ہو اور شیخون کے شان سے یہ نہین ہے اور دم نفس کا ظہو کرنا کلام کی شیرینی اور اچنبھے کے ساتھ ہو اور محققین کے نزدیک یہ ایک خیانت ہو اور شیخ اُن باتون مین جو اُسکی زبان پر جاری ہوتی ہین حفتہ نفس ہو کہ مطالعہ حق کی نعمتون کا اُنمین مشغول شکو کرتا ہے خط گرده ظہو نفس کے فوائد سے ہو جو شیرین زبانی اور اچنبھے کے ساتھ ہوتا ہے پس جو کچھ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکے ساتھ شیخ پر جاری کرتا ہو اُسکے لیے شیخ مستمع ایسے ہی ہوتا ہو گویا کہ منجملہ مستمعان ایک وہ بھی ہوتا ہو اور شیخ ابو السعود رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یارون سے کلام ان چیزون سے جو اسکی طرف القا من اللہ ہوتی تھین اور وہ کہا کرتے کہ مین اس کلام مین مستمع ایسا ہی ہون جیسا کہ ایک تم مین سے مستمع ہو سو اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل مین ڈالا اور کہا ہر گاہ کہ وہ قائل ہو تو وہ جانتا ہو جو کچھ کہ وہ کہتا ہو وہ کیونکر مستمع کی مثال ہو سکتا ہو جو نہین جانتا یہان تک کہ وہ اُس سے سُنے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اُسی رات خواب مین اُسنے دیکھا ایک کہنے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیون کی طلب مین دریا کے اندر غوطہ نہین لگاتا اور سیپیون کو اپنے توبڑہ مین جمع نہین کرتا ہے اور موتی کو اُسکے ساتھ حاصل کیا مگر وہ نہین دیکھتا الا اسوقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہے اور

سوتیوں کے دیکھنے مین اُسکے شریک وہ لوگ ہوتے ہین جو کہ دریا کے کنارے پر
ہین سو خواب مین اِس معاملہ مین شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب حسن خاموشی
اور بجھنا اور افسردگی ہے یہان تک کہ شیخ اِس کلام مین ابتدا کرے جسمین اسکی
قولاً و فعلاً شرکت ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے اِس قول الٰہی لاتقدموا بین یدی اللہ و
رسولہ کوئی منزلت اُسکی منزلت سے مت طلب کرو اور یہ آداب کے محاسن
اور اعزازات سے ہے اور مرید کے سزاوار یہ ہے کہ اپنے نفس کی منزلت شیخ
کے اوپر منزلت طلب کرنے کے ساتھ سخن رانی نہ کرے بلکہ ہر ایک منزلت عالی
اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مواہب غریبہ کی تمنا شیخ کیلئے
کرے اور اُس سے مرید کا جوہر حسن ارادت مین ظاہر ہوتا ہی اور یہ مریدون
مین اور یہ بات واجب الوجود اور نادر ہوتی ہے پس اُسکی ارادت جو شیخ
کے لیے اُس سے زیادہ عطا کرتے جسکو اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہی اور
ادب ارادت کے ساتھ قائم رہتا ہی۔ سری رحمۃ اللہ نے کہا ہی کہ حسن ادب
ترجمان عقل ہے اور ابو بکر بن حنیفت نے کہا ہی کہ مجھ سے ادہم نے کہا کہ ای فرزند
عمل کو اپنے نمک بنا اور ادب کو اپنے آٹا بنا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف
کُل ادب ہے ہر ایک وقت کا ادب ہے اور ہر ایک حال کا ادب ہے اور
ہر ایک مقام کا ایک ادب ہے سو جو شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے
تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچتا ہی اور جو کوئی ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہے
اُس جگہ سے کہ قرب کا ظن کرتا ہی اور اُس جگہ سے کہ قبولیت کی اُمید رکھتا ہی
مردود و مطرود ہے اور یہ آیت اللہ تعالےٰ کی تادیب سے نسبت اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ یعنی اپنی آوازون
کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو۔ ثابت بن قیس بن شماس کے کان مین گرانی

تھی اور بڑی آواز اُسکی تھی سو جب وہ کسی آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز
سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کیا کرتا تو اُسکی
آواز سے آپکو اذیت پہونچا کرتی تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اُسکو
اور دوسرون کو تادیب کرے ۔ حدیث مین ہے عبداللہ بن زبیر سے کہ اقرع
بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابوبکرؓ نے کہا کہ اسے اپنی
قوم پر سردار بنائیے تو عمرؓ نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے یا رسول اللہ سو دونون
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باہم مکالمہ کیا یہانتک کہ
اُن دونون کی آوازین بلند ہوئین تو ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تو نے ارادہ نہین
کیا مگر میرے خلاف کا اور عمرؓ نے کہا کہ تو نے ارادہ نہین کیا مگر میرے خلاف
کا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمرؓ جب کبھی حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سُنائی نہ دیتا یہانتک کہ اُنسے
پوچھا جاتا اور بعضون نے کہا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکرؓ نے
قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اُس شخص کی طرح
جو صاحب سر آہستہ کہتا ہے پس اسیطرح سزاوار ہے کہ مرید شیخ کے
ساتھ ہو آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے
ہان مگر جبکہ شیخ اُسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے اُٹھاتا
ہے اور جب وقار دل مین قرار پاتا ہے تو زبان کہنے سے بند ہوجاتی ہے اور
بعضے اوقات بعضے مریدون کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ
اُتر جاتا ہے کہ مرید کو یہ طاقت نہین ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور
کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابو النجیب
سہروردی رحمہ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا

ٹیکا کرتا اور مین چاہتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جائے سو مین جب کہ
شیخ رحمہ اللہ تعالے آتے تو یہ حالت اپنی پاتا اور اُسکے قدوم مین برکت اور
شفا ہوتی تھی اور مین ایکدن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی
جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً
میرا پانون اُسپر پڑگیا اس سے میرا باطن رنجیدہ ہوا اور اُس سے مجھے
خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی مندیل پہ پانون پڑگیا اور میرے باطن سے وہ
احترام پیدا ہوا کہ اُسکی برکت کی مجھے امید ہو۔ ابن عطا نے اس آیت
کے معنی مین لاترفعوا اصواتکم کہا ہے کہ یہ ایک زجر اور جھڑکی ادنی خطا پر ہے
تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ بڑھائے۔ اور یہین سہل کا
یہ قول ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب تم مت کرو اس طور
پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو۔ اور ابوبکر بن طاہر نے کہا ہو کہ رسول
علیہ السلام سے ابتدا الخطاب نہ کرو اور اُسکو جواب مت دو مگر حد حرمت اپر
ولا تجہروا بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی خطاب مین آپ کے ساتھ درشتی
نہ کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم مین سے
ایک دوسرے کو پکارتا ہو بلکہ اُسکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کہو
یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہو اور
جب کہ وقار دل مین ساکن ہوا تو وہ زبان کو کیفیت اُسکی سکھلا دیتا ہے
اور ہر گاہ کہ نفوس اولاد و ازواج کی محبت کا شیفتہ ہو جائے اور نفوس و
طبائع کی خواہشین متمکن ہو جائین تو زبان سے عجیب عبارتین نکلتی ہین اس
حال مین کہ وہ نفوس اپنے وقت کی تحت اور تعبیت مین ہون تو نفس کی
شیفتگی اور اُسکی ہوا ان عبارات کو بناتی ہو سو جب کہ قلب حرمت اور

دقاد سے بھرا ہوتا ہی تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہی - اور روایت ہے
کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی ثابت بن قیس راستہ مین بیٹھا رو رہا تھا سو
عاصم بن عدی اُسپر گذرا اور کہا اے ثابت کس چیز سے تجھے گریہ ہوا کہا
اِس آیت نے رُلایا مجھے ڈر ہی کہ میرے حق مین نازل ہوئی ان تحبط اعمالکم
وانتم لاتشعرون یعنی یہ کہ تمھارے اعمال مٹ جائین اور تمکو معلوم نہ ہووے
اور حال یہ ہی کہ میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہی مین ڈرتا ہون کہ میرے عمل
مٹ جائین اور مین دوزخیون سے ہون سو عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ثابت
پر اُسپر زیادہ بکا غالب ہوا اُسکے ساتھ نکاح مین اُسکی بی بی جمیلہ بیٹی عبداللہ بن ابی کی جو سلول کی تھی
سو ثابت نے اُس سے کہا جب مین اپنے اصطبل مین جاؤن تو دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تو
اُسنے قفل لگا دیا تھے کہ جب وہ وہان سے نکلی تو اُسکے حال نے اُسکو ترسا یا اور ثابت نے کہا کہ مین
نہین نکلونگا یہانتک کہ مجھے اللہ تعالے موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجھ سے راضی ہون پھر جبکہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور
اُسکے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلا لاؤ تو عاصم اُس جگہ
آئے جہان اُسے دیکھا تھا اور اُسے نہ پایا پھر اُسکی بی بی کے پاس آئے
سو گھوڑے کے اصطبل مین پایا تب اُس سے کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے
ہین تو کہا قفل توڑ دو بعد ازان دونون رسول اللہ کے پاس آئے پس
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثابت تجھے کس چیز نے رُلایا
اُسنے کہا مین چلانے والا ہون اور مجھے ڈر ہی کہ یہ آیت میرے حق مین
نازل ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو راضی نہین ہے کہ تو
خوش زندگی کرے اور شہید ہو کر مرے اور بہشت مین داخل ہو کہا اللہ تعالے
اور اُسکے رسول صلعم کی بشارت پر راضی ہون اور مین کبھی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کرونگا تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت
اُتاری ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی وہ لوگ کہ بات
کرنے مین آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت
کے سبب رکھتے ہین - انس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے
تھے کہ وہ ہمارے سامنے چلتا تھا پھر جبکہ مسیلمہ کی لڑائی مین مقام یمامہ
کا دن تھا تو ثابت نے مسلمانون مین سے بعض شکستگی دیکھی اور دشمن
سے ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس ہے اُن لوگون پر اور یہ کیا کرتے ہین
پھر ثابت نے سالم بن حذیفہ سے کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین لڑتے تھے پھر وہ
دونون پانون گاڑ کر کھڑے ہوگئے اور برابر دونون سے لڑا کیے یہانتک کہ
دونون قتل ہوے اور ثابت شہید ہوئے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اور اُسوقت ایک زرہ اُنکے بدن مین تھی
پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکے مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور اُس سے
کہا کہ سنو فلان شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر کے گوشہ مین اُسے لیگیا
اور اُسکے پاس گھوڑا کودنے والا اور لات چلانے والا ہے اور میری زرہ پر
ایک سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُسکو خبر دے تاکہ وہ واپس
لے لے میری زرہ اور ابابکر خلیفۂ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جا اور
اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے
اور فلان شخص میرے غلامون سے آزاد ہے پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع
دی تو اُسنے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی
اور خالد نے اِس خواب کی خبر دی ابوبکرؓ نے اُسکی وصیت جاری کی -

انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا مین ایسی وصیت نہین جانتا ہون جو
وصیت کرنے والے کی موت کے بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ
کرامت ہے جو ثابت کے لیے ظاہر ہوئی اس سبب سے کہ تقوےٰ اُسکا اچھا تھا
اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید
صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت پکڑے اور جانے کہ شیخ اُسکے پاس اللہ اور
اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہے اور وہ شخص جسنے شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے
کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہے کہ اگر وہ زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
ہوتا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھتا اور قوم کو واجب
ادب پر قائم کیا اللہ تعالےٰ نے اُنکے حال کی خبر دی اور اُنکی تعریف کی
اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوےٰ یعنی اللہ تعالےٰ نے اُنکے دلون کو آزمایا ہے
اور اُن کو خالص اور کھرا کیا ہے جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہے اور
خالص اُسمین کا نکلتا ہے اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہے اور قلب کے مؤدب
ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہین اسیطرح سزاوار ہے کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو۔
ابو عثمان کا قول ہے کہ ادب بزرگون کے سامنے اور اولیاے بزرگ کی صحبت
مین صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبےٰ کی خیر و برکت کو پہونچاتا
ہے کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالےٰ کے قول کی طرف ولو انہم صبروا حتی تخرج
الیہم لکان خیراً لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہان تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ
اُنکے لیے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتون سے جو اُنکو اللہ تعالےٰ نے سکھلائین قول
حق سبحانہ و تعالےٰ کا ہے ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون
یعنی ہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہین انمین سے
اکثر کم عقل ہین اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور انھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف آ
اسواسطے کہ ہماری مدح زینت ہی اور مذمت ہماری عیب ہی کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا اور آپ انکی طرف نکلے اور یہ اسوقت فرماتے تھے
انما ذلکم اللہ الذی ذمہ شین ومدحہ زین یعنی کہ بات یون ہی کہ یہ شان اللہ کی ہے
کہ برائی اسکی عیب ہی اور تعریف اسکی زینت ہی یہ قصہ طویل ہی اور وہ لوگ اپنے
شعرا اور خطیبون کو ساتھ لائے تھے تب نبیر حسان بن ثابت اور نوجوانان مہاجر
وانصار خطب کے ساتھ غالب آئے اور اس قصہ مین مرید کے لیے ادب ہے
جب کہ وہ شیخ کے پاس آئے اور اسکے سامنے ہوا اور جلدی کو ترک کرے اور
مریا ٹھہرا رہے یہان تک کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے۔ مین نے سنا ہی
کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر زایر آتا اور اس فقیر کی خبر
دیجاتی تو آپ باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ
کرتے اور اسکو سلام کرتے اور اسکے ساتھ نہ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کیطرف
رجوع کرتے اور جب کوئی ان لوگون مین آتا جو گروہ فقرا سے نہ ہوتا تو آپ باہر
آتے اور اسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلٹ جاتے تو بعض فقرا کے
دل مین انکار مخطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہین آتے اور
غیر فقیر کے لیے باہر آتے ہین سو جو بات کہ اس فقیر کے دل مین مخطور ہوئی تھی
شیخ تک اسکی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہی یعنی ایسی چیز
جسکے ساتھ بندش ہو اسکے ساتھ پیوستگی اور ربط قلبی ہی اور وہ اہل ہی اور
اس سے اجنبیت اور بیگانگی نہین ہی اسواسطے کہ ہم اسکے ساتھ موافقت قلوب
پر اکتفا کرتے ہین اور ظاہر کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہین ولیکن
جو شخص فقرا کے غیر جنس ہی تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے

ہوسے ہے سو جبکہ اُس سے وفا سے حق ظاہر نہین کیا جاتا تو وہ
متوحش ہوتا ہے پس مرید کا حق ہے کہ شیخ کے ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن
کو آباد رکھے ابی منصور مغربی سے لوگون نے سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان
کی صحبت مین آپ رہے کہا مین اُسکی خدمت مین رہا ہون نہ اُسکی صحبت
مین اسواسطے کہ صحبت بھائیون اور برابر کے آدمیون سے ہوتی ہے اور
مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہے۔ اور مرید کو سزاوار ہے کہ جب کبھی اُسکو
شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسے علیہ السلام کا قصہ جو حضرت
خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسے
انکار کرتے تھے اور جب اُسے خضر نے خبر دی جو اُنمین سر تھا تو موسیٰ اُسکے
انکار سے رجوع کرتے تھے تو مرید اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے
جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہے اُسکی حقیقت کا علم اُسکو کم ہے اور شیخ کے لیے ہر ایک
چیز مین عذر ہے علم اور حکمت کی زبان سے جو اُسکو حاصل ہے۔ صحاب جنید نے
ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اُسکا جنید نے جواب دیا اُنمین معارضہ کیا
جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایقان نہین ہے تو مجھ سے علحدگی اختیار کرو اور
بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ جس نے حرمت اس شخص کی جس سے ادب پایا
قدر اور عظمت نہین کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ
ہے کہ جس شخص نے کہ اپنے اُستاد سے کہا کہ نہین وہ کبھی فلاح اور نجات
نہ پاوے گا حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب مین بات کہنا ترک کرون تو تم بھی ترک کرو اور جب
مین تم کسے بات کرون تو وہ مجھ سے حاصل کرو اسواسطے کہ جو لوگ تم سے
پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوے کہ سوالات بہت کیا کرتے

اور اپنے انبیا سے اختلاف کرتے تھے۔ جنید علیہ الرحمۃ نے کہا ابی حفص
نیشاپوری کے ساتھ مین نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش رہا کرتا اور
بات نہ کرتا تو مین نے اُنکے یارون سے کہا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہا گیا
کہ یہ ایک انسان ہے جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہے اور ہماری خدمت
کیا کرتا ہے اُسکے پاس ہزار درم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درم اور قرض لیے
وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہا کہ ایک کلمہ سے ہی آ...
ساتھ بات ہو۔ اور ابویزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت
مین رہا سو مین اُسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرضون کو
قائم کرے اور وہ مجھے صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا
کہ مین ابو حفص کی صحبت مین رہا جبکہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے
نکال دیا اور کہا میرے پاس مت بیٹھ پس اُسکے کلام کی مکافات نہ دینا
کہ مین اسکی طرف پیٹھ پھیرون اور پھر اپیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اُسکے
سامنے تھا یہان تک کہ مین اُس سے غائب ہوگیا اور مین نے اپنے دلمین
یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک کنوان کھودون اور اُسمین
اُترون اور بیٹھ رہون اور اُسکے اندر سے مین باہر نہ نکلون مگر اُسکی اجازت
سے پھر جبکہ مجھ سے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے قبول کیا اور اپنے
خاص یارون سے گردانا یہان تک کہ آپ کا وصال ہوگیا اللہ اُسپر رحم
کرے اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہے کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوے
اپنا سجادہ نہ بچھائے مگر جب کہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے
یہ ہے کہ خدمت کے لیے اور باتون سے انقطاع کرے اور سجادہ کے
بچھانے مین آسایش اور اعزاز کا ایک اشارہ ہے اور سماع مین شیخ کے

ہوتے ہوئے جنبش نہ کرے الا اسوقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہو جاوے
اور شیخ کی ہیبت مرید کے سماع کو کھل کھیلنے سے باز رکھتی ہے اور اسکو اپنے
بس مین رکھتی ہے اور مرید کا استغراق شیخ کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق
اسپر وارد ہوتا ہے اُسکے دیکھنے مین سماع کے سُننے سے زیادہ گوارا ہے اور
ادب سے یہ بات ہے کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ چھپاوے اور نہ وہ چیز
کہ عطیۂ حق اُسکو ملے اور جو کرامت، اور اجابت اسکے لیے ظاہر ہوا سے پوشیدہ
نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالےٰ اُسکی طرف سے جانتا ہے ظاہر
کردے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایا اور اشارہ سے
کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین پیچیدہ ہو جاتا ہے جسے شیخ پر
صراحتہً یا اشارۃً ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ راستہ
کے اندر پڑ جاتی ہے اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھل جاتی ہے اور دور ہو جاتی ہے
اور ادب سے یہ ہے کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اسوقت کہ اُسے معلوم ہو جاوے
کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہے اور شیخ زیادہ دوسرون سے اسکی
تادیب مین راست اور درست تر ہے اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی
طرف جاوے تو اُسکی صحبت مصفا نہیں ہوتی اور قول شیخ کا اسمین نفوذ نہین
کرتا اور اُسکا باطن حال شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ
مرید نے جب شیخ کو مشیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا
اور اُسکی محبت زیادہ ہوگئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہے
اور قوت محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہے اسواسطے کہ
محبت علامت تعارف کی ہے اور تعارف علامت جنسیت کی ہے اور جنسیت
مرید کے لیے حال بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہے ابو امامہ سے جناب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہے سزاوار ہی کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اُسپر فوقیت دے اور جسنے یہ کام کیا ہر آئنہ اسنے اسلام کے دستون مین سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا - اور منجملہ ادب کے یہ ہی کہ جزئیات و کلیات مین شیخ کے حالات کی رعایت کرے اور شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے تاکہ حرکات اُسکے شیخ کے حسن خلق اور اُسکے کمال علم اور مدارات کے اعتماد جاری رہین - ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبداللہ مغربی کی صحبت مین رہتے تھے اور ہم اُسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور بیابانون مین سفر کرتا تھا اور اُسکے ساتھ ایک شیخ مسن حسن نام تھا او ستر برس اسکی صحبت مین رہا سو جب کبھی ہم مین سے کوئی خطا کرتا اور اسپر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو ہم اسی ضعیف مسن کے ساتھ شفاعت کراتے یہان تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہے کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدون رجوع شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہی اور اُسکا باب مفتوح الی اللہ بزرگتر ہے پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالے کی طرف سے ہوگا تو شیخ اُسکے موافق ہوگا اور اُسکا امضا اور اجرا مرید کے لیے کریگا اور جو بات من عند اللہ ہوگی اُسمے اختلاف نہ کریگا اور اگر اسمین کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے زائل ہو جائے گا اور مرید کو واقعات اور کشفون کی صحت کا علم حاصل ہوگا اسواسطے کہ مرید کے واقعہ مین شاید اُس ارادہ کی آمیزش ہو جو اُسکے نفس مین اُسوقت پائی جاتی ہی اور واقعہ کے ساتھ ارادہ نفس مل جائے خواب مین ہو یا بیداری مین ہو اور اسمین ایک سر عجیب ہی اور مرید نفس کی سر پوشیدہ

آرکے شیخ کے ساتھ مین قائم نہین ہوتا اور جبکہ اُسنے شیخ کے سامنے اُس کو عیان کر دیا تو ارادہ نفس کا جو مرید کے اندر مخفی ہے تو شیخ کے حق مین اُسکا اخفا مفتوح ہے یعنی وہ عیان ہے پھر اگر منجانب حق ہے تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہو جایگا اور اگر اُسکا واقعہ ہوائے نفس کی اخفائی طرف منجر ہے تو وہ زائل ہو جائیگا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائیگا اور اُسکا بار شیخ اُٹھا لیتا ہے اسواسطے کہ اُسکے حال مین قوت ہے اور جناب الٰہی مین اُسکی باریابی کی صحت اور اُسکی معرفت کمال پر ہے۔ اور ادب شیخ سے یہ ہے کہ جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دُنیا کا تو چاہیے کہ مکالمہ شیخ پر سبقت کرنے مین عجلت نہ کرے اور نہ اُسپر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہانتک کہ اُسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہے آیا وہ اُسکے لیے آمادہ اور اُسکے کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہے پس جس طرح کہ دُعا کے لیے اوقات اور آداب اور شرائط ہوتے ہین اسواسطے کہ دُعا ایک مخاطبت اللہ تعالے کے لیے ہوتی ہے اسیطرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطین ہین اور وجہ یہ ہے کہ وہ بھی اللہ تعالے سے ہے اور اللہ تعالے سے قبل اُسکے کہ شیخ سے کلام کرے توفیق اُسکی مانگے جو ادب سے اُسکے محبوب و مرغوب ہے اور اسمین شک نہین کہ حق سبحانہ تعالے نے اُسپر متنبہ کر دیا ہے جہان کہ یہ صحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام

کرو اور فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ یعنی اے ایمان والو جسوقت بھید کی بات کہو رسول اللہؐ سے تو دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات۔ عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کی شان نزول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کرنا

اور مانگنا شروع کیا اور کثرت سے حتی کہ آپ پر دشوار کردیا اور بہت سوال
سے مانگتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اُنکو ادب سکھایا اور اس امر سے اُنکو علیحدہ
کیا اور حکم اُنکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات
چیت نہ کریں جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدیں اور بعضون نے
کہا ہر کہ دولتمند لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس مین فقرا
پر غلبہ کرتے یہان تک کہ اُن کا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم
ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے حکم صدقے کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب
دولتمندون نے یہ دیکھا تو آپ کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ
جو لوگ مفلس تھے اُنکے پاس کچھ مال نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ
ذی مقدور تھے تو اُنھون نے بخل کیا اور باز رہے تب یہ امر اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا اور آیت رخصت نازل
ہوئی اور فرمایا کہ ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقات یعنی کیا تم
ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات۔ اور بعضون نے کہا ہر
کہ ہر گاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہین کی سو دینار پیش کیے
پھر اُسے صدقہ مین دیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب اللہ مین ایک
آیت ہر جس پر عمل کسی نے مجھ سے پہلے نہین کیا اور نہ میرے پیچھے کوئی اُس پر
عمل کرے گا اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے حضرت
علی کو بُلایا اور فرمایا کہ صدقہ مین تیری کیا راے ہے جس قدر دینار ہون
علی نے کہا اُسکی طاقت لوگون کو نہ ہوگی فرمایا کہ پھر کس قدر علی نے کہا
کہ ایک دانہ ہو یا ایک جو ہو اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ ہر آئینہ تو بڑا زاہد واندک خوار ہی بعد ازان آیت رخصت اُتری
اور وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسپر اللہ تعالے نے حکم صدقہ کا دیا
اور جو کچھ کہ حسن ادب اور مفید لفظا ور احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا
اور فائدہ باقی ہی۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص
نہین ہے جو ہمارے بڑے کی بزرگی نکرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے
اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہی
اور اُسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہے

باونوان باب شیخ کے آداب اور اس چیز کے بیانمین جسکا وہ برتاؤ یارون شاگردون کے ساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہی کہ شیخ صادق قومی بھائیون پر فوقیت رکھنے
کے ساتھ پیش نہ آوے اور نہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے
کہ میری تبعیت کرین میٹھی باتون اور لطف مدارا سے اپنی طرف کھینچے بلکہ
جب وہ خیال کرے کہ اللہ تعالے اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون
کو بھیجتا ہی جو حسن ظن اور صدق ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اُس سے
ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمایش ہو اور
حال یہ ہی کہ نفس کی سرشت مین داخل ہے کہ وہ چاہتا ہی کہ خلق مین اُسکی
قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہی کہ خمول اور گوشہ نشینی مین سلامت
اور امن ہی پس ہرگاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال پر
متمکن اور قرار گرفتہ ہوا اور اُسنے اللہ تعالے کے اُسکے قیاف سے جان لیا

کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد کے لیے مقصود اور مراد ہی تو اُسوقت اُن لوگون سے
کلام ناصحانہ مشفقانہ کرے جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہی جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے
نافع ہو اور جو مرید اور طالب کہ اللہ تعالیٰ اُسکی طرف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے معنی
مین رجوع کرتا ہی اور نہایت اِسکو آرزومند کرتا ہی کہ تولی اِسکی اِس معاملہ
مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ
بھی نہ کہے مگر جبکہ اُسکا دل اللہ تعالےٰ کی طرف ناظر اور اُسکے ساتھ یاری
طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو مین نے اپنے شیخ ابوالنجیب سہروردی
رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوئے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے
کہ فقرا مین سے کسی کے سات بات مت کر الا اُسوقت جو تیرا صافی تر ہو اور
یہ ایک وصیت نافع ہے اسواسطے کہ کلمہ سچے مرید کے کان مین ایسا ہی واقع
ہوتا ہی کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہی اور ہم ذکر کرچکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور
تباہ ہوتا ہی اور کلام کا تخم ہوی سے خراب ہوجاتا ہی اور ہوی کا ایک قطرہ
علم کے ایک دریا کو گندلا کردیتا ہی سو جب کہ اہل صدق وارادت سے کلام
کرے تو چاہیے کہ قلب اللہ تعالےٰ سے اُسیطرح مدد مانگے جیسے کہ زبان
قلب سے مدد مانگتی ہی اور جس طرح کہ زبان ترجمان قلب دل ہی دل اُسکا
ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب وہ ناظر الی اللہ ہوگا اِس طرح پر کہ اُس سے
سُنے اور جو کچھ وارد ہو اُسکو تلقی اور قبول کرے اور اُسمین امانت کو ادا کرے
اُسکے بعد شیخ کو سزاوار ہی کہ مرید کے احوال کا اعتبار کرے اور غور سے
اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے اُسمین اُن چیزون کو
دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اسواسطے کہ بعض
مرید ایسے ہوتے ہین جو صلاحیت اِسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور

جسمانی اعمال کرین اور ابرار کا طریق چلین اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہین جنمین صلاحیت قرب کی ہوتی ہو اور اس قابل ہوتے ہین کہ مقربان کی راہ چلین جو معاملہ قلوب اور معاملات سینہ کے سبب درجہٗ مرادکے منظور نظر ہین اور ہر ایک گروہ کے لیے ابرار اور مقربین سے ہدایتین اور رہنمایتین ہین سو شیخ باطنون پر آگاہی رکھنے والا ہے وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے اور اسکو جانتا ہے جسکی اُسے صلاحیت ہے اور یہ تعجب کی بات ہو کہ جنگلی گنوار آدمی جانتا ہو کہ زمین کیسی اور درخت کس طرح لگاتے ہین اور ہر ایک پودا و زمین کو پہچانتا ہو اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہو حتیٰ کہ ایک عورت روئی پہچاننا اور اُسکا کاتنا اور موٹا و باریک سب باتین جانتی ہو اور شیخ مرید کے حال کو نہ جانے اور نہ اُس چیز کو جسکے قابل وہ ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگون سے اُنکی عقل کے موافق بات چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اِس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا تو بعضے انمین سے وہ تھے جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب اور پیدا کرنے کا اور بعض کو ترک کسب کا حکم دیتے جیسے صحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے اوضاع و اطوار جانتے تھے اور جو چیزین کہ اُنکے قابل تھین البتہ درجہٗ دعوت مین آپ سب کی دعوت فرماتے اِسواسطے کہ آپ اِسی واسطے پیدا ہوے اور بھیجے گئے تھے کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام دعوت کرتے اور دعوت سے مخصوص اُسکو نہین کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے ایک شخص کا ادب یہ ہو کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو

اور وقت خاص ہو جسمین گنجائش خلق کی مزاحمت کی نہ ہو تاکہ جلوت مین
فائدہ خلوت کا دے اور اپنے نفس مین دعویٰ قوت کا نہ کرے جسپر یہ گمان ہو
کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلنا اور اُنسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کرے گا
اور اُس سے امید نہین کرتا اور وہ خلوت کا محتاج نہین ہو اسواسطے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپکو حال مین تھا راتون کو قیام فرماتے تھے
اور نماز مین پڑھا کرتے اور اُسپر مداومت فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات تھے جنمین
آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہو کہ انسان کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہین ہے
قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت سے مغرور اور فریفتہ لوگون نے قناعت
تھوڑی خوشدلی پر کرلی اُسکو سرمایہ اپنا گردانا اور اپنے قلب کی طبیعت پر ہو کا کھلگا
اور میل جول اور ملاقات محبت مین پانون اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو بیہودہ
لوگون کا ٹھکانا بنا دیا ایک لقمہ کے سبب جو اُسکے پاس کھاتے ہین اور اُس
مہربانی کے باعث جو اُس سے پاتے ہین سو اُسکا قصد وہ شخص کرے جس کا
قصد دین نہ ہو اور نہ اُسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیون کی راہ چلے بس وہ خود بھی
فتنہ مین پڑتا ہو اور لوگونکو بھی فتنہ مین ڈالتا ہو سو وہ قصور کے موقعون مین
رہا اور فتور کے دائرہ مین گر پڑا تو شیخ اللہ تعالےٰ کی مدد چاہنے اور اُسکے سامنے
دل سے تضرع وزاری کرنے سے مستغنی نہین ہوتا اگر وہ اپنے قالب اور قلب کے
ساتھ مستغنی نہین ہو تو اُسکے لیے ہر کلمہ مین رجوع الی اللہ ہوگی اور ہر ایک
جنبش مین اللہ تعالےٰ کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین کے
سر پر آتا ہو جو مدعی قوت کے ہین اور بات چیت اور میل جول مین پانون پھیلاتے
ہین اُسکی صرف وجہ یہی ہو کہ صفات نفس کی معرفت اُنکو کم ہو اور تھوڑی بخشش
پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہو۔ جنید علیہ الرحمۃ نے

اپنے یارون سے کہا کرتے کہ اگر مین یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمھارے ساتھ
صحبت رکھنے سے افضل ہے تو مین تمھارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت
خلوت مین دیکھے تو خلوت مین بیٹھے اور اگر صحبت مین فضل دیکھے تو یارون کے
ساتھ بیٹھے تب صحبت اسکی خلوت کی حمایت مین ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے
اُسکے بڑھکر ہوگی اور اسمین سر اور بھید ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ آدمی کے اندر ترکیب
مختلف ہے کہ اسمین تغایر اور تضاد ہے اس وجہ سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ
وہ سفلی اور علوی کے درمیان آمد و رفت رکھنے والا ہے اور اس تغایر کے سبب
جو اسمین ہے ایک حصہ سستی کا صبر سے ہے جو مصروفیت حق پر ہوا اور اسواسطے
ہر ایک عامل کے لیے ایک سستی ہوتی ہے اور یہ سستی کبھی صورت عمل مین
اور کبھی عمل مین مزہ نہ ملنے سے ہوتی ہے اور اگر صورت عمل مین نہ ہو تو سستی
کے وقت مین مریدون اور سالکون کے لیے تضییع اوقات اور نفس کی راحت
اور بیکاری اور تعلل کی طرف میلان ہوتا ہے اور جو شخص کہ مشیخت کے مرتبہ کو
پہونچ گیا ہے تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اُسکی کاہلی کے
حصہ سے فلاح پاتی ہے اور اُسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہین ہوتا ہے جیسا کہ
مریدون کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہے سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت
طلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہے اور شیخ اپنی
کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے فضیلت حاصل کرتا ہے اور اپنے اوطان
خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہے اپنے نفس مشربہ سے بیشتر اس سے
کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرے اور اُس وقت
شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہے فارغ البال ایسے قلب کے ساتھ
جو تشنہ اور پر لوسہ ہے اور اُسی روح کے ساتھ جو اغیار کی قید کی ضیق سے

اترا دیہو اور اپنے شغف کی حدت سے دار القرار کی طرف آنیوالی ہو۔ او شیخ کے
وظائف سے یہ ہو کہ اہل ارادت وطلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی ان باتون
سے جو کہ مشایخ کے لیے تعظیم اور تبجیل اور استعمال تواضع سے واجب ہین
نیچے اُتر آئی۔ رُقی نے حکایت کی ہو کہ مصر مین تھا مین اور مسجد مین فقرا کی
ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس اثنا مین رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس
کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر شیخ نماز سے فارغ ہوا اور ادھر
ہم اُٹھین اور اُسکو سلام کرین سو جب وہ فارغ ہوا تو ہماری طرف آیا اور
ہمین سلام کیا اُسپر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے تو شیخ نے
کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب مین نہین ڈالا یعنی مین کبھی
اسکا مقید نہین ہوا کہ میرا احترام ہو اور اُسکا کوئی قصد کرے اور مشائخ کے
آداب سے یہ ہو کہ مریدون کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی
سے نزول کرے۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہو کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے
ساتھ ملاقات کرو اور علم کے ساتھ مت ملاقات کرو اسواسطے کہ نرمی اُسکو انوس
کرتی ہو اور علم وبحث اُسکو وحشت دلاتی ہو تو جب شیخ یہ برتاو نرمی سے کریگا
تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع کو پہونچے اور ترقی کرے گا تب صریح
علم کے ساتھ تعامل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے یہ ہو کہ یارون پر مہربان رہے
اور صحت اور مرض مین اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے حقوق کا ترک اس
اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت وصدق ہین۔ بعضون نے کہا ہو کہ اپنے
بھائی کا حق مودۃ جو تیرے اور اُسکے درمیان مین ہو ضائع مت کرو اور
جریری سے روایت ہو کہا مین جب کہ حج سے اُلٹا پھرا تو جنید سے مین نے
ابتدا کی اور اُسے سلام کیا اور باتین کین تاکہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نکرین

پھر مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور اُلٹا پھرا تو کیا دیکھتا ہون
کہ جنید میرے پیچھے پیچھے ہے سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے
آپ سے اوّل ملاقات کی اور سلام کیا تا کہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ
اُٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمدؒ یہ تیرا حق ہی اور یہ تیرا فضل ہی۔ اور مشائخ
کے آداب سے یہ ہی کہ جب کسی طالب مسترشد سے مخالفت اور قہر نفس مین
اور صدق عزیمت کے اعتقاد مین ضعف پائین تو چاہیے کہ اُسکے ساتھ ملایمت
کرین اور حد رخصت پر اُسے ٹھہرا دین کہ اُسمین بہت خیر ہی اور جبتک بندہ
رخصت کی چاردیواری سے درنہ گذرے تو وہ آزاد ہی بعد ازان قائم ہوا
اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشاق ہوگیا تو نرمی کے ساتھ عزیمت
کے مقامات تک چڑھایا جائے۔ ابو سعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا
جو ابراہیم صانع سے مشہور تھا اور اُسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کیطرف
پلٹ آیا اور ابو احمد قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسہ
ابو احمدؒ کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اُسکے لیے تیلی چپاتیان اور بھُنا ہوا گوشت اور
حلوا خرید کرتا اور اُسکو دے دیتا اور کہتا کہ یہ خارج دُنیا سے ہوا ہی اور سرآئینہ
نعمت نے پھر عود کیا تو واجب ہی کہ ہم اُسکے ساتھ نرمی کرین اور اُسکو
دوسرون پر ترجیح دین۔ اور مشائخ کے اداب سے یہ ہی کہ مال مرید اور اُسکی
خدمت اور مدارات سے جو لوجہ من الوجوہ ہو منزہ اور مبرا رہے اسواسطے کہ وہ
اللہ تعالےٰ کے واسطے آیا ہی تو اُسکا نفع اور ارشاد بھی خالصاً للہ تعالیٰ ہو
پھر کیسا مرید کے لیے افضل صدقات سے ہاتھ بڑھائے
اور سرآئینہ حدیث مین وارد ہی کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل
علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہی تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچانے کے لیے إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا یعنی ہم کھانا تمکو واسطے اللہ تعالے کے کھلاتے ہین اور تمسے بدلا اور شکر کا ارادہ نہین کھتے ہین پس شیخ کے لائق نہین ہی کہ اسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت مین کہ شیخ کو کسی چیز مین اس سے علم اللہ تعالے کی طرف سے اُسپر درود ہو کہ مرید سے رفق اور قبول کرے یا کوئی صلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے حق مین اُس سے اللہ تعالے دکھلائے پس ایسی حالت مین مرید کے مال سے متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی وجہ سے ہوگا جو جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالے نے فرمایا ہی يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ یعنی دیگا تمکو نیگ تمھارے اور نہ مانگے گا تم سے مال تمھارے یعنی تمام مال نہ لیگا اگر تمام مال تم سے مانگے اور سہین مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمھارے دل کی خلگیون سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے جان لیا ہے کہ مال کے نکلنے مین کینون کا نکالنا ہی اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہی اور ادب وہی ادب اللہ کا ہی جعفر خلال نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال خارج کردے اور فقر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت نکال اپنے بقدر کفایت اُسمین سے اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال ڈال اور رکھے ہوے مال سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب مین کوشش کر جو تیرے پاس ہی وہ سب مت خارج کر اسواسطے کہ تو اپنے اوپر امین اس سے نہین ہی کہ تجھ سے تیرا نفس مطالبہ کرے گا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ

کوئی کام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شیخ کو مرید کا حال معلوم ہو جاتا ہی کہ جب وہ کسی شئے سے علیحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ حاصل ہوتا ہی جسکے سبب وہ مال کی طرف نہین جھانکتا اور اُسوقت اُسکو جائز ہی کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کےلیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو وسعت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرمالیا۔ اور شیخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے کسی طرح کی کجروی معلوم ہوگی یا اُس سے کوئی دعوی دیکھا یا دیکھا کہ اُسمین عجب اور پندار آگیا ہی تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نکرے بلکہ اور یارون سے کلام کرے اور اِس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہے اور مجملاً برائی کی وجہ کو ظاہر کردے تو اِس سے فائدہ سب کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہی اور تالیف قلوب کے اثر مین زیادہ تر ہی اور جبکہ مریدون سے خدمت مین کوتاہی دیکھے جو اُسپر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے اور خدمت پر اُسے ملایمت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اُسی کی طرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث مین سبحاب کیا جو عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کسقدر خادم سے عفو کرون آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشائخ حسن اقتدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہین اور یہ حضرات سب لوگون سے زیادہ تر حقدار ہین کہ اُسکی نسبت کا احیا کرین خواہ کوئی امر ہو یا مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے یہ ہے کہ مریدون کے اسرار کی حفاظت اُن چیزون مین کرین جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرتے ہین اور رو بخششین طرح طرح کی

جو اُنکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سر مرید اُسکے رب اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مرید ہین اُن چیزون کو حقیر گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہی خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع ہو یا کوئی چیز خوارق عادات سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اُن چیزون مین سے کسی چیز پر ٹھہر جانا اللہ سے باز رکھتا ہے اور باب ترقی کو بند کردیتا ہی بلکہ اُسکو سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہے اُسکا تو شکر ہی اور اُس سے اور بہت نعمتین ہین جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی تبلادے کہ شان مرید طلب منعم ہی نہ کہ طلب نعمت ہے تاکہ اُسکا سر محفوظ اُسکے نفس اور اُسکے شیخ کے نزدیک رہے اور سر اُسکا افشا نہ ہو اس واسطے کہ افشا اسرار کا تنگی سینہ سے ہی اور تنگی سینۂ افشاے سر کی موجب ہی کہ اُسکے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل متصف ہین اور افشاے سر کا سبب یہ ہے کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل مختص کی شایق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالے قوت معطیہ کو مؤکل اور متعین اُسکے لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے ظاہر کردے تو اسرار ظاہری نہ ہوتے پس کامل العقل کا یہ کام ہی کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہی اُسکو مقید اور بند کرتا ہی اور اُسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہے تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے تو مشایخ کا حال اُس سے جلیل تر ہی کہ اسرار کو افشا کرین اسواسطے کہ عقول اُنکی متین اور رزین ہین اور مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ رکھے اِس واسطے کہ اُس کی صحت اور سلامت اِس مین ہے اور حق سبحانہٗ تعالے کی تائید جو اُس کے لیے ہے سبھی مریدون کا اُن کی آمد رفت کے مقامون مین تدارک اور خبرگیری کرتی ہے

باب تیسوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر سے اُسمین ہے

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہے۔ اور کبھی اوصاف عام تر بھی اُسکے
داعی ہوتے ہین اور کبھی اوصاف خاص تر سوا اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہے
جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہو اور اوصاف
اخص کا اقتضا جیسا کہ اہل معصیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہو پس جبکہ
یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہو کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہے
کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا
چاہیئے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جس کے
سبب وہ اُس شخص کی طرف راغب ہوتا ہو اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل
ہوتا ہو اُسکے احوال کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اُسکے
احوال کو راست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اُسکی مباشرت
اور مبادرت کرے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے اُسکا آئینہ روشن اُسکے بھائی کے
آئینہ مین بنا دیا ہو کہ حسن حال کا جمال اُسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُس کے
افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیئے کہ ملامت اور اتہام کے
ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اُسکے بھائی کے آئینہ مین
اُسکے حال کا بھونڈا پن اُسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہو کہ اُس سے
ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہو اسواسطے کہ وہ دونون جب آپسمین
مل بیٹھین گے تو اور زیادہ تاریکی اور کجروی ہوگی بعد ازان اپنی مصاحبت کیلئے
جسکی طرف اُسکو میل ہو حسن وحال دیکھ لے اور اپنے نفس کے لیے حسن حال کا

حکم کرے تو اُسکو اپنے بھائی کے آئینہ مین نظارا کرے پھر جاننا چاہیئے کہ وصف اعم
کا میل اُسکی سرشت مین مرکوز ہی اور میل اُسکے طریق کے ساتھ واقع ہی اور اُسکے لیے
اُسکی روسے احکام ہین اور نفس کے لیے اُسکے سبب سے سکون اور میلان ہے
تو جو میل کہ وصف اعم کی وجہ سے ہے اُسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ
دور اور مسلوب کر دیتا ہی اور دونون ہم نشینون کی باہم ایسی طبعی خوشی اور
راحت اور دل کی لذتین اور مزے ہوتے ہین کہ اُنہین اور خالص محبت للہ مین
کوئی فرق نہین تبلا سکتا مگر وہ علما کہ زاہد ہین اور کبھی مرید صادق اہل صلاح مین
اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہی جسقدر کہ اہل فساد مین بگڑتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی
کہ اہل فساد کا جو طریق ہی اُسکا فساد سمجھ پڑتا ہی اور اُس سے پرہیز کیا جاتا ہی
اور جو اہل صلاح ہین اُنکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہی تو اُنکی طرف صلاحیت
کی جنسیت سے مائل ہوتا ہی بعد ازان اُنکے درمیان لذات اور راحات طبعی اور
جبلی حاصل ہوتے ہین جو اُنکے اور حقیقت صحبت للہ کے حاجب اور حائل
ہوتے ہین تو اُنکے طریق سے طلب مین فتور اور حصول مقصود سے مخالفت
پیدا ہوتی ہی اور چاہیئے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نکتہ سے آگاہ
ہووے اور صحبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اُسین سد راہ
مقصود ہو اُسے چھوڑ دے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ نہین تو نے کوئی شر
دیکھا مگر اِس شخص سے جسکو تو جانتا پہچانتا ہی اور اسی قول کے باعث ایک
گروہ نے اہل سلف سے صحبت کا انکار کیا ہی اور وحدت و تنہائی اور گوشہ نشینی
مین فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل بن سلیمان خواص
کے اور سلیمان الخواص سے حکایت کی ہے کہ لوگون نے اُس سے کہا کہ ابراہیم
بن ادہم آیا ہی کیا تو اُس سے ملاقات نہ کرے گا اُسنے جواب دیا کہ اگر مین ایک درندہ

نقصان بہم پہونچانے والے سے ملون تو یہ مجھے اِس سے زیادہ مرغوب ہے کہ
ابراہیم بن ادہم سے ملون کہا یہ اسواسطے ہے کہ مین جب اُسے دیکھون تو
اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے نفس کو اُسکے احسن احوال کے
ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور یہین فتنہ ہی اور یہ ایک عالم اپنے
نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہی اور یہ امر دو مصاحبون کے درمیان ضرور
ہونے والا ہے مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالےٰ محفوظ اور مصئون رکھے۔ ابوسعید
خدری سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قریب ہے
یہ کہ بہترین مال مسلم بکریان ہون کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیون مین لگا پھرتا
ہے اور اُن مقامات مین جہان جہان پانی گرتا ہی بھاگتا ہی اپنے دین کے ساتھ
فتنون سے پھرتا ہی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیل ابراہیمؑ سے خبر دینے کے لیے
فرمایا ہی واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تم سے کونا پکڑتا ہون
اور اُنسے کہ جنکو تم پکارتے ہو اور مین تو اپنے رب کو پکارتا ہون حضرت
خلیل اللہ نے عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور پشتی طلب کی ہی۔ بعضون کا
یہ قول ہے کہ عزلت دو نوع ہی فریضہ ہی اور فضیلت ہی سو فریضہ تو عزلت شر
اور اہل شر سے ہے اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے ہے اور
جائز ہے کہ کہا جائے کہ خلوت غیر عزلت ہے پس خلوت اغیار سے ہی اور عزلت
نفس سے ہے اور اُن چیزون سے جسکی طرف نفس بُلاتا ہی اور جو اللہ تعالےٰ
کی طرف سے باز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہے
ابو بکر وراق نے کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلط اور میل جول سے شروع
آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جس نے
اختلاط سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی کہ سلامت کے دس اجزا ہین

تو جز و خاموشی میں ہیں اور ایک جزو عزلت میں ہی اور بعضوں نے کہا ہی
کہ خلوت اصل ہے اور خلاط وصحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے
اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے اور جب مخالطت کرے تو نہ
مخالطت کرے مگر جمعہ کے ساتھ اور جب مخالطت کرے تو خاموشی اختیار
کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہے اور کلام عارضی ہے اور تکلم نہ کرے مگر جمعہ کے
ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور اسمین بندہ زیادہ علم کا محتاج
ہی اور اخبار و آثار اختلاط اور صحبت سے پرہیز کرنے کے بابت بہت ہین
اور کتابین اُس سے مملو اور مشحون ہین اور اُسمین جو اخبار ہین اُنکو ایک
حدیث نے جمع کیا ہی جو عبداللہ بن مسعود سنے روایت کی ہی کہا کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لایسلم لذی
دین دینہ الامن فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن جحر
الی جحر کالثعلب الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یارسول اللہ قال اذا لم تنل
المعیشۃ الا بمعاصی اللہ فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف
ذلک یارسول اللہ وقد امرتنا بالتزوج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان
ہلاک الرجل علے یدابویہ فان لم یکن لہ ابوان فعلے یدزوجتہ وولدہ فان لم یکن
لہ زوجۃ ولا ولد فعلے ید قرابتہ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال یعیرونہ بضیق
المعیشۃ فیتکلف مالایطیق حتی یوردہ من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیونپر
ایک زمانہ آویگا کہ نہین سلامت رہے گا کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص
کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانوٗن سے دوسرے گانوٗن کی طرف بھاگے گا
اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف اور ایک سوراخ سے دوسرے
سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا لوگون نے کہ یا

رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ اللہ تعالے کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگیا بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپ نے ساتھ نکاح کرنے کے ہمکو حکم کیا ہی فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور اگر اُسکے ماں باپ نہ ہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اُسکی زوجہ اور اولاد نہ ہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کسطرح پر یا رسول اللہ فرمایا ساتھ تنگی روزی کے شرم دلائیگی تو وہ جس چیز کی طاقت نہین رکھتا ہی اُسکی تکلیف اُٹھائیگا یہان تک کہ وہ اُسکو محل ہلاکت مین ڈال دینگے اور اہل سلف سے بعضون نے صحبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہی اور اُنکی راے ہے کہ اللہ تعالے نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہی اس حیثیت سے کہ اُنکو بھائی ٹھہرایا سو اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور اوپر اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو سواسطے کہ تم دشمن تھے پھر تمھارے دلون مین الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اُسکی کے بھائی ہوگئے اور یہ بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبکم لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبکم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اللہ وہ ہی کہ جسنے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنون کے تیری مدد کی اور اُنکے دلون مین اُلفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا تمام جو کچھ زمین مین ہے نہ تو اُلفت اُنکے دلون مین ڈالتا لیکن اللہ تعالے نے اُنکے درمیان اُلفت پیدا کردی۔ اور سعید بن مسیب اور عبداللہ بن مبارک وغیرہما نے صحبت اور اخوت فی اللہ تعہ کو پسند اور اختیار کیا ہی اور فائدہ صحبت کا یہ ہے

کہ وہ باطن کے مسام کھولتی ہے اور انسان اس سے حوادث اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہے۔ بعضنے کہتے ہیں کہ آفات کا بڑا جاننے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تر آفات میں پڑا ہو اور علم محکم سے باطن سخت اور مستحکم ہوجاتا ہے اور آفات کی رات کو چلنے کے باعث اُس سے صدق متمکن ہوجاتا ہے پھر اس سے خلاص پانا ایمان کی بدولت ہے اور صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہے اور لشکر دل قوی ہوجاتا ہے اور ارواح آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام پاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور رفیق اعلےٰ کی طرف توجہ کرنے میں متفق ہوجاتے ہیں اور ظاہر میں اُسکی مثال آوازوں کی ہے کہ جب وہ جمع ہوجائیں تو اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے ہیں اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہیں پہونچتی۔ حدیث میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ مومن اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہے اور اللہ تعالےٰ نے خبر دیتے ہوے اُس شخص سے جسکا کوئی دوست نہیں فرمایا ہے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی پس کوئی نہیں ہماری شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا۔ اور حمیم کی اصل ہمیم ہے مگر یہ کہ ہاے ہوز حاے حطی کے ساتھ بدل کی ہے اسواسطے کہ اُن دونوں کا مخرج قریب ہے اسواسطے کہ وہ دونوں حروف حلق سے ہیں اور ہمیم اہتمام سے ماخوذ ہے یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہے اسواسطے کہ دوست کی مہم میں اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہے اور عمرؓ نے کہا ہے کہ جبوقت تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیئے کہ اُسکے ساتھ اعتصام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہے اور کہنے والے نے کہا ہے ؎ واذا صفا لک من زمانک واحد +

فهو المراد واین ذاک الواحد ٭ یعنی ۵ یار صادق جب زمانے مین تجھے ملجائے ایک ٭ ہر وہی مقصود لیکن ہر کہان وہ ہاے ایک ٭ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا ہر داؤد کیا حال ہر کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داؤد نے کہا الٰہی خلق کو تیرے سبب سے مین نے دشمن کیا پھر اُسکی طرف وحی بھیجی کرا ہر داؤد بیدار رہو ہشیار اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھ سے موافقت میری خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت تو مت رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہے تیرے قلب کو سخت اور تیرے تئین مجھ سے دور کر دیگا اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ دوست زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو اُلفت کرتے ہین اور اُلفت کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی اُلفت کرنے والا اور اُلفت کیا گیا ہر اور سمین ایک نکتہ ہر اور وہ یہ ہر کہ یہ بات نہین ہر کہ جو شخص عزلت کو اختیار کرے اور وحدت کو اللہ کے واسطے تو اُس سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہر تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا ہو اسواسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہر اور یہ خلق ہر ایک اُس شخص مین جو معرفت مین اور یقین مین اکمل اور عقل مین گرانمایہ اور اہلیت و استعداد مین اتم ہو کمال کو پہونچتا ہر اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیون سے انبیا تھے اُنکے بعد اولیا اور سب سے اکمل اور اتم اسمین ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہین اور ہر ایک شخص جو انبیا سے تھا اُلفت مین پورا زیادہ تھا اُسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنمین سب سے زیادہ اُلفت کی تھی اور اُن سب سے زیادہ اُنکے توابع ہین اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح باہم کرو اور

بہت کثرت سے تم ہو جاؤ اسواسطے کہ مین تمھارے ساتھ قیامت کے دن
اُمتون کا بڑھانے والا ہون اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے اِس وصف پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا ہی اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت
خو سخت دل کا تیرے پاس سے البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے باوجود اِس وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور
ہر ایک شخص جسمین یہ وصف زیادہ قوی اور اکمل ہو تو اسمین عزلت کی
طلب ابتدا مین اکثر ہوتی ہی اور اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع
شروع مین خلوت مرغوب تھی اور غار حرا مین آپ خلوت رکھتے تھے اور بہت
راتون کو اُسمین عبادت کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپ کے اِس وصف کو
زائل نہین کرتی تھی کہ آپ آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اس مین
غلطی کی جنکا یہ ظن ہی کہ عزلت اِس وصف کو سلب کرتی ہی اور عزلت کو
اِس فضیلت کے حاصل کرنے کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہی اور طلب
عزلت کا سر اِس شخص کے لیے جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیا سے اتم و
اکمل ہی جسکو ہمنے باب کے آغاز مین بیان کیا ہی کہ ہر آئنہ انسان مین وصف
اعم کے سبب میل اپنی جنس کی طرف ہی پھر جب کہ زیرک اُستادان کار نے
اُسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالے نے خلوت اور عزلت اُنکو الہام کی اِس لیے
کہ نفس کا تصفیہ اِس میلان سے ہو جائے جو وصف اعم کے سبب ہی تاکہ بلند
ہمتین میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی کرین پھر جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو
ارواح نے اصلی اُلفت اولی کے ساتھ اپنی جنس کی طرف بلند پروازی کی اور
اللہ تعالے نے اُنکو خلق اور اسکی صحبت کی طرف پاک اور صاف اُلٹا پھیرا اور
نفوس طاہر انوار ارواح سے روشن ہو گئے اور صفت جبلی جو الفت مکمل تھی

الفت اور مالوف مین ظاہر ہوئی اِس سبب سے عزلت اہم امور سے اُس شخص کے
نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور اُلفت کیا جائے اور سب دلیلون سے بڑی
دلیل اسپر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی الفت اور مالوف ہو
تاکہ غلطی نہ اُس شخص سے جسنے اسمین غلطی کی اور عزلت کی مطلق اُسنے مذمت کی
بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہے اور غرلت اپنے
وقت مین اور صحبت اپنے وقت مین ہوجائے یہ ہی جو محمد بن حنیفہ علیہ الرحمہ نے
کہا ہی لیس بحکیم من لم یعاشر بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ بدا حتی یجعل اللہ
لہ منہ فرجا یعنی نہین ہی حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف کے زندگی بسر کرے
اُس شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہ ہووے یہان تک کہ اللہ تعالے
اسکے لیے اُس سے کشادگی دیوے اور بشر بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب
بندہ طاعت الٰہی مین قاصر ہو تو اللہ تعالے دور کردیتا ہی اُس شخص کو جو اُس سے
مانوس ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے صادقین کے لیے انیس مہیا
کردیتا ہی از روے مہربانی کے جو منجانب اللہ تعالے اُنکے ہے اور بندہ کو
ثواب دینے کے لیے جو فوراً اِس دُنیا مین اُسے حاصل ہو۔ اور انیس کبھی تو
مفید ہوتا ہے جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہی جیسے مریدیں جو شخص
کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہے وہ بغیر انیس کے نہین چھوڑا جاتا پھر اگر وہ
قاصر ہے تو اللہ تعالے اُسکو مانوس ایسے شخص سے کردیتا ہی جس کے ساتھ
وہ اپنے حال کی تکمیل کرلے اور اگر وہ غیر قاصر ہے تو اُسکے لیے اللہ تعالے
ایسا شخص پہونچا دیتا ہی مریدون سے جو اُسکے ساتھ انس کرے اور یہ انس
وہ ہی جسمین وہ میل نہین ہی جو وصف اثم کے ساتھ ہوتا ہی بلکہ وہ اللہ کے
ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہی محبت کرنے والے آپسمین اللہ کے واسطے اوپر سرخ یاقوت کے ستونون کے ہین ستونون کے سر مین ستر ہزار بالاخانہ ہین اور اوپر جنتیون کے جھانکتے ہونگے انکا حسن اور جمال جنتیون کو روشن کرے گا جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کرتا ہی کہین گے جنتی یعنی فرشتون کو کہ ہمین پاس دوستی کرنیوالون کے کہ اللہ تعالے کے واسطے کرتے ہین سے چلو تاکہ ہم اُنکو دیکھین پس جسوقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن و جمال انکا جنتیون کو روشن کردیگا جیسا کہ سورج دُنیا والون کو روشن کردیتا ہی اُنکا لباس سندس سبز سے ہے اُنکی پیشانی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہون تو اُس سے کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئنہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی آدمیون سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن عرش کے اردگرد کرسیان بچھائی جائینگی جنکے مُنھ ایسے ہونگے جیسے چودھوین رات کو چاند ہوتا ہی لوگ گھبرائین گے اور وہ نہ گھبرائین گے اور لوگ ڈرین گے اور وہ نہ ڈرین گے اور یہ لوگ وہ اولیا اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو آپ سے سوال کیا لوگون نے کہ وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ باہم محبت اللہ عز و جل مین کرنیوالے ہین۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہی کہ میری محبت اُن لوگون کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہے جو باہم میرے واسطے محبت کرتے ہین اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہین اور باہم بذل اور صدا قت میرے لیے کرتے ہین

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ آگاہ ہو مین خبر دیتا ہون اُس خیر سے جو نماز او رصدقہ سے بھی
بڑھکر ہے لوگون نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دو شخصون کے
درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے کہ وہ حالقہ ہے یعنی
محبت کو دور کرنے والا ہے۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ مین نے ابو ہریرہؓ کو سے کہتے
سنا ہے ایک حدیث کو اور حدیث مین تحذیر اور تخویف بغض سے ہے اور
وہ یہ ہے کہ لوگون سے علیحدہ ہوکر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے
سبب کرے اور یہ خطا ہے اور جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ
لوگون سے علیحدہ اور تنہا رہے کہ وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہے اور اُن
باتون کو جان کر جو اُسکے نفس آفات ہین اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو
اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے اُن پر آن پڑے کہ جو شخص کہ
اُسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت مین داخل نہین
ہے اور حالقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہے کہ بغض دین کے لیے دشمن ہے اسواسطے
کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ خالد بن معدان
سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ایک فرشتہ ہے کہ آدھا آگ سے
اور آدھا برف سے بنا ہوا ہے اور اُسکی یہ دعا ہے اللھم کما الفت بین ھذا الثلج
وھذہ النار فلا الثلج یطفی النار ولا النار تذیب الثلج الف بین قلوب
عبادک الصالحین اور کیونکر قلوب صالحین مالوف باہم نہون حالانکہ
اُنکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت عزیز مین قاب قوسین پر
ایسے وقت مین جسکے اندر گنجایش کسی شی کی نہ تھی اس وجہ سے کہ صالحین کا
حال لطیف ہے اُنکو ایسے مقام بزرگ پر نہین پایا اور کہا السلام علینا

ع۔ اے اللہ جیسے تو نے برف اور آگ مین الفت کی پس نہ تو برف آگ کو بجھا سکتی ہے اور نہ آگ برف کو پگھلا سکتی ہے ایسے طرح اپنے نیک بندون کے دلون مین الفت پیدا فرما ۱۲ محمد رحیم غفرلہ عفا اللہ عنہ

وعلے عباداللہ الصالحین کہ وہ مجتمع ہین ہر چند کہ وہ متفرق ہون اور صحبت انکی لازم ہی اور عزیمت انکی دُنیا و آخرت مین تو اصل اور باہمی آمیزش مین جازم اور قطعی ہی۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز مین کھڑا رہتا ہوا اور صدقہ دیتا ہوا اور مجاہدہ کرتا ہوا اور حب فی اللہ اُسکو حاصل نہ ہوا اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سبب کچھ اُسے نفع نہین دیگا۔ ابوبکر تلمانی نے کہا ہی کہ صحبت رکھو اللہ تعالےٰ کے ساتھ پھر اگر تمھین اسکی طاقت نہ ہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اُس کے ساتھ صحبت رکھو تاکہ اُن کی صحبت کی برکت تم کو اللہ تعالےٰ کی صحبت تک پہونچائے علی بن سہل کا قول ہے کہ انس باللہ تعالےٰ یہ ہے کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اس واسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہ انس باللہ ہے اور ہر آئینہ کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور اُن کے فائدون کو جامع ہے اور اُس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور یہ اُسکا قول ہی

ابیات

وحدۃ الانسان خیر	من جلیس السوء عندہ
وجلیس الخیر فیہ خیر	من قعود المرء وحدہ

ترجمہ

بہتر انسان کی ہی تنہائی	ہمنشین سے جو بد ہو اسکے پاس
اور بہتر ہی ہمنشین بہتر	نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا اُداس

باب چھبیسوان صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وتعاونوا علی البر والتقویٰ یعنی اور آپسمین مدد کرو تم اوپر نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ یعنی اور تقید کرتے ہین سچا رہنے کا اور تعقید کرتے ہین رحم کھانے کا اور صحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنے زور آور ہین کافرون پر نرم دل آپسمین اور کل یہ آیتین منجانب اللہ تعالےٰ کے بندون کے لیے آداب حقوق صحبت پر موجب تنبیہ اور آگاہی ہین پس جو شخص کہ اسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اوّل ادب اسکا یہ ہے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اللہ تعالےٰ کے سپرد سوال اور دعا اور تضرع سے کردے اور صحبت مین برکت مانگے اسواسطے کہ وہ شخص اس سے اپنے نفس پر پایا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہے یا ایک دروازہ دوزخ کا پس اگر اللہ تعالےٰ نے اُن دونون مین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جتنے دوست ہین اُسدن دشمن ہونگے مگر جو ہین ڈرنیوالے اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک کو اُن دو مین سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہون کہا جائیگا کہ جنت مین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کریگا سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت مین نہین داخل ہوگا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے مثال عطا نہ ہوگا پھر اگر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے

تو وہ کہے گا کہ مین اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کیلیے جسقدر مانگا جائیگا وہ دیگا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائے گا اور اللہ تعالےٰ اُن دونون پر صحبت شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یعنی اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گنہگار اپنے ہاتھ کہے گا کسی طرح مین نے پکڑی ہوتی رسول اللہ کے ساتھ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نے فلانے کے ساتھ دوستی۔ اگرچہ یہ آیت قصۂ مشہورہ مین نازل ہوئی ہے مگر اللہ تعالےٰ نے اُسکے ساتھ اپنے بندون کو آگاہ کردیا ہو پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع کرائے اور یہین بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو۔ اور ابتدائے کام مین شان اُن لوگونکی جو غافل اور جاہل ہین نیات اور مقاصد اور نفع اور نقصانون سے ثابت ہوجاتی ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین کہا ہو اور انسانون کو نہین پکارتے ہین مگر انسان پس صحبت سے فساد کی بھی اُمید ہو اور صحبت کی بھی اُمید ہے اور یہ اُسکا راستہ نہین ہو کسطرح اُسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین کام استوار اس طرح ہوتا ہو کہ اللہ تعالےٰ کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا یہین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے بعد ازان یہ ہے کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہو اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ایک حدیث طولانی کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعالےٰ سایۂ عنایت فرمائیگا سوا نہین سے

نصیحت بشروان

دو وہ شخص ہین جنھون نے اللہ تعالے کے لیے محبت باہم کی اور اسی پر انھون نے
اپنی زندگی بسر کی اور اُسی پر مرے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اخوت
اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہے تاکہ اُنکے لیے مواخات کا ثواب لکھا جائے
اور جب کہ مواخات فاسد ہوگئی اس طرح پر کہ جو حقوق اُسمین ہین اُن کو
ضایع کر دیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے کہا ہے کہ شیطان نے
حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا جتنا کہ حسد اُسنے دو شخصون پر کیا
جو فی اللہ تعالے بھائی بن گئے اور دونون نے اُسمین باہمدگر محبت کی سو واسطے
کہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہے اور اپنی ذریات کو فساد اُنکے درمیان ڈالنے
پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع ہوئی تو اُٹھ گئی
برادری اور برادری فی اللہ تعالے مواجہہ ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہے
اخوانا علے سرر متقابلین یعنی بھائی ہین اور تختون کے سامنے بیٹھے ہوے
ہین اور جب ایک نے دوسرے کے لیے بُرائی دل مین ٹھانی یا کوئی چیز
اس سے مکروہ دیکھی اور اُسے مطلع اسپر نہین کیا تاکہ یہ اسکو زائل کرے یا
اُس سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور مقابل اسکے
نہین ہوا بلکہ پیٹھ پھیرلی۔ جنید علیہ الرحمۃ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ
اخوت اُنھون نے کی اور ایک انمین کا دوسرے سے متوحش ہوا تو یہ بات
نہین ہے مگر کسی علت سے جو اُن دونون مین کسی ایک مین ہوگی پس مواخاۃ
فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہے اور جو اللہ کے واسطے ہو تو اللہ اس مین
صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہے اور جو چیز صاف ہے تو برابر رہے گی اور اصل
اسکی دوام صفا مین عدم مخالفت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے
کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اُس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا

وعدہ کرے جسکے تو خلاف کرے۔ ابو سعید خراز نے کہا مین صوفیون کے ساتھ
پچاس برس رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان خلاف نہین پڑا سو اُس سے
سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ مین اُنکے ساتھ اپنے نفس پر تھا
رہتا تھا۔ ابو عمر دمشقی راوی ہے نے کہا کہ مین نے ابو عبد اللہ ابن الجلا کو کہتے
سُنا ہو اور اُسوقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے مین
کس شرط پر صحبت رکھون تو جواب دیا کہ اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا
بھی مت دے اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے برائی نہ کر اور اُسی عبد اللہ
نے اسناد مذکورہ کے ساتھ کہا ہو کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور
اُسکے درمیان مودت اور صداقت سے ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک
مومن کے لیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضائع بجز اُسکے کوئی نہین کرتا جو رعایت
اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اُسیر ہین اور حقوق صحبت سے یہ ہو کہ جب
فرقت اور جدائی واقع ہوجائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر خیر کے ساتھ
حکایت ہو کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اسکی ایک بات مکروہ اُسے
معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کے لیے کہا جاتا تو وہ کہتا
کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے سوا کہے پھر اُس سے الگ
ہوگیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس ماجرا کی خبر چاہی تو کہا
ایک عورت ہو جو مجھ سے علیحدہ ہوگئی اور مجھ سے وہ کسی چیز مین شریک
نہین ہو مین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالےٰ سے ہے
کہ وہ سبحانہ ہر آئنہ بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہو اور جب
ایک بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے
یا نہین سمین قول مختلف ہو ابو ذر کا قول ہو کہ جب اُس حالت سے جسپر وہ تھا

بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور دوسرے
کا قول ہی کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے عمل سے بغض رکھے
اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ پس اگر تیری نافرمانی
کرین تو کہدے کہ مین بری اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو اور یہ نہین کہا کہ
مین تم سے بری ہون۔ اور منقول ہی کہ ایک جوان ہمیشہ ابی درداء کی مجلس مین
آیا کرتا۔ اور ابو درداء اُسکو اَوروں پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
مین مبتلا ہو گیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی سو اُس سے کہا گیا کاش تو
اس سے بُعد رکھتا اور اس سے ہجر رکھتا کہا سبحان اللہ یار کسی چیز کے سبب
جو اُس سے ہو جائے ترک نہین کیا جاتا۔ بعضون نے کہا ہی کہ صداقت ایک
لحمہ یعنی قرابت ہی جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہی اور ایک بار ایک حکیم سے سوال
کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہی یا تیرا دوست ہی تو اُسنے جواب دیا
کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون جب کہ وہ میرا دوست ہو اور
خلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہی ولیکن ملازمت باطنی جب کہ ظاہری
مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے اختلاف سے ہوتی ہی اور یہین قول
بالاطلاق نہین کیا جاتا بغیر اسکے کہ یہین تفصیل ہو اسواسطے کہ آدمیون سے
بغض وہ شخص رکھتا ہی جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا ہی اور سابقہ کی برائی کا
حکم ظاہر ہوتا ہی تو اُسکا بغض واجب ہی اور یہین موافقت حق کی ہے اور
آدمیون مین بغض ایسا ہی کہ اُسکا تغیر اور بدل جانا ایک لغزش سے ہے جو پیدا
ہو گئی اور ایک کاہلی ہی جو آن پڑی جسکے عود اور رجوع کی امید ہی تو سزاوار
نہین ہی کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت حاضرہ مین بغض رکھے اور
دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب

اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ
نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان
دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے اس قول سے اُنکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار
شیطان کے مت ہو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نہ کرو اور مت
اُس سے ہجر کرو اُسکے گناہ کے سبب جو وہ گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن
ارتکاب اُسکا کرتا ہی اور کل صبح اُسکو چھوڑ دیتا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم
عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے قطع نہ کرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار
کرو۔ اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے
مواخات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو اُسکا حال اُس شخص سے استفسار
کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ
تیرا بھائی شیطان ہی آپ نے فرمایا کہ اُسے ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین
آلودہ ہوگیا ہی یہان تک کہ شراب خواری مین پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو
شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُس کو لکھا

حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب
پھر اُسکے نیچے عتاب آمیز کیا اور اُسے معزول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رو دیا
اور کہا سچا ہی اللہ تعالے اور عمر نے نصیحت اور خیر خواہی کی پھر اُسنے توبہ کی
اور کبیرہ سے رجوع اور بازگشت کی۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ابن عمر کو دیکھا کہ داہنے اور بائین پھر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُسنے
کہا یا رسول اللہ ایک مرد سے مین نے مواخات کی ہی سو مین تلاش کرتا ہون
اور اُسے نہین دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبد اللہ جب تو کسی سے مواخات
کرے تو اُسکا نام پوچھنے اور اُسکے باپ کا نام دریافت کرنے اور اُسکا گھر

پھر اگر وہ بیمار پڑے تو اُسکی عیادت کر اور اگر وہ کسی کام مین مشغول ہو تو اُسکی
اعانت کر۔ اور ابن عباسؓ کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک بغیر کسی حاجت
کے جو اُسکو ہو آمد و رفت نہین کی کہ مین نے دُنیا مین اُسکی مکافات جان لی
اور سعید بن العاص الجلیسی کہا کرتے کہ تین باتین میرے ذمہ واجب ہین۔
جب کوئی میرے پاس آوے تو اُسکو مرحبا کہتا ہون اور جب وہ بات
کرے تو مین اُسکی طرف مُنھ کر لیتا ہون اور جب وہ بیٹھے تو اُسکے لیے وسعت
جگہ مین دیتا ہون اور خلوص محبت للہ تعالےٰ کی علامت یہ ہے کہ اُس محبت
مین شاید کوئی فائدہ دُنیا کا رزمی اور احسان سے نہ ہو اسواسطے کہ جو محبت
معلول اور کسی سبب سے ہوتی ہے تو وہ سبب کے زوال سے زائل ہو جاتی ہے
اور جو شخص اُسکی دوستی مین سند اور وجہ کسی علت کی نہ ہو تو وہ دوام خلت
کے ساتھ مستحکم ہوتی ہے اور حب فی اللہ کی شرط سے یہ ہے کہ بھائی پر خرچ
کر ڈالے اسقدر جا دین و دنیا سے اُسکے مقدور مین ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علیٰ انفسہم
ولو کان بہم خصاصۃ یعنی محبت رکھتے ہین اُس سے جو وطن چھوڑا دے اُنکے
پاس اور نہین پائے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملا اور اول
رکھتے ہین اُنکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوک۔ پس قول اللہ تعالےٰ
کا کہ لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا یعنے وہ حسد نہین کرتے اپنے بھائیون
سے اُنکے مال پر اور یہ دو وصف ساتھ اُن دونون کے صفائی محبت کی کامل
کر دیتے ہین ایک یہ ہے کہ حسد کا دور ہونا کسی شَے پر جو امر دین و دنیا سے ہو
اور دوسرا اسقدر و رپھر خرچ کر ڈالنا۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ جناب
سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ المرأ علےٰ دین خلیلہ یعنی آدمی

اپنے دوست کے دین پر ہے اور تیرے لیے بھلائی صحبت مین اُس شخص کی نہین ہو جو تیرے واسطے مثل اسکے نہین دیکھتا جو اپنے واسطے دیکھتا ہے۔ اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھ سے اچھے ہین لوگون نے کہا کہ یہ کس طرح اُسنے کہا وہ سب میرے لیے اپنے اوپر فضل دیکھتے ہین اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھ سے بہتر ہے اور بعض صوفیہ نے اُسے نظم کیا ہو نظم

تذلل لمن ان تذللت لہ	یری ذاک للفضل لا للبلہ
وجانب صداقۃ من لم یزل	علی الاصدقاء یری الفضل لہ

ترجمہ

خوار ہو اسکے لیے جو خاک پا تو اسکا ہو	سکو جب تجھے فضل کے باعث نہ بے عقلی کے ساتھ
اور الگ دامن جھٹک کر اُس سے ہو جو دائما	دوستو نپر اپنا دیکھے فضل بفضلی کے ساتھ

باب پچپنواں صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان مین ہو

ابو حفص سے لوگون نے سوال کیا کہ آداب فقرا کے صحبت مین کیا ہین تو کہا مشائخ کو حرمت اور عزت کا حفظ اور بھائیون کے ساتھ حسن معاشرت اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور اُن لوگونکی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے طبقہ مین نہین ہین اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیون کی لغزش سے انجان ہونا اور جسمین نصیحت واجب ہو اسمین نصیحت کا کرنا اور اپنے یار کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اُسمین جانتا ہو۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہو کہ اللہ رحم اُس شخص پہ کرے

جس ہنے مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہی کہ اسمین
نیکی اور مصلحت کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہے جو اُسکو متنبہ اُسکے
عیبون پر کرتا ہی۔ جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا
کہ جو مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھ سے میرے منھ پر کہو اسواسطے کہ آدمی
اپنے بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہان تک کہ اُس سے منھ در منھ وہ بات
کہے جسکو وہ مکروہ جانتا ہی اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست
رکھتا ہی جو اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا ہی
جو اُس سے سچ کہے فرمایا ہی ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین
رکھتے ہو اور نصیحت وہ ہی جو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور آداب صوفیہ سے یہ ہے
کہ بھائیون کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُنسے پہونچے اُسکو سہے کیہ
اُس سے فقیر کا جوہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہی۔ روایت ہی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ نے حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس راستہ
کی طرف تھا جو صفا اور مروہ کے درمیان ہی تو عباس رضہ نے اُس سے کہا
اُکھاڑ ڈالا تو نے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے
رکھا تھا تو کہا کہ اب اُسکو اُسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور
تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاندھے کے سوا نہ ہوگی پھر اُسکو اپنے کاندھے پر
کھڑا کیا اور اُسنے اُسے اُسکی جگہ پر رکھدیا اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ وہ لوگ
اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہین سمجھتے تھے کہ جسکے ساتھ اُنکو خصوصیت ہو
ابراہیم بن شیبان رحمۃ نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہی نہین رہے جو
یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن قلانسی نے بیان کیا کہ مین ایکدن
بصرہ مین فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو اُنھون نے میرا اکرام کیا اور

میری تعظیم کی سو مین نے ایک روز اُنمین سے کسی کو کہا کہ میرا پاجامہ کہان ہے اور اُنکی آنکھون سے مین گر گیا اور ابراہیم بن ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت مین آتا تو وہ تین چیزون کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا اُن تمام چیزون مین جو اللہ اُنپر مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو ایک شخص نے اُسکے یارون سے کہا مین اسپر نہین قدرت رکھتا تو ابراہیم نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب مین ڈالا۔ اور ابراہیم ابن ادہم باغون کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یارون پر خرچ کرتا۔ اور اہل سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال مین لاتا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وامرہم شوریٰ بینہم یعنی مشاع و مشترک ہے کہ وہ سب آپس مین برابر ہین اور اُنکے ادب سے ہے کہ جب اُنکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو متہم اور قصوروار ٹھہراتے تھے اور اُسکی دوا کرنے مین اپنے باطن سے سبب پیدا کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پر دل کا لپٹ جانا یار کے لیے ایک غیر ذخیل کام ہے۔ ابوبکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل پر وہ گران تھا سو مین نے اُسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اُسکا ثقل میرے قلب سے دور ہو اور دور نہ ہوا پھر مین نے اُس سے ایک دن خلوت کی اور اُس سے کہا کہ تو اپنا پانوٗن میرے رخسارے پر رکھ اُسنے انکار کیا تو مین نے اُس سے کہا کہ اس سے چارہ نہین ہے تو اُسنے یہ کام کیا سو وقت وہ بات میرے باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن مین پاتا تھا۔ رقی نے کہا کہ شام سے مین نے حجاز کا ارادہ کیا تاکہ اس حکایت کو کتانی سے

دریافت کرون۔ اور اُنکے ادب سے ہے کہ جسکے فضل کو جانتے ہون اُسکو
مقدم کرین اور مجلس مین اُسکے لیے وسعت دین اور جگہ اُس کو دین۔
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے چبوترے
پر بیٹھے ہوے تھے کہ اُسمین ایک گروہ اہل بدر کا آیا اور کوئی جگہ اُنھون نے
نہ پائی جہان وہ بیٹھین تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو
اُٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے پھر اُنکی جگہ بدری بیٹھے تو یہ امر اُنکو برا
معلوم ہوا تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی واذا قیل انشزوا
فانشزوا الآیہ۔ یعنی جب کہا جائے کہ اُٹھو تو اُٹھ کھڑے ہو تم۔ اور حکایت
ہے کہ علی بن بندار صوفی ابی عبداللہ بن خفیف کے پاس زیارت کے لیے
آیا سو وہ دونون چلے پھر اُس سے عبداللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا
کس عذر سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور مین نہین ملا۔
اور اُنکے ادب سے ترک صحبت اُس شخص کا ہے جسکے ارادہ مین کوئی شئے
دُنیا کی فضولیات سے ہو اللہ تعالے نے فرمایا فاعرض عمن تولی عن ذکرنا
ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا یعنی پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس
شخص سے منھ پھیر لے جس نے ہمارے ذکر سے منھ پھیر لیا اور نہین ارادہ
کیا مگر زندگی دُنیا کا۔ اور اُنکے ادب سے ہے بھائیون کا انصاف دینا
اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا۔ ابو عثمان حیری کا قول ہے کہ
حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب وسعت و مقدور کر
اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور ان سے
انصاف مت طلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو اور جب تجھے
اُس سے پہونچے تُو اُسے بہت کچھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا سمجھ

اور اُنکے ادب سے یہ ہہ کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہو اور نفس کا غلبہ و صولت
کے ساتھ ترک کرے ۔ ابو علی رودباری نے کہا ہہ کہ صولت اور حملہ اُس شخص پہ
جو تجھ سے اونچا ہہ شوخی اور بیحیائی ہہ اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہہ
اور اپنے سے نیچے پر عجز ہہ ۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہہ کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ کہے
کہ اگر ایسا ہوتا ایسا نہ ہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہہ کہ ایسا ہو سواسطے
کہ اگر فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین ۔ اور اُنکے
ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرتا ہہ ۔ ذکر ہہ
کہ ایک شخص ایک شخص کا یار ہوا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے اذن
چاہا اُسنے جواب دیا کہ اِس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہ ہو الا جبکہ وہ ہم سے زیادہ
ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہ ہو تو اسکا یار بھی مت ہو اسواسطے کہ تو اوّل
ہمارا یار ہوا ہہ اُسپر اُسنے کہا کہ میرے دل سے جدائی کی نیت جاتی رہی اور اُنکے
ادب سے چھوٹون پر مہربانی ہہ نقل ہہ کہ ابراہیم بن ادہم کھیت کاٹنے کا
کام کرتا تھا اور یارون کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے پاس جمع
ہوا کرتے اور وہ سب روزہ دار ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بعضے روز
کام مین پیچھے رہجاتا تو ایک رات یارون نے کہا آؤ ہم افطاری کھالین اُسکی
افطاری رکھ چھوڑین تاکہ بعد ازین وہ جلد آجایا کرے پھر اُن لوگون نے
روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پلٹ کر آیا اور اُن کو
سوتا پایا تو کہا غریب مسکین ہین شاید اُنکے لیے کھانا کچھ نہ تھا پھر تھوڑا آٹا
اُسنے گوندھا اور اُسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اُسوقت آگ پھونک
رہا تھا اِس حالت سے کہ داڑھی اُسکی مٹی پر رکھی ہوئی تھی سو اُن لوگون نے
اُس سے کہا اُسکی بابت جو حال تھا تو ابراہیمؒ نے کہا کہ مین نے کہا شاید

تمھین افطاری کا کھانا نہین ملا تو تم سو رہے اُسپر سب نے کہا دیکھو ہمنے کسطرح اُسکے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہمسے کیسا معاملہ کرتا ہی۔ اور اُنکے ادب سے ہر کہ پکارنے کے وقت یہ نہ کہین کہ کہان تک اور کس واسطے اور کس سبب سے بعضے علمانے کہا ہی کہ جب کوئی اپنے یار سے کہے کہ ہمارے ساتھ چلو اور وہ کہے کہان تک تو اُسکے ساتھ مت جاؤ۔ اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جس نے بھائی سے کہا اپنے مال سے تو مجھے دے اور اُسنے کہا کہ کس قدر تو چاہتا ہی تو تو وہ حق برادری پر نہین کھڑا ہوا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہے شعر

لا یسئلون اخاہم حین یندبہم		للنائبات علی ما قال برہانا
	ترجمۃ فی الشعر	
جبکہ کوئی اُنکا بھائی بہو نچو ہی آفت سکے		مانگتے ہرگز نہین برہان اسکے قول پر

اور اُنکا ادب ہی کہ بھائیون کے لیے تکلف نہین کرتے۔ روایت ہی کہ جب ابو حفص عراق مین آئے اور جنید نے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلف کھانے کی چیزون نہین کیا تو اُسکو ابو حفص نے بُرا جانا اور کہا میرے لوگ یار مخنثون کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے لیے رنگا رنگ مرتب اور رقیق کیے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک فتوت ترک تکلف ہی اور ما حضر کا پیش کرنا ہی اسواسطے کہ تکلف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی اختیار کی جاتی ہی اور ترک تکلف مین مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہی اور اُنکا ادب صحبت مین مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہی اور مدارات مُشتبہ بہ مداہنت و نفاق ہی اور دونون مین فرق یہ ہی کہ مدارات وہ چیز ہی کہ جس سے تو اپنے بھائی کی صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسسے برداشت کرے اُسکی جو تجھے مکروہ معلوم ہو اور مداہنت وہ جس سے تیرا ارادہ کسی شہر کا ہوئی سے ہو خواہ کسی مرے کے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے

قائم کرنے کے لیے ہو۔ اور اُنکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض اور بسط کے درمیان ہو شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آپ نے کہا انقباض لوگون سے اُنکی عداوت کو حاصل کرتی ہو اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدنشینونکو کھینچتی ہے تو منقبض اور منبسط کے بین بین رہو۔ اور اُنکے ادب سے بھائیون کا ستر عورت کرنا ہو۔ جیسے علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہم اُسے چھپاتے اور ڈھک دیتے ہین آپ نے فرمایا بلکہ تم اسکا کشف عورت کرتے ہو اُن لوگون نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہو فرمایا ایک تم مین سے ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق مین سُنتا ہو پھر اُسپر بڑھا دیتا ہو اور اُسے بڑھا کر اُسکو شایع اور مشتہر کرتا ہو اور اُنکے ادب سے ہو بھائی کے لیے غائبانہ آمرزش کا طلب کرنا اور اُنکے لیے اللہ تعالے کے ساتھ جد وجہد کرنا تاکہ کروہات اُن سے دور ہون۔ **حکایت** ہے کہ دو بھائی سے ایک ہوی مین مبتلا ہوا سو اپنے بھائی پر اظہار اسکا کیا کہ مین ہوی مین مبتلا ہو گیا ہو اگر تو چاہے کہ میرے ساتھ للہ عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر اُسنے جواب دیا کہ مین تو ایسا نہین ہون کہ تیری خطا کے سبب برداری کی گانٹھ کو کھول دون اور اپنے اللہ کے درمیان عہد وپیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پیے یہان تک اُسکو اللہ اُس اُسکی ہوی سے بری اور تندرست کر دے اور چالیس دن کچھ نہ کھایا جب کبھی اُسکو اُسکی ہوی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہین زائل ہوے ایک چلہ کے بعد اُسنے اُسے خبر دی کہ وہ ہوی دور ہو گئی پھر اُسنے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہو کہ وہ اپنے یار کو مدارات کی طرف حاجت مند نہین کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے ملتجی کرتے ہین اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہین جو اُسپر دشوار ہو بلکہ وہ یار کے لیے

اس طرح ہوتے ہین کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار کرتے ہین۔ علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دوستون سے بدتر وہ ہے جو تجھے مدارات کا حاجتمند
کرے یا عذر خواہی کا تجھسے ملتجی کرے یا اُسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادقؓ کا قول
ہے کہ میرے اوپر زیادہ بھاری بھائیون مین سے وہ ہے جو میرے لیے تکلف کرے
اور اُن سے مین تحفظ اور بچاؤ کرتا ہون اور انمین سب سے ہلکا میرے قلب پر
وہ ہے کہ مین اُسکے ساتھ ایسا رہون جیسا کہ اکیلا رہتا ہون پس آداب صحبت اور
حقوق اُخوت بہت کچھ ہین اور اُسمین جو حکایات ہین اُنکا نقل کرنا طول ہے
اور ہم نے شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ کی کتاب مین اس بارہ مین بہت کچھ حکایتین
دیکھی ہین کہ بیشک اُسنے اپنی کتاب مین ہر ایک بات اُسمین سے ایسی لکھی ہے جو
عمدہ ہے اور سب کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہے کہ اپنے
مولا کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس
کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ
اللہ تعالےٰ کے واسطے ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالےٰ کے لیے اختیار کرے
تو ہر ایک چیز مین اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکا قرب زیادہ ہو اور
جو شخص حقوق اللہ تعالےٰ پر قائم ہو تو اللہ تعالےٰ اُسکو علم معرفت نفس و
اُسکے عیوب کا روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب
تبلائے گا اور اُسکی توفیق دیگا کہ ادائے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے اُسمین
کُل اُسکو فقیہ پائے کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی طرف اُس کو
حاجت ہو خواہ اُنمین جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ اُنمین جو حقوق
خلق کی طرف عائد ہون۔ سو جتنی تقصیرین ہین وہ خبث نفس اور اُس کے
عدم تزکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہین پس اگر نفس تیرے ساتھ رہا

تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور واجب سے تجاوز کر جائے گا
اُن باتوں میں جو حق اور خلق کیطرف رجوع کرتی ہیں اور حکایات اور نصائح اور
آداب اور اُنکا سُننا زیادہ تاثیر نفس میں نہیں کرتا اور وہ ایک کنوئیں کے مثال
ہو جائے گا جسمیں اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اُسمیں نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے
انتفاع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقوی کو پکڑے تو اُسمیں سے آب حیات
اوپر کو اُٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائیگا اور حقوق کو ادا کریگا اور واجب آداب
قائم ہو گا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہے

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہیں اُنکے بیان میں ہے

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور وہ صادق اور مصدوق تھے کہ ہر آئنہ تم میں سے ایک کی پیدائش
اُسکی ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہے پھر اسیطرح علقہ پھر اسیطرح
وہ مضغہ ہوتا ہے بعدازاں اللہ تعالے اُسکی طرف چار کلمہ کے ساتھ بھیجتا ہے
تب اُسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہے اُسکے بعد اُسمیں
روح پھونکی جاتی ہے۔ اور ہر آئنہ ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے حتے کہ
اُس کے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر
ایک گز کے پھر اُس پر کتاب یعنے نوشتہ تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ
اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے اور
ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہانتک کہ اُس کے اور بہشت
کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُس پر

کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی اور وہ دوزخیون کے کام کرنے لگتا ہے
اور دوزخ مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین یعنی ہم نے پیدا کیا آدمیون کو ستی
ہوئی یعنی کھنچی مٹی سے پھر رکھا اُسکو ایک اچھے ٹھہراو مین یعنی مضبوط جگہ مین
واسطے ٹھہرنے اسکے اُسمین یہان تک کہ وہ اپنی حد پایان کو پہونچ جائے بعد ازان
اُسکے تقلبات اور اُلٹ پلٹ کا ذکر کردیا فرمایا ثم انشانا ہ خلقا آخر یعنی پھر بنایا
ہم نے اُسکو پیدائش دوسری بعضون نے کہا ہی کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا
اسمین پھونکنا ہی۔ اور تو جان لے کہ روح مین کلام کرنا سخت اور مشکل طلب ہے
اور اُس سے چپ رہنا اہل عقل کی راہ ہی اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے شان روح
کو بہت بڑا بنایا ہی اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتیتم
من العلم الا قلیلا یعنی اور نہین دیے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور ہر آئینہ
اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مین خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہے اور فرمایا
ولقد کرمنا بنی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدمؑ کو۔ اور روایت ہے
کہ ہر آئینہ جب اللہ تعالےٰ نے بنی آدم اور اُسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتون
نے کہا اے پروردگار تو نے انکو پیدا کیا جو کھائین گے اور پئین گے اور نکاح
کرینگے تو اُنکے لیے دُنیا کر اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا مجھے
اپنی عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین نہین کرونگا اُس شخص کی اولاد کو جسے
مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو مین نے کہا کہ ہوجا
سو وہ ہوگیا سو باوجود اِس کرامت اور اِس برگزیدگی کے جو اللہ تعالےٰ نے
اُسکو فرشتون پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے
خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الآیہ یعنی تجھ سے

حال روح سے لوگ پوچھتے ہین تو کہدے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہی
اور تم نہین دیے گئے علم سے مگر قلیل۔ ابن عباسؓ نے کہا ہی کہ یہودنے نبی
علیہ السلام سے کہا کہ ہمین خبر دے کہ روح کیا چیز ہی اور روح کیونکر عذاب
دیجائے گی جو بدن کے اندر ہی اور اُسکے سوا نہین کہ روح امر الٰہی سے اور حال
یہ تھا کہ اسکے حق مین آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہین ہوا سو آپ نے اُنکو جواب
نہین دیا پھر جبرئیلؑ آپکے پاس یہ آیت لائے جہان کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حکم الٰہی اور اُسکی وحی سے روح اور اسکی ماہیت کے تبلانے سے خاموش
رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمۂ حکمت تھے
تو کیونکر غیر کی خوض سمین چلے اور کسطرح اُسکی طرف اشارت کرے۔ ناچار جب کہ
نفوس انسانیہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور معقول کی طرف شائق اور
اپنی وضع سے اُن تمام چیزون کی طرف متحرک ہین جسمین سکون کا اُسکو حکم دیا
گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے والے
ہین تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ زار چراگاہ مین نظر کی عنان چھوڑ دی اور
معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی مین گھس گئی تو وہ آوارۂ تیہ و دشت
ہوگئی اور اُنکی رائین اور خیالات اُسمین انواع واقسام کی ہوگئین اور کوئی
اختلاف ارباب نقل وعقل کا کسی چیز مین ایسا نہین پایا گیا جیسا کہ اُن کو
اختلاف روح کی ماہیت مین ہے اور جو نفوس اپنے عجز کے معرف ہوتے ہوئے
اپنی حد پر کھڑے ہو رہے تو یہ بات اُسکے لیے بہتر اور اولیٰ ہوئی۔ رہے قول
اُن لوگون کے جو شرائع کے ساتھ معتصم نہین تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی
اور منزہ ہے اسواسطے کہ وہ ایسے اقوال ہین جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ
سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہین اور فساد پر مخلوق ہین اور اُنکو راہ پانے کا

نور متابعت انبیا کی برکت سے نہین پہونچا سو وہ ایسے ہی ہین کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لایستطیعون سمعًا وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب۔ یعنی تھین آنکھین اُنکی پردہ مین میرے ذکر سے اور وہ سُننے کی طاقت نہین رکھتے تھے اور کہا اُنھون نے کہ دل ہمارے غلاف ہین اُس چیز سے کہ تم ہمین اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانون مین ہمارے بوجھ ہے اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی۔ پھر ہر گاہ انبیا سے محجوب رہے تو نہین سُنا اور جب نہین سُنا تو سیدھی راہ نہ پائی تو پھر جہالتون پر وہ مصر ہوے اور عقلون کے ساتھ مراد سے محجوب اور محروم رہے۔ اور عقل ایک حجت اللہ تعالے کی ہے کہ اُس سے کسی قوم کو اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کردیتا ہی تو ہم اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہین کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگون نے ہمین کیا ہی ہان جن لوگون نے کہ شریعت سے استناد اور اعتصام کیا ہی اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُنہین سے وہ ہے جنھون نے استدلال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہی جنھون نے ذوق اور وجد سے کیا ہی نہ کہ استعمال فکر سے حتی کہ ہمین مشائخ صوفیہ نے بھی کلام کیا ہی اور اس سے خاموشی اولی ہی اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مؤدب ہونا ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ روح ایک شئے ہی کہ اس کو اللہ تعالے نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار کیا ہی اور تعبیر اُس سے جائز نہین ہی جو موجود سے زیادہ ہو کر ہم صادقین کے اقوال وافعال کا سیتہ مجمل بناتے ہین اور روا ہی کہ ہمین کلام اُنکا بمنزلہ تاویل کے کلام اللہ تعالے کے واسطے ہو اور اُن آیات منزلہ کے موافق کہ اُسکی تفسیر حرام

اور تاویل اُسکی جایز ہی اسواسطے کہ تفسیر مین قول کی وسعت نہین ہے مگر
اس طرح کہ منقول ہو رہی تاویل سو اُسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھا کر کانون
مین ڈالے ہین اور وہ بیان اُن باتون کا ہے جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی
رکھتی ہے اور جب حال ایسا ہی تو اسمین قول کے لیے ایک وجہ اور محمل ہے
اور عبداللہ بناجی نے کہا ہی کہ روح ایک جسم ہے جو لطیف تر اس سے اور
بزرگتر اس سے ہے اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اُس سے تعبیر نہین ہوتی
اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہے حکم اُسپر کیا ہی کہ وہ جسم ہی تو گویا
اُس سے تعبیر اُسنے کیا اور ابن عطاء نے کہا کہ اللہ نے ارواح کو جسم کے پہلے
پیدا کیا ہے اس قول الٰہی کے مطابق ولقد خلقنٰکم یعنی اور مہرآئینہ پیدا کیا
ہم نے تم کو یعنی ارواح کو ثم صورنٰکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی اجساد اور
بعض علما نے کہا ہی کہ روح لطیف قائم کثیف مین ہے جیسے بصر کہ وہ لطیف
قائم کثیف مین ہی اور اس قول مین بحث ہی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ روح
ایک عبارت ہی اور قائم اشیا کے ساتھ وہی حق ہی اور اسمین بھی بحث ہی
مگر یہ کہ احیا کے معنی پر محمول ہو اسواسطے کہ بعضے علما نے کہا ہی کہ جلانا صفت
جلانے والے کی ہے جیسے پیدا کرنا پیدا کرنے والے کی صفت ہی اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہی کہ قل الروح من امر ربی یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہی اور
امر اُسکا کلام اُسکا ہی اور کلام اُسکا مخلوق نہین ہی یعنی زندہ اُسکے
قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہوا اور اس معنی سے روح معنی جسد مین نہین
ہوتی ہی پس بعضے قول وہ ہین جو اسپر دلالت کرتے ہین کہ قائل اُس کا
قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہی اور بعضے قول ایسے جو اُسکی دلیل ہین کہ وہ
حدوث روح کا معتقد ہے بعد اُسکے لوگون نے اُس روح مین اختلاف کیا ہے

جسکا سوال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے
کہ وہ جبرئیل ہیں اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جسکے ستر ہزار منھ
ہیں اور اُسکے ہر ایک منھ میں ستر ہزار زبان ہیں اور اُسکی ہر ایک زبان میں
ستر ہزار لغت ہیں کہ ان سب لغات سے وہ اللہ تعالے کی تسبیح کرتا ہے اور
ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو روز قیامت تک فرشتوں کے
ساتھ اُڑتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روح
ایک پیدائش ہے اللہ تعالے کی پیدایش سے کہ اُنکی صورتیں اولاد آدم
کی صورت پر ہیں اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اُترتا مگر یہ کہ اُسکے ساتھ
ایک روح ہوتی ہے۔ اور ابو صالح کا قول ہے کہ روح انسان کی صورت کے
مانند ہے اور انسان نہیں ہے اور مجاہد نے کہا کہ روح بنی آدم کی صورت پر ہیں
اُنکے ہاتھ اور پانوں ہیں اور سر ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ ملائک نہیں
ہیں۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالے نے عرش کے سوا کوئی پیدایش
روح سے بزرگتر نہیں پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں
کو ایک لقمہ میں نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی پیدایش کی صورت
ملائکہ کی صورت پر ہے اور اُسکے منھ کی صورت آدمیوں کی صورت پر ہے
کہ قیامت کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور اُس کے ساتھ
ملائک ایک صف میں ہونگے اور وہ انہیں سے ہوگی جو اہل توحید کیلئے
شفاعت کرینگے اور اگر اُسکے اور فرشتوں کے درمیان نور کا پردہ نہ ہوتا
تو اہل آسمان اُسکے نور سے جل جاتے سو یہ اقوال نہیں ہیں مگر نقلاً اور
سماعاً کہ اُن کہنے والوں کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

یہ پہونچے ہین اور جب کہ روح جسکا سوال کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو
وہ اُس روح کے سوا ہی جو بدن مین ہی اور اس اعتبار سے گفتگو اس روح
مین جاری ہوگی اور ہمین کلام ممنوع نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ
روح ایک لطیفہ ہی جو اللہ کی طرف سرایت اماکن مودعہ کرتا ہی کہ اس سے
زیادہ اُسکی تعبیر نہین کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہی اور بعضے
علما کا قول ہے کہ روح کن سے نہین نکلی ہی اسواسطے کہ اگر وہ کن سے نکلتی
تو اسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہی اُسکا جواب دیا
کہ حق سبحانہ تعٰ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہے
اللہ تعالی نے سلام کے ساتھ اُسکو خاص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات
دی پس وہ ذلت کن سے آزاد اور پاک ہی۔ اور ابو سعید خراز سے لوگون نے
سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہی کہا ہان اور اگر یہ نہ ہوتا تو ربوبیت کا اقرار نکرتی
جیسے کہ اُسنے کہا بلی اور یہ روح وہ ہی جسکے ساتھ بدن قائم ہی اور اسی کے سبب
وہ اسم حیات کا مستحق ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے
محبت قائم ہوئی اور روح نہوتی تو عقل معطل ہوتی کہ اسپر نہ حجت ہوتی اور نہ اسکے
لیے حجت ہوتی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ جوہر مخلوق ہی مگر وہ سب مخلوقات
سے لطیف تر اور سب جواہر سے انور اور صافی تر ہی اور اُسکے ساتھ غائب
چیزین دکھلائی دیتی ہین اور اسی کے باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہے
اور جب روح مراعات سیر سے محجوب ہوتی ہی تو جوارح بے ادبی کرتے ہین
اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور قابض اور نازع کے درمیان مین
ہے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا اور آخرت ارواح کے نزدیک برابر ہین
اور بعضون نے کہا ہی کہ ارواح کے بہت اقسام ہین ایک وہ ارواح ہین کہ

برزخ میں گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دُنیا اور ملائکہ کے احوال کو دیکھتے ہین اور جن باتون کا آسمان مین احوال آدمیون سے ذکر ہوتا ہی اُسکو سُنتے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو بہشت تک اُڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین جسقدر کہ ایام حیات مین اُن کے چلنے پھرنے کی تعداد ہے۔ اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہے کہ کہا مومنین کے ارواح زمین کے برزخ مین آسمان اور زمین کے درمیان جہان چاہین وہان جاتے ہین یہان تک کہ وہ اپنے بدن مین پھیری جائین۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون مین سے کوئی میّت وارد ہو تو وہ ملاقات کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالے نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون کے عرض کرتے ہین یہان تک مردون پر وہ چیزین ظاہر کیجاتی ہین جس کے ساتھ زندہ لوگونکو دُنیا مین گناہون کے سبب عذاب کیا جاتا ہی تو کہتے ہین کہ ہم اللہ کیطرف اسکی مدد کرنے کو معذرت کرینگے اسواسطے کہ کوئی نہین جو اللہ تعالے اسے محبوب تر عذر اُسکے سامنے ہو۔ اور حدیث مین نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہی کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالے کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہین اور انبیا اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ اُنکے حسنات سے خوش ہوتے ہین اور اُنکے چہرہ مین سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہی پس اللہ تعالے سے ڈرو اور اپنے مردون کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث مین ہی تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والون اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو مر گئے ہین پھر اگر وہ عمل حسنہ ہین تو وہ خوش ہوتے ہین اور اگر اُسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہین الٰہی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے

ہم کو ہدایت کی ہی اور یہ اخبار اور آثار اِس بات پر دال ہین کہ ارواح اعیان
ہین جسد مین اور وہ معانی اور اعراض نہین ہین۔ واسطی سے سوال کیا
لوگون نے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق مین
حلیم تر تھے کہا اسواسطے کہ آپکی روح اوّل پیدا کی گئی اور پھر اُسکے لیے تمکین
واستقرار کی صحبت اور معیت واقع ہوئی کیا تم نہین دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے
کہ مین نبی تھا اور اُسوقت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح
تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ روح نور عزت سے پیدا کی گئی
ہے اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی واسطے اُسنے کہا تھا کہ تو نے مجھے
آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہی اور اُسنے یہ نہ جانا کہ نور بہتر آگ سے
ہی پھر بعضون نے علما سے کہا ہی کہ اللہ تعالے نے علم کو روح کے ساتھ مقرون
کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہی جیسے کہ غذا کے
ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہی اور یہ علم الٰہی مین ہی اسواسطے کہ خلق کا علم
قلیل ہی کہ اسکو نہین پہونچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہی
کہ انسانیت اور حیوانیت دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین اور اُن
دونون کو موت معدوم کر دیتی ہی اور روح بعینہ حیات ہی کہ بدن اُس کے
وجود سے زندہ ہوا اور قیامت مین اُسکے دوبارہ جسم مین آنے سے زندہ ہوگا
اور بعضے متکلمین اسلام اِس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ اجسام کثیفہ کے
ساتھ باہم ایسے گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین گھل مل جاتا ہی اور
یہ مذہب مختار ابو المعالی جوینی کا ہی اور بہت سے آئمین سے اس طرف مائل
ہوے ہین کہ وہ عرض ہی الا اُنکو ان اخبار نے اِس طرف سے پھیر دیا جو دلالت
اسپر کرتے ہین کہ وہ جسم ہے اس وجہ سے کہ اُسکے حق مین چڑھنے اور اترنے

اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہر اور وہ پھڑکنے والی رگون سے سوراخون
مین پھیلتی ہے اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہر اور اُسی سے حواس کی
قوتین اُبلتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہر کہ قوام اُسکا غالبًا سنت الٰہی کی اجرا
سے غذا کے ساتھ ہوتا ہر اور اسین علم طب کے ساتھ اعتدال مزاج اخلاط
سے تصرف کیا جاتا ہر اور روح انسانی علوی جو اس روح پر وارد ہوتی ہر
تو یہ روح روح حیوانی کے ہمجنس اور روح حیوانات سے جدا ہو گئی اور
ایک صفت دوسری اسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق والہام کی بنگئی
اللہ تعالے نے فرمایا ہر ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقویٰہا یعنی قسم
نفس کی اور جسنے اُسکو برابر کیا پھر اُسکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور پرہیزگاری
اُسکی کا پس اُسکا تسویہ اس طرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور روح
حیوانات کی جنس سے اُسکو علٰحدہ کر دیا پس روح علوی کہ نفس اللہ تعالے
کی تکوین سے پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہر اسکا پیدا ہونا
روح سے عالم امر مین ایسا ہی ہر جیسا کہ عالم خلق مین حوّا کا آدمؑ سے پیدا
ہونا اور اُن دونون مین عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدمؑ اور حوّا
مین ہو گیا تھا اور اُن دونون مین ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی
مفارقت سے مرجاتا ہر اللہ تعالے نے فرمایا ہر وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا
یعنی بنائی اُس سے زوجہ اُسکی تاکہ وہ طرف اُسکے آرام پاوے سو آدمؑ نے
حوّا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی علوی نے روح حیوانی سے
سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنا دیا اور روح نے جو نفس کے ساتھ
سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہر جسکا محل
پارۂ گوشت ہر اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہر اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہر

اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہی کہ اولاد کا آدمؑ
و حوّا سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر مساکنہ اور ربود و باش ان دونون روح
مین نہ ہوتی جنمین سے ایک نفس ہی تو قلب کی پیدایش نہ ہوتی سو قلوب مین
سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہی تانک جھانک کرنے والا
اور شدّت سے اُسکی طرف مائل ہی اور پھر وہ قلب مؤید ہی جسکا ذکر جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہی کہ اُسکو حذیفہ نے روایت
کیا فرمایا کہ قلوب صنعت مین چار ہین ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین کے
پاک ہو جسمین کوئی نبات اور سبزہ نہ ہو بجز اسکے کہ اسمین ایک چراغ روشن
ہے تو یہ قلب مومن کا ہی اور ایک قلب سیاہ اُلٹا ہی اور یہ قلب کافر کا ہی
اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف مین ہے سو یہ قلب منافق کا ہی اور ایک
قلب مصفح اور پہلودار ہی جسمین ایمان اور نفاق ہو پس ایمان کی مثل اسمین مثل
ساگ کے ہے جسمین پاک پانی جمع ہو اور مثل نفاق کی اسمین مثل گھاؤ کی ہے
جسمین ریم اور زرداب جمع ہو سو جو مادہ اُن دونون مین سے غالب اس پر ہو
اُسی کے ساتھ حکم اُسپر کیا جائیگا اور قلب معکوس اپنی مان کی طرف جو نفس امارہ
ہے جھکتا ہی اور قلوب مین سے ایک قلب ہی جو اُسکی طرف میل کرنے مین
متردد ہی اور میل قلب کے موافق اُسکا حکم سعادت اور شقاوت سے ہوتا
ہے اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہی اور وہ روح علوی پر راہنما
ہے اور اُسکی تدبیر قلب مؤید اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے
ہے جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زوجہ صالحہ کے لیے کرتا ہی اور اُسکی
تدبیر قلب واژون اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہی جو باپ
اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بُری زوجہ کے لیے کرتا ہی پس قلب ایک

وجہ سے انکار رکھتا ہی اور اُس سے مُنھ پھیرتا ہی اور دوسری وجہ سے اُن
دونون کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہی اسواسطے کہ اُن دونون
سے کوئی چارہ اُسکو نہین ہی۔ اور قول قائلین کا اور انکا اختلاف
محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل اُسکا قلب ہی یہ کلام اُنکا
ہے جو اُسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور انکا اختلاف اس باب
مین اِس سبب سے ہے کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی کبھی وہ منجذب
نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت
نیک اور سرکش کی طرف ہی پھر جبوقت تدبیر سرکش مین دکھی گئی تو کہدیا
کہ مسکن اُسکا دماغ ہے اور جب تدبیر نیک مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن
اُسکا قلب ہے اور روح علوی اِس قصد اور کوشش مین رہتی ہی کہ اپنے
مولا کیطرف آرزومندی اور مہربانی اور اکوان سے ایک ہوکر ترقی کرے
اور اکوان اور موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جبکہ روح ترقی
کرتی ہی تو قلب اُسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اُس قسم کی جو ایک پسر نیک
مہربان کو اپنے باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اُسکا بیٹا
ہے اِس طرح ہوتا ہی جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جبکہ نفس
مشتاق ہوتا ہی تو وہ زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اُسکی رگین عالم سفلی مین
کوندنے والی یکسو اور الگ ہوجاتی ہین اور اُسکی ہوا کا بساط لپیٹا جاتا ہی
اور مادہ اُسکا قطع ہوتا ہی اور رغبت دُنیا سے جاتی رہتی ہی اور دھوکے کی
جگہ سے دور ہوجاتا ہی اور عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس
جو کہ والدہ ہی اپنی وضع جبلی سے زمین کیطرف رجوع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ
روح حیوانی مجنس سے پیدا ہوا ہی اور طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کیطرف

اُسکے میلان کی نسبت اور استناد ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ولو شئنا لرفعناہ بہا
ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ
اُسکے لیکن وہ طرف زمین کے ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت
کہ نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا جو مادر ہی تو اسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہوا
جیسا کہ لڑکا جو بہت مائل والدہ کیطرف ہو جو ناقص کیطرف ہو جو والد کامل مستقیم
کیطرف نہ جھکے اور روح بیٹے کیطرف جو قلب ہی منجذب ہوتی ہی اُس خلقی
سیرت کے سبب جو والد کو اپنے بیٹے کیطرف انجذاب ہوتا ہی پھر اُسوقت
وہ تخلف اُس حقیقت قیام بحق ہونے سے کرتا ہی اور اِن دونون انجذاب مین
حکم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہی یہ تقدیر اللہ تعالے عزیز علیم کی ہی
اور داؤد علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہوا ہی کہ اُسنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام
سے پوچھا کہ موضع عقل تجھ سے کہان ہی کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہی
اور روح قالب حیات ہی اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ روح دو روحین ہین
روح حیات اور روح ممات تو جب وہ دونون جمع ہو جائین تو جسم عقل ہوتا ہی
اور روح ممات وہ ہی کہ جب وہ جسد سے نکلجائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہی
اور روح حیات وہ ہی جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا
ہین اور بعضے علما نے کہا ہی کہ روح ایک نسیم طیب ہی کہ اُس سے حیات ہی اور
نفس گرم ہوا ہی کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہین اور محاورہ مین
کہا جاتا ہی کہ فلان گرم سر ہی اور جس فضل کو ہم نے بیان کیا اُسمین ماہیت
نفس سے آگاہی ہوتی ہے اور اشارہ مشائخ ماہیت نفس مین اُن چیزونکی
طرف ہے جو اُسکے آثار سے ظاہر ہوتے ہین یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ
اور وہ ایسے ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے

کیا جاتا ہو اور افعال ردی زائل اور اخلاق ردی مبدل ہوجاتے ہین سعید ابن ابی ہلال رضؓ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قد افلح من زکیٰھا۔ تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللھم آت نفسی تقوٰھا انت ولیھا و مولاھا و زکھا انت خیر من زکٰھا یعنی اے بار خدا دے میرے نفس کو اُسکا تقوےٰ کہ تو اُسکا ولی ہو اور مولا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہو اُس سے کہ جو اُسکو پاک کرے۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ نفس لطیفہ ہو جو قالب مین رکھا گیا ہو اُسی سے اخلاق اور صفات مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہے جو قلب مین رکھا گیا ہو اُسی سے اخلاق اور صفات محمودہ ہین جس طرح کہ آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان سُننے کی جگہ اور ناک سونگھنے کی جگہ اور مُنھ چکھنے کی جگہ ہے اسیطرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہ اور روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہو اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل سے ہین ایک طیش اور دوسرا شرہ اور طیش یعنی سبکساری اُسکی اُسکے جہل سے ہو اور شرہ اُسکا اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول کرہ کے ساتھ دی گئی ہو جو ایک مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب ہمیشہ متحرک رہتا ہو اور نفس اپنے حرص مین پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہو جو اپنے تئین چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہو اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہو بغیر اس کے کہ روشنی کے جرم پر جسمین اُسکی موت ہے ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہو اور صبر جوہر عقل ہے اور طیش صفت نفس کی ہو اور اُسکے ہوے اور راحت کے اوپر نہین غالب آتا مگر صبر اسواسطے کہ عقل ہوے کی بیخ کنی کرتی ہو اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہو اور یہ دونون وہ صفت ہین جو آدم مین ظاہر ہوئین جب کہ اُسنے خلود مین طمع کی

اور درخت کے کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی
پیدائش کے اصل سے ہین اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہے اور اُسکے لیے
اُسکے موافق وصف ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ضعف کا وصف آدمی مین
تراب یعنی خاک سے ہے اور بخل کا وصف اُسمین طین یعنی گل سے ہے اور
شہوت کا وصف اُسمین حما مسنون یعنی سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہے اور جہل کا
وصف اُسمین صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
قول الٰہی جو کالفخار ہے سو یہ وصف اُسمین کچھ شیطنت سے ہے اسواسطے کہ
آگ فخار یعنی سفال مین ہوتی ہے سو اُس سے مکر اور حیلہ اور حسد ہے پس
جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شرطین جہان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو
ان چیزون پر کوئی قدرت نہین ہے مگر وہ مدد اُسکے بتانے والے اور پیدا
کرنے والے سے طلب کرے سو عبد انسانیت کے ساتھ متحقق نہین ہوتا
مگر بعد ازان کہ حیوانیت جو اُسمین ہے اُسکے داعیون اور خواہشون کا علاج
علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونون طرف افراط اور تفریط کی ہے
اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتے ہین اور
صفات شیطنت کہ جو اُسمین ہین اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور
کمال انسانیت کو جانے اور علم و عدل اُسکے متقاضی ہون کہ اپنے نفس کے لیے
اسپر راضی نہ ہو ازان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہین جن کے ساتھ
تنازع ربوبیت کا کبر و غرور اور خود بینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہے اور پھر وہ دیکھتا
ہے کہ بندگی خالص اُسمین ہے کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور
اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام قدیم مین نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے
طمانینت کے ساتھ فرمایا یاایتہا النفس المطمئنۃ اور اُسکا لوامہ نام رکھا فرمایا

ولا اقسم بالنفس اللوامہ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا ان النفس لامارۃ بالسوء اور حالانکہ
وہ ایک ہی نفس ہے اور اُسکے صفات متغائر اور جداگانہ ہین پھر جسوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام
اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس کو خلعت طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مین مزید ایمان
ہے اور اسمین قلب کی ترقی مقام روح تک ہے اس وجہ سے کہ حظ یقین اُسکو عطا کیا گیا اور جب
قلب محل روح کیطرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کیطرف متوجہ ہوا اور اسمین اُسکی طمانینت
ہے اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشون سے اُکھڑکر مقر طمانینت کو دیکھتا ہوا
چلا تو لوامہ ہے اسواسطے کہ وہ اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ طمانینت کے
محل کا اُسے معائنہ اور اُسکا علم ہوگیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا اور رجا اپنے
اس محل کی طرف جس مین وہ امارہ بالسوء یعنے برائی کا
حکم دینے والا تھا اور جب وہ اپنے محل پر ٹھیرا
تو نور علم و معرفت اُسکو نہین ڈھکتا تو پھر اپنی ظلمت سے بدی کا فرمان دہ ہوتا
ہے پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے سو کبھی قلب کی مالک و داعی
روح ہوتی ہے اور کبھی مقتضیات نفس اُسکے قابض ہوجاتے ہین اور لطیفہ
سر کا سو اُسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اور قوم کے کلام مین دیکھا ہے
کہ بعض نے اُنمین سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہے اور بعض نے
اُسکو روح کے بعد اور اُس سے اعلے اور الطف گردانا ہے اور وہ اُسکے
قائل ہوئے ہین کہ سر محل مشاہدہ ہے اور روح محل محبت ہے اور قلب
محل معرفت ہے اور سر جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام اللہ مین اُسکا
ذکر نہین ہے اور کلام اللہ مین جسکا ذکر ہے وہ روح ہے اور نفس اور انواع
اُسکے صفات کے ہین اور فواد ہے اور عقل ہے اور ہم نے کہین کلام اللہ تعالے
مین ذکر سر کا اُس معنی کے ساتھ نہین پایا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور سا

جو قول ہمین اُسکے اندر رہم نے اختلاف دیکھا اور ایک قوم نے جسکا اشارہ
کیا ہے کہ سرکم درجہ روح سے ہے اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر
ہے سو ہم کہتے ہین اور اللہ تعالے دانا تر ہو کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی
شی مستقل بنفسہ نہین ہو جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو
اور اسی قدر ہو کہ جب نفس صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید
سے آزاد ہوگئی اور مقامات قرب کی طرف اُسنے عروج شروع کیا اور شوقت
قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور قرارگاہ سے اُکھڑا اور ایک
وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اِس وصف کے پانے والون پر
قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اسواسطے کہ اُسکو قلب سے صافی تر دیکھا
اور اُسکا نام سر رکھا اور ہر گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اُس کے
وصف پر حاصل ہوا اِس سبب سے کہ روح کی طرف اُسکی نگاہ لگی ہوئی ہو
تو روح نے ایک وصف زائد اپنے عروج مین حاصل کیا اور اُس کے
پانے والون کی روح پر ایک طرہ ادا ہوا تو اُسکا نام سر رکھا اور جسکو قوم نے
یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہے وہ روح ہو ایک ایسے وصف کے
ساتھ متصف ہو جو خاص تر اُس سے ہے جو اُنھون نے مقرر و معہود کی ہو
اور جس چیز کو سر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہو کہ وصف غیر معہود
کے ساتھ موصوف ہوگیا اور ایسی ایسی ترقی مین روح اور قلب کے نفس کو
ترقی محل قلب تک ہوتی ہو اور اپنے وصف کی کینچلی ڈال دیتا ہے پھر
وہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہو کہ پیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہو اسوسطے کہ
قلب ایسا ہوگیا کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہے جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہو اور
حال یہ ہے کہ وہ حول اور قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہوگیا اور

اُسوقت خالص عبودیت کا مزہ چکھے گا اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہوگیا۔ اور عقل زبان روح کی اور ترجمان بصیرت کی ہے اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور عقل زبان کے موافق ہے اور ہر آئنہ حدیث مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزون سے جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کین عقل ہے پھر اُسے کہا کہ آگے آتو وہ آگے آئی پھر اُسے فرمایا کہ الٹی پھر جا تو وہ اُلٹی پھر گئی بعد ازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسے کہا کہ بول تو وہ بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہوگئی اُس پر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال اور عظمت اور کبریا اور سلطان وجبروت کی قسم ہو کہ مین نے کوئی خلق نہین پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھ سے بڑھکر کوئی میرے نزدیک اکرم ہو تجھ سے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین حمد کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو صبر سے افضل ہو اکرام تیرا نہین کیا۔ و حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوش نہ کرے یہان تک کہ تم جانو اُس چیز کو کہ جس نے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین نے کہا کیا آدمی اپنے اعمال کی جزا دہ پائین گے تو فرمایا ای عائشہ نہین عمل طاقت الٰہی مین مگر وہ شخص کہ ہر آئنہ وہ صاحب عقل ہو ایس اپنی عقلون کے موافق آدمی عمل کرتے ہین اور اپنے اعمال کے مقدار پر اُنکو جزا ملتی ہو اور حضرت علیہ السلام نے

رمایا کہ بیشک ایک شخص مسجد کو جاتا ہو اور پھر نماز پڑھتا ہو اور اسکی نماز مچھر کے
ر کے برابر نہین ہوتی اور ایک شخص مسجد مین آتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اسکی نماز
وہ احد کے برابر ہوتی ہو جبکہ وہ عقلاً دونون مین احسن ہو۔ لوگون نے پوچھا
عقلاً کیونکر دونون مین احسن ہو فرمایا کہ پارساتر محارم الٰہی سے اور حریص تر
سباب خیر پر دونون مین ہو اور اگرچہ عمل اور نوافل مین کمتر ہو۔ اور حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے عقل کو اپنے بندون مین
تقسیم جدا جدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی کے عمل اور نیکی و روزہ و نماز برابر ہوتے
ہین مگر وہ دونون عقل مین متفاوت ہین جسقدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔
اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کہا مین ستر کتاب مین پاتا ہون کہ تمام
جسقدر کہ سب آدمیون کو شروع دنیا سے اخیر تک عقل دی گئی ہو وہ مقابل
عقل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہو جیسی صورت ایک ذرہ ریگ
کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگون نے عقل کی ماہیت مین
اختلاف کیا ہو اور اسمین کلام بڑھتا ہو اور ہم اقوال کا نقل کرنا نہین اختیار
کرتے اور نہ یہ ہماری غرض ہو سو قوم نے کہا ہو کہ عقل علوم سے ہے اسواسطے کہ
تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور عقل تمام علوم
سے نہین ہے اسواسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف
ہوتا ہو اور انھون نے کہا ہو کہ وہ علوم نظریہ سے نہین ہے اسواسطے کہ ابتدائے
نظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہو تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا
اور نہ وہ تمام ضروری ہے اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہو اور حال آنکہ
علوم ضروریہ اسکے بعض مدارک اسمین نہین ہین۔ اور بعض علما نے کہا ہو کہ
عقل اقسام علوم سے نہین ہے اسواسطے کہ اگر انمین سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا

کہ جو شخص ذکر استخارہ اور جواز سے غافل ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہین عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل ہوتا ہے اور علمانے کہا ہے کہ یہ عقل ایک صفت ہے جسکے ساتھ دریافت علوم کے لیے مہیا ہوتا ہے۔ اور حارث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل ہے منقول ہے کہ عقل سرشت اور طبیعت ہے جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہے اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہے جسکو اول ذکر عقل مین ذکر کیا ہے کہ وہ زبان روح ہے اسواسطے کہ روح امر اللہ ہے اور وہ متحمل اُس امانت کی ہے جس کے اُٹھانے سے آسمانون اور زمینون نے انکار کیا ہے اور اُسی سے نور عقل اُبلتا اور بہتا ہے اور نور عقل مین علوم متشکل اور متصور ہوتے ہین پس عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح مکتوب کے ہے اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہے کہ نفس کیطرف جھانکتی ہے اور کبھی راست قائم ہے سو جو شخص کہ اسمین عقل اُلٹی سرنگون نفس کیطرف ہے تو اُسکو اجزاے کون مین پراگندہ کر دیتی ہے اور حسن اعتدال اسکے سبب معدوم کرتا ہے اور راہ راست نہین پاتا اور جو شخص جسمین عقل قائم اور مستقیم ہوئی تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہے جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے اور کمون آفریدگار کی طرف سیدھا راستہ پاتا ہے بعد ازان خالق سے مخلوق کو پہچانتا ہے اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو کمون اور کون سے پورا کرتا ہے تو یہ عقل عقل ہدایت ہے پھر جس طرح کہ اللہ تعالے نے اسکا اقبال کسی ایک امر مین چاہا اسیطرح اسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اُس کے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعہ نے مکروہ کیا تو اُس سے پیٹھ پھیرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالے کی چاہی ہوئی باتون کا اتباع کرے گا اور اُس کے غضب کی باتون سے پرہیز کرے گا اور جب تک عقل مستقیم

ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اُسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور گمراہی سے اُسکو باز رکھے گی۔ بعضے علمانے کہا ہو کہ عقل دو قسم ہو ایک قسم وہ ہو کہ اُس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہو اور ایک قسم وہ ہے کہ جس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہو۔ اور مذکور ہو کہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے سو عقل اول تمام اولاد آدم مین موجود ہے اور عقل ثانی موحدین مین موجود ہو اور مشرکین سے مفقود ہو۔ اور کہتے ہین کہ عقل کو عقل اسواسطے کہتے ہین کہ جہل ظلمت اور تاریکی ہو سو جب نور اُس ظلمت مین اُسکی بینائی پر غالب ہوگا ظلمت جاتی رہے گی پھر وہ دیکھے گا اور جہل کے لیے اشکل ہوجائیگا۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ عقل ایمان جوہر اُسکا مسکن قلب مین ہے اور محل اُسکے عمل کا سینہ مین دل کے دونون آنکھ کے بیچ مین ہے اور بعضے جسکو ذکر کیا ہو کہ عقل زبان روح ہو اور وہ عقل واحد ہو دو قسم کی نہین ہے لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور معتدل ہوجاتی ہو اور اشیا کو اُنکے مواضع پر رکھتی ہو اور یہ عقل وہی عقل ہو جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہو اسواسطے کہ اُسکے قیام اور اعتدال نے اُسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہو اسواسطے کہ شرع حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہو اور یہ اسواسطے ہے کہ آپ کی روح کو حضرت الوہیت سے قُرب ہو اور مکاشفہ اُس کی بصیرت کا جو روح کو ہے قدرت الٰہی اور اُسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہے اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے ساتھ ہے پس بصیرت اُن علوم کی محیط ہو جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہو اور اُن علوم کے جنکے استیعاب سے عقل کا ٹپکہ تنگ ہے اسواسطے کہ بصیرت استمداد اُن کلمات اللہ

سے کرتی ہے کہ اُن کے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے ہین
اور عقل ترجمان دل ہے کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہر جسطرح
کہ قلب بعضی چیزین اپنے مین کی زبان تک پہونچاتا ہے اور اُنھین سے
بعضی چیزین زبان کے سوا کو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہر اور اسی
بات کے سبب جو شخص کہ صرف عقل پر ٹھہرا اور جم گیا بغیر اس کے کہ نور شرع
سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک
ظاہر کائنات ہے اور جب کسی نے نور شرع سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت
سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت باطن کائنات ہے جس کے
مکاشفہ سے ارباب بصایر و عقول مختص ہین نہ وہ لوگ جو بصیرت بغیر محض
عقول پر جمے ہوے ہین اور ہر آئنہ بعض علما نے کہا ہے کہ عقل دو ہین
ایک عقل ہدایت کی کہ قلب مین اُس کا مسکن ہر اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ مین ہے اور سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین
اُسکا مقام عمل ہے اور دوسری عقل کا دماغ مین مسکن ہے اور اُسکا مقام
عمل سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین ہے تو پہلی عقل سے امر آخرت
کی تدبیر کرتا ہے اور دوسری عقل سے امر دُنیا کی تدبیر کرتا ہر اور جسکو ہم نے
بیان کیا ہے کہ وہ عقل واحد ہے جب وہ بصیرتون سے تائید یافتہ ہوتی ہر
تو دونون امر کی تدبیر کرتی ہے اور جب وہ تنہا ہوتی ایک امر کی تدبیر کرتی ہے
اور وہ واضح تر اور روشن تر ہے اور ہمنے شروع باب مین اُسکی تدبیر سے جو
نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہر وہ بات ذکر کر دی ہر جسکے باعث انسان اس امر سے
آگاہ ہو جاتا ہر کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہے اور
کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہے اور اللہ تعالیٰ صواب کا ملہم ہے

باب ستاونوان خطرون کی شناخت اور اُنکی تفصیل اور تمیز مین ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بنی آدم مین کچھ شیطان کا اور کسی قدر فرشتہ کا حصہ ہے سو شیطان کا حصہ یہ ہو کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہو اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہو سو جس شخص نے اُسکو پایا تو اُسکو جاننا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے پھر اُسکو شکر الٰہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ تعم کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہو اور تمکو بُرے کامون کیلئے حکم کرتا ہو اور ان دونون حصون کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہو جو طالب مرید ہو اُسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہے جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کرکے دیکھتا ہو وجہ اسکی یہ ہو کہ وہ اسکی لڑائی اور خطر اور فلاح اور صلاح و فساد سے واقف ہو اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہو کہ صفائی یقین اور عطیۂ اہل یقین کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہو اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہو اور جن لوگوں نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہے اور جبکہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہین کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہین اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اٹھا اٹھاکر اسکی طرف دیکھنا اُسیقدر ہوتا ہو جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور خط منجانب اللہ الکریم ہوتا ہو اور جو کوئی عام مؤمنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ

شناخت یقین کی نہین جھانکتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہے۔ اور
خواطر سے بعضے وہ ہین جو اللہ تعالےٰ کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ
بعض مومنین نے کہا ہے کہ میرے واسطے ایک قلب ہے اگر مین اُسکی نافرمانی
کرون تو اللہ کی نافرمانی کرون اور یہ حال اُس بندہ کا ہے جس کا قلب
مستقیم ہوگیا ہے اور قلب کی استقامت نفس کی طمانینت کے سبب ہے
اور نفس کی طمانینت مین شیطان کی یاس ہے اسواسطے کہ نفس جب کبھی
جنبش کرتا ہے تو قلب کی صفائی مین کدورت آجاتی ہے اور جب قلب
مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہوگیا اسواسطے کہ قلب
کی صفائی تذکرہ اور رعایت سے محصور ہے اور ذکر کے لیے ایک نور ہے کہ
اُس سے شیطان پرہیز ایسا ہی کرتا ہے کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے
بچتا ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ ہر آئینہ شیطان بنی آدمؑ کے قلب پر
سینہ رکھے ہوے ہے پھر جبکہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے تو وہ مُنھ پھیر لیتا ہے
اور پیچھے کو ہٹتا ہے اور جسوقت وہ غافل ہوتا ہے اُسکے قلب کو لقمہ بنا لیتا
ہے پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزومند بناتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین یعنے جو کوئی خداوند رحمن سے
مُنھ پھیرے تو ہم اُسپر شیطان مقرر کرین اور وہ واسطے اُسکے ہمنشین ہے اور
اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا
فاذا ھم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت اُنکو چھوے پھیری والا
شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہین پس اچانک وہ دیکھنے والے ہو جاتے ہین۔
تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ خالص ذکر کا وجود ہے اور اسی سے ذکر کا
دروازہ کھلتا ہے اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہے تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح

نیچے رہین بعد ازان فضول اور غیر مقصود باتون سے اُنکو محفوظ رکھتا ہے پھر اِسکے اقوال اور افعال ضرورتًا ہونگے ازان بعد اُسکا تقوی باطن کیطرف منتقل ہوتا ہی اور باطن پاک ہو جاتا ہی اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہی بعد ازان فضولیات سے حتےٰ کہ حدیث نفس سے مصوٗن رہتا ہی سہل بن عبداللہ نے کہا ہی گناہون مین سب سے بدتر حدیث نفس ہی اور حدیث نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا ہی اور اُس سے پرہیز کرتا ہی اور جب ذکر سے یہ اتقا ہوگا تو قلب اُسوقت روشن اِس طرح ہوگا کہ آسمان کے بیچ مین ستارے چمکتے ہین اور قلب ایک آسمان محفوظ ہو جائیگا جو ذکر کے ستارون سے مزین ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق مین خواطر شیطانی اور اُسکے نوازل او رواردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اُسکے لیے البتہ رہینگے اور اُسے احتیاج اُسکی ہوگی کہ اُنسے پرہیز اور اُنکو علم سے تمیز کرے اِسواسطے کہ بعضے اُنمین سے خواطر ہین جنکا اجر انقصان نہین پہونچاتا جیسے کہ نفس کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہین اور اُسکی حاجتین حقوق اور حظوظ کے اندر تقسیم ہوتی ہین اور اُس وقت تمیز متعین ہوتی ہی اور نفس پر اہتمام مطالبات حظوظ سے ہوتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اے ایمان والو اگر آوے تمھارے پاس فاسق خبر لے کر تو تم تحقیق کر لو یعنی ثابت رہو اور اِس آیت کے نزول کا سبب ولید بن عقبہ ہے جب کہ اُسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے پاس بھیجا تھا سو اُنپر جھوٹ طوفان لگایا اور اُنکو کفر و عصیان سے منسوب کیا یہان تک کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی برائی کا ارادہ کر لیا ازان بعد خالد کو اُنکے پاس بھیجا تو اُسنے مغرب اور عشا کی اذان

سنی اور وہ باتین دیکھین جو ولید بن عقبہ کے جھوٹ طوفان پر دلالت کرتی
تھین تو اللہ تعالےٰ نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت
اور سبب اُسکے نزول کا ظاہر ہے اور یہ ماجرا منجانب اللہ اُسکے بندون
کو تنبیہ کا باعث ہوگیا کہ ثابت وقرار امور پر کرین۔ اس آیت مین سہل نے
کہا ہے کہ فاسق کے معنی بڑا جھوٹا اور جھوٹ نفس کی صفت ہی اسواسطے
کہ بہت چیزین یادسے لکھتا اور آراستہ کرتا ہی جو اپنے حقائق پر نہین
ہوتین سو اُنکے مخطور ہونے اور اُنکے القا کے وقت ثبات و استقرار متعین
ہو جاتا ہی سو بندہ خطرہ نفس کو ایک خبر گردان لیتا ہی جو موجب ثبات و
استقرار کے ہوتے ہین اور طبیعت اُسکو لغزش مین نہین ڈالتی اور رحم نوے
اُسمین عجلت کرتی ہی۔ اور ہر آئنہ بعضے علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ ادنی
ادب یہ ہی کہ جہل کے وقت تو متوقف ہو اور آخر ادب یہ ہی کہ شبہہ کے
وقت ٹھہرے اور شبہہ کے وقت ادب سے یہ ہی کہ خاطر کو محرک نفس اور
آفریدگار اور یاری اور پیدا کرنے والے کے ساتھ اُتارے اور رفق و فاقہ کا
اظہار اُسکے سامنے اور جہل کا اعتراف اور معرفت اور معونت کی طلب
اُس سے کرے اسواسطے کہ جب وہ اس ادب کو کام مین لائیگا تو اُسکی
فریاد سنی جائیگی اور اُسکی مدد کیجائیگی اور اُسپر یہ بات کھلجائیگی
کہ آیا یہ خطرہ طلب حظ نفس کے لیے ہے یا طلب حق کے لیے پھر اگر حق کیلیے
ہو تو اُسکو روان کرے اور جو حظ کے لیے ہو تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف
اُسوقت ہے کہ اُسکو ظاہر علم سے نہ کھلے اسواسطے کہ باطن علم کی احتیاج
اُسیوقت ہوتی ہے جب کہ ظاہر علم مین دلیل ہاتھ نہ آوے ازان بعد بعضے
آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُسکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا نہین ہوتی

مگر یہ کہ حق پر بجز حظ کے ٹھہرے اور جو خاطر حظ کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اُسکے حال کا گناہ ہی اور اُس سے استغفار کرتا ہی جس طرح کہ گناہون سے وہ مغفرت چاہتا ہی اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو حظ اُٹھانے مین داخل ہوتے ہین اور اُسکے خطرہ کو جاری اِس سبب سے کرتے ہین کہ منجانب اللہ اُنکو مزید علم ہوتا ہی اور وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہی جس کو وسعت مین اذن ہوتا ہی اور اذن کا عالم ہی سو وہ خطرۂ حظ کو امضا کرتا ہے اور شخص مراد اُسکے ساتھ بینا اپنے امر کا ہے جسکے ساتھ اُسکو بخوبی کرتا ہے اور اُس کے لائق وہ ہی جو عالم اُسکی زیادتی اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اُسکے حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائے گا اور نہ اُسمین کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہی اور جب اُس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات نفسانی کی تمیز اِس مقام مین کرے جہان نوازل شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خواطر اُسکے حق مین تین ہوجاتے ہین اور خطرۂ شیطانی ساقط ہو جاتا ہی مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ نفس سے اُسکا مکان تنگ ہی اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان داخل ہوتا ہی اور نفس کا اتساع اِس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوی کا اتباع کرے اور زمین مین رہے اور جسنے حق اور حظ مین تمیز کرنے کے لیے نفس پر تنگ ورزی کی تو نفس اُسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جائے گا مگر شاذ اور نادر اسواسطے کہ آزمایش اُسکے اوپر داخل ہوتی ہی اسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور مقام مقربین کے متعلقین ہین اُنمین سے بعضے وہ ہین کہ جب اُنکا قلب آسمان مزین بزینت انجم ذکر ہو گیا تو اُسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہے

کہ اپنے باطن او رمعنی حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا
چلا جاتا ہو اور جس قدر قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و نزار ہو اور اُسکے
خطرات دور ہون حتےٰ کہ اپنے عروج باطن سے آسمانون سے تجاوز کر جاتا ہو
جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے
حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال کو پہونچا تو اُس سے خطرات نفس منقطع
ہوجاتے ہین اسواسطے کہ وہ انوار قرب مین مستور ہوتا ہو اور نفس اُس سے
دور ہوجاتا ہو اور اُسوقت خواطر حق بھی اُس سے منقطع ہوجاتے ہین اسواسطے کہ
خاطر رسول ہین اور رسالت دور کے لیے ہوتی ہے اور یہ قریب ہو اور جس
حالت کا ہم نے وصف کیا ہو خود بخود ہی تنزل کرتی جاتی ہو اور دوام
اُسکو نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے ہبوط اور تنزل مین مطالبات نفس اور اُسکے
درجون تک پلٹ جاتا ہو اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف رجوع
کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور جو حالت کہ
اُسکی طرف ہمنے اشارہ کیا تھا وہ اور حال ہو اور اُسمین کوئی خاطر نہین ہے
اور خاطر حق مکان قرب کی وجہ سے دور ہوگئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہوگئی
کہ نفس خود دور ہوگیا اور خاطر اُس سے بھڑ جاتی ہو جیسے کہ جبرئیل شب معراج
مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھڑک گئے چنانچہ کہا کہ اگر مین انگلی
بھر نزدیک ہون تو مین جلجاؤن - محمد بن علی ترمذی نے کہا ہو کہ محدث اور
متکلم دونون جب کہ اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین تو
حدیث النفس سے نہین ڈرتے سو جس طرح سے کہ نبوت القائے شیطان سے
محفوظ ہو اسیطرح مکالمہ اور محادثہ کا محل القاسے نفس اور اُسکے فتنہ سے
محفوظ اور حق وسکینہ کے ساتھ قرینہ ہو اسواسطے کہ سکینہ متکلم اور محدث کا

اُسکے نفس کے ساتھ حجاب ہے۔ اور شیخ ابو محمد بن عبداللہ بصری سے بصرہ کے
مقام مین مین نے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر من النفس
اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک
سو جو کہ خاطر من النفس ہے وہ زمین یعنی تحت قلوب سے محسوس ہوتی ہے اور
جو من الحق ہے وہ فوق قلب سے ہے اور جو خاطر من الملک ہے تو وہ قلب کے
دست راست سے ہے اور جو کہ من الشیطان ہے وہ قلب کے دست چپ سے ہے
اور جو بات اُسنے بیان کی ہے اُس بندہ کے لیے صحیح ہے جسنے اپنے نفس کو
تقوے اور زہد سے گلا دیا ہے اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا
مستقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے آئینہ کے مثال ہے کہ اُسکے کسی طرف
سے شیطان نہین آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ لیتا ہے اور جب کہ قلب سیاہ ہو گیا
اور زنگ اُسپر چڑھ گیا تو وہ شیطان کو نہین دیکھتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا
ہے تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلب مین گرتا ہے پھر اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ
و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور صیقل ہو جائے اور اگر پھر گناہ کرے
تو اُسمین زیادتی ہو حتے کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہے اللہ تعالےٰ نے
فرمایا ہے کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون یعنی یون نہین بلکہ چڑھ گیا اُنکے دلون پر
اُس چیز سے کہ وہ تھے کماتے بعضے عارفین سے مین نے سُنا ہے کہ وہ ایک بات
کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث النفس کے باطن مین ہے
اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہوا اور دل اور صفائی ذکر مین مقام کرے وہ
دل سے ہے نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہے جو کہ مقرر ہو چکی ہے سو مین نے
اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے درمیان

قریب کی نرم باتین ہین اور بات چیت اور تالف و تودد ہی اور جب کبھی نفس کسی چیز مین اپنے ہوئے کے سبب قول و فعل سے کہتا ہی تو قلب پر اُسکا اثر اُس سے پڑتا ہی اور وہ مکدر ہوتا ہی اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے مواقع سے پلٹتا اور عود کرتا ہی اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات و خدمت کیطرف متوجہ ہوتا ہی تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ متوجہ آتا ہی اور نفس سے کچھ کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہی جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور اُسپر عتاب اُس سے کرے سو ہر گاہ کہ خاطر اول فعل اور اُسکا آغاز ہی تو اُسکی معرفت بندہ کا ضروری کام ہی اسواسطے کہ افعال جتنے ہین سب خواطر سے پیدا ہوتے ہین یہان تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ علم معروض اُسکی طلب ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طلب کرنا علم کا فرض سب مسلمانون پر ہے وہ علم خواطر ہے کہا سبب اسکا یہ ہی کہ وہ اول فعل ہے اور اُسکے فساد سے فساد فعل ہی اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہی کہ یہ قول توجہ کے قابل نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب مسلمانون پر واجب کر دیا ہی اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت او معرفت نہین ہین کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانین مگر طالب جانتا ہی کہ خواطر تخم کے مثال ہین سو منجملہ اُنکے بعض وہ ہین جو تخم سعادت ہین اور بعضے وہ ہین جو شقاوت کے تخم ہین۔ اور خواطر کی اشتباہ کا سبب چار چیزون مین سے ایک ہوگا کہ اُسکا پانچوان نہین ہی یا تو ضعف یقین ہی یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق کی معرفت مین ہی یا کہ ہوائے کی متابعت تقوی کے قواعد نورانی سے ہی یا کہ دُنیا کی محبت اُسکے جاہ و مال کی اور رفعت منزلت کی خواہش خلق اللہ کے نزدیک سے ہے سو جو کوئی ان چار چیزون سے بچا رہے

تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازل اور لغزش مین تمیز کرے گا اور جو اُنمین مبتلا ہوگیا
نہ اُسکو جاننے گا اور نہ اُسکو طلب کرے گا اور بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے
کا نہ ظاہر ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان چارون اسباب سے بعضے موجود
ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر مین جو زیادہ تر راست اور
درست ہو اُسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہو اور اُسکا میسر آنا نزدیک
نہین ہو الا بعد اُسکے کہ زہد و تقویٰ مین درجۂ غایت کو پہونچا ہو۔ اور مشائخ
کا اُسپر اتفاق ہو کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر سکتا
اور ابو علی دقاق کا قول ہو کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ
مین فرق نہین کر سکتا۔ اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہو مگر ایک قید کے
ساتھ اور وہ یہ ہو کہ بعض معلوم سے وہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے ایک بندہ
کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اُسکے حاصل کر لینے مین سبقت کرتا ہو اور اُسکو
کھاتا پیتا ہو اور ایسا رزق معلوم تمیز خواطر کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اُسی کے
حق مین کہا جاتا ہو جو رزق معلوم مین اُسکے اختیار و ایثار سے در آتا ہو سو اسطے کہ
اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہو اور جسکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہو اُسکے
ارادہ سے یہ شخص علٰحدہ ہے اسواسطے کہ معلوم اُسکا حجاب نہین ہوتا اور ہواجس
نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہو اور کہا ہو کہ نفس خواہش اور
الحاح کرتا ہو اور وہ برابر رہتا ہو یہان تک کہ اپنی مراد کو پہونچ جائے اور
شیطان جب ایک گناہ کی طرف بُلاتا ہو اور اُسکی اجابت نہ ہوئی تو وہ دوسرا
وسوسہ دیتا ہو اسواسطے اُسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہو بلکہ اُسکی مراد فقط
اغوا ہو خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشائخ نے دو خاطر مین کلام کیا ہو جب کہ
وہ دونون من الحق ہون کہ اُن دونون مین سے کس کا اتباع کیا جائے۔ جنید کا

قول ہے کہ خاطر اوّل کا اسواسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کیطرف
راجع ہوگا اور یہ شرط علم ہے۔ اور ابن عطا کا قول ہے کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی
ہے اسواسطے کہ وہ قوت میں اول سے زیادہ ہے۔ اور ابو عبداللہ بن خفیف
نے کہا ہے کہ وہ دونوں برابر ہیں اسواسطے کہ وہ دونوں خاطر من الحق ہیں
پس اُنمیں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔ صوفیہ نے کہا ہے کہ
واردات خواطر سے عام تر ہے اسواسطے کہ خواطر مختص ایک قسم کے خطاب
یا مطالبہ سے ہیں اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہیں اور کبھی وارد سرور اور
وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے
کہ خاطر حق کا اقبال نور توحید سے کیا جاتا ہے اور خاطر ملک کا نور معرفت سے
اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
کی خاطر ردکیجاتی ہے اور جو شخص حقائق زہد کے ادراک سے قاصر رہے اور
خواطر کی تمیز کرنے کیطرف تاک لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو میں
کرے سو جو چیز اُنمیں سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اُنمیں سے
حرام یا مکروہ ہو اُسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر نظر علم میں برابر پلے کے ہوں تو جو
اُنمیں سے مخالفت ہوی نفس کے قریب تر ہو اُسکا نفاذ کرے اسواسطے کہ
نفس کی ہوی اُن دونوں میں سے ایک میں کبھی مخفی ہوتی ہے اور غالب شان
نفس سے کجروی اور ادنی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھو خاطر نشاط نفس سے
نازل ہوتی ہے اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ جنبش دل سے ہے اور کبھی
قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق پیدا ہوتا ہے کہ بعضے اُنمیں سے
کہتے ہیں بیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت میرا قلب نفس کے ساتھ
سکون پذیر نہیں ہوا سو نفس کے ساتھ سکون قلب سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں

جو شتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہین اسی واسطے نفاق قلب کو اون
خواطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہین نہین پاتے اور نہین جانتے ہین الا وہی علما
جو راسخ فی العلم ہین اور اکثر جو وقتین کہ اہل دل پر اور اُن لوگون پر جو یقین
اور بیداری اور حال سے بہرہ مند ہین نازل ہوتی ہین اِس قبیل سے ہین اور
سبب اِسکا یہ ہر کہ اُنکو نفس اور قلب کا علم کم ہر اور ہوی کا ایک حصہ اُنمین
باقی ہر اور بندہ کو سزاوار ہر کہ اِس بات کو قطعی جانے کہ جب تک تصرف اُسیر
ہوے کا باقی ہر اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا اُسکے
موافق باقی رہتا ہر ازان بعد کبھی کبھی تمیز خواطر مین وہ شخص جو کم علم ہو غلطی کرتا
ہے اور اُسکا مواخذہ اُسپر نہین ہوتا جب تک کہ شرع سے اُسپر مطالبہ نہ ہو
اور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہین ہوتی
اِس وجہ سے کہ اُنپر خفاے باریک کا تمیز مین کشف ہوا اور باوجود علم کے
اُن لوگون نے پھر استعجال اور قلت تثبت کی۔ اور بعضے علمانے ذکر کیا ہے کہ
حصہ ملک اور حصۂ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہین اور
ہر آئنہ جب نفس جنبش کرتا ہر تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہر جو قلب
مین برُے ارادہ کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہر سو شیطان قلب کو دیکھتا ہر
اور اغوا و وسوسہ سے اقبال کرتا ہر اور مذکور ہر کہ نفس کی حرکت یا تو ہوے
ہوتی ہے اور وہ حظ نفس دنیاوی ہے یا امنیۃ یعنی آرزو و مراد ہر اور
وہ جہل غریزی اور جبلی ہے یا حرکت اور سکون کا دعویٰ اور وہ آفت عقل
اور محنت قلب ہر اور یہ تین وارد نہین ہوتے مگر تین سے یعنی جہل سے یا
غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینون مین سے وہ چیز نہین ہے جسکی
نفی واجب ہے جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور اُنھین مین سے وہ بھی ہے

کہ نفی اُنکی فضیلت ہی جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہوا اور بعضون نے
ذکر کیا ہی کہ جب روح حرکت کرتی ہی تو اُسکے جوہر سے ایک نور ساطع کرتا
ہی جس سے ایک ہمت عالیہ قلب مین ظاہر ہوتی ہی جو تین معانی سے
ایک وہ ہوتی ہی یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک فضل
جسکے طرف مدعو ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی اصلاح راجع ہو۔ اور یہ کلام اسپر
دال ہی کہ روح اور نفس کی دو حرکتین موجب دونون لمّا ور نازل کے ہین۔
اور میرے نزدیک آیندہ خداے تعالےٰ داناتر ہی کہ دونون نوازل روح و
نفس کی حرکت پر متقدم ہین سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہی اور ہمت عالیہ
حرکت روح سے اور یہ حرکت جو روح کی ہی وہ لمہ ملک کی برکت سے ہی
اور نفس کی حرکت لمہ شیطان سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہی اور
وہ لمہ شیطان کی شامت سے ہے تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہین تو دو حرکت
ظاہر ہوتی ہین اور اُس سے سر عطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمایندہ
حکیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ دونون لمہ متدارک علی سبیل البدل ہوتے
ہین اور اُنمین سے ایک کا اثر دوسرے سے مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ
بیدار صاحب فطانت ہی اُسپر باب انس فی ذاتہ اُن آثار کے وجود کے
دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا تلاشی اور دونون لمہ کا
ناظر رہتا ہی۔ اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر بھی ہی اور وہ خاطر
عقل ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی اور نفس اور دشمن یعنی
شیطان کے درمیان رہتی ہی تاکہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات
ہوتا ہی کہ بندہ وجود عقل کے ساتھ کسی شے مین داخل ہوا اسواسطے کہ اگر
عقل جاتی رہے تو عقاب اور عتاب ساقط ہو جائے اور وہ کبھی ملک اور

روح کے ساتھ بھی ہوتی ہے تاکہ فعل آزادانہ واقع اور ثواب کا مستوجب
ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہے اور وہ خاطر یقین ہے اور وہ روح ایمان
اور مزید علم ہے اور بعید نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر یقین
ہے اسکا حاصل اُسی کی طرف راجع ہے جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہے اور
خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہے اور کبھی خاطر نفس سے اور
عقل سے کوئی خاطر مستقل نہیں ہے اسواسطے کہ عقل جیساکہ ہمنے ذکر کیا
سرشت ہے جسکے ساتھ ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہے اور اُسی کے
ساتھ کبھی دواعی نفس اور کبھی دواعی ملک اور کبھی دواعی روح اور کبھی
دواعی شیطان کیطرف کھینچنے کو آمادہ ہوتا ہے سو اس بنا پر خاطرین چار
سے زیادہ نہین ہوتین اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو لمہ
کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل ہین اور دوسرے دو خاطر انہیں
متفرع ہوئی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو حرکت دیتا ہے اور روح
ہمت صالحہ سے جنبش مین آتی ہے تو وہ اپنے اہتزاز سے کہ ہمت صالحہ
کے ساتھ ہوتا ہے خطایر قرب کے نزدیک ہوتی ہے اور اُسوقت خواطر من الحق
اُسپر وارد ہوتے ہین اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ متحقق
ہوگا اور تب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اُسکو ہوگا جیساکہ پہلے ہمنے
اُسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہے سو خواطر حق کی اصل لمہ ملک ہے اور لمہ
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہے تو اپنے مرکز کیطرف سرشت اور طبع سے میل
کرتا ہے اور اُس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو کہ
سرشت اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہون تو خواطر نفس نتیجہ لمہ
شیطان ہے پس اُنکی اصل دو لمہ ہین اور دوسرے دو لمہ اُس سے پیدا ہوتے ہین

اور خاطر یقین اور عقل اُن دونون مین مندرج ہین واللہ اعلم

باب اٹھاونواں حال اور مقام اور اُن دونونکے فرق کے بیان مین ہے

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہین اور مشائخ کے اشارات سمین مختلف ہین اور اشتباہ اس وجہ سے ہی کہ فی نفسہا اُن دونون مین بہت تشابہ اور تداخل ہی سو ایک شی بعضون کی راے مین حال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہی اور دونون روایت صحیح ہین اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے مین موجود ہی اور ضرور ہی کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونون مین فرق ہوجائے علاوہ اُسکے کہ لفظ اور تعبیر اُنکے فرق کو تبلاتی ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اُسکو تحول اور گردش ہی اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ وہ ثابت اور مستقر ہی۔ اور کبھی ایک شی بعینہ حال ہوتی ہی اور پھر وہی مقام ہوجاتی ہی جیسے کہ بندہ کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ داعیہ غلبہ صفات نفس سے زائل ہوجاتا ہی اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہوجاتا ہی اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متغایر حال کا ہوتا ہی پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہی یہان تک کہ خداے کریم کی مدد اُسکا تدارک کرتی ہی اور حال محاسبہ غالب آتا ہی اور نفس مقہور ہوجاتا ہی اور محاسبہ اُسکا انضباط اور تملک کرلیتا ہی پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہی اور وہ مقام محاسبہ مین رہتا ہی بعد اسکے کہ اُسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازان حال مراقبہ اُسپر نازل ہوتا ہی سو جو شخص کہ محاسبہ اُسکا مقام ہو تو مراقبہ اُسکے لیے حال ہوتا ہی۔ بعد ازان مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہی اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت نوبت بنوبت

آتے ہین حتے کہ سہو اور غفلت کا ہلکا بادل پراگندہ اور دور ہو اور اللہ تعالے اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہی بعد ازان کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا مگر اُسوقت کہ حال مراقبہ کا نازل نہ ہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہی الاجب کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف بعطا ہوتا ہے تو مراقبہ اُسکا قرار حاصل کرتا ہی اور اُسکا مقام ہو جاتا ہی اور نازل مشاہدہ بھی حال ہوتا ہی جو استتار سے بدلتا ہی اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہی بعد ازان وہ مقام ہو جاتا ہی اور آفتاب اسکا استتار کے گرہن سے چھوٹ جاتا ہی پھر مشاہدہ کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادات و ترقیات ہین جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہین کہ اُس سے اعلے درجہ کا ہی جیسے کہ فنا کے ساتھ متحقق ہونا اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو ترقی کرنا اور حق الیقین ایک نازل ہی جو قلب کے پردون کو پھاڑ ڈالتا ہی اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلی درجہ کی ہی۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہی اللھم انی اسالک ایمانا یباشر قلبی لے بار خدا مین تجھسے سوال کرتا ہون ایمان کہ دل میرے مین عمل کرے سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ قلب مین دو جوف ہین انمین سے ایک باطن ہی اور اسمین سمع اور بصر ہی اور وہ قلب کا قلب اور سویدا ہی اور دوسرا جوف ظاہر قلب ہی اور اسمین عقل ہی اور عقل کی مثل قلب مین جیسے آنکھ مین نظر ہو اور وہ ایک موضع خاص اسکی صیقل ہے جس طرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی مین ہوتی ہی اور اسی مین سے شعاعین نکلتی ہین جو مرئیات کو گھیر لیتی ہین سو اسیطرح عقل کی نظر سے علوم کی شعاعین نکلتی ہین جو معلومات کو محیط ہوتی ہین اور یہ حالت جو پردہاے قلب کو

پھاڑ ڈالتی ہی اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہی اور وہ حق الیقین ہی تمام عطیات
سے انور اور کل احوال سے گران بہار اور اشرف ہی اور اُس حال کی نسبت
مشاہدہ سے ایسی ہی جیسے پکی اینٹ کی نسبت خاک سے ہی اسواسطے کہ وہ
پہلے خاک ہوتی ہی بعد اُسکے گل اور مٹی بعدازان کچی اینٹ پس ازان پکی اینٹ
پس مشاہدہ ہی اول اور اصل ہی کہ اُس سے فنا ہوتی ہی بعدازان بقا جیسے
کچی اینٹ بعدازان یہ حالت اور وہ سب فروع سے آخر ہی اور ہر گاہ یہ حالت سب
احوال کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہی اور وہ محض موہبت ہی جسکا اکتساب
اور استحصال نہین ہوتا تو جسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے
موسوم ہوے اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول
کا اطلاق ہوا اور مشایخ کی زبانون پر متداول ہوا کہ مقامات مکاسب ہین
اور احوال مواہب ہین اور جس ترتیب پر کہ ہم نے اُسپر دفع کیا سب مواہب ہین
اسواسطے کہ مکاسب مواہب سے ڈھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور
مقامات رستے مواجید کے ہین مگر کسب مقامات مین ظاہر ہوا اور مواہب
مبطون اور مخفی ہو گئے اور احوال مین کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہو گئے
تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین اور مقامات اُنکے رستے ہین اور حضرت
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی کہ مجھ سے آسمانون کے رستے پوچھے
اسواسطے کہ اُنکا شناساتر زمین کے رستون سے ہون اشارہ مقامات اور
احوال کی طرف ہی پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین اور زہد وغیرہ جو مقامات
ہین اسواسطے کہ جو شخص ان رستون کا سالک ہی اُسکا دل آسمانی ہو جاتا ہی
اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور اُن احوال کے
ساتھ وہی متحقق ہوتا ہی جسکا قلب آسمانی ہو۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ

حال ذکر خفی ہی اور یہ اشارہ اسی کیطرف ہی جسکا ہمنے ذکر کیا ہی۔ اور عراق
مین مشایخ سے مین نے سُنا ہی کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہی جو من اللہ ہی
تو جو چیزین کہ اکتساب اور اعمال کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ
کیطرف سے ہے پس جب کہ مریدون کو مواہب اور مواجید سے کوئی شی
ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہی اور اُسکا حال نام رکھا یہ اشارہ اُنکی
طرف سے ہے کہ حال موہبت اور عطیہ ہی اور بعض مشائخ خراسان نے کہا ہی
کہ احوال مواریث اعمال ہین۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ احوال بجلیون کے مثال
ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث نفس ہی اور یہ قریب استقامت علے الاطلاق
نہین ہے ہان بعضے احوال مین یہ ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ راہ پاتے ہین
بعد ازان نفس اُنکو اُچک لیجاتا ہی ولیکن علی الاطلاق سو ایسا نہین ہی اور
احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جیس تیل پانی سے نہین ملتا
اور بعضے اِس طرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم
رہین اور اگر دائم و قائم نہ رہین تو وہ لوائح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب
مقدمات احوال ہین احوال نہین ہین۔ اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی
کہ آیا بندہ کے لیے جائز ہی کہ وہ کسی ایک مقام کی طرف انتقال کرے
غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہے قبل اسکے کہ اپنے مقام کے حکم کو مستحکم کرے
بعضون نے کہا کہ یہ سزاوار نہین ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے مقام کے حکم کو
مستحکم کرے انتقال اِس مقام سے کرے جسمین وہ ہی اور بعضون نے کہا ہی
کہ وہ مقام جسمین وہ ہی کامل نہین ہوتا الا بعد اُسکے کہ وہ اِس مقام پر ترقی
کرے جو اُس سے بالاتر ہی سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام کیطرف
نظر کرتا ہی پھر اپنے مقام کے اثر کو مستحکم کرتا ہی اور اولے یہ ہے کہ آئندہ

خدائے تعالے دانا تر ہو کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقام اعلےٰ سے جسپر عنقریب ہے کہ وہ ترقی کرے گا تو اُس حال کے وجدان سے اپنے اُس مقام کے امر کو مستقیم کرتا ہو جسمین وہ ہو اور اسمین حق اسیطرح تصرف کرتا ہو اور کوئی چیز بندہ کی طرف نہین بڑھائی جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہو یا نہین ترقی کرتا ہو اسواسطے کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہو اور احوال مین مواہب ہین جو ترقی اُن مقامات پر کرتے ہین جنمین کسب مُنھ سے ملا ہوا ہو اور بندہ پر نہین ظاہر ہوتا کوئی حال اِس مقام سے جو اعلےٰ اِس مقام سے ہو جسمین یہ ہو مگر یہ ہر آئینہ اسکی ترقی اُسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہو پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی بامداد احوال سے کرتا ہو سو اس بنیاد پر جسکا ہمنے ذکر کیا ہو تداخل مقامات اور احوال کا توبہ تک واضح ہوتا ہو اور کوئی فضیلت نہین معلوم ہوتی مگر کہ اُسمین ایک حال اور ایک مقام ہو اور زہد مین حال ہو اور ایک مقام ہو اور توکل مین ایک حال ہو اور ایک مقام ہو اور رضا مین ایک حال ہے اور ایک مقام ہو۔ ابو عثمان خیری کا قول ہو کہ چالیس برس سے اللہ تعالے نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا کہ اُس سے مجھے کراہت ہوئی ہو یہین اشارہ رضا کی طرف کیا ہو اور اُس سے حال روشن ہوتا ہے پھر مقام ہو جاتا ہو اور محبت مین حال ہو اور مقام ہو اور ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہو یہان تک کہ وہ توبہ کرے اور حال توبہ کا راہ پانا اول انزجار اور آزردہ ہونے سے ہو۔ بعض صوفیہ کا قول ہو کہ زجر ایک جوش دل مین ہو جسکو ساکن نہین کرتا الا انتباہ جو غفلت سے ہو اور اُسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہو اور جب وہ جاگتا ہو صواب کو خطا سے

دیکھتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہے جس سے وہ
اپنے قصد کی خطا کو دیکھتا ہے اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہے
ایک زجر طریق العلم سے ہے اور ایک زجر طریق عقل سے ہے اور ایک زجر
طریق ایمان سے ہے اور تائب پر حال زجر نازل ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ
کیطرف سے ایک عطیہ ہے کہ اُسکو توبہ کی طرف کھینچتا ہے اور ہمیشہ بندہ مین
ہوائے نفس کا ظہور رہوتا ہے کہ اُسکو حال توبہ وزجر کے آثار مٹاتے ہین
تاآنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہوجاتا ہے اور اسیطرح زہد مین کہ بندہ ہمیشہ
نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہے یہانتک کہ لذت ترک اشتغال دُنیا اُسکو
دکھلاتا ہے اور اُسکے دُنیا کیطرف متوجہ ہونے کو قبیح کرتا ہے بعدازان اُسکے
حال کا اثر حرص وشرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف ہے اور دنیا کے
موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کردیتا ہے تاآنکہ خدائے کریم کی امداد اُسکا
تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہے اور زہد اُسکا مستقر ہوجاتا ہے اور زہد
اُسکا مقام ہو اور حال توکل کا نازلہ ہمیشہ اُسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا
ہے حتے کہ وہ متوکل ہوجاتا ہے اور ایسا ہی حال رضا کا ہے یہانتک کہ رضا
پر بندہ مطمئن اور یہ اُسکا مقام ہوجاتا ہے۔ اور یہان ایک لطیفہ ہے وہ
یہ کہ مقام رضا وتوکل ثابت ہوتا اور حکم اُسکے بقا کا کیا جاتا ہے حالانکہ داعیہ
طبع موجود ہے اور حال رضا کی بقا کا حکم داعیۂ طبع کے ساتھ نہین کیا جاتا
ہے اور یہ مثل ایک کراہت کی ہے جسکو طبیعت کے حکم سے راضی پاتا
ہے مگر علم اُسکا رضا کے مقام مین حکم طبیعت کو چھپا لیتا ہے اور طبیعت کے
حکم کا ظہور کراہیت کے وجود مین جو علم کے ساتھ پوشیدہ ہے اُسکو رضا
کے مقام سے خارج نہین کرتا لیکن حال رضا کم کرتا ہے۔ سو اسطے کہ

حال جب مجرد موہبت ہوگیا تو داعیۂ طبع کو اُسنے جلادیا سو کہا جاتا ہے
کہ وہ کیونکر رضا مین صاحب مقام ہوگا اور اُسمین صاحب حال نہین ہے،
اور حال مقدمہ مقام کا ہی اور مقام ثابت اور قائم تر ہی ہم کہتے ہین کہ
جب مقام کسب بندہ سے آلودہ ہوگیا تو وجود طبع کا اُسمین احتمال ہی اور
ہرگاہ حال موہبت من اللہ ہی تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہے
تو حال رضا سخت تر ہی اور مقام رضا قوی تر متمکن ہی اور مقامات کیلئے
ضرور ہی کہ احوال زائد ہون پس کوئی مقام نہین ہی الا بعد سابقہ حال کے
اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہی اور رہے
احوال سو اُنکا یہ حال ہی کہ بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہو جاتے ہین
اور بعضے ایسے ہین جو مقام نہین ہوتے اور سر اسمین یہ ہی جو ہم نے
ذکر کیا ہی کہ کسب مقام مین ظاہر ہی اور موہبت اُسمین پوشیدہ اور حال
مین موہبت ظاہر اور کسب باطن ہی اور ہرگاہ کہ احوال مین موہبت
غالب ہی تو وہ مقید نہین اور احوال اِس درجہ کو پہونچتا ہی کہ اُسکے لیے
انتہا نہین ہی اور احوال سینہ کا لطف یہ ہی کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدورات
حق غیر متناہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہین اور اسی واسطے بعض حضرات
نے کہا ہی کہ اگر مین روحانیت عیسیٰ اور مکالمہ موسیٰ اور خلت ابراہیم
علیہم السلام عطا کیا جاتا تو مین اسکے سوا اور کچھ مانگتا اِسواسطے کہ عطیات الٰہی
بے شمار ہین اور یہ انبیا کے احوال ہین اور اولیا کو عطا نہین ہوتے مگر یہ
ایک اشارہ کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاک جھانک اور طلبگاری
اور عدم قناعت کی طرف ہے اُس مرتبہ کے ساتھ جسمین وہ حق تعالےٰ
کے امر سے ہے اِسواسطے کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے

بے قناعتی پر آگاہ کردیا اور طلب اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے
اس قول سے کھڑکھڑایا ہے جس کسی دن کہ مین اُسمین ترقی علم نہ کرون تو میرے لیے
اُس دن کی صبح مین برکت نہین دی گئی اور اب اس دعا مین صلی اللہ علیہ
وسلم اللھم ماقصر عنہ رأیی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا
من عبادک اوخیر انت معطیہ احدًا من خلقک فانا ارغب الیک واسالک ایاہ
توجان لینا چاہیے کہ مواہب بے شمار ہین اور احوال مواہب ہین اور وہ ملے
ہوے اُن کلمات الٰہی سے ہین جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کردے
اور ریگ بیابان کے اعداد اُسکے اعداد سے پہلے تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ
نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا ہے

باب اُنسٹھواں مقامات کیطرف بطور اختصار و ایجاز کے اشارات مین ہے

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص
آیا اور کہا یارسول اللہ مین ایک شخص دراز لسان ہون اور اکثر اپنی اہل خانہ پر
زبان درازی کرتا ہون تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار
سے کہان ہے اسواسطے کہ مین اللہ سے ایک دن ایک رات مین سوبار استغفار
کرتا ہون۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مین روایت ہے کہ مین اللہ
سے استغفار اور اُسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہون۔ اور ابو بردہ سے روایت
ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئنہ میرے قلب پر
بادل چھا جاتا ہے سو مین اللہ سے دن بھر مین استغفار کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم

طرف اللہ تعالیٰ کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہونچو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والون کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خالص۔ توبہ اصل کل مقام کی اور قوام ہر مقام اور کنجی ہر حال کی ہے اور وہ اول سب مقامات سے ہے اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہے سو جسکے پاس زمین نہین ہے تو اُسکے پاس دیوار نہین ہے اور جسکے پاس توبہ نہین ہے اُسکو نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی مقام ہے اور مین نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزین اُنکو جامع ہین بعد ازان کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہین پھر اُنکو ولادت معنوی حقیقی کے افادہ مین اُن چار طبائع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کیلئے مفید بنایا اور جو کوئی ان چارون کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانون کے ملکوت مین داخل ہوا اور مکاشفہ قدر اور آیات کا اُسے حاصل ہوا اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات الٰہی کا ہوگا جو نازل ہوئے ہین اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا سو وہ سب تمام و کمال انھین چارون سے ظاہر اور انھین سے موجود و موکد ہوے ہین سو ایمان کے بعد اُن تینون مین سے ایک توبہ نصوح ہے اور دوم زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر مین اور باطن مین اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہون بدون اسکے کہ کسیطرح کا فتور اور قصور ہو بعد اس کے ان چارون کی تکمیل کے لیے استعانت دوسری چار چیزون سے کی جائے

جن سے اُنکی تمامی اور قوام ہی اور وہ یہ ہین قلت کلام اور قلت طعام
اور قلت مقام اور لوگون سے علٰحدہ رہنا اور علماے زاہد اور مشایخ نے
اسپر اتفاق کیا ہی کہ ان چارون سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم ہوتے
ہین اور انھین کے ذریعہ سے تائیدالٰہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال
ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات اُنھین کی صحت
کے اندر مندرج ہین اور جو اُن سے کامیاب ہوا وہ سب مقامات مین کامیاب
ہوا اُنھین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہی اور وہ اپنی صحت کی ابتدا مین احوال
کی محتاج ہی اور جب وہ صحیح ہوگئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل ہوگی اور اُسکے
آغاز مین وجدان زاجر کا ہونا ضرور ہے اور وجدان زاجر کا ایک حال ہی اسواسطے کہ وہ
ایک بخشش اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہی کہ احوال
مواہب اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اُسکا مبدا ہی۔ ایک شخص
نے بشر حافی سے کہا کیا ہی کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کہا سبب یہ ہے
کہ مین گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کردیا اور مین اسکا مطلوب
ہون اور جو یہ ظاہر ہوتا کہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہی تو مین طلب کرتا
مگر غفلت کی غنودگی نے آن لیا اور مجھے اُس سے رہائی نہین مگر یہ کہ مین زجر
کیا جاؤن اور مجھ پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو
بصرہ مین دیکھا کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی اُنمین سے بہتا
تھا سو مین نے اُس سے کہا کیون اپنی آنکھین نہین پونچھتا تو کہا اسواسطے کہ
طبیب نے مجھے زجر کیا ہی اور خیر اُس شخص مین نہین ہی جو منزجر نہو پس
باطن مین زاجر حال ہی کہ اللہ تعالےٰ عطا کرتا ہی اور تائب کو اُسکی موجودگی
سے چارہ نہین ہے پھر انزجار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہی۔ بعض علمانے

کہا ہے کہ جسنے حوادث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کرلیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابویزید علامہ رحمہ نے کہا ہے کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی کرے اور جب وہ اپنے گناہون کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولے یاد آوے تو افتخار کرے۔

اور بعض علمانے کہا ہے کہ انتباہ اور بیداری دلالتہائے خیر کا آغاز ہے جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چونکاہٹ اُسکو بیداری تک پہونچاتی ہے اور جب وہ بیدار ہوا تو اُسکو بیداری طلب سیدھے طریق پر لازم کرتی ہے پھر وہ طلب کرتا ہے اور جبکہ اُسنے طلب کی جانا جاتا ہے کہ غیر سبیل حق پر ہے پھر وہ حق کو طلب کرتا ہے اور در توبہ کی جانب پھرتا ہے بعد ازان اُسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہے فارس کا قول ہے کہ سب احوال ادنیٰ اور اکمل مین بیداری اور اعتبار ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ بیداری حفظ طریق کی بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض نے کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہوگئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا مین ہوگا۔ اور بعضون کا قول ہے کہ بیداری مولیٰ کی طرف سے ڈرنے والون کے قلوب کیلیے ایک قصد ہے جو اُنکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہے پھر جب کہ اُسکی بیداری کامل ہوئی تو اُسکے ذریعہ سے وہ مقام توبہ کو پہونچتا ہے سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین بعد ازان توبہ اپنی استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہے اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ کے نہین ہوتی۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اُنکا وزن کرو

قبل اسکے کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالے کے سامنے بڑے جائزہ کیلئے
آراستہ رہو جبدن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی
نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ انفاس اور ضبط حواس اور رعایت اوقات
اور ایثار مہمات کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بندہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اسپر رات دن مین پانچ نمازین اپنی رحمت سے واجب کی ہین اس وجہ
سے کہ حق سبحانہ وتعالے اپنے بندہ کو جانتا ہے اور بندہ پر غفلت غالب
ہے تاکہ ہوی اسکو اپنا غلام نہ بنائے اور دنیا اسکو بردہ اپنا نہ کرے پس
پانچون وقت کی نماز ایک زنجیر ہے کہ نفوس کو حق عبودیت کے ادا کیلئے
مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہے اور بندہ حسن محاسبہ سے نگہداشت
اپنے نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہے اور شیطان کے
راستون کو حسن محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہے اور نماز مین کبھی داخل نہو
مگر جبکہ حسن توبہ اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے سواسطے کہ
ہر ایک کلمہ اور ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہی کا قلب
مین پیدا کرتا ہے اور اسپر ایک گرہ لگتی ہے اور متلاشی محاسب باطن کو
نماز کے لیے آمادہ ضبط اعضاء وجوارح رکھتا ہے اور مقام محاسبہ کی تحقیق
کرتا ہے سواسوقت اسکی نماز مین نور ہوگا جو اسکے وقت کے اجزا پر
دوسری نماز تک چمکتا رہے گا پھر ہمیشہ اسکی نماز خوب روشن اسکے
وقت کے نور سے رہتی ہے اور اسکا وقت منور معمور اسکی نماز کے نور
سے رہتا ہے اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازون کو ایک کاغذ مین لکھا کرتا
اور ہر ایک دو وقتہ نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور جب کبھی کوئی
خطا کلمہ غیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خط کھینچ دیا کرتا اور

متحقق ہوتے ہین ابو سلیمان نے کہا ہو کہ مین نے اپنے نفس سے کوئی نہین اچھا جانا
کہ اُس سے اُمید ثواب رکھون اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے
احوال سے حال ارادت مین اچھی جانی اُسپر ارادت اُسکی فاسد اور تباہ ہو گئی
مگر یہ کہ وہ رجوع اُسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت
اور مجاہدہ مین ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو ان باتو مین جو اسکے نفع اور
نقصان کی ہون میزان صدق مین نہین تولا تو وہ مردون کے درجہ کو نہین پہونچا
اور افعال کے عیبون کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہو اُس حال مین
کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق مین ہے اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
نہین اور نہ مجاہدہ مین بندہ صادق ہو مگر جب اُسکو صبر حاصل ہو۔ اور
فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہو کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہو جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور
یہ نہین پورا ہوتا مگر صبر سے اور فضل سب صبرون مین صبر علی اللہ ہو کہ ہمت
اور ارادہ کو اُسپر روکے اور دل سے اُسکے لیے صدق مراقبہ کرے اور
خطرات کے مادون کو بیخ و بُن سے اکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل مین ہے
سو فرض مثل اسکے کہ صبر ادا سے مفترضات پر اور صبر محرمات سے ہو اور جو
صبر کہ فضل ہو ازان جملہ صبر علی الفقر ہو اور صبر جو وقت صدمۂ دل اور خفا
مصائب و درد و ترک شکوہ کے ہو اور صبر اخفاے فقر پر اور صبر اخفائے
عطا و کرامات اور مشاہدۂ قدر اور آیات پر ہے اور وجوہ صبر فرضاً اور فضلاً
بہت ہین اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہین جو اُن اقسام کے صبر کے ساتھ
قائم رہتے ہین اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر
کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہین تو اب حقیقت صبر کی توبہ مین ایسی ہی موجود ہو

جیسے توبہ مین مراقبہ حاصل ہی اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات
سے ہے اور حقیقت توبہ مین داخل ہی۔ بعضے علمانے کہا ہی کہ کون شی افضل
صبر سے ہی اور آئینہ اسکا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مین کچھ اوپر نوے جگہ
فرمایا ہی اور کسی شی کا ذکر اِس عدد کے ساتھ نہین کیا اور صحت توبہ حاوی
مقام صبر کو ساتھ اُسکے شرف کے ہے اور صبر مین سے ایک صبر نعمت پر ہی
اور وہ یہ ہی کہ نعمت کو معصیت الٰہی مین صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ مین
داخل ہی۔ اور سہل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء سے
سخت تر ہی۔ اور بعضے صحابہ سے مروی ہی کہ ہم سختی اور گزند مین آزمائے گئے
تو ہم نے صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے تو ہم نے صبر نہ کیا اور صبر
کے اندر نگہداشت راست رائے کی ہی جو رضا و غضب مین ہو اور صبر لوگون
کی تعریف سے اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور مذلت زہد مین داخل ہین
اگرچہ توبہ مین داخل نہ ہون۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر
ہوتی ہی اور طمانیت اسکی اُسکے تزکیہ سے ہے اور تزکیہ اُسکا توبہ سے ہے
سو جب نفس توبۂ نصوح سے پاک ہوا تو اُسکی طبعی بدخوئی زائل ہو گئی اور
بے صبری اور انکار و سرکشی کی طلب نفس کی بدخوئی سے ہی اور توبۂ نصوح
نفس کو ملائم کرتی ہے اور اُسکو تعنت اور کج خلقی سے نرمی کی طرف
نکال لاتی ہی اسواسطے کہ محاسبہ اور مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہی اور اُسکی
آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہے بجھ جاتی ہے اور نفس اپنی طمانینت کے
ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہی اور قضا و قدر کے مقام جریان
مین تسلی اور اطمینان پاتا ہی۔ ابو عبد اللہ نباجی نے کہا ہی کہ اللہ کے بندے
ایسے بہت ہین جو صبر کرنے سے شرماتے ہین اور مقدرات الٰہی کے مواقع کو

جھپٹ سے لیتے ہین۔ اور عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہین ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضا مین عمل کر پھر اگر یہ نہ ہو تو صبر مین بڑی خیریت اور بھلائی ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہے جو اللہ تعالے نے اُسکی قسمت مین رکھا ہے سو فضیلت رضا مین اخبار اور آثار اور حکایات اس قدر ہین کہ شمار مین نہین آتے اور رضا توبۂ خالص کا ثمرہ ہے اور کوئی بندہ رضا سے نہین پھرتا الا جو کہ توبۂ نصوح سے پھر جائے تو اب توبۂ نصوح مین حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہین اور خوف و رجا دو مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہین اور وہ دونون توبۂ نصوح کی پشت مین ہین اسواسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہے اور اگر اُس کا خوف نہ ہوتا تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجا نہ ہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجا اور خوف قلب مومن مین ایک دوسرے کو لازم ہین اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجا توبہ مین معتدل ہو جاتے ہین۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس آئے اور وہ حالت نزع مین تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے کہا کہ مین اپنے تئین پاتا ہون کہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر کسی بندہ کے قلب مین یہ دونون خوف و رجا جمع نہین ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُسے عطا کیا جسکی اُمید اُسنے کی اور اُسکو پناہ دی اُن چیزون سے کہ جن سے

وہ ڈرتا ہی اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین آیا ہی ولا تلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ کہ وہ بندہ ہی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان کہے کہ مین
ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر
توبہ کی اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا
مگر اُسوقت کہ وہ ڈرتا اور اُمید کرتا ہو اسکے بعد تائب نے جبکہ اعضا و جوارح
کو مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو
حقیقت مین اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو عضا
سے ایک نعمت ہے اور شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت
مین اُسکا استعمال کرنا ہی اور نعمت کا شکر گزار کون ہی جو تائب مستقیم سے
بڑھکر ہو سو جبکہ مقام توبہ مین یہ سب مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ مین
حال زجر اور حال انتباہ اور حال تیقظ اور مخالفت نفس اور تقوے اور
مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید و انابت و صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ
اور رعایت و شکر و خوف و رجا سب فراہم آ گئے اور جب کہ توبۂ نصوح
صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینہ دل روشن ہوا اور دُنیا کی بُرائی
اُسمین ظاہر ہو گئی تو زہد حاصل ہو گا اور زہد مین توکل متحقق ہو گا ہواسطے
کہ موجودین بے رغبتی اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ اُسے اعتماد اشیائے
موعودہ پر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور یہ عین
توکل ہی اور جس قدر کہ بندہ مین بقیہ کل مقامات کا تحقق بعد توبہ رہ گیا
تو دُنیا کے زہد سے اُسکا تدارک ہو جاتا ہی اور وہ چار چیزون مین کی
تیسری چیز ہی۔ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہی کہا آئے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

کی سو دیکھا اُسے کہ گھر مین ایک پردہ لٹکایا تھا اور کنگن ہاتھون مین تھے جب
آپ نے یہ دیکھا تو اُلٹے پھر آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور
زمین کریدنے لگے اور فرماتے تھے مجھے دُنیا سے کیا کام ہے مجھے دنیا سے کیا کام ہے
سو فاطمہ رضؓ نے دیکھا کہ آپ اُٹھے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور
کنگن سے کر بلال رضؓ کے ہاتھون بھیجا اور اُس سے کہا لے جا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے عرض کر کہ مین نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ
چاہین وہان رکھین سو بلال رضؓ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر
آئے اور عرض کی کہ فاطمہ رضؓ نے کہا ہے مین نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہین
اُسے رکھین اُسپر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی وامی قد فعلت بابی
وامی قد فعلت اذہب فبعہ یعنی مجھے ماں باپ کی قسم ہے کہ بیشک اُسنے خیرات
کی ہے جا اور اُسے بیچ ڈال اور بعضون نے کہا ہے اِس آیت کی تفسیر مین انا جعلنا
ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ اوپر زمین کے
ہے وہ زمین کے واسطے زینت ہے البتہ ہم اُنکو آزماتے ہین کہ کون اُنمین کا اچھے
عمل کا ہے مراد اِس سے دُنیا مین زہد یعنے بے رغبتی ہے۔ امیر المومنین
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگون نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہے
آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دُنیا کو جسنے کھایا وہ مومن
تھا یا کافر تھا۔ اور شبلی رح سے زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پر پشہ کی کیا مقدار ہے
جسمین کوئی زہد کرے۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا کب تک گھوڑے کے
چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ اُن چیزون
سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پر پشہ کے برابر نہین ہے
پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا تو کل بھی اسکا صحیح ہو گیا اسواسطے کہ اُسکے

صدق توکل نے اُسے قادر کردیا ہو اُسپر کہ موجود اشیا مین وہ رغبت کم کرے پس
جو شخص کہ توبہ مین مستقیم ہوا اور دنیا مین اُسنے بے رغبتی کی اور ان دونون مقامات
کو ثابت اور متحقق کیا تو اُسنے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور مہین متمکن
اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے
کے ساتھ ارتباط یہ ہو کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ مین مستقیم ہوجائے یہانتک کہ
اُسکے ذمہ بائین طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے بعدازان جب کہ معصیت سے جوارح
کو پاک کر چکے تو اُس سے ترقی اُسپر کرے کہ جوارح کو لایعنی باتون سے پاک کرے
اور اُسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی کام فضول کرے ازان بعد
رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی طرف جاوے اور مراقبۂ باطن
پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اُسکے
بعد خطرات فضول کے دور کرنے کا علم قیام توبہ کے ساتھ متحقق ہوتا ہے
پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان وجوارح کی مخالفت سے
محفوظ رہا اور توبہ اسکی مستقیم ہوئی۔ خدائے تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرمایا ہو کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو حکم کیا گیا ہو
اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالے نے نبی علیہ السلام کو توبہ مین استقامت
کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیرؤن اور اُنکی اُمت کے لیے حکم دیا۔ اور بعضون
نے کہا ہو کہ مرید مرید نہین ہوتا تاآنکہ بائین طرف کا فرشتہ بیس سال اُسکے
ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجود عصمت لازم نہین آتا مگر سچا توبہ
کرنے والا اشاذ و نادر جب کسی گناہ مین مبتلا ہوجائے تو اُسکے باطن سے
گناہ کا نشان تھوڑی دیر مین مٹ جاتا ہو اسواسطے کہ اُسپر ندامت اُسکے
باطن مین موجود ہے اور ندامت توبہ ہے تو بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز

اُسکے ذمہ نہین لکھتا اور جب کہ توبہ نصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اُس نے
بے رغبتی کی یہان تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہین کرتا اور نہ رات
کے وقت صبح کی فکر کرتا ہی اور نہ اُسکی رائے ہے کہ کیسہٗ ذخیرہ جمع کرے
اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اُسے دوسرے دن کے لیے ہی تو ہر آئنہ اُسنے اس
زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر سے زیادہ اور
بیش ہی اسواسطے کہ فقیر مجبورًا کوئی شے نہین رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک
ہر شے کا ہی اور زہد اُسکا توکل کو اُسکے ثابت کرتا ہی اور توکل اُسکا اُسکی رضا
ثابت کرتا ہی اور رضا اُسکے صبر کو اور صبر اُسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ
کو ثابت کرتا ہی اور اللہ کے لیے حبس نفس اُسکے خوف کو اور خوف اُس کا
اُسکی رجا کو متحقق کرتا ہی اور زہد و توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہین اور
جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت اور اُسکے عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہوئی تو
یہ تینون حاجتمند چوتھی چیز کے ہونگے جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہی اور
وہ دوام عمل ہے اسواسطے کہ احوال عالیہ سے بعض ان تین سے منکشف
ہوتے ہین اور بعض احوال کا میسّر آنا چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہے
منحصر ہے اور بہت سے زاہد جو زہد کے ساتھ متحقق اور توبہ مین مستقیم ہین
اکثر احوال عالیہ سے بھٹک گئے ہین اس سبب سے کہ وہ اس چوتھی کیسے
بھٹک گئے اور دنیا مین زہد سے کوئی مقصود اسکے سوا نہین ہی کہ نہایت
فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل للہ کی طلب کیجاتی ہے اور عمل اللہ
یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا مراقبہ کرتا رہے کہ
اِس سے کوئی شے بجز واجب شرعی علیحدہ نہ کرے یا کوئی ضرورت ایسی ہو
طبعی جس سے چارہ نہین پھر جب یہ عمل دائمی قلب پر استیلا پاوے اس شغل

کے ساتھ کہ اُسکی طرف حکم شرعی پہونچادیا ہی تو باطن اُسکا عمل سے پراگندہ نہ ہوگا پھر جبکہ زہد و تقوے کے ساتھ متمسک دوام عمل سے ہوگا تو سرآئنہ فضل اور وہ چیز جو عبودیت مین مقرون بعد کرے کمل ہوگئی۔ ابو بکر وراق نے کہا ہی کہ جو شخص عبودیت کے سانچے سے نکلجائے اُسکے ساتھ معاملہ وہ کیا جائے جو غلام گریز پا سے کیا جاتا ہی۔ اور سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ وہ کونسی منزلت ہی کہ بندہ اُسکے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام مین کھڑا ہو کہا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور دوام عمل اللہ کے ساتھ متحقق ہو تو اُسکا وقت موجود وقت آئندہ سے مستغنی کردیتا ہی اور وہ اُس مقام کو پہونچتا ہی جسمین تدبیر اور اختیار کا ترک ہی بعد ازان اِس درجہ کو پہونچتا ہی کہ وہ اختیار کا مالک ہوا اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالےٰ سے ہوجاتا ہی کہ ہوے اُسکی زائل ہوگئی اور مادہ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو بو فور ہوگیا یحیےٰ بن معاذ رازی نے کہا ہی جب تک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف ہوتا ہے اُسسے کہا جاتا ہی کہ با اختیار نہ ہو یہان تک کہ وہ عارف ہوجائے اور جب اُسسے معرفت کا حصول ہوا اور وہ خود عارف ہوگیا تو اُسسے کہا جاتا ہے کہ چاہے تو صاحب اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطے کہ تو اگر صاحب اختیار ہوگا تو ہمارے اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تونے ترک اختیار کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین ہمارے ساتھ ہی اور بندہ اِس مقام عالی اور اِس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہے اور وہ یہ ہی کہ ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہوجائے متحقق نہین ہوتا مگر اُس حالت مین کہ ان

چارون کو جنکا ہم نے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور مستحکم نہ کر لے اسواسطے کہ
ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر و اختیار کا مالک ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اپنے بندہ کے لیے ہے اور اُسکو اختیار کی طرف پھیرنا تصرف باحق ہے
اور وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہے جو بندہ کے ساتھ تھا
اور اُس وجود کیطرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہے
جسمین ایک ذرہ بھی کج روی سے باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر
اور باطن مستقیم ہوگیا اور علم وعمل نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور
بارگاہ قرب الٰہی مین اللہ عز وجل کے سامنے بالذات متوطن ہوگیا او
حالت اُسکی یہ کہ عجز وافتقار مین پنجہ مارے ہوے ہی اور اس قول رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین
فاہلک ولاالی احد من خلقک فاضیع اکلأنی کلاءۃ الولید ولاتخل عنی یعنی
مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک
ہو جاؤن اور نہ طرف کسی کے خلق اپنی سے پس ضائع ہون نگاہ رکھ
مجھے جس طرح بچے کو نگاہ رکھتے ہین اور مجھے اکیلا مت چھوڑ۔

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہی حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

ردیم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا
ہے کہ معنی اُسکے قول رابعہ ہے استغفر اللہ العظیم من قلۃ صدقی فی قولی
استغفر اللہ یعنی مین بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے
قول اپنے مین بخشش مانگتا ہون بعد ہ حسن معازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا

تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبۂ انابت کی بابت کرتے ہو یا توبۂ استجابت سے
اسپر سائل نے کہا کہ توبۂ انابت کیا چیز ہی تو کہا یہ ہی کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے
اس وجہ سے کہ تیرے اوپر اُسکو بہت بڑی قدرت ہی کہا پھر توبۂ استجابت
کیا ہی کہا وہ ہی کہ تو اللہ سے شرمائے اس وجہ سے کہ اُسکو تجھ سے قرب ہے
اور یہ توبۂ استجابت جسکا ذکر اُسنے کیا جب کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ
بسا اوقات اپنی نماز مین ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالے کے سوا نازل ہوتا
ہی اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالے کے ساتھ کرتا ہی اور یہ توبہ استجابت
اہل قرب کی باطنون کے لیے لازم ہی جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع

	وجودک ذنب لایقاس بہ ذنب	

ترجمہ

ہوتا نہین قیاس کسی بے گناہ کا	ہستی تری گناہ ہی ایسا کہ اُسکے ساتھ

ذو النون نے کہا ہی کہ عوام کی توبہ گناہون سے ہی اور خواص کی غفلت سے
اور انبیا کی توبہ اُس سے کہ وہ اپنے تئین اورون کے مراتب پر پہونچنے کے
عجز سے عبکو وہ پہونچتے ہین۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے
حق مین آپ کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اُسکو چھوڑ دیا بعد ازان
وہ شئے اُسکے دل مین مخطور ہوئی تا وہ اُسکو دیکھتا ہی یا اُسکو سنتا ہی اور حلاوت
اُسکی پاتا ہی فرمایا کہ حلاوت طبیعت بشری ہی اور طبیعت سے چارہ نہین ہے
اور اُسکے لیے کوئی حیلہ اسکے سوا نہین ہی کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کیطرف
گلہ کے ساتھ رفع کرے اور اُسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے
نفس پر انکار لازم کرے اور اُس سے علیحدہ نہ ہو اور اللہ تعالے سے دُعا
مانگے کہ اُسکو بھلا دے دوسری چیز اُسکے ذکر اور طاعت کے سوا جو ہی کہا اور اگر

ایک لحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہو کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اُسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو اس شخص کو ضرر نہ پہونچائے گا۔ اور یہ جو سہل نے کہا ہر ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہو کافی اور وافی ہے اور جو عارف کہ قوی حال ہو وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متمکن ہو اور یہ اسپر آسان ہو اور اُسکی سہولت کے اسباب عارف کے لیے انواع و اقسام کے ہین اور حال یہ ہو کہ جسکے قلب مین خاص اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی مشاہدہ اور یقین خالص سے ہو تو پھر کونسی حلاوت ہو جو اُسکے قلب مین باقی رہے گی اور رہوئی کا مزہ اسی پر ہو کہ حب الٰہی کا مزہ نہین ہو اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر ایک شئ سے ہے جسکو علم نے بُرا کہا اُس شئ کی طرف جسکی علم نے تعریف کی اور یہ ایک وصف ہو جو ظاہر اور باطن کو شامل ہو اس شخص کے لیے جو علم صریح سے کشف دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل کو بقا نہین جس طرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہین ہو اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف خاص و عام کے ساتھ حاوی ہو اور یہ علم علم ظاہر و باطن کا ہو اسواسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص و عام سے پاک اور منزہ ہو جاتا ہے۔ اور ابو الحسن نوری نے کہا ہو کہ توبہ یہ ہو کہ ہر ایک شئ ماسوے اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے

قول اُنکا ورع مین

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اصل تمھارے دین کی

ورع اور پرہیزگاری ہی - ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے
فارغ ہوے تو بقیہ پانی نہر مین ڈال دیا اور فرمایا اللہ عز وجل یہ اُس
قوم کو پہونچائے جو اُنکو نفع دے - عمر بن الخطاب نے کہا ہی کہ جسنے تقوے
اختیار کیا اور ورع و پرہیز کی ترازو مین وزن کیا اُسکے سزاوار نہین ہے
کہ صاحب دُنیا کے لیے مذلت اُٹھالے - معروف کرخی نے کہا ہی کہ تو اپنی
زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جس طرح کہ مذمت سے بچائے رکھتا ہی حرث
بن اسد محاسبی سے منقول ہی کہ ہر آئینہ اُسکے درمیان کی انگلی کے کنارہ
پہ ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کیطرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمین
شبہہ ہو تو یہ رگ اُسکی پھڑکتی تھی شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہی تو کہا
کہ ورع یہ ہی کہ تو اُس سے پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اللہ کیطرف
متفرق اور جدا ہو - ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ ورع اول زہد ہی جیساکہ
قناعت ایک سرا رضا کا ہی - اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ ورع یہ ہے
کہ بلا تاویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھٹکا ہوا رہے - خواص سے پوچھا ورع
کیا ہی کہا یہ ہی کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ مین
ہو اور اُس کا اہتمام اُس کے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالے راضی
ہو اور ابن الجلا کہتے تھے کہ مین اُس شخص کو جانتا ہون جو تیس برس
مکہ مین رہا اور زمزم کے پانی سے نہین پیا مگر وہی پانی جسے اپنے
ڈول رسی سے بھرا اور نہ اُس کھانے سے کھایا جو مصر سے لایا گیا
اور خواص کا قول ہی کہ ورع خوف کی دلیل ہی اور خوف معرفت کی
دلیل ہی اور معرفت دلیل قربت ہے

قول اُنکا زہد مین

جنید نے کہا زہد یہ ہی کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور
شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہی کہا زہد حقیقت مین کوئی شی نہین ہی
اسواسطے کہ یا تو زہد اُس چیز مین کرے گا جو اُسکے پاس نہین ہے سو یہ
زہد خود نہین ہی یا اُسمین زہد کرے جو اُسکے پاس ہے سو وہ کس طرح اُسمین
زہد کرے حالانکہ وہ شی اُسکے ساتھ ہی اور اُسکے پاس ہی پس زہد نہین ہی
مگر منع نفس اور بذل و مواسات کہ اُن اقسام کی طرف اشارہ کرتا ہی جنید
اقلام نے سبقت کی ہی اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے قاعدہ
کو ڈھا دیتا ہی لیکن اس سے مقصود شبلیؒ کا یہ ہی کہ زہد کا استحقار اُن لوگون
کی آنکھون مین کرے جو زہد کو بڑی معتد بہ چیز جانتے ہین تاکہ اُسپر مغرور اور
مفتون نہ ہو جائین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو دُنیا مین زہد اور گویائی عطا فرمائی ہی تو
اُس سے قریب کرو اسواسطے کہ وہ حکمت کو پہونچا ہی اور حقیقت مین زاہدون
کو اللہ عزوجل نے قصۂ قارون مین علما فرمایا ہی اور کہا اللہ تعالے نے و
قال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر یعنی اور کہا علم والون نے افسوس ہے
تم پر کہ ثواب اللہ تعالے کا بہتر ہی۔ اُسمین بعضون نے کہا ہی کہ وہ لوگ زاہد ہین
اور سہل بن عبداللہ نے کہا ہی کہ عقل کے لیے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم
کے لیے اُسمین سے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کا اُسمین سے اول ترک دنیا
ہی۔ اور اس آیت کی تفسیر مین ہی وجعلنا ہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا
یعنی اور گردانا ہم نے اُنکو امام ہدایت کرتے ہین ساتھ حکم ہمارے کے

جب اُنھون نے صبر کیا۔ کہا ہی کہ دنیا سے۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ علما
پیغمبرون کے امانت دار ہین جب کہ وہ دنیا مین در نہ آئین پھر اگر دُنیا
مین داخل ہوے تو اُنسے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث مین ہی کہ ہمیشہ
لا الٰہ الا اللہ بندون سے خشم آلہی کو دور کرتا ہی جب تک کہ وہ پروا اُس چیز
کی نہین کرتے جو دنیا سے اُنکو نقصان ہوا ہی اور جسوقت وہ ایسا کرین اور
لا الٰہ الا اللہ کہین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ تم جھوٹے ہو اُسکے ساتھ تم سچے نہین ہو۔ اور سہل نے
کہا ہی کہ اعمال حسنہ کل زاہد کے پلہ و رموازین ہین اور زہد کا ثواب ملکے لیے فاضلات
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دنیا کے اسم سے موسوم ہوا تو وہ ہزار اسم محمود
موسوم ہوا اور جو راغب دُنیا کے نام سے موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور سری
نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا ترک دنیا و ما فیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین
سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین اور حب منزلت جو لوگون کے
نزدیک ہی اور تعریف اور ثنا کا چاہنا بھی اسمین داخل ہی اور شبلی سے پوچھا
کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شے نہین ہی اور لاشے مین
زہد ایک غفلت ہی۔ اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دُنیا کی
حقارت دیکھی تو زُہد دُنیا کے اندر زہد ان لوگون نے کیا اسواسطے کہ اُن کے
نزدیک دنیا ایک ذلیل چیز ہی۔ اور میرے نزدیک دنیا مین زہد اُسکے
سوا اور چیز ہی اور وہ زہد در زہد اسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد
مین نکل جاوے اسواسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اُسکا ارادہ کیا
اور اُسکا منسوب کہ مستند اُنکے علم کی طرف ہے اور علم اُسکا قاصر ہی پس جبکہ
وہ بزرگ ارادت کے مقام مین قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو
اللہ تعالےٰ اُسکو مکاشفہ اپنی مراد کا عطا فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق کے

ترک کردیتا ہی نہ اپنے نفس کی مراد سے سو اُسوقت اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُسکا زہد ہوگا یا وہ جانتا ہی کہ اللہ کی مراد اُس سے یہ ہی کہ کسی شئی کے ساتھ دنیا سے متلبس اور آلودہ ہو سو جس شئی مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ وہ آئے اُس سے زہد اُسکا شکست نہین ہوتا سو اُسکا دخول کسی چیز مین دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اُسکے حکم سے زہد در زہد ہی اور زاہد جو ہی اُسکے نزدیک وجود وعدم دنیا برابر ہی اگر ترک اُسے کیا تو اُسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا اور جو اُسے اختیار کیا تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہی اور ہم نے بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اِس مقام مین قائم ہین۔ اور زہد مین اِس مقام سے بلند ایک اور مقام ہی اور وہ ایسے شخص کے لیے ہے کہ حق تعالےٰ اختیار اُسکا اُسے واپس دیتا ہی اس وجہ سے کہ مقام بقا مین علم اُسکا وسیع ہی اور نفس مین اُسکے طہارت ہے سو وہ زہد ثالث کرتا ہے اور دنیا کو چھوڑتا ہی بعد ازان کہ دنیا کی خوبی اپنے قبضہ مین لاتا ہی اور اعادہ موہوب اسپر ہوتا ہی اور اِس مقام مین دنیا کا ترک اُسکے اختیار سے ہے اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہی پھر ہر آئنہ وہ کبھی ایک وقت ترک اختیار کرتا ہی اس نظر سے کہ انبیا اور صالحین کی تقلید اور پیروی کرے اور اُسکی یہ راے ہوتی ہی کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نرمی اور مواسات ہے جو اُسکے مبذول حال اُسواسطے ہوئی ہے کہ وہ ضعف کے موقع پر اقویا کے قدم سے جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک مواسات وافق حق سے حق کے ساتھ واسطے حق کے کرتا ہی اور کبھی اُسکو اپنے اختیار سے شامل اور متناول ہوجاتا ہی اس غرض سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیر سچی سے کرے جسمین علم صریح اُسکی سیاست کرے۔ اور یہ مقام تصرف کا اُن

قوی عارفون کے لیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ تیسرا زہد کیا ہی جیساکہ
دوسرا زہد اللہ کے ساتھ کیا جیساکہ اول اُنھون نے اللہ کے ساتھ زہد کیا

قول اُنکا صبر مین

سہل نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلی اور افضل
خدمت ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر
کرے یعنی کشود کا اُسمین مطالعہ اور انتظار تو نہ کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا و
اولٰئک ہم المتقون یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور
وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل
ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ
ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجائے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ
وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین
ہو یا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر لقبول پیش آتا ہی اور علم کی
دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن
مین علم ہو تو یہ درجۂ کمال کو نہین پہونچتا مگر اُسوقت کہ صبر اُسکا قرارگاہ اور
مسکن ہو۔ اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن
کہ اُنمین سے ایک کو دوسرے کے بغیر استقلال نہین ہی اور اُن دونون کا
مصدر رسرشت عقلی ہے اور وہ دونون باہم قریب ہمدگر ہین کہ دونون کا
مصدر متحد ہے اور صبر کے ساتھ نفس سے مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو

ترقی ہوتی ہو اور وہ دونون برزخ اور فارق روح اور نفس کے درمیان مین
تاکہ ہر واحد اُنمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پا دے اور اُنمین عدل
صریح اور اعتدال صحیح ہو اور ایک دوسرے کے علٰحدہ ہونے یعنی علم اور
صبر سے میل اور حول ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہو اور
اسکا بیان دقیق اور باریک ہو اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالےٰ کا
تجھے کافی ہو انما الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی البتہ اللہ تعالےٰ دے گا
صبر کرنے والون کو اجر اُنکا بغیر حساب کہ جو حساب مین نہ آسکے ہر ایک مزدور
کی مزدوری حساب سے ہو اور صبر کرنے والون کا اجر بغیر حساب کے ہو۔ اور
اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا ہو واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی
اور صبر کر اور نہین ہو صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ۔ صبر کو اپنے نفس کے ساتھ
منسوب کیا اسواسطے کہ منزلت اُسکی شریف ہو اور نعمت کی تکمیل اُسکے ساتھ ہو
کہتے ہین کہ ایک شخص شبلی کے پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہے جو
صابرین پر سخت تر ہے آپ نے کہا صبر فی اللہ اُسنے کہا کہ نہین کہا صبر للہ
تو کہا نہین پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ اُسنے کہا کہ نہین تو شبلی غصہ ہوا اور
کہا تعجب ہو وہ کون شے ہو اُس شخص نے کہا کہ صبر عن اللہ ہو راوی کہتا ہو
کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ روح اُسکی تلف ہو جاتی۔ اور
میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی مین وجہ ہو اور اُسکے لیے کہ وہ صابرین
پر سخت تر صبر سے ایک وجہ ہو اور وہ یہ ہو کہ صبر عن اللہ خاص الخاص
مقامات مشاہدہ مین ہوتا ہو کہ وہان بندہ اپنے مولیٰ سے بوجہ حیا اور
جلالت کے بازگشت کرتا ہو اور اُسکی بصیرت خجالت اور گزارش مین بند
اور پوشیدہ ہو جاتی ہو اور فروتنی و زاری و خفا کے بیان مین غائب

ہوجاتی ہی اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اُسے محسوس و مدرک ہوتا ہے اور یہ
سخت ترین صبر ہی اسواسطے کہ وہ اس حال کا دوام و استمرار حق جلال کے
ادا کرنے کے لیے چاہتا اور دوست رکھتا ہی اور روح اس امر کو دوست
رکھتی ہے کہ اپنی بصیرت کو نور جمال کی روشنی و لمعان سے سرگین کرے اور
جس طرح کہ نفس عموم حال صبر کے لیے نزاع کرتا ہی تو روح اس صبر میں نزاع
کرتی ہی اس لیے صبر عن اللہ تعالےٰ سخت تر ہوگیا۔ اور ابو الحسن بن سالم
نے کہا ہے کہ صاحب صبر تین ہیں متصبر اور صابر اور صبار سو متصبر وہ ہی
جسنے فی اللہ صبر کیا اور ایکبار صبر کرتا ہی اور ایکبار ناشکیبائی کرتا ہی اور
صابر وہ ہی جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اُس سے
توقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہے اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہی اور صبار وہ ہی
جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور یہ وہ ہی کہ اگر تمام بلایات اُسپر ڈالی جائیں
تو ناشکیبائی نہ کرے اور وجود حقیقت کی جہت سے متغیر نہ ہوا اور نہ رسم اور
خلقت کی جہت سے متغیر ہوا اور یہیں اشارہ اُسکا ظہور حکم علم کا آئین ہی
باوجودیکہ ضعفت علم کا بھی ظہور رہی اور شبلی علیہ الرحمۃ ان دو بیتوں کے
ساتھ مثل کہتا تھا شعر

ان صوت المحب من الم الشوق	وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب للصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہر چہ ز بیم فراق بود	یا اشتیاق میدہد از آن ما وجود
صبرے کہ می بکرد مدد بیم ز صبر خواست	نعرہ کہ زد بصبر دلش سوخت ہجو عود

جعفر صادق رحمۃ اللہ نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور

بڑا حصّہ اُسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا سو واسطے کہ اُسکا صبر باللہ گردانا صبر بنفسہ او ر فرمایا و ما صبرک الا باللہ یعنی اور نہین ہی صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ اور سری سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہی سو اُس نے بیان اور کلام اُسمین کرنا شروع کیا کہ اس اثنا مین ایک بچھو اُسکے پانوٗن پر چلا اور اپنا ڈنک اُسکے مارتا تھا تو اُس سے کہا گیا کہ اُسے کس واسطے نہین دور کرتا کہا مین اللہ تعالےٰ سے شرماتا ہون کہ ایک حال مین کلام کرون اور پھر اُسکے خلاف کرون جو کچھ کر رہا ہون فرغانی سے روایت ہی کہ وہ کہتا تھا مین نے جنید رحمہ اللہ سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا ہر آئنہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا اکرام صبر سے کیا ہی پس ایمان زینت مومن کی ہی اور عقل زینت ایمان کی اور صبر زینت عقل کی ہے اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھین **نظم**

صبرت علے بعض الاذے خوف کلہ	ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتہا المکروہ حتے تدربت	ولو لم اجرعہا اذا لاشمازت
الا رب ذل ساق للنفس عزۃ	ویا رب نفس بالتذلل عزت
سا صبر وجہدی ان فی الصبر عزۃ	وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

بسے صبری کہ ہر بعضے ز خوف کل ہر یکدم	ز رنجی کان بنفس خود ز خود پیوستہ میرانم
قدح کز رنج بود آنرا بجز ردم تا بیارامد	خرد وا پس اگر او را ز خوردن فرومی خوانم
بسے عزت زناکس کان بیارد نفس را خواری	بسے خواری ز نااہلان کزان عزت ہمیدانم
اگر شیم گر دست خود جز آنکہ او بر خود مرا خواند	شود خشک ہمان دستم از آنکہ آن ہست شیطانم
شکیبائی کنم من زانکہ اندر صبر عز دانم	ز اندک کار از دنیا شدم چہ دریابم

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا ہی جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی ازان بعد اُس سے سلب کی اور معاوضہ اُس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا مگر یہ کہ جو چیز عوض مین دی بہتر اُس سے ہی کہ جو چیز اُس سے سلب کر لی اور سمنون کی ابیات پڑھین

نظم

تجرعت من حالیہ سنمی وابؤسا
فلم عمرۃ تدجرعتنی کؤسہا
تدرعت صبری والتحفت صروفہ
خطوبٌ لو ان الشم ذاحمن خطبہا
زمانا اذا اجری غزالیہ احتسا
نجرعتہا من بحر صبری اکؤسا
وقلت لنفسی اصبراو فاہلکی اُسا
لساحت ولم تدرک لہا الکف ملمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

کاسی کہ از دو حال بخوردم زنیک بد
دلہا کند سیاہ و منم مے خورم ازان
شد پیرہن ز صبر و محبت شدہ لحاف
آسیب ہائے دہر بکوہ ار رسد ازان
از روزگار ناخوش کا سیب کہ دہر
چون از بحار صبر دمادم ہمی رسد
راضی شدی بصبر و با مرگ اے حسد
این دست ہیچ جائی نشاید چنان شود

قول اُنکا فقر مین

ابن الجلاءؒ نے کہا کہ فقر یہ ہی کہ تیرے واسطے کچھ نہ ہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو تیرے واسطے نہو یہانتک کہ تو دوسرے کو دیدے۔ اور کتانی نے کہا ہی کہ جب افتقار اللہ تعالی کیطرف صحیح ہوا تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونون حال ہین کہ ایک دوسرے کے بغیر پورا نہین ہوتا۔ اور نوریؒ نے کہا ہو فقر کی صنعت یہ ہی کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل و ایثار ہو اور دوسرے نے کہا ہی کہ اضطراب موجود کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہی کہ مین نے اپنے اُستاد کی تھیلی ٹٹولی کہ سرمہ دانی

چاہتا تھا اور ہتین ایک چاندی کا ٹکڑا پایا مین حیران ہوا جب وہ آیا تو مین نے
اُس سے کہا کہ مین نے آپکی ہتھیلی مین یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہی راوی کہتا ہے
کہ میری رائے ہوئی کہ اُسے واپس کر دون بعد ازان اُسنے کہا کہ اُسے لے
اور کوئی چیز خرید لے پھر مین نے کہا کہ مجھے اپنے معبود کی قسم ہی کہ بتلا اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہی تو اُسنے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے دنیا سے اسکے سوا
چاندی سونا کچھ نہین دیا تو مین نے چاہا کہ مین وصیّت کر جاؤن کہ وہ میرے
کفن مین باندھ دیا جائے کہ اُسے مین اللہ تعالے کو اُلٹا پھیر دون۔ ابراہیم خوص
نے کہا کہ فقر شرف کی ردا ہی اور مرسلین کا لباس اور صالحین کی چادر ہے۔ اور
سہل بن عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہی تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے
اور نہ رد کرے اور نہ روکے اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مجھ سے
زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ اور
کفاف کو ترک کر دیا کہا مین نے یہ جواب دیا کہ اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے
ساتھ بخششون سے مستغنے ہین کہا ہان مگر میرے دل مین اور بات آئی ہے مین نے کہا
اُس سے لاؤ مجھے اِس سے فائدہ پہونچا جو تیری سمجھ مین آئی ہی کہا اسواسطے کہ
وہ ایک ایسی قوم ہی کہ موجودگی انکو نافع نہین ہی جبکہ اللہ انکا فاقہ ہی اور
فاقہ اُنکو مضر نہین ہی جبکہ اللہ اُنکا موجود ہی۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے
کہ فقر حاجت کا ٹھہرنا اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہی اور مسوحی نے
کہا ہی کہ فقیر وہ ہی کہ نعمتین اُسکو غنی نہ کر دین اور نقمتین اُسکو محتاج نہ کر دین
اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ فقیر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنے نہ ہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اُسکا نشان یہ ہی کہ اسباب کل معدوم ہون۔ اور ابو بکر طوسی نے
کہا ہی کہ ایک مدت مین اِسپر جما رہا کہ سوال اِس معنی کا ہو جبکو ہمارے

اصحاب نے اس فقر کے واسطے سب اشیا پر اختیار کیا ہے تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے یہاں تک کہ نصیر بن حمامی سے مین نے سوال کیا تو اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسواسطے ہے کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہے سو مین نے اسپر قناعت کی۔ اور ابن الجلا سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہان تک کہ اُسنے نماز پڑھی اور پھر واپس آیا بعد ازان کہا کہ مین خاموش نہین ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سو مین گیا اور اُسے مین نے خرچ کر ڈالا اور اللہ تعالے سے شرمایا کہ فقر مین کلام کرون اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہو پھر بیٹھا اور کلام کیا ابوبکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہو کہ اُسے کوئی رغبت نہ ہو پھر اگر مولو کوئی چارہ نہین ہو تو اُسکی رغبت اُسکی کفایت سے متجاوز نہ ہو فارس نے کہا کہ مین نے ایک فقیر سے ایکبار کہا جب کہ مین نے اُسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کس واسطے تو سوال نہین کرتا تا لوگ تجھے کھانا کھلائین تو کہا مجھے خوف ہے کہ اُنسے سوال کرون اور مجھے نہ دین تو اُنکو فلاح نہ ہوگی اور بعضے صوفیہ کی یہ ابیات پڑھین ؎

قالوا غدا العید ما ذا انت لابسہ	فقلت خلعۃ ساق عبدہ الجرعا
فقر و صبر ہما ثوبان تحتہما	قلب یرے ربہ الاعیاد والجمعا
احرے الملابس ان تلقے الحبیب بہ	یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدہر لی ماتم ان رغبت یا املے	والعید ما دمت لی مرے او مستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہے تری پوشاک کیا ہوگا	کہا مین نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بخشا
وہ دو جامے ہین فقر او صبر کے اور اسکے نیچے ہے	دل ایسا ہو جو اپنے رب کو دیکھے عید او جمعا

لباس عمدہ وہ ہی محبوب سے وصلت تجھے ہووے	بروز وصل وہ جامہ ہو جو خلعت تجھے بخشا
زمانہ مجکو ماتم ہو اگر تو مجھ سے غائب ہو	بمجھے عید سگھڑی جسدم سنا تیرے تجھے دیکھا

قول انکا شکر مین

بعضے صوفیہ نے کہا ہو کہ شکر یہ ہو کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہوا اور یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہین ہو جب تک کہ تو شکر کرے اور انتہائے شکر تحیر ہو اور یہ اسواسطے کہ ایک شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہے کہ اُسپر شکر واجب ہو اور داؤد علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہو کہ الٰہی مین تیرا شکر کس طرح ادا کرون اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہین ہے مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتون سے ہو پس اللہ نے اسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی نعمت مین کشف اور اظہار ہو اور محاورہ مین کہا جاتا ہو شکر وکشر جبکہ دانتون کو کھولا اور اُسے ظاہر کیا پس نعمتون کا پھیلانا اور اُسکا ذکر کرنا اور زبان سے اُنکا گننا شکر ہو اور شکر کا باطن یہ ہو کہ تو نعمتون سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت پر اُس سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہو اور مین نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سُنا ہو کہ بعض صوفیہ کے یہ ابیات پڑھتے تھے

اولیتنی نعما ابوح وشکرہا	وکفیتنی کل الامور باسرہا
فلاشکرنک ما حییت وان امت	فلتشکرنک اعظمی فی قبرہا

ترجمہ

عطا کین نعمتین تو نے مین کرتا شکر ہون اُسکا	اور اُسپر کام جتنے ہین مرے، تو مشکو ہو کر گیا
مین زندہ جب تلک ہون شکر کرتا ہون جو مرجاؤن	تو میری ہڈیان مرقد مین شکر ادا کرین تیرا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل بہشت مین قیامت کے روز وہ بلائے جائینگے جو اللہ تعالے کی حمد وصفت رنج اور راحت مین کرتے ہین اور یہ بھی فرمایا ہی جو بلا مین پھنسا اور اُسنے صبر کیا اور جو نعمتین دیا گیا اور شکر کیا اور مظلوم ہوا اور بخشا اور معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگون نے سوال کیا کہ آخر اُسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا اُنکی لوگونکو امن و امان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ ہین۔ جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہی کہ اُسکا اقرار نعمتون کے ساتھ دل اور زبان سے کرے۔ اور حدیث مین بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور فضل دعا الحمد للہ ہی اور بعضون نے اِس آیت کی تفسیر مین کہا ہے واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ وباطنۃ کہا ظاہر کی نعمتین عافیتین اور دولتمندی ہے اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہی کہ یہ آخروی نعمتین ہین اسواسطے کہ اُس سے جزا تک کا مستوجب ہوجاتا ہی اور حقیقت شکر یہ ہے کہ جو اُسکے لیے مقدر کیا گیا اُسکو نعمت تصور کرے بجز اسکے کہ دین مین اُس کے مضر ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے بندہ کے لیے نہین مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت اُسکے حق مین ہوتی ہی یا وہ عاجلہ ہی جسکو جانتا اور سمجھتا ہی یا کہ آجلہ ہی ان چیزون کی وجہ سے جو اُسکے لیے مکروہات سے مقدر ہوئین سو وہ یا ایک درجہ اُسکے لیے ہوگا یا پاک کرنا گناہونکا کفارہ ہوگا اور جبکہ یہ معلوم ہوا کہ اُسکا مالک اُسکے لیے زیادہ تر نصیحت کرنیوالا اور اُسکی مصلحتون کا جاننیوالا زیادہ تر اُسکے نفس سے ہے اور جو اُسکی طرف سے ہی نعمتین ہین تو ہر آئنہ اُسنے شکر ادا کیا

قول اُنکا خوف مین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصلی حکمت خوف الٰہی ہے

اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ فرمایا داؤد علیہ السلام نفس کی عیادت بیمار سمجھکر
کرتے تھے حالانکہ مرض اسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالےٰ کا خوف اور اُس سے
شرم وحیا تھی۔ ابو عمر والدمشقی نے کہا ہی کہ خائف وہ شخص ہی جو اپنے نفس سے
خائف تر شیطان سے ہو اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ خائف وہ نہین جو
روئے اور اپنی آنکھون سے آنسو پونچھے مگر خائف وہ ہی جو اُن چیزون سے
ڈرے کہ اُنکے سبب عذاب اُسپر ہوگا۔ بعضے حضرات نے کہا ہی کہ خائف
وہ ہی جو غیر اللہ سے نہ ڈرے اُسکے معنی کہے گئے ہین کہ وہ اپنے نفس کے لیے
خوف نہ کرے اُسکے سوا خوف کی وجہ نہین کہ اُسکی بزرگی اور جلال کا
ہے اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہی اور سہل نے کہا ہے کہ
خوف نر ہے اور رجا مادہ ہی یعنی اُنسے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہین۔ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہی ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ یعنی
اور ہم نے وصیت کی ہے اہل کتاب کو تم سے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالےٰ
سے ڈرو۔ اور بعضے کہتے ہین کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہی اسواسطے کہ
ہر ایک کا مدار اُسی پر ہی اور بعضے کہتے ہین کہ خائفین کے لیے وہ سب
چیزین جمع کردی ہین جو سب مومنین کے لیے جدا اور متفرق کی ہین اور
وہ ہدایت رحمت وعلم ورضوان ہی سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی ہدی ورحمۃ
للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے اُن لوگون کے ہی
جو اپنے رب سے ڈرتے ہین اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
یعنی البتہ اللہ تعالےٰ سے بندون اُسکے مین عالم ڈرتے ہین اور فرمایا
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہی اللہ اُنسے اور راضی
ہین وہ اللہ سے یہ اُنکے لیے ہے جو ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے

سہل کا مقولہ ہے کہ ایمان کا کمال علم سے ہے اور علم کا کمال خوف سے ہے اور یہ بھی کہا کہ علم نے ایمان حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ محبت کا شربت محبت نہین پیتا مگر بعد ازان کہ خوف اُسکے دل کو پختہ نہ کردے۔ اور فضیل ابن عیاض نے کہا ہے جب تجھ سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتا ہے خاموش ہو اس لیے کہ تو اگر کہے کہ نہین تو کفر تو نے کیا اور جو کہا کہ ہان تو جھوٹ بولا کہ تیرا دل اُس شخص کا سا نہین جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے

قول اُنکا رجا مین

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ عزوجل فرماتا ہے کہ دوزخ سے اُن لوگون کو نکالو جن کے دلون مین ایک حبہ رائی کے برابر بھی ایمان ہو بعد ازان فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مین اُس شخص کو جو مجھ پر ایک گھڑی رات یا دن مین ایمان لایا ہو ایسا نہ کرون گا جو بالکل میرے اوپر ایمان نہین لایا۔ اور روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک ومختار کون ہے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کہا وہ بذاتہ آپ نے کہا ہان تو اعرابی مسکرایا پس جناب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب تو ہنسا تو اُسنے کہا کہ ہر آئینہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معاف کردیا اور جب اُسنے حساب کیا تو مسامحت اور درگذر کی۔ اور شاہ کرمانی نے کہا ہے علامت رجا کی حسن طاعت ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ رجا دید جلال بجشم جمال ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ قرب دل لطف رب سے ہے۔ ابو علی رودباری نے کہا کہ خوف اور رجا ایک پرندے کے دو بازوؤن کے مثال ہین جب یہ دونون

بازو درست اور ٹھیک ہوں تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہے اور اپنی پرواز مین پورا ہوتا ہے ابو عبد اللہ حنیف نے کہا ہے کہ رجا راحت قلوب اسلیے ہے کہ کرم متوقع کو دیکھے مطرف نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جاے تو وہ دونون برابر اور معتدل ہونگے اور خوف و رجا ایمان کے دو بازوون کے مثال ہیں اور کوئی خائف نہین مگر وہ ضرور امیدوار ہے اور کوئی امیدوار نہین الا یہ کہ وہ خائف ہوگا کہ موجب خوف ایمان ہے اور ایمان سے رجا ہے اور موجب رجا ایمان ہے اور ایمان سے خوف ہے اور اسی واسطے لقمان سے روایت ہے کہ اُسنے اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالے سے ڈر ایسا ڈرنا کہ اُسمین امین کسی مکر سے نہ ہو اور اُس خوف سے رجا رکھ پھر کس طرح اُسکی طاقت مجھے ہو حالانکہ میرے لیے ایک قلب ہے کیا تجھے نہین معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہین ایک سے ڈرتا اور دوسرے سے امید کرتا ہے اور یہ اسواسطے کہ وہ دونون حکم ایمان سے ہین

قول اُنکا توکل مین

سری نے کہا کہ توکل حول اور قوت سے باہر آنا ہے اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہین تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا۔ اور سہل کا مقولہ ہے کہ کل مقامات کیلیے رو اور پشت ہے بجز توکل کے کہ وہ روے بے پشت ہے۔ بعضون نے کہا ہے کہ توکل عنایات کا ارادہ کرے نہ توکل کفایت کا اور اللہ تعالے توکل کو مقرون با یمان فرماتا ہے اور کہا اور اللہ پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کرین اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور

توکل زندہ پر کہ جو نہین مرتا اور ذوالنون نے کہا کہ توکل نام ہے ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا۔ اور ابوبکر زقاق نے کہا توکل عیش کا لوٹا دینا ہے ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہے۔ اور ابوبکر وسطی کا قول ہے اصل توکل فاقہ اور تہیدستی کا شوق ہے اور توکل سے اپنی آمانی و آمال مین علیحدہ نہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر مین ایک لحظہ نہ التفات کرے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا جسنے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اُٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کھودے جسمین اُسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا اسکو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہے کہ کوئی خلق سے اُسکے کمال پر قائم نہین ہوتا اور سہل نے کہا ہے کہ اول مقامات توکل یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کے سامنے رہے جیسے میت غسال کے سامنے کہ اُسکو اُلٹتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور اُسمین کوئی حرکت اور تدبیر نہین ہوتی۔ اور حمدون قصار نے کہا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اعتصام کرے اور سہل نے بھی کہا ہے کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہے اور تعبد سب ایک باب ورع ہے اور ورع سب ایک باب زہد کا ہے اور زہد سب ایک باب توکل سے ہے۔ اور کہا تقوےٰ اور یقین ایک ترازو کے دو پلوے کے مثال ہین اور توکل اُس ترازو کی زبان ہے کہ اُسی سے زیادتی اور نقصان پہچانے جاتے ہین اور میرے دل مین یہ آتا ہے کہ توکل بقدر اسکے ہے کہ اُسے علم و کمال ہو سو جو شخص معرفت مین کامل تر ہو اُسی قدر وہ توکل مین قائم و اتم ہوگا اور جو شخص کہ اُسکا توکل کامل ہو وہ ردیت وکیل مین رویت توکل سے غائب اور غافل ہو جائے گا بعد ازان قوت معرفت کو مفید یہ امر ہے کہ علم کا صرف برابر حصہ باعث مین ہو اور سب حصص عدل و وزن کی رو سے

معصوم ہم کے مقابلہ مین مقرر ہوے ہین اسواسطے کہ نظر بغیر اللہ اس سبب سے ہی
کہ اُسکے نفس مین جبل ہی اور جب کبھی کوئی خیر معلوم کرے تو توکل مین اُسکے
شکست لائے اُسکو چشمۂ نفس سے سمجھتا ہی تو توکل کا نقصان نفس کے ظہور سے ظاہر
ہوتا ہی اور کمال اُسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہی اور اقویا کے لیے
کچھ شمار اور آمادگی توکل کی تصحیح مین نہین ہی ہان اُسکا یہ شغل ہی مواد قلب
کی تقویت نفس کو غائب کرتے ہین پھر جب کہ نفس غائب ہوگیا مادہ جبل بھی
منقطع ہوگیا پس توکل صحیح ہوا اور بندہ اُسکی طرف نظر نہین ڈالتا اور جب
کبھی نفس سے بیقین متحرک ہوا تو اُسکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار ان اللہ
یعلم ما یدعون من دونہ من شئ یعنی خداوند تعالیٰ جانتا ہی اُس چیز کو کہ سوا اُسکے
وہ پکارتے ہین دوسری چیز کو وارد ہوتا ہی پس وجود حق اعیان واکوان پر
غلبہ کرتا ہی اور کون وخلق کو اللہ کے ساتھ بلا استقلال فی نفسہ کے دیکھتا
ہے اور اُسوقت توکل اضطراری ہوجاتا ہی اور اسباب ووسائط کے ہونیسے
ایسے متوکل کے توکل مین کوئی جرح قدح نہین ہوتی جیسے کہ اُن لوگون کے
توکل مین جو ضعیف فی التوکل ہین اسواسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہی
جنکی زندگی بجز توکل کے نہین ہی اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہے

قول اُنکا رضا مین

حرث نے کہا کہ رضا سکون قلب حکم کے جریان کے نیچے ہی۔ اور ذوالنونؒ نے
کہا کہ رضا سرور دل بمر قضا ہی۔ اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا
اللھم ارض عنا یعنی یا رخدایا تو ہم سے راضی ہو تو رابعہؒ نے کہا کیا تو شرماتا
نہین اس بات سے کہ رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہی جس سے تو راضی

خوشنود نہین ہر سو بعض حاضر باشون نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب
راضی اللہ تعالےٰ سے ہوتا ہر تو جواب دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت مین
ایسی ہو کہ نعمت مین اُسکو خوشی ہوتی ہر۔ اور سہل نے کہا ہر کہ جب رضا
رضوان سے ملجائے تو طمانینت حاصل ہوجائے پس مژدہ اُنکو ہوا ور
نیک بازگشت ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جان کو ہوا اور
حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے
رضا اور یقین مین اور رنج وغم کو شک اور غصہ مین گردانا ہر۔ اور جنید رح
نے کہا کہ رضا صحت اس علم کی ہر جو قلب تک واصل ہر اور جب قلب
نے حقیقت علم سے مباشرت کی تو اُسکو رضا تک پہونچادیا اور رضا و محبت
خوف ورجا کے مثال نہین ہین اسواسطے کہ وہ دونون حال ہین جو بندہ سے
دُنیا اور آخرت مین بھی نہین چھوٹتے کیونکہ جنت مین رضا اور محبت سے مستغنی
نہین۔ اور ابن عطار رح نے کہا ہر کہ رضا بندہ کے قلب کا سکون اللہ کے
اختیار قدیم سے ہر اسواسطے کہ اُسنے فضل بات اُسکے لیے پسند کی تو
چاہیے کہ اُس سے راضی ہوا ور معنی رضا ترک قسم ہر اور ابو تراب نے
کہا ہے وہ شخص جو جسکے دل مین کچھ بھی دنیا کی قدر ہی رضاے الٓہی
کو نہین پہونچ سکتا۔ اور سری رح نے کہا اخلاق مقربین پانچ ہین اللہ سے
راضی ہونا اُس چیز مین جسکو نفس دوست رکھے اور مکروہ جانے اور
اللہ کے لیے محبت ہو اُس دوستداری کے ساتھ جو اُسکے جانب سے ہو
اور اللہ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا اور ماسوی اللہ سے توحش
اور دور رہونا۔ اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی

تمنا اور آرزو نہین کرتا۔ اور ابن شمعونؒ نے کہا ہر کہ رضا حق کے ساتھ ہے اور رضا حق کے لیے ہر اور رضا حق سے ہر سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر اور اختیار سے ہر اور رضا حق کی اُسکی تقسیم وعطا کے رو سے ہر اور رضا حق کے لیے اُس کی خدائی اور پروردگاری سے ہر۔ ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہر یہ بات کہ بندہ راضی خشمگین ہو کہا کہ ہان جائز ہے کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگین اپنے نفس پر اور ہر ایک قاطع پر جو اُسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے لوگون نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہر کہ فقر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور بیماری محبوب صحت سے ہر۔ آپ نے فرمایا اللہ ابا ذر پر رحم کرے مگر مین یہ کہتا ہون کہ جس نے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہر تو وہ تمنا دوسری حالت کی نہین کرتا ہر بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے اسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچے گا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ سے کسی حال مین راضی نہ ہوا اور یحییٰ کا یہ مقولہ ہر کل امران دو قاعدون کلیہ کیطرف راجع ہوتے ہین ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہر اور ایک فعل تیری طرف سے اُسکے لیے ہر تو چاہیے کہ راضی اُس کام مین ہو جو اُسنے کیا اور خالص اُس عمل مین جو تو کرے۔ اور بعضون نے کہا ہر کہ راضی وہ ہر جو دُنیا کی فوت شدہ چیزون پر نادم نہ ہو اور نہ اُسکا افسوس کرے۔ اور یحییٰ بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہر کہا جب اُسنے اپنے نفس کو چار اصول پر اُن چیزون مین قائم کر لیا ہو جنمین اُس کو معاملت کیجائے وہ کہے کہ اگر تو عطا کرے تو مین اسکو قبول کرتا ہون اور اگر

تو روکے تو راضی ہون اور اگر تو مجھے چھوڑ دے مین تیری بندگی کرون اور جو تو
مجھے بلائے تو مین اسکی اجابت کرون ۔ اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید نے کہا یہ تیری تنگی سینہ سے ہی شبلی نے کہا کہ آپ نے
صحیح کہا ۔ کہا تنگی سینہ رضا بالقضا کے ترک سے ہی اور یہی واسطے جنید رحمہ اللہ
نے اس سے کہا تا کہ اسے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا
قلب کے انشراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہی اور قلب کا انشراح نور یقین
سے ہوتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور
من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالے نے سینہ اسکا واسطے اسلام کے
پس وہ اوپر نور کے رب اپنے سے ہی ۔ پھر جب کہ باطن مین نور متمکن اور جاے
گرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالے
کو معائنہ کیا تو خشم اور تنگدلی کو دور کرتا ہی اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی حلاوت
دوستی کو متضمن ہی اور فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہی
کیونکہ محبت کی رائے ہے کہ فعل محبوب کا مراد اور اختیار اسکا ہی سو وہ
اختیار محبوب کی رویت کی لذت مین اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہی
جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع

ہر اک فعل محبوب محبوب ہے

اکسٹھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان مین ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہی فرمایا
تین چیزین ہین جسمین وہ چیزین ہوئین تو اسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک
وہ شخص کہ اللہ اور رسول اللہ کا اسکو محبوب تر انکے ماسوا سے ہو اور دوسرا

وہ شخص جسنے ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہین ہے مگر اللہ کے واسطے اور تیسرا وہ شخص جو مکروہ اِس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے بعد ازان کہ اُسکو اللہ نے خلاص اُس سے کردیا جیسے کہ وہ مکروہ اِس بات کو جانتا ہو کہ وہ آتش دوزخ مین ڈالا جائے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی وسمعی وبصری واہلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بار خدایا تو کر محبت اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس اور میرے کان اور میری آنکھون اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حب خالص کی طلب کی اور حب خالص یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے کو تکلیف مین دوست رکھے اور یہ اِس لیے کہ بندہ کبھی ایک حال مین قائم شروط حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہو اور سرشت اُسکو متقاضی ضد علم کے ساتھ ہو مثلاً وہ راضی ہوا اور سرشت اُسکو مکروہ جانے اور علم کے ساتھ نظر انتہا کی جانب ہو نہ سرشت کے ساتھ نظر نافرمانی کی طرف ہو پس اللہ تعالے اور اُسکے رسول کو حکم ایمان سے دوست رکھتا ہو اور بی بی اور بیٹے کو حکم طبیعت سے دوست رکھتا ہو اور محبت کے لیے وجوہ ہین اور انسان مین محبت کے اسباب انواع اقسام کے ہین منجملہ انمین سے ایک محبت روح کی ہو اور محبت قلب کی اور محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہو تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمین اہل اور مال اور ماء بارد کا ذکر ہو اُسکے معنی محبت الٰہی سے اور محبتون کی بیخ کنی عروق کی ہو تاکہ اللہ تعالے کی محبت غالب ہو اور اللہ تعالی کو اپنے دل اور روح اور کلیت سے دوست رکھے یہان تک کہ حب الٰہی طبیعت مین بھی اغلب ہو اور سرشت مین محبوب تر آب سرد سے ہو اور یہ حب صافی

خواص کے لیے ہوتی ہے جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت اور سرشت کی آگ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہے جو روح کی عزلت اور خلوص سے مقامات قرب کیطرف ہوتی ہے۔ واسطیؒ نے اس آیت مین یحبہم ویحبونہ کہا ہے کہ جیسے وہ بذاتہ اُنکو دوست رکھتا ہے اسیطرح وہ ذات کو اُسکی دوست رکھتے ہین سو ہاے ضمیر راجع ذات کیطرف ہے نہ کہ نعوت اور صفات کی جانب ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ محب کی شرط یہ ہے کہ اُسے محبت کے سکرات لاحق ہون پس اگر ایسا نہ ہو تو اُسکی محبت اُسمین حقیقۃً نہین ہے سو اب محبت دو قسم کی ٹھہری ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوئی ہے اور یہ باوقات حب معدن علم سے اور نعمت سے ہوتی ہے اور اس محبت کا مخرج صفات سے ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے حب کو مقامات مین بیان کیا ہے تو نظر اس حب عام کیطرف ہوگی جسمین بندہ کے کسب کو دخل ہے اور حب خاص وہ حب ذات مطالعۂ روح سے ہے اور یہ وہ حب ہے جسمین سکرات ہوتی ہے اور وہ اللہ کریم کیطرف سے ایک احسان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اللہ کا کرم اُسکو برگزیدہ کرتا ہے اور یہ حب احوال سے ہے اسواسطے کہ محض موہبت ہے جسمین کسب کو دخل نہین ہے اور وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہے کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہے کیونکہ وہ ایک کلام ہے وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہے اور یہ حب روح ہے اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہے قالب اس روح کی ہے اور ہرگاہ اُنکی یہ محبت صحیح ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے اُنکی خبر اپنے قول سے دی اذلۃ علی المومنین یعنی وہ لوگ مومنون کے واسطے عاجز ہین اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوبؑ کے

محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہو اور یہ پڑھتا ہی شعر

لعین تفدی الف و تتقی	ڈیکرم الف للحبیب المکرم

ترجمہ

فدا ایک کے ہون ہزار اور بچائین	ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

ور یہی حب خالص اصل احوال سینہ اور اُسکی موجب ہی اور وہ احوال کے درمیان ایسی ہی کہ توبہ مقامات مین ہی سو جسکی توبہ صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ زہد ورضا وتوکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہین اور جو شخص کہ اُسکی یہ محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو و غیر ذلک کے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ اس حب کے لیے بدن کے مثال ہی اسواسطے کہ وہ اس حب عام پر مشتمل ہی جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہی اور جسنے محبوبون کی راہ لی اور وہ طریق محبت سے طریق خاص ہے اُسکا تکملہ بھی مین ہوجاتا ہی اور اُسکے لیے حب خاص کی راحت حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہوجاتی ہی جبیر توبہ نصوح کی مشتمل ہی اور اُسوقت اسواہ تمامات مین تقلب اور گردش نہین کرتا اسواسطے کہ اطوار مقامات مین بدلتے رہنا اور اُنمین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا طریقہ محبین کا ہی اور جسنے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے راستہ مین البتہ ہم اُنکو اپنا راستہ دکھائینگے اور اس قول اللہ تعالےٰ سے ویہدی الیہ من ینیب یعنی اور ہدایت کرتا ہی طرف اُسکے جو رجوع ہووے۔ تو اُسنے ثابت کردیا ہی کہ انابت اور بازگشت کا کسب حق محب مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے حال مین صراحت اجتبار اور برگزیدگی کی فرمائی جو کسب کا معلوم نہین ہی اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالےٰ قبول کرتا ہی

طرف اپنے جسکو چاہتا ہی۔ سو جسنے محبوبین کے راستہ کو قبول کیا اطوار مقامات
کے بساط کو طی کیا اور سمین صفائی اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے
وصف کے ساتھ مندرج ہوتے ہین اور مقامات اس کو نہ مقید کرتے ہین
نہ محبوس کرتے ہین اور وہ اُن کو مقید اور محبوس کرتا ہے
اِس وجہ کہ وہ اُن سے ترقی کرتا ہی اور اُنکی صفائی اور خلوص کو باہر نکال
لیتا ہی اِسواسطے کہ جب حب خالص کے انوار اُسپر چلنے لگے صفات و نعوت
نفس کے ملبوسات کو اُتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نعوت اور صفات
نفسانیہ کے صاف کرنیوالے ہین پس زہد اُسکی صفائی رغبت سے کرتا ہی اور توکل اُسکی
صفائی کم اعتمادی سے کرتا ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اُسکی
صفائی رگ منازعت کے بھڑکنے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی
کہ نفس مین جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب
اُسپر چلین ظلمت اور افسردگی اسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ
تحقق ہوا اُسکا نفس ملائم اور نرم ہو جاتا ہی اور اُسکی افسردگی جاتی رہتی ہی
سو کیا زہد اُس سے رغبت کو ادا کرے گا درحالیکہ رغبت حب نے اُس کی
رغبت کو جلا دیا اور توکل اُس سے کیا صفائی کرے گا درحالیکہ دیدار وکیل
اُسکی چشم دل مین کھپا ہوا ہی اور رضا اسمین عروق منازعت کو کیا سکون
دیگی درحالیکہ منازعت اُسکی طرف سے ہو جسکی کلیت مسلم نہین۔ رودباری
نے کہا ہی کہ جب تک تو اپنی کلیت سے خارج نہ ہوگا محبت کی حد مین داخل
نہ ہوگا اور ابو یزید نے کہا ہی کہ جس شخص کو اُسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اُسکا
خونبہا یہ ہی کہ وہ اُسکو دیکھ لے اور جس شخص کو اُسکے حبیب نے قتل کیا ہو
تو اُسکا خونبہا یہ ہی کہ اُسکو اپنا ندیم بنائے اُسکی خبر مجھے دی ابو ذرعہ ابن خلف

ابی عبد الرحمن سے اُسنے کہا کہ مین نے احمد بن علی بن جعفر سے سُنا ہو کہ وہ کہتا ہو
مین نے حسین بن علویہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ ابو یزید نے اسکو کہا ہو تو اب
اطوار مقامات مین اُلٹنا پلٹنا عام محبون کے لیے ہو اور بساط اطوار کا طی کرنا
خاص محبون کے لیے ہو اور وہ محبوب ہین جنکے ارادون اور ہمتون سے مقامات
بچھڑ گئے ہین اور اکثر مقامات طبقات آسمانی کے مدارج پر ہوتے ہین اور وہ مواطن
اُس کسی کے ہین جو اپنے بقایا کے دامنون مین اُلجھکر گرتے ہین ابراہیم خواص سے
بعض بزرگون نے کہا کہ تصوف نے آپ کو کہان تک پہونچا دیا ہو تو کہا توکل تک
پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی مین سعی کرتا ہو تجھے فنا توکل مین معاینہ وکیل سے
کہان ہو سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہو کہ دائرۂ زہد سے باہر
پھاند جاوے تو زاہد اُسے دائرہ کیطرف اپنے زہد سے پھیر لاتا ہو اور متوکل جبکہ
اُسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہو اور صاحب رضا اپنی رضا
کے ذریعہ سے اسکو پھیرتا ہو اور نفس سے یہ حرکات بسبب بقایاے وجود یہ ہین
جو سیاست علمی کی محتاج ہین اور سہین دور سے ہوائے قرب کا لینا ہے اور
وہ حق عبودیت کا علم کے اندازہ سے ادا کرنا اور اُسکے موافق اجتہاد و کسب
کرنا ہو اور جسنے طریق خالص کو اختیار کیا بقایا سے رہائی پانے کا طریق انوار فضل حق
مین چھپنے کے ساتھ پہچان لیا اور جسنے نور قرب کے حلے اُس نسیم رحمت کے ساتھ
زیب تن کیے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہو اور گردش اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے
اُسکو نہ کوئی طلب خمدار اور کج کرتی ہو اور نہ کوئی اُسے وحشت مین ڈالتی ہو
پس زہد اور توکل و رضا اسمین موجود ہو اور وہ اینین ہین جیسی معنی کے اعتبار
سے کہ خواہ وہ کسی طرح متقلب ہو وہ زاہد ہو اگرچہ راغب ہو اسواسطے کہ وہ
حق کے ساتھ ہو نہ اپنے نفس کے ساتھ اور اگر التفات اسکا اسباب کی طرف

دیکھا جائے وہ متوکل ہی اور اگر اُس سے کراہت پائی جاوے تو وہ راضی ہی اسواسطے کہ کراہت اُسکی اُسکے نفس کے لیے ہی اور نفس اُسکا حق کے لیے ہی اور حق کے ساتھ اُسکی کراہت ہی اُسکا نفس اُسکو اُلٹا پھیر دیا گیا کہ دواعی اور صفات نفس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ فرستادہ لطف اُسکے ساتھ کیا ہی اور درد اُسکا اُسکی عین دوا اور امراض وعلل اُسکے عین شفا ہو گئے اور طلب الٰہی اُسکے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہوئی یا ہو گیا مطلوب من اللہ اُسکا بجاے ہر مطلوب کے جو زہد ہی اور توکل اور رضا ہی رابعہ نے کہا کہ جو اللہ کا محب اور دوست ہی اُسکی گریۂ وزاری نہین ٹھہرتی تا آنکہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے۔ اور ابو عبداللہ قرشی نے کہا ہی کہ حقیقت محبت کی یہ ہی کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا بخشے اور تجھ سے تیرے واسطے کوئی شی باقی نہ رہے۔ اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے سبب سے اُسکے لیے ہی اور محبت دل مین آگ ہی جو ہر ناپاک شی کو جلا دیتی ہی۔ اور یحییٰ ابن معاذ نے کہا مجنون کا صبر زاہدون کے صبر سے سخت تر ہی بڑے اچنبھے کی بات ہی انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرے اور بعضون نے کہا کہ جسنے اللہ کی محبت کا دعوے کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور منہیات سے پرہیز کرے اور بچے تو وہ بڑا جھوٹا ہی اور جسنے بہشت کی محبت کا دعوی کیا بدون اِسکے کہ اپنے مِلک کو خرچ نہ کر ڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہی اور جسنے حب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوی بلا حب فقرا کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہی

اور رابعہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھین نظم

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ	ہذا العمری فی الفعال بدیع
لوکان حبک صادقا لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ

معصیت اللہ کی اور تو اُسکے حب کا دم بھر	یہ قسم اپنی مجھے افعال مین ہی نادرات
گر محبت ہوتی سچی تیری اُسکو مانتا	دوست تابعدار ہی محبوب کا دن اور رات

اور ہر گاہ محبت احوال کے لیے توبہ کے مثال مقامات کے لیے ہی پس جو حال کا دعوے کرے اُسکی محبت معتبر ہی اور جو دعوی محبت کا کرے اُسکی توبہ معتبر ہی اسواسطے کہ توبہ روح حب کی قالب ہی اور یہ روح جو ہی اُسکا قیام اُس قالب کے ساتھ ہی اور احوال اعراض ہین جنکا قوام جوہر روح سے ہے اور سمنون نے کہا ہی کہ اللہ کے دوست لے گئے شرف دنیا اور آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ المرء مع من احب یعنی آدمی اُس شئ کے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی تو وہ اللہ تعالی کے ساتھ ہین۔ اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہی کہ محبت صحیح نہین ہی تا آنکہ تو دید محبت سے دید محبت کو فناے علم محبت سے نکلے اسطرح کہ اُسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہی فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محب مین آجانا۔ سمنون نے کہا ہی کہ یہ اس بنیاد پہ ہے قول اللہ تعالی کے فاذا احببتہ کنت لہ سمعا و بصرا یعنی جس وقت مین اُسے محبوب رکھتا ہون تو مین اُسکا سمع بن جاتا ہون اور اُسکی بصر بنجاتا ہون اور یہ اسواسطے ہی کہ ہر آئنہ جب محبت صادق اور کامل ہوگئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کیطرف جذب کرتی ہی اور جب وہ اپنی غایت جہد کو پہونچ گئی تو وہ توقف کرتی ہی اور رابطہ بمقدار وموکد ہوجاتا ہی اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ موانع کردیتا ہی اور صفات محبوب

وصف محبت کے کمال سے اُن عوائق کو جو صدق حب مین خارج ہین محب مخلص پر مہربانی اور اُسکے قاصر رہنے پر نظر شفقت بعد اذان کہ اُسکی سعی انتہا کی سہونچ گئی کرکے کھینچ لیتی ہین پس محب محبوب سے کسب صفات کے فائدے لیکر پلٹتا ہے اور اُسوقت یہ کہتا ہے

مین محبوب ہون اور محبوب مین	دو روح ایک بدن مین ہم اترے یہان
وہ دیکھے مجھے تو مین دیکھون اُسے	جو مین اُسکو دیکھون تو وہ مجکو وہان

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہے قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تخلقوا باخلاق اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد ہوتا ہے اور محبت ایک عطیہ ہے جو تزکیہ کے تمام معلل نہین ہے مگر سنت الٰہی اسپر جاری ہے کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک اور صاف کرتی رہے اور جب نفس کو نزاہت اور طہارت بخشی گئی بعد ازان روح اُسکی نے جاذبہ محبت کے ساتھ کھینچا تو اُسکو صفات و اخلاق کے خلعتون سے مخلع اور مجلّی کیا جاتا ہے اور یہ اُسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہے سو کبھی اُسکے باطن سے شوق اُن اشیا کی طرف اُٹھتا ہے جو اُسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایاے الٰہی غیر متناہی ہین اور کبھی اُنھین عطیات سے پہلے مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ وصول اُسکا ایسا ہوتا ہے جو اُسکے آتش شوق کو ساکن کر دیتا ہے اور اسی شوق کا باعث ہے کہ صفات وہی محققہ محب کے نزدیک رتبہ وصول پر استقرار پاتے ہین اور اگر شوق باعث نہ ہوتا اُسکے قدمون واپس آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اُسکے قلب کے درمیان حائل ہین اور جبتک کہ وصول سے اُن چیزون کے سوا آگاہی پیدا ہو جو ہم نے بیان کین یا اس قدر سے علاوہ اُسکے

خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت وناسوت مین معترض ہے اور مشائخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سب کے سب مقام محبت کی تحقیق کیطرف راجع ہین جو نور یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین بزوال کجی بقایا اور لوث وجودی ارتقاے صفات نفس سے ہین اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہوگئی تو اسپر احوال اور توابع اسکے مترتب ہونگے۔ شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہے تو جواب دیا کہ ایک شراب ہے جسمین سوزش ہے اگر حواس مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے تو اسکو نیست اور لاشی کر دیتی ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ محبت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے ظاہر اسکا رضاے محبوب کی پیروی ہے اور اسکا باطن یہ ہے کہ سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب یا نفس سے نہ رہے

بعض احوال سینہ سے محبت مین شوق ہے

اور کوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہ ہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہے سو کوئی حال نہین ہے جسکو محب پہونچا مگر یہ کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے ماورا اور حال زیادہ اوفی واتم ہے شعر

حسن بی کحسنک لا لذا امد	یبنھی الیہ ولا لذا امد

ترجمہ

حزن میرا حسن تیرا دونون ہین اک رنگ کے	انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعد ازان یہ شوق جو اسے پیدا ہوا اسکا حاصل کیا ہوا نہین ہے اور اسکے سوا نہین ہے کہ وہ ایک عطیہ ہے کہ اسکے ساتھ اللہ تعالےٰ نے محبون کو مخصوص کیا ہے

احمد ابن ابی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اُسے
مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے مین نے کہا کیون تو روتا ہے اللہ تیرے اوپر رحم کرے
تو کہا واہ ای احمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہے تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے
ہین اور انکے اشک رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خدائے جلیل جل جلالہٗ اُنکے
نزدیک ہوتا ہے یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہے جسنے میری باتون سے
لذت پائی اور میری مناجات سے راحت حاصل کی اور مین اُنسے خلوتون
مین واقف ہون اُنکے نالہ وزاری سُنتا ہون اور اُنکی گریہ کو دیکھتا ہون
ای جبرئیل اُن لوگون مین منادی کردے یہ کیا رونا ہے جو مین تمھارے اندر
دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمھین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو
آگ مین جلادے گا کیونکر مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین
ڈالونگا کہ رات اُنپر سیاہی چھائے تو وہ میری خوشامد بہت کرتے ہین سو مین
اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئینگے تو اُنکے
لیے روشنی اپنی صورت سے کردونگا اور اُنکے لیے اپنا باغ قدس مباح کردونگا
اور یہ ایک قوم کا حال محبین سے ہے جو شوق کے مقام مین پڑاؤ ڈالے ہوے
ہین اور شوق محبت سے ہے جیسے کہ زہد توبہ سے ہے جب توبہ نے قرار پکڑا تو
زہد کا ظہور ہوا اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا۔ واسطی نے اس
قول الٰہی مین لکھا ہے وعجلت الیک رب لترضیٰ یعنی اور مین جلدی آیا تیری
طرف ای رب کہ تو راضی ہو۔ کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والون کے استحقار
سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہین اُسکے شوق سے ہے جو اللہ تعالےٰ سے بات چیت
کرتے ہین اور توریت کی لوحون کو پھینک دیا اس وجہ سے کہ جو وقت اُسکا تھا
وہ ہوچکا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا ہے کہ شوق ثمرہ محبت کا ہے سو جو کوئی

اللہ تعالےٰ کو چاہتا ہو وہ مشتاق اُسکی لقا کا ہوتا ہو اور اُسی کا یہ بیان
قول اللہ تعالےٰ مین ہو فان اجل اللہ لات مشتاقون کے تقرب کے لیے۔
اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ ہر آئنہ تمھارا شوق میری طرف
غالب ہو اور مین نے تمھاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی
ہو اور عنقریب تمھارا وصول اُسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو۔ ذوالنون
نے کہا ہو کہ شوق درجات مین سب سے اعلےٰ اور مقامات مین سب سے بالا ہو
اور جب انسان اُسکو پہونچتا ہو تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہو اسواسطے کہ
اُسے شوق اپنے رب کا ہو اور اُمید اُسکی ہو کہ اُسے دیکھے اور ملاقات
کرے۔ اور میرے عندیہ مین یہ ہو کہ شوق جو محبون مین اُن مراتب کا ہو
جسکی اُمید وہ دُنیا مین رکھتے ہین اُس شوق کے علاوہ ہو جسکے ساتھ
وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین اور اللہ تعالےٰ اپنے اہل مودت کو مکاشفہ
اُن عطیات کا کردیتا ہو جنکو وہ علم سے پاتے ہین اور اُنکو جب ذوق سے
طلب کرتے ہین تو اُسیطرح اُنکا شوق ہوتا ہو کہ علم ذوق ہوجائے اور
مقام شوق کی ضرورت سے نہین ہو کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہین اور اکثر صحیح گو
محبین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے واسطے حاصل کرتے ہین
جیسا کہ حق تعالےٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی
ونسکی ومحیاے ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کہہ اے رسول کہ میری نماز اور
میرے مناسک اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہو جو پروردگار
عالمین ہو سو جسکی زندگی اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالےٰ لذت مناجات
اور محبت کی بخشتا ہو پس اُسکی آنکھ نور سے سیر ہوجاتی ہو بعد ازان دنیاوی
عطیات سے وہ کشف کرادیتا ہو جو مقام شوق مین متحقق ہوتے ہین اُنکا

شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہی۔ اور بعضے حضرات صوفیہ نے مقام
شوق کا انکار کیا ہی اور کہا ہی کہ شوق تو غائب کےلیے ہوتا ہی اور حبیب جب سے
کب غائب ہوتا ہی تاکہ وہ مشتاق ہو اور اسی واسطے انطاکی سے سوال کیا گیا
کہ شوق کیا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کےلیے ہوتا ہے اور مین
غائب اُس سے نہین ہون جب سے مین نے اُسے پایا ہی۔ اور شوق کا انکار
علے الاطلاق سو مین اسکی وجہ نہین دیکھتا اسواسطے کہ عطیات اور بخشائش الٓہی
کے مراتب جو نشانات قرب سے ہین جسوقت غیر متناہی ہون توکیونکر محب سے
شوق کا انکار ہوسکتا ہی اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا اُسکی نسبت
غیر غائب اور غیر مشتاق ہی مگر وہ مشتاق اُن مراتب کا ہی جنکو نشانات قرب
سے نہین پایا توکیونکر شوق کا حال ممنوع ہو اور حقیقت حال ایسی ہی۔ اور
دوسری وجہ یہ کہ انسان کے لیے ایسے امور سے چارہ نہین ہی۔ جنکو حکم حال
اُسکی بشریت اور طبیعت اور اُسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو
مقتضی حکم حال ہو پھیر لائے اور اُن امور کی موجودگی آتش شوق کو مشتعل
کرتی ہی اور ہم شوق سے مقصود نہین رکھتے مگر ایک مطالبہ جو باطن سے
ادنیٰ اور اعلیٰ کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہی اور یہ مطالبہ اور یہ
مانگ سب محبون مین ہی بس اب شوق موجود ہی اُسکے انکار کی کوئی وجہ
نہین ہی۔ اور ہر آئنہ ایک قوم نے کہا ہی کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا
بہت تر شوق بُعد اور مفارقت سے ہے تو جدائی کی حالت مین مشتاق
ملاقات ہوگا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت مین وہ مشتاق فضل اور
احسانات کا محبوب سے ہوگا اور یہی میری رائے اور یہی میرا مختار ہے
اور فارس نے کہا ہی کہ مشتاقون کے دل نور اللہ سے منور ہین پھر جب کہ وہ

دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کے
سطح درمیانی کو روشن کر دیتا ہو تب اللہ تعالے انکو فرشتون پر ظاہر اور
پیش کرتا ہو اور فرماتا ہو یہ لوگ ہین جو میری طرف انکو اشتیاق رہتا ہے
مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئنہ مجھے انکا شوق ہو۔ اور ابو یزید نے کہا کہ
کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ
ایسا ہی کرینگے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے کرینگے۔ ابن عطا سے پوچھا کہ
شوق کیا ہو کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن کرنا اور قرب کے بعد
کلیجون کا کاٹنا ہو۔ بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ آیا شوق
اعلےٰ اور بالاتر ہو یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق اُس سے
پیدا ہوتا ہو اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جسپر محبت نے غلبہ کیا ہو
پس محبت اصل ہو اور شوق فرع ہو۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہو تمام خلق کے
لیے مقام شوق کا ہو نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل
ہوا تو وہ اسمین حیران رہا حتے کہ اُسکا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہو اور نہ قرار
پایا جاتا ہو اور اُسی سے اُنس ہو۔ اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُنس
کیا چیز ہے اُسکا جواب آپ نے دیا کہ باوجود ہیبت کے حشمت کا اُٹھنا اور
دور ہونا ہو۔ اور ذوالنون سے پوچھا کہ اُنس کیا ہو تو کہا وہ محب کا انبساط اور
کھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہو۔ بعضون نے کہا اُسکے معنی قول حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کا ہو ارنی کیف تحیی الموتےٰ یعنی دکھا مجھے کس طرح تو مردہ کو
زندہ کرتا ہو اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری
طرف دیکھون اور ردیم کے ابیات پڑھے شعر

نیفک طول الحیٰوۃ عن فکرا	شغلت قلبی بالدیک دلا

آنستنی منک بالوداد فقد	اوحشتنی من جمیع ذا البشر
ذکرک لی مونس یعارضنی	یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا مدے ہمے	فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم را مشتغل کردی بدانچہ ای دوست تو داری	دلا وہرگز مگرد و زان بفکرت خود زہشیاری
انیس خود مرا کردی ز راہ دوستی وانگہ	ربائی از ہمہ عالم زہی راہی بدشواری
شدہ مونس مرا ذکرت ہمہ عرضہ دہد از من	کند وعدہ بہ پیروزی بتو از تو دہد یاری
منزہ از مکانی تو ولیکن چون ہمی بینم	بجائے دیدہ از من تو باشی در نکوکاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر کو عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ سزاوار ہے تیرا انس اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اُسکے ساتھ ہوا سواسطے کہ اللہ کے بہت بندہ ہین کہ اُنھون نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہی اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت مین بہت زیادہ مانوس لوگون سے تھے جنکو کثرت مین اُنکے ساتھ اُنس تھا اور اُن چیزون سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہین اور اُن باتون سے نہایت درجہ وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے۔ واسطی نے کہا محل انس کو نہین پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہ ہوگیا ہو۔ اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہین ہوتا الاجب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہوا سواسطے کہ ہر ایک جسکے ساتھ مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جاویگی مگر اللہ تعالےٰ جل شانہ کی تعظیم اس واسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہین کرے گا مگر یہ کہ تجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہوگی۔ رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا نظم

اُسکے اسواکے ساتھ

ولقد جعلتک فی الفواد محدثی	والجسم منی للجلیس موانس
وابحت جسمی من اراد جلوسہ	وحبیب قلبی فی الفواد انیسہ

ترجمہ از مترجم فارسی

سخن گوینده اندر دل ہمیشہ من ترادارم	الیف جسم من باشد کہ ویرا ہمنشین گردد
وا ہل مجلس خود را ہمین نفسی بہ پیش آرم	ولیکن دوست دل خود را ہمین جان نیہادم

اور مالک ابن دینار نے کہا ہی کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس نہین ہوا تو اُسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہی اور عمر اسکی ضائع کی بعضے صوفیہ سے پوچھا گیا کہ گھر مین تیرے پاس کون ہی کہا اللہ تعالے میرے پاس ہی اور جو اللہ سے مانوس ہوا وہ متوحش نہین ہوا۔ اور خراز نے کہا ہی کہ اُنس یہ ہی کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے مجالس مین گفتگو کرین۔ اور بعضے عارفون نے محبان واصل کی صفت اس طرح کی ہی کہا کہ محبت اُنکے لیے ہر لحظہ دوام اتصال کے ساتھ تازہ ہوگئی ہی اور اُنکو حقائق سکون سے جو اُسکے ساتھ ہی اپنی پناہ مین لے لیا یہان تک کہ اُنکے دل نالان ہوگئے اور اُنکی روحین شوق کے مارے آرزومند ہوگئین اور یہ محبت اور شوق اُنکا ایک اشارہ حق سے اُنکی طرف حقیقت توحید سے تھا کہ وہ وجود باللہ ہی سو وجود باللہ کے سبب اُنکی سب آرزوئین جاتی رہین اور اُمیدین اُنکی سب منقطع ہوگئین اُن نعمتون کے سبب جو اُسکی طرف سے اُنکے لیے ظاہر ہوئین اور اگر حق تعالے تمام انبیا کو حکم دیتا کہ کرم اُنکے لیے سوال کرین تو وہ بعضی چیزین اُنہین سے نہ مانگتے جو اُنکے لیے اللہ تعالے نے وحدانیت قدیم ورد وام ازلیہ اور علم سابقہ مین آمادہ اور مہیا کی ہین اور اُسکی معرفت اور اُنکی فراغ ہمت اور فراہمی خواہشون کی

آستین مقدر انکے لیے تھی تو اُسکے بندگان عام اُنپر حسد کرتے اگر اُنکے قلوب سے تمام ہموم دور ہوتے اور اُسکے معنی مین یہ ابیات پڑھتے شعر

كانت لقلبي اهواء مفرقة ۔۔۔ فاستجمعت اذ رأتك النفس اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده ۔۔۔ وصرت مولى الورى مذ صرت مولائي
تركت للناس دنياهم ودينهم ۔۔۔ شغلاً بذكرك يا ديني ودنيائي

ترجمۂ فارسی

ای دل دیوانه را بوده ست هوای بیشمار ۔۔۔ چون ترا دیدم فراهم گشت جمله اندر کنار
پس شده ست حاسد مرا آنکس کزو بردم حسد ۔۔۔ چون توام مولا شدی عالم مرا شد بنده وار
دین و دنیا را برای مردمان بگذاشتم ۔۔۔ شغل من ذکرت زدین و دنیا و دین با تو قرار

اور کبھی اُنس سے ہوتا ہی اُنس طاعت خدا اور اُسکے ذکر اور اُسکے کلام کی تلاوت اور تمام ابواب جو قربات سے ہین۔ اور اُسقدر اُنس ایک نعمت اللہ تعالی کیطرف سے ہے مگر یہ وہ حال اُنس نہین ہی جو محبوبون کے لیے ہوتا ہی اور اُنس ایک حال شریف ہی جو بصدق دید صفائی اور طہارت باطن سے اور بکمال تقوے و قطع اسباب و علائق اور سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہی اور اُسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی صفائی اور زفت اور سیاہی عظمت کی بھاری روشنی سے ہے اور روح کا پھیلنا فتوح کے میدانون مین ہی اور اُسکے لیے نفس استقلال ہی جو قلب پر مشتمل ہی پس اُنس دل کو استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمع کرتا ہی اور ہیبت مین روح کا جمع ہونا اور بیٹھ جانا محل نفس مین ہی اور یہ جبکا ہم نے بیان اور وصف کیا اُنس ذات سے ہی اور ہیبت ذات لقا کے مقام پر اُسوقت ہوتی ہی کہ گذرگاہ فنا سے عبور کر جائے اور وہ دونون اُنس اور ہیبت کے سوا ہین جو دجود فنا سے جاتے رہتے ہین اسواسطے کہ ہیبت اور

اُنس جو قبل زفنا ہین وہ صفات جلال وجمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوے ہین
اور یہ مقام تلوین کا ہی اور جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ بعد فنا کے ہی وہ مقام تمکین اور
بقا مین مطالعۂ ذات سے ہی اور اُنس سے نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت سے اُسکا
خشوع ہی اور خضوع وخشوع دونون قریب ہین ایک فرق لطیف کے ساتھ
جو بایاسے روح مدرک ہوتا ہی دونون جدا جدا ہوتے ہین ۔ اور بعض احوال
سے قرب ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا ہی
واسجد واقترب یعنی اور تو سجدہ کر اور تو نزدیک ہو اور تحقیق حدیث مین آیا ہی
کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ مین ہوتا ہی اسواسطے کہ
سجدہ کرنے والا جب کہ اُسے سجدہ کا مزہ چکھایا جائے قربت حاصل کرتا ہے
کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہی اور اپنے سجدہ سے بساط کون ومکان کو طی اور نوردیدہ کرتا
ہی خواہ وہ پیدا ہوگیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے اور رداے عظمت کے کنارے پر
سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ہر آئنہ مین حضوری
پاتا ہون سو مین کہتا ہون یا اللہ خواہ یارب پھر اُسے مین اپنے اوپر گران تر
پہاڑون سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب دیا کہ سبب یہ ہی کہ
ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور آیا تم نے کسی ہمنشین کو دیکھا ہی کہ وہ
اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور ملاطفات
کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام عزیز ہی جسمین قرب
متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سُکر ہی جو اُس شخص کے لیے ہوتا ہی جسکا
نفس غائب اُسکی روح کے نور مین ہو جاتا ہی اسواسطے کہ سُکر اُسکا غالب اور
محویت اُسکی قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح
سے خلاص پاتا ہی اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل ومقام کیطرف عود کرتا ہی

پھر نفس مطمئنہ کی زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کیطرف راجع ہی یا اللہ و یارب کہتا ہی اور روح اپنے فتوح و کشود اور کمال حال کے ساتھ اقوال سے مستقل ہوتی ہی اور یہ کامل اور قریب تر اول سے ہی اسواسطے کہ حق غرض اُسنے استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ حکم نفس محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے بڑھتا ہی کہ رسم عبودیت نفس کیطرف سے قائم ہوتی ہی۔ اور جنید نے کہا کہ ہر آئنہ اللہ تعالے اپنے بندون کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ بندون کے قلوب کو اپنے سے قریب دیکھتا ہی پس دیکھو کس قدر قریب تیرے قلب سے ہوتا ہی۔ اور ابو یعقوب موسےٰ نے کہا ہی کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا وہ قریب نہ ہوگا یہان تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ دید قرب سے قرب کے سبب جاتا رہے تو یہ قرب ہی اور ایک نے صوفیہ میں سے یہ ابیات کہے ہین

قد تحققتک فی السر فناجاک لسانی	فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعانی
ان یکن غیبک التعظیم عن لحظ عیانی	فلقد صیرک الوجد من الاحشاء دانی

ترجمہ

من ترا در سر خود کردم درست انگہ زبان
با تو ہم راز آمدہ است زان شد مرا در دل نشان
گہ پریشان گاہ جمع وہر دو را معنی ست بس
گر جلال وعظمت پوشیدہ دارد از عیان
وجہ گرداند ترا بر من ز رگ جانم قریب
زان تفرق زین فراہم این معانی را بدان

ذوالنون نے کہا ہو کہ اللہ تعالےٰ سے کوئی زیادہ قربت مین نہین بڑھا مگر یہ کہ ہیبت اُسکی زیادہ ہوئی۔ اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنیٰ مقام حیا ہو اور نصیر آبادی نے کہا ہو کہ اتباع سنت سے تو معرفت کو پہونچے گا اور ادائے فرائض سے تو قرب حاصل کرے گا اور نوافل کے روزمرہ سے محبت کو اور بعضے احوال سے حیا ہو اور حیا وصف عام پر ہو اور وصف خاص پر ہی اسمین سے وصف عام سو وہ یہ ہو کہ جسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین حکم دیا ہو استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالےٰ سے شرماؤ جو حق شرم کرنے کا ہو حاضرین نے کہا ہم شرماتے ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہین ہے مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسنے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہو اور یہ حیا مقامات مین سے ہے اور حیائے خاص احوال سے ہو اور یہ وہ ہو جو عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ مین اندھیرے گھر مین غسل کرتا ہون اور اللہ سے حیا کے سبب لپٹا جاتا ہون۔ ابو العباس مؤدب نے کہا کہ مجھ سے سریؒ نے کہا کہ مین جو تجھ سے کہتا ہون اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس گھومتے ہین سو اگر اُسمین زہد اور ورع دیکھتے ہین تو اُترتے ہین نہین تو چل دیتے ہین اور حیا روح کا سر جھکاتا ہو بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونون جمع ہوگئے تو وہ منتہائے آرزو ہے اور انتہا کی عطا ہو اور شیخ الاسلام نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقہ فاذا بدی اطرقت من اجلالہ	لا خیفۃ بل ہیبۃ وصیانۃ لجمالہ
الموت فی ادبارہ والعیش فی اقبالہ	واصد عنہ اذا بدا وارومُ طیفَ خیالہ

ترجمہ

مشتاق مین تھا وہ کھلا عظمت سے اُسکا سر جھکا	ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر اور حفظ مین اُسکا جمال
جانے مین اُسکے موت ہے آنے مین اُسکے زندگی	مُنھ پھیرتا ہون جب کھلے اور ڈھونڈھتا ہون اُسکا خیال

بعضے حکما نے کہا ہے کہ جسنے حیا مین کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہین کرتا اُن باتون مین جن کے اندر گفتگو کرتا ہے تو وہ مستدرج ہے اور قریب قریب عذاب کے ہے۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ حیا قلب مین ہیبت کا موجود ہونا ہے اُس شئ کی عظمت کے ساتھ جو پہلے تیری طرف سے میرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیا ہے سو جب اُس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو اُسین خیر نہین۔ ابو سلیمان کا قول ہے کہ بندون نے چار درجون پر عمل کیا ہے خوف پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ مین شریف تر سب سے وہ ہے جس نے حیا پر عمل کیا اِس بنا پر کہ اُس کو یقین ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ ہر حال مین اُسکو دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اُس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہون سے شرماتے ہون۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والون کے دلون پر غالب ہمیشہ اجلال اور تعظیم غالب ہے جبکہ اللہ تعالےٰ اُنکی طرف دیکھتا ہے

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضون نے کہا اتصال یہ ہے کہ

کہ بندہ کو بجز خالق اُسکے کے کوئی حاضر نہ ہوا اور اُسکے سیر کو صلی نعمت کے سوا
دوسری خاطر متصل نہ ہو۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت
دی گئی سو وہ متحرک ہوئی اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہوگئی۔ اور یحییٰ
بن معاذ رازی نے کہا عمل کرنے والے چار ہین تائب زاہد مشتاق واصل
پس تائب اپنی توبہ سے محجوب ہے اور زاہد اپنے زہد سے اور مشتاق اپنے
حال سے محجوب ہے اور جو واصل ہے اُسکو حق سے کوئی حاجب نہین ہے
اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے واصل وہ ہے جسے اللہ ملے پھر اُسے قطع کا ہمیشہ
خوف نہین اور مفصل وہ ہے جو اپنی جہد سے متصل ہوا اور جب کبھی پست جہد
مین ہوا منقطع ہوگیا اور یہ جس کا ذکر کیا حال دید اور مراد کا سبب ہے
اسواسطے کہ ایک اُن دونون مین سے کشفون سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا
اجتہاد کی طرف پھیرا گیا۔ اور ابو یزید نے فرمایا ہے کہ واصلین تین قسم کے ہین
قصد اُنکا للہ ہوا اور شغل اُنکا فی اللہ ہوا اور رجوع اُنکی الی اللہ ہو۔ اور
سیاری کا قول ہے کہ وصول مقام جلیل ہے اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے
جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ اپنے ساتھ وصل کرے تو سیر راہ مختصر
کردی اور بعید اُسکے قریب ہوگیا۔ اور جنید کا قول ہے کہ واصل وہ واصل
اپنے رب کے پاس ہے۔ اور رویم نے کہا اہل وصول کو اللہ تعالےٰ نے قلوب
اُنکے ملا دیے سو محفوظ القوی اور ممنوع خلق سے ہمیشہ ہین اور ذوالنون نے
کہا کوئی نہین پلٹا جو کوئی پلٹا مگر طریق سے اور کوئی اُسکو نہین پہونچا کہ اُس سے
رجوع ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اتصال اور مواصلت کی طرف مشائخ
نے اشارہ کیا ہے اور جو کوئی یقین صافی کو ذوق اور وجد کے طریق سے
پہونچا تو وہ وصول کے ایک رتبہ مین ہے پھر اُنمین بھی تفاوت کرتے ہین

سو اُنمین سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہی اور وہ رتبہ تجلی مین ہی تو
اُسکا اور غیر کا فعل فانی ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم
ہے اور اُس حالت مین تدبیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہی اور یہ ایک مرتبہ
وصول مین ہی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہیبت اور اُنس مین
توقف کرتے ہین اُن باتون کے سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب اُنکا ہوتا ہی
یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی بطریق صفات ہی اور وہ ایک رتبہ
وصول مین ہی اور اُنمین سے بعضے وہ ہین جو مقام فنا کو ترقی کرتے ہین
اِس حالت سے کہ انوار الیقین و مشاہدہ اُسکے باطن کو مشتمل ہین اور وہ اپنے
وجود مین اُسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن لوگون
کے لیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول مین سے ہے
اور اِسکے اوپر حق الیقین ہی اور دنیا مین اُس سے خواص کے لیے ایک
چشم زدن ہی اور وہ نور مشاہدہ کا سریان کلیہ بندہ مین ہی یہان تک کہ
اُس کے سے راج قلب اور نفس حتیٰ کہ قالب اُسکو بہرہ ور ہوتا ہی اور یہ
اعلےٰ مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق متحقق ہون تو بندہ اُن احوال
شریفہ کے ساتھ جانتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین دور پڑا ہوا ہی پھر وصول
کہان افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین کبھی قطع
نہین ہو سکین پھر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہون

اور اُن احوال سے قبض اور بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریف ہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی واللہ یقبض و
یبسط اور اُن دونون احوال مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور اشارات کیے ساتھ

بتلایا ہی جو علامات قبض و بسط کے ہین اور اُنکی حقیقتون سے مین کشف نہین
پاتا۔ اِسواسطے کہ اُنھون نے اشارہ پر اکتفا کی ہی اور اشارہ اہل کو قانع
کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ اُنمین پورا کلام کرون شاید کہ طالب اُسکی طرف
شائق ہو اور تفصیل قول کی سمین چاہتا ہو اور اللہ بہتر دانا ہی۔ اور جاننا چاہیے
کہ قبض اور بسط کے لیے ایک موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اُسکے پہلے
وہ ہوتے ہین اور نہ اُسکے بعد ہوتے ہین اور اُن دونون کا وقت اور موسم
محبت خاص کے اوائل حال مین ہوتا ہی اور نہ اُسکی نہایت مین اور نہ حال
محبت خاص سے پہلے ہوتا ہی سو جو کوئی محبت عامہ کے مقام مین ہو جو بحکم
ایمان ثابت ہی اُسکے لیے قبض ہی نہ بسط صرف خوف اور رجا ہوتا ہی اور کبھی
حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہی اور اُسکو قبض اور بسط خیال کرتا ہی
حالآنکہ یہ وہ نہین ہی اور یہ اُسکے سوا نہین کہ وہ ایک ہم و رنج ہی جو اُسکو
عارض ہو جاتا ہی سو اُسکو قبض تصور کرتا ہی اور ایک جنبش نفسانی اور نشاط
طبعی ہی جسکو وہ بسط گمان کرتا ہی اور ہم و نشاط دونون محل نفس سے صادر
ہوتے ہین اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس کے باقی ہین اور
جب تک صفت امارہ کی جو اُسمین ہی نفس مین باقی ہی اُس سے اہتزاز
اور نشاط پیدا ہوتا ہی اور ہم سوزش آتش نفس کی اور نشاط ایک بلندی
موج نفس کی ہے جب کہ دریاے طبیعت متلاطم ہو اور جبکہ محبت عامہ کے
حال سے محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب
قلب اور صاحب نفس لوامہ ہو جائیگا اور اُسوقت نوبت بنوبت اُسمین
قبض و بسط آئیگا اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت
خاص کو ترقی کرگیا سو کبھی حق اُسکو قبض کرتا ہی اور کبھی بسط کرتا ہی۔ واسطی نے

کہا ہی کہ وہ قبض کرنا اُس چیز سے تجھے ہے جو تیرے واسطے ہی اور بسط تجھے
اُس چیز مین دیتا ہی جو اُسکے لیے ہے اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ
کرتا ہی اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہی اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت
نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہی اور ظہور بسط ظہور صفت اور غلبۂ قلب سے ہے
اور نفس جب تک لوامہ ہی تب تلک وہ کبھی مغلوب ہی اور کبھی غالب ہے
اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہی اور صاحب قلب حجاب
نورانی کے نیچے ہے اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہی جس طرح صاحب نفس
حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب سے
ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حال نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض و بسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہے سو
نہ قبض مین ہوتا ہی اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ
قلب ہی آزاد اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس و قلب ہی پھر
جبکہ فنا و بقا سے وجود کی طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہے لئے گا
سو اُسوقت قبض و بسط بھی عود کرے گا اور جب تک فنا اور بقا کے ساتھ
رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی فارس نے کہا اول قبض و بسط ہی بعد
اسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قبض و بسط وجود مین واقع ہوتا ہے
مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہی پھر قبض کبھی عقوبت افراد بسط کے لیے
ہوتا ہے اور نہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ قلب پر وارد ہوتا ہے تو
قلب راحت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہو جاتا ہی سو اس حالت
مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگا کر سُنتا ہی اور اپنا حصہ
لیتا ہی اور جب وارد غیبی کا اثر نفس کو پہونچتا ہی تو وہ بالطبع طغیان اور

بسط مین افراط کرتا ہی یہان تک کہ بسط نشاط کے ہم شکل ہو جاتا ہی اور اگر
نفس کی تادیب اور تعدیل کی جائے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے
نفس جاری نہ ہو تو صاحب قلب کو قبض نہ ہو اور ہمیشہ روح اور اُنس
اُسکو حاصل رہے اور اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اِس قول الٰہی
سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی تاکہ نا امید نہو
تم اوپر اُس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آئے اور تاکہ خوش نہ ہو تم ساتھ اُس چیز کے کہ
تمکو اُسنے دی سو دار د فرح کا جب تک کہ روح اور قلب پر موقوف ہے وہ
کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب فرح قبض کا مستوجب ہے
علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجائے جو ابواب
او رہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالےٰ کو ملجا د ماوا کرنے کی التجا نہ کی
تو نفس تاک لگاتا ہی اور اپنا حصّہ فرح سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز
کے باعث ہی جس سے ممانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے
سبب ہوتا ہی اور یہ گناہ لطیف ہی جو موجب قبض ہی اور نفس مین کی سکے
حرکات اور صفات سے بہت کو دھیا ند ہین جو باعث قبض ہین زان بعد
خوف ورجا کو نہ صاحب قبض و بسط اور نہ صاحب اُنس و ہیبت
نیست و نابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون ضرورت ایمان سے ہین اسلیے
وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض و بسط صاحب ایمان کے سامنے معدوم
ہو جاتے ہین اِس سبب سے کہ خطر قلب سے ناقص ہی اور صاحب فنا
وبقا اور قرب کے سامنے معدوم اسواسطے ہوتے ہین کہ وہ قلب سے
خلاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور بسط وارد ہوتا ہی
اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہین رہتا

جسکے بغیر

مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے محکم ہو اور جسنے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہی اُسپر قبض و بسط کا سبب پوشیدہ نہین اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہو جاتا ہی جس طرح کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہوا اور اُسکا علم مخصوص اُسی کیلئے ہے جسکا قلب مستقیم ہوا اور جسنے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُس سے آگے ترقی کر گیا تو اُسکا نفس مطمئنہ ہی کہ اُسکے جوہر سے وہ آگ نہین نکلتی جو موجب قبض ہی اور نہ اُسکا دریائے طبیعت باد ہوی سے متلاطم ہوتا ہی تاآنکہ بسط اُس سے ظاہر ہو اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہی نہ من نفسہ سو اُسکا نفس مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہی سو قبض و بسط اُسکے نفس مطمئنہ مین جاری رہتا ہی اور حال آنکہ اُسکے قلب کو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی سواسطے کہ قلب کا حال یہ ہی کہ نور روح کی شعاعون سے متحصن ہی اور قرب کی آرام گاہ مین قرار گرفتہ ہی سو اُسکو قبض ہی نہ بسط ہی

اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہے

ہر اُسنہ علمائے صوفیہ نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ اُس سے حظوظ فنا ہو جائین پس کسی چیز مین اُسکو حظ نہ ہو بلکہ تمام اشیا سے وہ فنا ہو جاتا ہی اُس چیز کے شغل کے سبب جسمین وہ فنا ہو گیا ہی۔ اور عامر بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ مین نہین پروا کرتا ہون عورت کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اُس چیز مین محفوظ ہے جسمین وہ اللہ کے واسطے قائم ہی اور تمام مخالفتون سے رخ پھیرے ہوے ہی اور بقا اُسکے پیچھے پیچھے ہے اور وہ یہ ہی کہ وہ اُس شئے سے فنا ہو جانے جو اُسکے واسطے ہی اور اُس شئے کے لیے باقی رہے جو اللہ تعالے کے واسطے ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ باقی یہ ہی کہ کُل اشیا اُس کے لیے

شئ واحد ہو جائیں سو اُسلئے تمام حرکات موافقت حق کے اندر بغیر مخالفت اُسکے ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی ہو۔ اور میرے نزدیک یہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہے وہ توبۂ نصوح کی صحت کا مقام ہے اور فنا وبقا سے کسی بات مین نہین ہے اور اشارہ بفنا سے وہ ہے جو عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت مین سلام کیا اور اُس نے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالے کو دیکھتے تھے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ فنا اشیا سے غائب ہوتا ہے جیسے کہ فنا موسیٰ کی تھی تب کہ اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خراز نے کہا ہے کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور متلاشی ہونا ہے اور بقا حضور مع الحق ہے۔ اور جنید نے کہا ہے کہ فنا عاجز ہونا کل کا تیرے اوصاف سے اور سب کا اشتغال تجھ سے بالکلیہ ہے۔ اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا ہے کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدانیت اور صحت عبودیت پر دور اور گردش کرتا ہے اور جو چیز اسکے سوا ہے وہ مغالطون اور الحاد کے قبیل سے ہے۔ اور خراز سے پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہے جواب دیا کہ جو فنا کا دعویٰ کرے اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالےٰ کے دنیا اور آخرت سے جاتا رہے۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ اہل فنا جو ہین اُنکی صحت فنا مین یہ ہے کہ علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت کی یہ ہے کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو اور جاننا چاہیے کہ مشائخ کے اقوال فنا اور بقا مین بہت ہین سو اُنہین سے بعض اشارات فنا و مخالفات اور بقا ے موافقات کے جانب ہین اور یہ وہ ہے کہ جسکو توبۂ نصوح مقتضی ہے اور وہ ثابت وصف توبہ کے ساتھ ہے اور اُنہین سے بعضے اس طرف اشارہ

کرتے ہین کہ رغبت اور حرص اور امل زائل ہو اور یہ وہ ہی جسکو زہد مقتضی ہی
اور اُنہین سے اشارہ اِس طرف کرتے ہین کہ اوصاف مذمومہ فانی ہوجاین
اور اوصاف محمودہ باقی رہین اور یہ وہ ہی جسکو تزکیۂ نفس مقتضی ہی اور بعضے
اُنہین سے ایسے ہین کہ وہ فنائے مطلق کی حقیقت کی طرف اشارہ ہین اور یہ
جس قدر اشارات ہین اُنہین سے ہر ایک مین معنی فنا من وجہ لیے گئے ہین
فنائے مطلق وہ ہی کہ جو امر حق سبحانہ وتعالےٰ سے بندہ پر مستولی ہو جائے سو
حق سبحانہ وتعالےٰ کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فنائے ظاہر
اور فنائے باطن پر منقسم ہی اور ان جملہ فنائے ظاہر یہ ہی کہ حق سبحانہ وتعالےٰ
تجلی بطریق افعال کرے اور بندہ سے اُسکے اختیار و ارادہ کو سلب کرلے
اور اُسوقت اپنے نفس نہ آپ سے غیر کیلئے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ
پھر اُسکو معاملہ مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُسکے موافق پکڑے حتیٰ کہ مین نے سُنا ہی
کہ بعضے وہ لوگ جو اِس مقام مین فناسے قائم ہین بہت روز اس طرح
گذرانتے تھے کہ وہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہانتک کہ اُسکے لیے فعل حق مین
تنہا رہ جاتے اور اُسکے لیے اللہ تعالےٰ اُس شخص کو پہونچاتا ہی جو اُسکو کھلائے اور پلائے جسطرح چاہے
اور پسند کرے اور یہ مجھے اپنی جان کی قسم فنا ہی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس
سے فنا ہوچکا ہی اور غیر سے بھی کہ اُسکی نظر اللہ تعالےٰ کے فعل کیطرف ہی
اس وجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہی۔ اور فنائے باطن یہ ہی کہ کبھی
مکاشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اُس کے
باطن پر امر حق مستولی ہوجائے یہان تک کہ اُسکے لیے کوئی خطرہ نفسانی
اور وسوسۂ شیطانی باقی نہ رہے اور نفسانی ضرورتیں ... اُسکا
احساس جاتا رہے اور کبھی بعض اشیا ... جیسا ... کہ بھی

اتفاق ہوجاتا ہی اور یہ ضرورت فنا سے علی الاطلاق نہین ہی۔ اور مین نے
شیخ ابومحمد بن عبداللہ بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا بقاے
خیالات سر مین اور وجود وسواس کا شرک خفی سے ہی۔ اور میرے نزدیک
یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سو اُسنے کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہے اور
اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی یا نہین یہ ایک حکایت مسلم
بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُس وقت جامع مسجد کا ایک
ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبرائے اور مسجد مین
داخل ہوئے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گرجانے سے
اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فناے باطن ہی بعد ازان اُسکا ظرف
وسیع ہوجاتا ہی یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہوجاتا ہی اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ روحاً اور قلباً اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے
وہ غائب نہین ہوتا۔ اور اقسام فنا سے یہ ہی کہ ہر ایک قول اور فعل مین
مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور مین ہوتا ہی تاکہ
وہ سب اشیا مین باللہ ہو نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا
منتظر فانی ہی اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع
الی اللہ اپنے باطن سے حرمات مین فانی ہی اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا
مالک اُسکو اللہ تعالے نے کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کردیا ہو
اختیار کرے جس طرح چاہے اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور
نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہی اور باقی اُس مقام مین ہی کہ نہ حق حاجب
اُسکا خلق سے ہی اور نہ خلق اُسے حاجب حق سے ہی اور فانی حق کے ساتھ
محجوب خلق سے ہی اور فنا سے ظاہر ارباب قلوب اور احوال کے لیے ہی اور

محرمات

فنائے باطن اُسکے لیے ہی جو احوال کی قید اور بیڑی سے رہا اور باللہ ہوگیا نہ بالاحوال اور قلب سے خارج ہوگیا اور وہ اپنے مقلب کے ساتھ ہوگیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا

باسٹھوان باب اُن کلمات کی شرح مین ہی جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہین

جابرؓ سے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معادن تقویٰ سے علم کا تجھے حاصل کرنا ہی یہان تک کہ تو جان لے علم اُن چیزون کا جنکو تو نہین جانتا اور جو جان چکا ہی اُسمین نقص قلت زیادت کی ہی۔ اور یہی بات ہی کہ آدمی نامعلوم چیزون کے جاننے مین زہد اور کم رغبتی یہ کرتا ہی کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم حاصل کرتا ہی۔ ہر آئینہ مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقوے کو مضبوط اور مستحکم کیا اور علم کو اللہ تعالے کے لیے سیکھا اور اپنے تقوے کے موقع کے لیے عمل اُن چیزون پر کیا جنکو اُنھون نے علم جانا پس اللہ تعالے نے وہ چیزین اُنکو تعلیم کین غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہین جانتے تھے اور اللہ تعالے کے کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور اُنکے قدم کو علم مین راسخ کر دیا۔ ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہی کہ اُس کلام پاک پر عمل کرے اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اُسمین ہی اور آغاز فہم کا یہ ہی کہ کان اُسپر رکھے اور اُسی کے اُس قول پاک بلند کو مشاہدہ کرے ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید یعنی البتہ اِس مقدمہ مین نصیحت ہی واسطے اُس شخص کے کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہوکر۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا ہی کہ علمائے راسخ

علم مین وہ لوگ ہین جو اپنی روح کے ساتھ غیب الغیب اور سر السر مین
ثابت قدم اور استوار ہو گئے ہین پھر انکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے
انھین واقف کر دیا اور اُن سے ارادہ اُن مقتضائے آیات کا کیا جو انکے
غیر سے نہین کیا اور وہ لوگ دریاے علم مین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی
حاصل کرین اُسوقت فہم سے اُنھین وہ ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک
حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور عجائب نص کشف ہوے تب اُنھون نے
درّ و جواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ اُنھون نے کلام کیا اور البتہ حدیث مین
وارد ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابی ہریرہ کہ آپنے
فرمایا ہی کہ ہر آئنہ بعضے ایسے علم ہین جیسے درمکنون کہ اُسکو کوئی بجز علماے
باللہ کے نہین جانتا پھر جب کہ اُسکے ساتھ کلام کیا تو اُسکا انکار نہین کرتا
مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہی۔ قرشی سے مسموع ہی کہ وہ کہتا تھا کہ وہ علم
اسرار اللہ تعالے کے ہین کہ اللہ تعالے نے انبیا اور اولیا اور سماوات کبری کو
عنایت فرمائے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سنین اور یا کسی سے پڑھین اور
یہ اُن اسرار میں سے ہین کہ بجز حبیب خواص کے اور کوئی مطلع نہین ہوا۔ اور
ابو سعید خراز کا قول ہی کہ علماے باللہ کے لیے بہت خزانے ہین جنمین امانت
بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ اُنہین لسان ابدیت سے تکلم
کرتے ہین اور اُسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول سے ہے
سو اُسکا یہ قول کہ بزبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہی کہ وہ
وہ لوگ اللہ کے ساتھ نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہی تحقیق اور وہ علم لدنی ہے
کہ اللہ تعالے نے اُسکی نسبت خضر کے حق مین فرمایا ہی آتیناہ رحمۃ من عندنا

وعلمناه من لدنا علما یعنی ہمنے اُسکو اپنے پاس رحمت دی اور ہم نے
اُسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ سو بعض اُنہین سے جنکو اُنکی زبانون
نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھاوین اور اُنکی
طرف سے ایک اشارہ اُن احوال کی طرف ہے جن کو وہ پاتے ہین
اور ایسے معاملات دلی ہین جنکو وہ جانتے ہین اُنکا قول ہے۔ جمع و
تفرقہ بعضون کا قول ہے کہ جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالے کا یہ قول ہے
شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو سو یہ جمع ہے بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکہ
واولوا العلم اور قول اللہ تعالے کا آمنا باللہ جمع ہے اور یہ تفریق اپنے
اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہے اور تفرقہ فرع ہے پس جتنے
جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جس قدر تفرقہ بلا جمع ہین
وہ تعطیل ہین اور جنید نے کہا ہے کہ قریب باوجد جمع ہے اور غیبت اُسکی
بشریت مین تفرقہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جمع اُنکی معرفت مین اور فرق
اُسکا احوال مین ہے اور جمع وہ اتصال ہے کہ صاحب جمع اُسکو نہین
مشاہدہ کرتا مگر حق کو پھر جب کہ اُسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہین اور تفرقہ شہود
اُسکا جیسے مباینت سے جانا اور عبارات صوفیہ اسمین بہت ہین۔ اور
مقصود یہ ہے کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تجرید توحید کی طرف
کیا ہے اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کیطرف کیا ہے بنابران کوئی جمع نہین مگر
تفرقہ کے ساتھ اور کہتے ہین فلان مجتمع ہے کہ اُس سے عنوان ہسکا کرتے ہین کہ
استیلا مراقبہ حق کا اُسکے باطن پر ہے پھر جبکہ اپنے اعمال سے کسی چیز کیطرف
رجوع کی تو تفرقہ کیطرف رجوع کی لہذا جمع کی صحت تفرقہ کے ساتھ ہے اور تفرقہ کی صحت
جمع کے ساتھ ہے سو یہ جو ہے اُسکا حاصل اُسکی طرف راجع ہے کہ جمع علم باللہ سے اور

اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہے اور ان دونوں سے چارہ نہیں ہے۔ مزین نے
کہا ہے کہ جمع عین فنا باللہ ہے اور تفرقہ عبودیت ہے کہ اُسکا بعض متصل
بعض ہے اور ہے آئنہ قوم نے غلطی کی اور اُنھوں نے دعوے کیا کہ وہ
عین جمع میں ہیں اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل
کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہوگئے اور جمع حکم روح ہے اور تفرقہ حکم قالب ہے
اور جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہے تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہیں ہے اور واسطی
نے کہا ہے کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ میں تو پڑ گیا اور جب
اپنے رب کی طرف دیکھے جمع میں تو ہے اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہے تو
فانی ہے بلا جمع اور بلا تفرقہ کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے جمع اُنکی ذات ہے اور تفرقہ
اُسکا فی صفاتہ ہے اور کبھی وہ جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ جب اُسنے
اپنے نفس کے لیے کسب ثابت کیا اور اپنے اعمال کیطرف نظر کی تو وہ تفرقہ
میں ہے اور جب کہ اشیا کو حق کے ساتھ ثابت کیا تو جمع میں ہے اور تمامی اشارات
اِس بات کی خبر دیتے ہیں کہ کون تفرقہ ڈالتا ہے اور کون جمع کرتا ہے سو جسنے
کون کو یکتا کر لیا تو اُسنے جمع کی اور جسنے کون کیطرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں
پڑا تو تفرقہ عبودیت ہے اور جمع توحید ہے پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب
کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا اور جو اثبات اُسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور
جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا تو وہ جمع الجمع ہے اور ممکن ہے یہ کہا جائے کہ افعال
کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا جمع الجمع ہے۔
بعض صوفیہ سے لوگوں نے حال موسیٰ علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام
تھا تو کہا موسیٰ موسیٰ سے فنا ہو گیا سو موسیٰ کو موسیٰ سے کچھ خبر نہ تھی کہ
کلام اور کلام کرنے والا اور کلام جس سے کیا وہ تھا اور کیونکر موسیٰ کو طاقت

اِسکی تھی کہ بار خطاب بکو اُٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اُسکی نہ سماعت کرتا اور اُسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکو ایک قوت بخشی تھی اُس قوت سے اُسنے سُنا اور جو یہ قوت نہ ہوتی تو سماعت پر قادر نہ ہوتا اور قائل نے مثال دیکر یہ ابیات پڑھے

نظم

وبدا لہ من بعد ما اندمل الھوے	برق تعلق موہنا لمعانہ
یبدو کحاشیۃ الردا ردونہ	صعب الذرے متمنع ارکانہ
فبدا لینظر کیف لاح فلم یطق	نظر الیہ وردہ اشجانہ
فالنار ما اشتملت علیہ ضلوعہ	والماء ما سمحت بہ اجفانہ

ترجمہ از مترجم فارسی

برقیست بشکل آن نہ کہ آن ماہ روی بود	از خشم روے خود بمن آن مہ چنان نمود
یا گوشۂ رداست کہ آن دلربا ے من	زان دست برلبند شواخ ہمی ربود
پیدا شدہ است تا من ناظر شوم برو	لیک آن دہان عشق شدہ است درمیان خود
وجہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شود بہم	آب آنکہ نوک مژگان دہدم برین حدود

اور بعض اُنکا قول تجلی اور استتار ہی

جنید نے کہا کہ وہ تادیب اور تہذیب اور تذویب ہی سو تادیب موقع استتار کا ہی اور وہ عوام کے لیے ہی اور تہذیب خواص کے لیے ہی اور وہ تجلی ہی اور مدحت یعنی گداز اولیاء کے لیے ہی اور جو مشاہدہ ہی اور استتار اور تجلی میں حاصل اشارات کا صفات نفس کے ظہور کی طرف راجع ہی اور اسی مین سے استتار ہی اور وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ ہی اور اُسی مین سے تجلی ہی پھر تجلی کبھی بطریق فعال ہوتی ہی

اور کبھی بطریق صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہی اور حق تعالےٰ نے رحمت کے سبب موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہی پس خواص کے لیے تو اس وجہ سے کہ وہ لوگ اُسکے ساتھ مصالح نفوس کیطرف رجوع کرتے ہین اور غیر خواص کے لیے اس وجہ سے کہ اگر وہ موضع استتار نہ ہوتے تو اُنسے اور لوگ انتفاع حاصل نہ کرتے اسواسطے کہ اُنکو جمع الجمع مین استغراق اور اُنکا بر ذکر اللہ واحد قہار کے لیے ہوتا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے یہ ہی کہ شہود اس طرح نہ ہو کہ اُسپر تعبیر مسلط ہو اور اُسپر فہم حاوی ہو جائے سو جس نے تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہی نہ کہ ناظر اجلال۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی پردہاے بشریت کا اُٹھنا ہی نہ یہ کہ ذات حق عز وجل کے ساتھ متلون ہوا اور استتار یہ ہی کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو۔

اور بعضے اُنمین سے تجرید اور تفرید ہی

ایک اشارہ اُنمین سے تجرید اور تفرید مین ہی اور وہ یہ ہی کہ بندہ اغراض سے مجرد اور خالی ہو جائے ان باتون مین جن کو وہ کرتا ہی نہین کرتا اُسکو جیسے وہ کرتا ہی کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اُسکی نظر ہو بلکہ جو کچھ اُسے حق عظمت سے مکشوف ہوا اُسکو بروے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق ادا کرتا ہی اور تفرید یہ ہی کہ اپنے نفس کو اُن کاموں کے اندر نہ دیکھے جو وہ کرتا ہی بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہی پس تجرید اغیار کی نفی سے ہی اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس سے جو نعمت الٰہی کے اندر بھر مرتبہ ہوتا ہی اور کسب سے غیبت ہوتی ہے

اور بعضے انہین سے وجد اور تواجد اور وجود ہے

سو وجد وہ ہے جو باطن پر اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت مین کر دیتا ہے اور وہ اللہ تعالے کی طرف تاک لگاتا ہے اور وہ ایک فرحت ہے کہ اُس سے مغلوب بصفات نفس خود پاتا ہے اور اُس سے اللہ تعالے کی طرف دیکھتا ہے۔ اور تواجد وجد کا ذکر اور فکر کے ساتھ کشش کرتا ہے۔ اور وجود وجد کے سوراخ کا وسیع ہونا اس سبب سے ہے کہ وجدان کی قضا مین نکل جاتا ہے تو وجد وجدان کے ساتھ نہین ہے اور عیان کے ساتھ خبر نہین ہے تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہے اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہے اور البتہ کہا گیا ہے نظم

قد کان یطربنے وجدے فاقفذنے	عن رویۃ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد راحتہ	والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشا حالی کہ در وجدست لیکن داد زد موجود	خلاص این نفس را آمد رہا وجہان میود
دہد وجد طرب او را کہ ویرا روح در وجدست	فنا در حضور حق شود آن وجد زو مفقود

اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہے

غلبۂ وجد متلاحق ہے پس وجد بجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہے اور غلبہ مثل اُمنڈے ہے کہ تجلی متواتر لاحق ہو اور تواتر اُسکا تمیز نہ ہو سکے سو وجد جلد منقطع ہو جاتا ہے اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہے

اور بعضے انمین سے مسامرہ ہے

اور وہ ارواح کا تفرد ہے جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر کرتی ہے اور سر السر مین اسکی نرم نرم باتین ہین اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہے اس وجہ سے کہ روح اُس کے ساتھ متفرد ہے سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہے

اور بعضے اُن اشارات سے سکر اور صحو ہے

سکر سلطان حال کا استیلا ہے اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہے۔ محمد بن حنیف کا قول ہے کہ سکر جوش قلب کا ہے جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہون۔ اور واسطی نے کہا ہے کہ وجد کے مقامات چار ہین ذہول پھر حرب پھر سکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سنا پھر اُسکے قریب ہوا پھر اُسکے اندر گھُسا پھر اُسکو لہرون نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُسکے جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہے تو اُسپر اثر سکر کا ہے اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شئے اپنی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہے پس سکر اہل قلوب کے لیے ہے اور صحو اُنکے لیے جنکو غیب کے حقائق مکشوف ہوتے ہین

اور بعضے اُنمین سے محو اور اثبات ہے

محو اوصاف النفوس کے دور ہونے سے ہے اور اثبات اُس چیز کے باعث ہے کہ اُنپر آثار حب سے پیالہ دور مین لائے جاتے ہین۔ یا کہ محو رسوم اعمال کا محو و منسی ہونا اُس نظر فنا سے ہے جو اپنے نفس اور افعال نفس پر ہے

اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا اُس شئ کے ساتھ ہی کہ حق نے اُسکے لیے
وجود پیدا کیا تو وہ بالحق ہی نہ بنفسہ اور حق اُسکو ثابت از سر نو کر دیتا ہے
بعد ازاں کہ اُسکو اوصاف اُسکے سے محو کر دیا اور مٹا دیا ہی۔ ابن عطا نے
کہا ہی کہ اُن کے اوصاف مٹاتا ہے اور اُن کے اسرار ثابت کرتا ہے

اور بعضے اُنمیں سے علم یقین اور عین یقین اور حق الیقین ہے

سو علم یقین وہ ہی جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہوا اور عین الیقین وہ ہی
جو بطریق کشف اور نوال کے ہوا اور حق الیقین وہ ہی کہ ناظم وصال کے
درود سے منفصل آب وگل کی لوث سے بالتحقیق ہو گیا۔ فارس کا قول
ہے کہ علم الیقین وہ ہی جسمیں اضطراب نہ ہوا اور عین الیقین وہ علم ہی جسمیں
اللہ تعالےٰ نے اسرار کو امانت رکھا ہوا اور علم جب صفت یقین سے
علیحدہ ہوا تو وہ علم بالشبہہ ہوگا اور جب اُسکے ساتھ یقین منضم ہوگیا تو
وہ علم بلا شبہہ ہی اور حق الیقین حقیقت اُس شئ کی ہی جسکا اشارہ علم یقین اور
عین الیقین نے کیا ہی۔ اور جنید رحؒ نے کہا حق الیقین وہ ہی کہ بندہ اُسکے
ساتھ متحقق ہوا اور وہ یہ ہی کہ مشاہدہ غیوب ایسی ہی کرے کہ مرئیات کا
مشاہدہ عیان سے کرتا ہی اور غیب پر حکم کرتا ہی اور اُسے سچی
خبر دیتا ہی جیسا کہ صدیق رضؓ نے خبر دی جب کہ جواب اُسنے دیا جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کا کہ تونے اپنے عیال کے لیے
کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اُس کے رسول کو۔ اور بعضے صوفیہ نے
کہا ہی کہ علم الیقین حال تفرقہ ہی اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بزبان توحید ہی
اور بعضوں کا مقولہ ہی کہ یقین کے لیے اسم ہی اور رسم ہی اور علم ہی اور عین ہی

اور حق ہی سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہی اور علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام کے لیے اور حقیقت حق الیقین کے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اور بعض اُن اشارات سے وقت ہی

اور وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر غالب ہو اور اغلب اُنمین کا جو بندہ پر ہو وقت ہی اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہی کہ وہ روان اُس کے حکم سے ہوتا ہی اور قطع کرتا ہی اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر ہجوم لاتی ہی اور اُسکے سر پہ ناگاہ آتی ہی اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور اُسمین تصرف کرتی ہی سو وہ اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہی محاورہ مین ہے کہ فلان شخص حکم وقت مین ہی یعنی وہ اُن چیزون سے لیا گیا ہی جو اُس سے ہی اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہی

اور اُنمین سے غیبت اور شہود ہی

پس شہود حضور ہی کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہی سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہی اور جب اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرۂ حضور سے خارج ہو گیا اور وہ غائب ہے اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہی جو غیبت کہ اشیا سے بالحق ہوتی ہی اور اس معنی سے حاصل اُسکا راجع فنا کیطرف ہی

اور اُنمین سے ذوق اور شرب اور ری ہے

پس ذوق ایمان ہی اور شرب علم ہی اور ری حال ہی سو ذوق ارباب

ہدایت کے لیے ہے اور شرب اہل طوالع اور لوائح اور لوامع کے لیے اور رے ارباب احوال کے لیے ہے اور یہ اسواسطے کہ احوال یہ ہین جو ٹھہرتے ہین جبکہ وہ نہ ٹھہرین تو یہ حال نہین ہی اور وہ لوامع اور طوالع ہین اور بعضون نے کہا حال نہین ٹھہرتا اسواسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہی اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہے

اور اُنمین سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہی

محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہے اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور مکاشفہ اُن دونوں کے درمیان ہی یہان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق الیقین کیلئے

اور بعض اُنمین سے طوارق اور بوادی اور بادہ اور مواقع اور قادح اور طوالع اور لوامع اور لوائح ہی

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہین اور ممکن ہی کہ اسمین قول بشرح اور بسط سے کیا جائے اور اُسکا حاصل معنی واحد کی طرف راجع ہو اور عبارت مین کثیر ہو سو اُسمین کچھ فائدہ نہ ہو اور مراد یہ ہی کہ یہ سب اشیا مبادی الحال اور اُسکے مقدمات ہین اور جب حال صحیح ہو تو وہ سب اسما اور اُنکے معانی کا استیعاب کریگا

اور اُنمین سے تلوین اور تکوین ہی

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہی اسواسطے کہ وہ پردہائے قلوب کے نیچے ہین

اور مطلوب کے لیے صفات کیطرف رسیدگی ہی اور صفات کے لیے تعدد تقدیر تعدد اپنے درجات کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے تقدیر تعدد صفات کے تلونیات ہین اور قلوب اور ارباب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہین ہی ولیکن ارباب تمکین سو وہ احوال کے لیے زہد کوٹھڑون سے باہر نکل گئے اور پردہاے قلوب کو چاک کر دیا اور اُنکی روحون نے نورِ ذات کے سطوح سے مباشرت کی تو تلوین اسوجہ سے اُٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہی کیونکہ ذات اُسکے علول حوادث اور تغیرات سے بزرگ و برتر ہی پس ہرگاہ مواطن قرب کیطرف تجلی ذات کے نشانات سے گئی تو اُنسے تلوین مرتفع ہوگیا اور اسوقت تلوین اُنکے نفوس مین ہی اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین اُنکی طہارت اور قدس کے موضع کے سبب ہین اور تلوین جو نفوس مین واقع ہوتی ہے تو اُسکا صاحب تلوین حال تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے ہی کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق الحقیقت کا کشف ہی اور تمکین سے غرض یہ نہین ہے کہ بندہ کے لیے تغیر نہ ہو اسواسطے کہ وہ بشر ہی بلکہ ہمارا مقصود تمکین سے یہ ہی کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے مکشوف ہوا تو وہ پوشیدہ اُس سے کبھی کبھی رہتا ہی اور نہ وہ کم ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور صاحب تلوین کے حق مین نقصان درجات کا ہوتا ہی جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر ہوتے ہین اور حقیقت اُس سے بعض احوال مین غائب ہو جاتی ہی اور اُسکا ثبوت قرارگاہ ایمان مین ہوتا ہی اور تلوین اسکے احوال بندہ مین ہوتی ہی (اور منجملہ اُنکے نفس ہی) اور کہتے ہین کہ نفس منتہی کے مطیع ہی اور وقت مبتدی کیلئے

اور حال متوسط کے بیچ ہے تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہی
کہ مبتدی کو ایک طارق منجانب اللہ تعالی آتا ہی کہ اُسکو استقرار نہین ہے
اور متوسط صاحب حال ہی کہ اُسپر حال غالب ہی اور منتہی صاحب نفس
متمکن حال سے ہی کہ اُسپر حال نوبت بنوبت غیبت اور حضور سے نہین آتا
بلکہ مواجیہ اور احوال مقرون اُسکے انفاس سے ہوتے ہین مقیم کہ نوبت بنوبت
نہین آتے اور یہ سب احوال ارباب احوال کے لیے ہین اور اُنکے واسطے
ذوق اور مشرب ہی اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

ترسٹھوان باب کسی قدر ہدایات اور نہایات اور اُنکی صحت کے بیان مین ہے

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ مین نے
سُنا ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال
بالنیات وانما لکل امری مانوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ
ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا اوالی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر
الیہ یعنی البتہ عمل ساتھ نیتون کے ہین اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہی کہ
جو نیت کرے پس جو شخص کہ ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے
ہووے پس ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہے اور جو کوئی کہ ہجرت
اُسکی طرف دنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہے گا یا طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح
کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی کہ جسکی طرف اُسنے ہجرت کی نیت
اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی اور مرید کے لیے سب سے زیادہ
ضرور ابتدا اے امر مین طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ وہ طریق صوفیہ مین

داخل ہوا اور اُنکے لباس سے محلی ہوا اور اُنکے ہی گروہ مین اللہ تعالیٰ کے واسطے نشست کرے اسواسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق مین ہجرت اُسکے حال اور وقت کی ہو۔ اور البتہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ مہاجر وہ ہو جس نے ہجرت اُس چیز سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو

ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی

اور جو شخص نکلتا ہو اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالیٰ کے واقع ہو۔ پس مرید کو سزاوار ہے کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے نکلے اسواسطے کہ اگر وہ درجۂ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم مین شامل و رلاحق ہوگیا اور اگر اُسکو موت آ پہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر اللہ پر ہو اور جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوگی تو اُسکی نہایت بھی اتم واکمل ہوگی۔ جنید رحمہ سے منقول ہو کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فنا دابتدا سے ہوتے ہین پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع مین اسکا محتاج ہو نیت اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوا سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز کہ جسمین نفس کے لیے حظ عاجل ہو حتی کہ اُسکا خروج خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبداللہ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ جان اے عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہے سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اُسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اُسکی نیت قاصر ہوئی تو اُس سے مدد الٰہی اُسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے بھائی کو لکھا ہو کہ نیت کو لیئے اعمال مین خالص کر پھر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی راہ نہ چلا اُسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اُسے حسن نیت تعلیم کرے۔ سہل بن عبداللہ تستری

نے کہا ہو کہ اول اُن امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہو وہ یہ ہے کہ
حرکات مذمومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل
کرتا ہو بعد ازان تفرد حکم اللہ تعالے کے لیے ہو بعد ازان توقف رشاد مین پھر ثبات
ہے پھر بیان پھر تقرب پھر مناجات پھر موالات ہو اور رضا و تسلیم اُسکی مراد
ہوتی ہو اور تفویض و توکل اُسکا حال بعد ازان اللہ تعالے اُسے معرفت عطا
کرتا ہو اور اُسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہو مقام اُن لوگون کا جو کہ حول
اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور یہ مقام عرش اُٹھانے والون کا ہو اور بعد
اُسکے کوئی مقام نہین ہو یہ کلام سہل سے ہو جسمین اُسنے سب باتین جمع کر دی
جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب مرید نے صدق اخلاص سے اپنا تمسک
کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اُسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز
ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کی کرتی ہو اور قطع نظر
اُسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہین
وہ اس وجہ سے آتی ہین کہ نظر اُنکی خلق کی طرف ہوتی ہو اور ہمکو جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہو کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل نہین
ہوتا جبتک کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل اباعر یعنی بکری کی مینگنی کے ہو جائین
پھر وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترینان دیکھے
یہ اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہو اور یہ کہ
اُنکی عادتون کا مقید ہونا ترک کرے ۔ احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہے کہ
جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال مین رہے تو چاہیے کہ
صدق کو لازم پکڑے اسواسطے کہ اللہ تعالے صادقین کے ساتھ ہے
اور حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہو کہ صدق

نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہی اور ضرور ہی مرید کے لیے کہ وہ مال اور جاہ سے
باہر ہو اور خلق سے خارج اس طرح کہ اسے قطع نظر کرے یہان تک کہ
اسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوی کی باریکیون سے واقف ہوگا
اور نفس کے شہوات سے جو مخفی ہین اور سب سے نافع تر مرید کے لیے
معرفت نفس ہی اور وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہین ہو سکتا
جسکو دنیا مین حاجت فضول اور زیادات کے طلب کی ہی یا کہ اسیر ہوی کا
بقیہ ہی۔ زہیر بن اسلم نے کہا ہی۔ دو خصلت ہین جو تیرے کام کو پورا کرینگی
ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ کی معصیت کا قصد نہ کر اور جب تجھے شام
آئے تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کریں جب کہ زہد اور تقوی محکم اور مستوی
ہو گیا تو اسکے لیے نفس منکشف ہو جائے گا اور اسکے حجابون سے نکل جائے گا
اور اسکے طریق حرکت اور اسکے شہوات پوشیدہ اور مکر وحیلہ سے اس کے
واقف ہو جائے گا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اسنے عروۃ الوثقی
سے تمسک کیا۔ ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالے کے لیے اسکی زمین مین البتہ
ایک تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اسنے قطع کر ڈالا اور وہ صدق ہی اور
صدق کے معنی مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک
ملکہ نے اپنے لیے چاہا تھا تو اسنے کہا کہ علیحدہ مجھے پانی کی طرف لے چلو تاکہ مین
غسل کر کے پاک صاف ہو جاؤن بعد ازان محل مین ایک موضع پر اسے
چڑھا لے گئی تو اسنے اپنے تئین وہان سے گرا دیا اسوقت اللہ تعالی نے
فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لیتا رہ اور وحی لیتا ہی کہ اسنے تھام لیا اور
زمین پر آہستہ اسنے رکھ دیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو اسے اغوا کر سکتا ہی تو اسنے
کہا کہ میرے لیے غلبہ اس شخص پر نہین ہی جسنے ہوی اپنے کی مخالفت کی

اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا۔ اور مرید کے لیے سزاوار ہی کہ اُسکو
سر شی مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہان تک کہ اُسکے کھانے اور پینے مین اور
لباس پہننے مین اور نہ پہنے مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے
اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب باتین
ملامیت کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہو نگی تو
نفس معصیت کی طلب نہ کریگا اور اُن باتون کی اجابت کرے گا جو اُس سے
منجملہ معاملات اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائیگا اور جبکہ کسی شی مین
رفق نفس سے داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال
ہوگا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائیگا تو وہ
قیامت کے دن آئیگا اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہوگی
اور جسنے خوشبو غیر اللہ عزوجل کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئیگا
کہ اُسکی بو مردار سے بدتر بو مین ہوگی۔ اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کرتے خوشبو لگاؤ
کہ وہ مشک سے کفایت کرتا ہی اسلیے کہ ثابت مجھ سے مصافحہ کرتا اور میرے
ہاتھون کو بوسہ دیتا ہی اور وہ لوگ نجات کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے
ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہے
کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور تجسس کرے اور اپنے نفس
سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک ہو یا ایک کلمہ سے
متکلم ہو مگر اللہ تعالے کے واسطے۔ اور ہمنے اپنے شیخ کے اصحاب سے اُن
لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان
سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالے کے واسطے ہے اور قول سے
نفع نہین ملتا جب تک کہ نیت قلب مین نہ ہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہے

اور زبان فقط ترجمان ہی سو جب تک اسکو عزیمت قلب اللہ تعالےٰ کے لیے
مشتمل نہ ہوگی نیت نہ ہوگی - اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ
اپنے بالون کو سنوارتا تھا اور کہا مدری لاؤ اور مدری ایک چوب ہے
سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے بال اس سے درست کرتے ہین عورت نے
کہا کہ کیا مدری اور آئینہ لاؤن تو مرد خاموش رہا بعد ازان اسنے کہا کہ ہان
پھر اس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد
تونے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت سے بہ نیت کہا تھا کہ
مدری لاؤ سو جب اسنے کہا اور آئینہ تو مجھے آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین
ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالےٰ نے میرے لیے نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہدیا
کہ ہان - اور ہر ایک مبتدی جو اپنی ہدایت کی اساس کو یار آشنا اور دوستون
کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت کے ساتھ تمسک نہین کرتا اسکی
ہدایت استقرار اور قیام نہین پاتی - اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ قلت صدق سے
ہمنشینون کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہی اور یہ کہ کان
اسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اسکا
متغیر اور متاثر ہوتا ہی اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین اور اپنا تمسک
حقائق تقویٰ کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اسکو معرفت اسکی نہ ہوگی سو اسطے
کہ عدم معرفت اسکی کشود خیر اسپر نہین کرتی اور مبتدیون کے باطن موم کی
مثال ہین کہ ہر ایک نقش کو قبول کر لیتا ہی اور بسا اوقات مبتدی لوگونکی
طرف صرف دیکھنے سے نقصان اٹھاتا ہی اور فضول نظر اور فضول مشی سے
بھی متضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ سب چیزون سے ضرورت پر توقف کرے اور
ضرورت کو دیکھے حتےٰ کہ اگر بعضے راستہ پر چلے تو وہ کوشش کرے کہ نظر اسکی

اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہے نہ داہنی طرف دیکھے اور نہ بائین طرف
نظر کرے بعد ازان اپنے تئین اُس جگہ سے بچائے جسکی طرف لوگونکی نظر پڑتی ہے
اور وہ معلوم کرین اُس سے کہ رعایت کی جائے اور احتراز ہو اسواسطے کہ
لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے مضر تر اُسکے فعل سے ہے اور
شئی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شئی قول اور فعل و نظر اور سمع
سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہوگی بعد ازان
وہ اصول کے تضییع کو پہونچے گی۔ (سفیان کا قول ہے) کہ وجہ اسکی کہ تضییع
اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہے کہ جو شخص قول اور فعل مین
ضرورت کا پابند نہ ہوا وہ اسپر قادر نہین ہے کہ مقدار حاجت پر طعام و شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے
قلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے بعد تحلیل
ہو جاتی ہے سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار
نہین کی وہ خلق کی عبادت اضطرار اً کرتا ہے اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے
ابواب کشادہ ہو جاتے ہین اور دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی
مر جاتا ہے اور مبتدی کو سزاوار نہین ہے کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے
پہچانے اسواسطے کہ اُنکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہے اور حدیث مین
وارد ہے کہ دنیا مبغوض الٰہی ہے سو جس کسی نے ایک رسی بھی اُسکی پکڑی
تو وہ دوزخ کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور کوئی رسی اسکی رسیون سے
نہین ہے مگر یہ کہ مثل اسکے اولاد اور طالبین اور محبین کے سو جس کسی نے
اُنکو جان پہچان لیا تو اُنکی طرف منجذب ہوا چاہیے یا انکار کرے اور
مبتدی کو چاہیے کہ اُن فقیرون کی مجالست سے بھی احتراز کرے جو

رخصت

قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ اسپر اُن لوگون سے
وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اُس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی مجالست سے
پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ اعمال
متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور
فقیر کو سزاوار ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین
سزاوار ہی کہ اس کلام کو بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہمنے امتحان کیا
اور آزمایا ہی سب کلامون کو اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے
ہین اور ہم نے دیکھا ہی کہ جو لوگ یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون
سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تصور کرتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال
مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض اور نفل کی پابندی واجب ہی
اور اُسی سے اُسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور خصوصًا روز جمعہ کی عایت
کرے اور اُسکو اللہ تعالے کے واسطے خالص گردانے کچھ اُسمین اپنے
نفس کے احوال اور مآرب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب
نکلنے سے پہلے غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے
بحالت امکان کرے تو اور اچھا ہی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ اے ابو ہریرہ جمعہ کے لیے غسل کر اگرچہ آج کی غذا کے بدلہ تو
پانی خریدے اور کوئی شے نہین ہی مگر یہ کہ ہر آدمی کہ اسے اللہ تعالے نے حکم
دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اس واسطے کہ غسل جمعہ
کفارہ اُن گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز اور
تضرع اور دعا اور تلاوت اور قیام انواع کے ذکرون سے بدون اسکے
کہ اُسمین فتور آئے صلوٰۃ جمعہ تک شغل رکھے اور جامع مسجد مین معتکف بیٹھے

اگرچہ

یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور
درود شریف کے شغل مین گزرانے اسواسطے کہ وہ اُسکی برکت تمام ہفتہ مین
دیکھے گا حتےٰ کہ اُسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھے گا۔ اور البتہ بعض صادقین سے
ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط کرتے تھے
اسواسطے کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہے اور جو کچھ روز جمعہ
کو پاتا ہے وہ ایک معیار اور ربانگی ہوتی ہے جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا
اعتبار ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اُسمین زیادہ انوار و
برکات کا ہوتا ہے اور جو روز جمعہ ظلمت اور زحمت نفس اور قلب انشراح
پاتا ہے سو جب کہ ہفتہ مین تضییع کی تو اُسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہے اور قطعاً
پوشاک آدمیون کے لیے پہننے سے پرہیز کرے جو کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون
یا پوشاک منقشین کی جو زاہدون کا سا ہو تاکہ بچشم زاہد اُسکو دیکھین سو
اعلےٰ درجہ کے لباس مین آدمیون کے لیے ہوئی ہے اور سخت لباس کے
پہننے مین ریا ہے سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالےٰ کے واسطے۔ ہمین یہ خبر
پہونچی ہے کہ سفیان نے ایکبارہ اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے علم اُسکا نہوا حتی کہ
دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے اُتارے اور
رُخ اسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا اُسے مین نے بہ نیت للہ پہنا ہے سو مین اُسے
نہین بدلتا کہ بہ نیت الناس اُسے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے
عبرت پکڑے اور مبتدی کے لیے ضرور ہے کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک
بہرہ ہوا اور جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبع
یعنے ساتوین حصہ سے تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا
قول سماعت نہ کرے جو کہے کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے افضل ہے

منضبط

اللہ

اسواسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے نماز کے اندر اور باہر وہ تمام خیر جو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے پاتا ہی جسکی وہ تمنا رکھتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہی کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو کیا کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اسمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کر لیا اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت اور نماز کامل تر اُس سے فائدہ دے گی جو ذکر واحد دیتا ہی پھر جب کہ بعض وقت تھک جائے تو نفس کو ذکر پر کاربند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اُتارے اسواسطے کہ وہ نفس پر سبک تر ہی اور سزاوار ہی اسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ ہی پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہین کہ اُنمین قلب اور لسان دونون جمع نہ ہون تو کسی شمار اور تعداد مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہی اور وساوس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہی اور مرض سخت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اُسکی تلاوت مین معنی قرآن کو بجائے حدیث نفس کے اُسکے باطن سے گردانے سو جس طرح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا اسیطرح معنی قرآن قلب مین ہو کہ اُسکو حدیث نفس سے نہ ملاوے اور اگر اعجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین جانتا تو مراقبہ حلیہ باطن کا کرے اور باطن اُسکا مطالعہ نظر اللہ مین جو اُسکی طرف ہو مشغول ہو بجاے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ دوام اُسیر کرنے سے وہ ارباب مشاہدہ سے ہو جائیگا۔ ابا لک نے کہا ہی کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن کو سنتے ہین تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہین تو چاہیے کہ ان اصول کے ساتھ مرید تمسک کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھ اللہ کیطرف استعانت کرے کہ اُس سے

ثبات اُسکے قدم کا ہی سہل کا قول ہی کہ جسقدر التجا اور افتقار اللہ کیطرف لازم کریگا اُسیقدر بلا کو پہچانے گا اور جسقدر کہ معرفت بلا اُسکو ہو گی اُسیقدر نیازمندی اللہ کیطرف ہو گی پس دوام افتقار اللہ تعالے کیطرف اصل ہر ایک خیر کی ہی اور ہر ایک علم باریک کی کنجی طریقہ قوم مین ہی اور یہ افتقار کل انفاس کے ساتھ کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ مشتغل ہو بغیر اسکے کہ افتقار الی اللہ سمین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اللہ تعالی کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعًا خیر کا نتیجہ نہ دیگا اسکو جسنے جانا ہی اور اسکو تحقیق کیا ہی۔ اور سہل نے کہا ہی کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین کہ اُسنے حال اپنا ضائع کیا اور جسنے اپنے حال کو ضائع کیا اقل درجہ اُسکا جو اُسکے سر آئے دخول اُسکا اُن باتون مین ہی جو مقصود نہین اور ترک اُسکا اُن باتون کیلئے ہی جو کہ مقصود ہین۔ اور ہمین یہ روایت پہونچی ہی کہ حسان بن سنان نے ایکدن کہا تھا کہ یہ کس کا گھر ہی پھر اپنے نفس کیطرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہی اور یہ نہین ہی مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہین ہی مگر اس وجہ سے کہ میرے نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہی اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال روزہ کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا اور عزیمتون کی قوت سے جو مردون کی عزیمتین ہین پہونچے اُن مدارج کو جنکو وہ پہونچے۔ جنید سے مروی ہی کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال کرے اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازان ایک لحظہ اُس سے منہ پھیرے تو جسقدر کہ اُس سے فوت ہو [illegible] یادہ اُس سے ہی کہ جسکو اُسنے حاصل کیا اور مبتدی کو احتیاج ہی اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم و مستحکم کرے اور منتہی جو اسکا عالم ہی اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ مبتدی صادق ہی اور منتہی صدیق ہی ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ صادق وہ شخص ہی جسکا ظاہر مستقیم ہو اور باطن اُسکا

ہوتا مائل حظ نفس کیطرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہی کہ حلاوت بعض طاعت مین
پاوے اور بعض مین نہ پاوے اور جب وہ ذکر مین مشغول ہو تو روح نورانی ہو جاوے
اور جب حظوظ نفس مین مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے۔ اور صدیق وہ ہی
کہ ظاہر اُسکا مستقیم ہوا اور باطن اُسکا عبادت آلہی کرتا ہو تلوین احوال سے کہ اُسکو
اللہ اور اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام محجوب کرے اور صدیق
اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہی اور صدیقیت سب احوال سے قریب تر نبوت
کے ہی۔ (ابو یزید نے کہا) آخر نہایات صدیقین اول درجات انبیا ہی۔ اور
جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہین اُنکے ظاہر اور باطن اللہ کے واسطے
مستقیم ہو گئے ہین اور اُنکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہین اور بساط قرب
پر وہ چلے ہین اور اُنکے نفوس بانقیاد اطالت اور صالحہ قلوب چاہتے ہین اور
اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہین جسکی اجابت قلوب کی کرتے ہین اُنکے
ارواح مقام اعلےٰ سے متعلق ہین جنمین آتش ہوی منطفی ہو چکی ہی اور اُن کے
باطنون مین علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت اُنپر منکشف ہو گئی جیسا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا ہی جو چاہے کہ ایک میت
کو دیکھے جو روے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ رسول مقبول
علیہ السلام سے اسکی طرف ہی جو مکشوف اُسے علم صریح سے ہوا جسکو عوام مومنین
نہین دیکھتے مگر جب کہ مر جائین جبکہ کہا جائے گا فکشفنا عنک غطائک فبصرک
الیوم حدید اور ارباب نہایت کی ہوی مر گئین اور اُنکی روحین آزاد ہو گئین۔ اور یحییٰ
بن معاذ نے کہا جب کہ اُس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا کہ ایک آدمی
اُنکے ساتھ ہی اُنسے جدا یعنی قالب مین خلق کے ساتھ اور قلب مین حق کے ساتھ
ہے اور ایکبار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک بندہ تھا سو جدا ہو گیا۔ پس

ارباب نہایات جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی حقیقت کے ساتھ ہیں
تاخیر میں پڑے ہوئے اجل مسمیٰ کی توقیت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنکو اپنی
خلقت کے لیے لشکر سے گردانا ہے جنہیں سے وہ ہدایت کرتا ہے اور اُنہیں سے وہ ارشاد فرماتا ہے اور اُنہیں سے
وہ اہل ارادت کو جذب کرتا ہے کلام اُسکا دوامی ہے اور نظر اُنکی دوامی ظاہر اُن کا
حکم کے ساتھ محفوظ ہے اور باطن اُنکا علم سے معمور ہے۔ ذوالنون نے کہا ہے
کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور اُسکی معرفت کا اُسکے نور ورع کو
منطفی نہین کرتا اور باطن مین علم سے اعتقاد کرے جو حکم سے ظاہر میں اُسپر
منقوض اور شکست ہوگیا اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت الٰہی اُس عارف کو
محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہین کرتی سو ارباب نہایات جسقدر نعمت
مین زیادہ ہوئے اُسی قدر عبودیت مین زیادہ ہوے اور جسقدر دنیا مین بڑھے
قرب مین بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت مین ترقی یاب ہوے تواضع
اور خواری مین ترقی کی اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یعنی وہ مومنین
کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہین اور کافرون پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور
جسقدر کسی خواہش کو نفوس کی خواہشون سے پہونچے سکر صافی کا اُنسے
استخراج کیا کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہین کہ نفوس کے ساتھ ترقی کرین
اسواسطے کہ نفس اُنکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہے کہ ایک شے کے ساتھ لطف
کیا جاتا ہے اور اُسکے لیے ایک تحفہ مین دیجاتی ہے اسواسطے کہ وہ مقہور
زیر سیاست ہے مرحوم ہے اور ملطوف بہ ہے اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز
رکھتے ہین تاکہ پیروی انبیا کی کرین اور شہوات دنیویہ سے قلت کو اختیار
کرین۔ یحییٰ ابن معاذ کا قول ہے کہ دنیا ایک عروس ہے کہ مشاطہ اُسکی اُسکو
طلب کرتی ہے اور جو زاہد ہین ہے اُسکا منھ کالا کرتا ہے اور اُسکے بالون کو

اکھیڑتا ہے اور اُنکے کپڑون کو پھاڑتا ہے اور جو عارف باللہ ہے وہ اپنے شبہہ سے مشغول ہے اور اُسکی طرف التفات نہین کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ منتہی باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت صیام اور قیام لیل اور انواع بر کی استحفاظ سے مستغنی نہین ہوتا اور ایک خلق نے یہین غلطی کی ہے اور اُنھون نے خیال کیا ہے کہ منتہی زیادات اور نوافل سے مستغنی ہے اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ نہین ہے اگر قدرت اور شہوات مین دست درازی کرے اور یہ ایک خطا ہے نہ اِس حیثیت سے کہ عارف کو اُسکی معرفت سے محجوب کرتی ہے لیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہے اور ایک قوم نے جب دیکھا کہ یہ اشیا اُنہین بہ فساد ت اثر نہین کرتی ہین اور نہ وہ حجب حجاب ہین تو اُنکی طرف مائل ہوئی اور سمین دست درازی کی اور ادائے فرائض پہ قناعت کی اور کھانے اور پینے مین وسعت دی اور یہ انبساط اُنسے ایک بقیۂ سکر احوال سے ہے اور مقید ہونا نور حال سے اور بالکل خالص نہ ہونا نور حق کیطرف ہے اور جو کوئی نور حال سے رہا ہوکر نور حق کو پہونچا اُس سے بقایائے سُکر دور ہو جاتے ہین اور نفس اُسکا مقام عبودیت پر توقف کرتا ہے جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوٰۃ اور صوم اور انواع بر سے کرتا ہے یہان تک کہ راستہ سے کنکر پتھر ہٹاتا ہے اور کچھ استکبار اور انکار اُس سے نہین کرتا کہ عوام مومنون کی صورتون مین عود کرے باین وجہ کہ اظہار ارادت کا ہر ایک نیکوئی اور صلہ سے کرے اور وہ شہوات کے ساتھ کبھی موافقت کرتا ہے تاکہ نفس مطہرہ کے ساتھ ملامیت کرے جو نہایت مطیع اور منقاد ہے اسواسطے کہ وہ اِسکا قیدی ہے اور اُسکو شہوات سے کبھی منع کرتا ہے اسواسطے کہ اسمین اصلاح ہے اور اُسکو بچہ کے حال کے موافق اعتبار کیا ہے

کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے عطاسے مراد ہے ایک وقت اور اُسے ایک وقت منع کرے تو اُسکی طبیعت تباہ اور فاسد ہوجائے سو اسطے کہ جبلت کے قمع سے سیاست علم کے مساہمت کا گریز ہے اور جب تک جبلت باقی ہے سیاست علم سے اُسکو چارہ نہین ہے اور یہ باب غامض ہے کہ منتہی پر اُس سے نہایات مین ہارج و داخل پہونچتے ہین اور میل واقع ہوتا ہے اور اُس سے باب ترقی مسدود ہوجاتا ہے پس منتہی لینے اور چھوڑنے مین ناصیہ اختیار کا مالک ہے اور اُسے چارہ نہین ہے اس سے کہ اعمال اور حظوظ کو لے یا چھوڑدے سو اعمال مین اخذ اور ترک ناگزیر ہے کبھی وہ اعمال کرتا ہے جیسے صادقین سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی مستی کو ترک کرتا ہے تاکہ نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے مدارات حاصل کرتا ہے اور کبھی اُسے چھوڑدیتا ہے کہ حسب سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہے سو وہ ان سب باتون مین مختار ہے پس جو شخص آرمیدہ ہوا اُسنے سب حظوظ بالکل چھوڑدیے اور وہ زاہد تارک تام ہے اور جسنے اُسکے لینے مین سستی کی تو وہ راغب تام ہے اور منتہی دونون طرف کو لیے ہوے ہے اسواسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم سیدھی راہ پر افراط اور تفریط کے درمیان ہے پس جو شخص کہ اُسکی طرف نہایت مین یہ اقسام پھیرے گئے اور اُسنے زاہد بنکر اُنھین زہد مین لے لیا تو وہ ترک اختیار سے مقہور حال ہے اور تارک لااختیار جو فعل الٓہی کے ساتھ قائم ہے حال کے ساتھ مقید ہے اور جس طرح کہ زاہد مقید بالترک تارک اختیار ہے اسیطرح زاہد زہد مین دُنیا سے لینے والا اُن چیزون کا ہے جو اُسکی طرف بھیجی گئین اس وجہ سے کہ فعل الٓہی کو دیکھتا ہے مقید بالاخذ ہے اور جب نہایت کا استقرار ہوگیا تو وہ مقید اخذ کا ہے نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہے اور

اختیار اُسکا اختیار اللہ سے ہی اور ایک وقت وہ لیتا ہی اور اختیار اُس کا
اختیار اللہ سے ہی اور اسیطرح اِسکے نفل روزے اور نفل نماز ہی کہ ایک وقت
اُنکو ادا کرتا ہی اور ایک وقت نفس کے لیے ٹال دیتا ہی اسواسطے کہ وہ مختار
صحیح فی الاختیار دو حال مین ہی اور یہی صحیح ہی اور نہایۃ النہایۃ ہی اور جو
حال کہ مستقر اور مستقیم ہو وہ مشاکل حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اور
اسیطرح تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے ہوتے
اور رات کو کھڑے بالکل نہ ہوتے اور ایک مہینہ روزہ رہتے اور ایک مہینہ
بالکل روزہ نہ رہتے سواے رمضان کے اور خواہشون کو حاصل کرتے تھے
اور جبکہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین گوشت نہ کھاؤن تو آپ نے
فرمایا مین گوشت کھاتا ہون اور اُسے دوست رکھتا ہون اور اگر مین اپنے
رب سے مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلا دے البتہ مجھے کھلاتا اور یہ تجھے دلیل اسپر ہی
کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسمین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور
چاہا تو نہ کھایا اور آپ کھانے کا ترک اختیار کرتے تھے اور ہر آئنہ ایک قوم پر
فتنہ آگیا جب کبھی اُنسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا
کیا ہے تو وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری
کرنے والے تھے اور یہ جہل محض ہی جبکہ وہ قائل اسکے ہون کہ اُنکو پیروی
اسکی لازم نہین اسواسطے کہ رخصت اُسکے قول کی حد پر ٹھہرنا ہی اور عزیمت
اسکے فعل کی پیروی ہی اور قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت
کے لیے اور فعل اُسکا ارباب عزائم کے لیے ہے پھر منتہی جو ہوا اسکا حال حکایت
اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حق کی طرف خلق کی دعوت
اور بلانے مین کرتا ہی پس جو کچھ کہ اُسپر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتماد کرتے تھے

سزاوار ہی کہ اُسپر یہ بھی اعتماد کرے اور قیام لیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے صیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا کرے یا کسی
ترقی کے لیے جیسے وہ اس سے حاصل کرتے ہین پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے
تھا تو منتہی بھی جو اسکا مقتدی ہی چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح اور حق
یہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط ابتدا کے لیے نہین کیا
بلکہ اس سے آپ ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہی جو ہم نے تہذیب جبلت سے
بیان کیا اللہ تعالے نے آپکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہی کہ واعبد ربک
حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب اپنے کی عبادت کر یہان تک کہ تجھے موت
آوے اسواسطے کہ آپ نے اسکے ساتھ زیادہ مدد حضرت الٰہیت سے چاہی
اور سخی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محتاج
ترقی کے اللہ تعالے کی طرف سے اور غیر مستغنی اُس سے ہین ازان بعد
اسمین ایک سر غریب ہی اور وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ جنسیت
نفس کے واسطے سے خلق کو حق کیطرف بلاتے ہین اور اگر رابطہ جنسیت نہ ہوتا
تو آپ سے نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اُٹھاتے اور اُسکے نفس پاک
اور اتباع کے نفوس مین ایک رابطہ تالیف کا یہ ہی جبکہ اُنکی روح اور
اُنکے ارواح مین رابطہ تالیف کا ہی اور رابطہ تالیف یہ ہی کہ نفوس ملوث
باہم آب ہوگئے جیسے کہ ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہوگئین اور ہر ایک
روح کے لیے اُسکے نفس کے ساتھ تالیف خاص ہی اور سکون اور
تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے درمیان واقع ہی اور جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے کہ اُسکے نفس اور اتباع
کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جس قدر اُنکے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

کام اُس سے لے لیتے اور جو اُس سے زیادہ ہوتا نفوس اُمت کو پہونچتا اور اسیطرح
منتہی اِس بات پر اپنے اصحاب اور اتباع کے ساتھ ہے تو زیادات اور نوافل
سے تخلف نہ کرے اور نہ لذات اور شہوات مین پانوُن پھیلائے مگر ایک لالات
سے جنکو نفس مخصوص کرے اور انہین سے اعتدال کا حق پورا نہین ادا کیا جاتا
مگر جبکہ تائید الٰہی اور نور حکمت ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحت جلوہ کا محتاج ہو
تو اُسے لابد ہے کہ حق سے خلوت صحیح رکھے تاکہ اُسکی جلوت اُسکی خلوت کی حمایت
مین ہو۔ اور جو شخص کہ اُسکو معلوم ہو کہ تمام اوقات اُسکے خلوت ہین اور اُسے
کوئی شے حجاب نہین اور ہر آئینہ اُسکے اوقات باللہ اور للہ ہین اور کوئی نقصان
نہین دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اُسکو حقیقت مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت
نہین دی تو وہ اپنے حال مین صحیح ہے علاوہ اِسکے کہ وہ زیر قصور رہے اسواسطے
کہ سیاست جبلت کے لیے آگاہ نہین کیا گیا اور نہ اُسکو تملیک اختیار کا سر تبلایا
گیا اور نہ وہ واقف بیان سے ہوا امر روشن پاک یعنی ملت حنفیہ سے اور ہر آئینہ
مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہین جنمین اشتباہ کی جگہ ہے کہ انسان اُسے
سُنتا اور اُسپر عمل کرتا ہے اور اولے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے کیطرف نیازمندی
ہر ایک کلمہ مین کرے جسکو وہ سُنے یہانتک کہ اُسکو اللہ اُسمین سے وہ بات
سُنا دے جو کہ بہتر اور صواب ہے۔ بعضے صوفیہ سے منقول ہے کہ اُس سے کمال معرفت
کا سوال کیا گیا تو اُسنے کہا کہ جب متفرقات اور پراگندگی جمع ہو اور احوال و اماکن
مستوی ہون اور نظر تمیز ساقط ہو جائے اور ایسے قول وہم مین ڈالتے ہین کہ خلوت
اور جلوت مین تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدور اعمال اور اُسکے ترک مین اور اُس سے
یہ نہین سمجھا جاتا اور اُس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ قائل نے اس سے معنی خاص کہ
ارادہ کیا ہے یعنی حظ معرفت کسی ایک جا سے منجملہ احوال کے متغیر نہین ہوتا اور

یہ صحیح ہی اسواسطے کہ خط معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ محتاج تمیز کا ہی اور حوال
اسمین مستوی رہتے ہین لیکن خط مزید متغیر اور تمیز کیطرف محتاج ہوتا ہی اور اس
کلام مین اور جو ایسے کلام ہین ایسی کوئی بات نہین ہی جو خلاف ہمارے بیان کے
ہو۔ محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت کس چیز کیطرف ہے
کہا اُنکی حاجت ایسی خصلت کیطرف ہی جس سے سب محاسن کامل ہوے
اور آگاہ و خبردار ہوئے کہ وہ استقامت ہی اور جو کوئی کامل المعرفت ہوگا وہ
استقامت مین کامل ہو سوار باب نہایت کی استقامت تمام و تکمیل یہ ہی۔
اور بندہ ابتداً اعمال مین پکڑا جاتا ہی جسکے سبب وہ احوال سے محجوب ہی اور
درجہ توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہی کہ ہر آئنہ اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہی اور
انتہا مین اعمال اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال
سے ہوتے ہین اور یہ بڑا فضل عظیم ہی۔ جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہی کہا وہ
رجوع الی البدایۃ ہی اور ہر آئنہ بعض صوفیہ نے قول جنید کی یہ تفسیر کی ہی اور
اُسکے یہ معنی کہے ہین کہ وہ ہر آئنہ ابتداے امر مین جہل کے اندر تھا پھر معرفت
کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کیطرف پھیر اگیا اور وہ مثل طفولیت کے ہی
کہ جہل ہوتا ہی پھر علم ہوتا ہی پھر جہل ہوتا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی لکیلا یعلم
بعد علم شیئا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی خلق اللہ عارف باللہ زیادہ وہ ہی جو سب سے
زیادہ متحیر نہین ہو اور جائز ہی کہ معنی اُسکے وہ ہون جو ہمنے بیان کیے کہ وہ اعمال مین
ابتدا کرتا ہی پھر احوال کیطرف ترقی کرتا ہی بعد ازان اعمال و احوال کا وہ جامع
ہو جاتا ہی اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہی جو مراد اور طریق محبوبین مین ماخوذ ہو
کہ اُسکی روح حضرت اللہ کیطرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہی
اور قلب نفس سے تبعیت چاہتا ہی اور نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ

اور ساجد بین یدی اللہ تعالے ہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
سجد لک سوادی وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا
اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا وظلالہم
بالغدو والاصال یعنی اور واسطے اللہ تعالے کے سجدہ کرتا ہی جو آسمان و زمین
مین ہی خوشی اور ناخوشی اور سایہ اُنھون کا صبح وشام سجدہ کرتا ہی اور ظلال
قوالب سجدہ سجود ارواح کے ساتھ کرتے ہین اور اُسوقت روح محبت اُنکے
تمام اجزا مین سرایت کرجاتی ہی سو وہ لذت حاصل کرتے ہین اور ذکر اللہ تعالے
سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبۃً تنعم او رخوشی کرتے ہین پس اللہ تعالی اُنکو
محبوب رکھتا ہی اور اُنکو محبوب خلق کردیتا ہی اپنی نعمت سے جو انپر ہی اور اپنے
فضل سے بنا بر اسکے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ البتہ اللہ تعالے جب کسی اپنے بندہ کو محبوب
رکھتا ہی تو جبرئیلؑ منادی کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے فلان کو دوست رکھا سو
مین اُسے دوست رکھتا ہون پھر اُسے جبرئیلؑ دوست رکھتا ہی بعد ازان جبرئیلؑ
آسمان مین منادی کرتے ہین کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے فلان شخص کو دوست رکھا
ہی سو تم بھی اُسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اُسکو دوست رکھتے ہین اور اُسکے
لیے زمین مین قبولیت رکھی جاتی ہی اور اللہ ہی کے ساتھ مدد ہی اور عصمت اور توفیق ہی

باب چونسٹھ

نام کتاب	قیمت
کیمیائے حکمت علم و ادب کے فضائل	۲ر
اشفاق رضی اخلاق و تصوف کے مضامین از قاضی محمد رضی صاحب	۶ر
...ب الاخلاق - اخلاق محسنی کا سلیس عام فہم ترجمہ	۹ر
رسالہ شرافت - جوہر شرافت کے اصلی معنی -	۶ر
تہذیب احسانی - اس مین تہذیب و ادب پر کافی بحث کی گئی ہے اور باادب بانصیب کے مقولہ کو ثابت کیا ہے -	۳ر
پند نامۂ وحید - ہر ایک بارہ مین بے بہا نصائح -	۰ر
اردو ترجمہ ریاض رضوان گلستان کی شرح ریاض رضوان کا بغرض مفید عام ہونے کے اردو ترجمہ کیا گیا ہے	۱۰ر
پند نامہ حبیبی - قابل عمل نصائح -	ار
کشف الاسرار [illegible] کا ترجمہ	ار
اظہار الحقیقت - اس مین بزرگون کو برا کہنے کے برے نتائج دکھلائے گئے ہین	ار
کسب الانبیا جس مین بتایا ہے کہ پیشہ برا نہین ہے -	ار

نام کتاب	قیمت
ترجمہ وصایائے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۹ پائی
عادۃ الانسان فی آخرۃ الایمان	۲ر
گلدستۂ جنان - گلستان سعدی کی عمدہ شرح ہے -	زیر طبع
حدیقۃ الاخلاق - بہت سے اخلاقی مضامین کا ایک عمدہ مجموعہ ہے -	۱۰ر
ڈیوٹی - یعنی فرض یہ انگریزی کی ایک مایۂ ناز اور بہترین تصنیف ہے جس کو پڑھکر ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ اگر آدمی اخلاق ہمت [illegible] جرات سے کام لے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس کے واسطے دنیا مین مشکلات نہین ہین عجیب و غریب کتاب ہے	عہ ر

کتب اخلاقی فارسی اہل سنت

نام کتاب	قیمت
گلستان جلی قلم محررۂ منشی شمس الدین اعجاز رقم کاغذ سفید گندہ	۴ عہ ر
گلستان جلی قلم حسب مراتب بالا	۲ عہ ر
گلستان باتصویر بہ موقع اور محل کے لحاظ سے عمدہ عمدہ تصاویر	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
گلستان معہ فرہنگ ۔ متوسط قلم آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ ۔	۱۱ر
گلستان باتصویر کاغذ حنائی و سفید رسمی سایز ۲۰/۲۶	۹ر
گلستان معہ فرہنگ متوسط قلم محررہ منشی شمس الدین	۱۰ر
گلستان محشی اُردو اِس پر طلباء کی آسانی کے لئے اُردو حواشی چڑھائے ہین	۱۴ر
شرح گلستان از ملا محمد اکرم ملتانی اس مین ہر ایک مشکل فقرے کی بخوبی تشریح کی گئی ہے ۔	۱۳ر
شرح گلستان ساز شیخ ولی محمد اکبرآبادی شارح مثنوی مولانا روم اسمین رموز تصوف کو خوب حل کیا گیا ہے	۱۳ر
گلستان مترجم فارسی با ترجمہ اُردو	۱۲ر
گلستان خورد [illegible]	۵ر
بہار باران شرح گلستان مولانا غیاث الدین مصنف غیاث اللغات کی لکھی ہوئی ہے اور نہایت تحقیق سے یہ کتاب لکھی ہے ۔	عہ/۲
تضمین گلستان سعدی منشی ہرگوپال	

نام کتاب	قیمت
تفتہ سکندرآبادی نے گلستان کے ہر ایک شعر پر مصرع لگائے ہین	۷ر
بہارستان جامی اخلاق نصائح مین قابل قدر ہے ۔	
نگارستان حکایات پند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجدالدین صاحب خوانی	۸ر
بوستان جلی قلم محررہ منشی شمس الدین صاحب مرحوم اعجاز رقم	عہ/۲
ایضاً جلی قلم کاغذ رسمی حسب مراتب بالا	عہ
بوستان محشی کلان ۔ اسمین حواشی ضروری بھی درج ہین ۔	۱۳ر
بوستان منشی ادنی قلم مراتب بالا معہ ٹیٹل رنگین	۹ر
بوستان محشی متوسط قلم مطبوعہ علیگڈہ	۸ر
بوستان محشی خورد ۔	۵ر
بہار بوستان ۔ یہ بوستان کی جامع شرح ہے	عہ/۸
اخلاق جلالی ۔ مشہور و معروف	
اخلاق ناصری منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے ۔	زیر طبع
اخلاق محسنی ہم رتبہ گلستان مشہور و معروف	۸ر